جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب مستطاب در ابطال مذہب اہلسنت و احقاق مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ الموسوم

اعلان الہدی

در جواب

اسرار الہدی

کہ از تالیفات عالیجناب فیض مآب حکیم مولوی شیخ احمد رضا صاحب دام ظلہ ...

مولوی شیخ وجیہ الدین صاحب مرحوم تاریخ ۲۰ جون سنہ ۱۹

لکھنؤ اثنا عشری کمترین علی کردیا
بمقام مطبع باہتمام ... طبع

CHECKED 1996
Checked

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

الحمد للہ علی کمال الدین واتمام النعمۃ کہ این کتاب مستطاب محتوی بر تحقیقات انیقہ و تدقیقات رشیقہ مذہب شیعۂ امامیہ اثنا عشریہ مسمی بہ

اعلام الہدی

در جواب

اسرار الہامی

بتاریخ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۱۳ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع شد

جملہ حقوق محفوظ

داخلہ نمبر ۹۸۳۹
فن مذہب [illegible]
کتاب نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر تعریف اور سب ستایشیں اُس قادر مطلق کے لیے سزاوار ہیں کہ جسنے اپنے نور سے
نورِ محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کو پیدا اور پھر اُسی نور کے وسیلے سے ہژدہ ہزار عالم اور زمین
و آسمان عرش کرسی لوح و قلم جمیع موجودات کو ہویدا کیا اور تمام مشکلات دینی اور دنیوی
کا حلّال اور ہر طرح کی حاجات ظاہری و باطنی کا عقدہ کشا اپنے برگزیدہ پیغمبر اور اُسکے
اوصیا کو بنایا یہ اُسکی کمال شفقت ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین و مجاہد الکفار والمنافقین
کو ہمارا پیشوا مقرر کیا اور نہایت پاک سرشت فرشتہ خصائل اماموں کے تقلید و تمسک کا
حکم دیا اور ہم شیعیان اہلبیت اطہار کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا اور
ہمارے پیشواؤں کے مخالفوں اور معاندوں کو بڑے بڑے غضب آلود تہدید آمیز
القابوں سے یاد کیا جل جلالہ و عم نوالہ۔

اور ہر قسم کی نعت اور بزرگی کا سزاوار وہ پیغمبر ذی الاقتدار ہے کہ جسکی قامت پر

خلقت لولاک لما خلقت الافلاک راست آیا بلکہ اُسکے وسیلے سے یہی خلعت
مبارک بقیۂ چہاردہ معصوم کے بدن مین بھی درست سجیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
بعد آپکے درود وسلام وہر طرح کی فضل واکرام کے مستحق اہلبیت پیغمبر صلعم ہین
جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوا جنکی امامت اور پیشوائی سے دین کامل ہوا سب سے پہلے
وہ مرد میدان فتوت وولایت جسکو خدا تعالیٰ نے نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا جسکے ولی عہدی
سے اکملت لکم دینکم واتمام نعمت ہم لوگون پر ہوا جسکا تمسک گمراہی سے بچانیوالا جسکی مودت
مومنین کا شعار جسکے دشمنون پر خدا کی پھٹکار یعنی حضرت حامد الکفار صاحب ذوالفقار
کرار غیر فرار حیدر نامدار صفدر کامگار قوت بازوی نبی مختار خدا کا ہاتھ اللہ کا شیر رسول کا
بھائی ہمارا پیشوا سردار نبی کے بعد انکا وصی اور بلا فصل خلیفہ جسکی خدا ترسی اور
رحم دلی اور سخاوت اور شجاعت اور پاکیزگی اور طہارت اور بزرگی وامامت کا آیات
قرآنی مین مذکور امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین سید الاولیا امیر الاوصیا
الصدیق الاکبر الفاروق الاعظم الیعسوب الامامۃ اسد اللہ الغالب الغالب علی
کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب خدا کا درود وسلام آپ پر ہر دم نازل ہو
اور نیز اُس پاک اور مقدس بی بی پر جو دونون جہانکی بیبیونکی سردار ہے اور اُسکے
دونون نور عینین رسو لخدا کے بیٹے علی مرتضیٰ کے دلکے چین یعنی سبطین الشہیدین
السعیدین ابی محمد ن الحسن و ابو عبد اللہ الحسین انکا نتیجہ اور سردار ہمارے پیشوا
رسولخدا کی نور نظر فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ کے پارۂ جگر امام حسین کے پسر علی زین العابدین سے
لیکر پشت در پشت حضرت قائم آل محمد مہدی آخر الزمان تک خدا کا درود وسلام ہر روز و
شب صبح وشام ہم پر نازل ہوتا ہو کما قال تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی

خدا تعالیٰ نے ہر طرح کا شرف اور بزرگی ہم مومنین کو فقط انھین چودہ مقدسون کی بدولت عطا فرمایا ہی۔ یٰایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

سبب تالیف رسالہ ہذا کا بندہ شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی وجیہ الدین عثمانی دیوبندی عرض کرتا ہی کہ آخر ماہ جولائی ۱۸۹۳ء مین ایک رسالہ موسومہ اسرار الہدیٰ میرے پاس پہنچا جو مطبع اکبری مقام آگرہ مین طبع ہو کر شایع ہوا جسمین اول اہل تشیع کی جانب سے ہین سوال قایم کرکے انکے جوابات بجانب اہل سنن دیئے گئے ہین اور انھین جوابات کے ضمن مین اکثر آیات و احادیث صحیحہ مرویہ اہل تسنن متعلقہ مناقب و فضائل حضرت علی مرتضیٰ پر بہت اسرار کے ساتھ جرح اور قدح کی گئی ہی بعد اسکے بہت بڑے اعلان و اظہار کے ساتھ پچیس سوالات ایسے قایم کئے ہین کہ جنمین خاص ذات مقدس حضرت مرتضوی پر اعتراضات کئے گئے ہین اور ثابت کیا گیا ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ نعوذ باللہ کافر تھے امامت اور خلافت کے ہرگز سزاوار نہ تھے شرع کی خلاف حکم دیا کرتے تھے لوگونکا مال مفت کھا جاتے تھے خدائی کا دعویٰ کیا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ جو لطف رسالہ کے بحسب مندرجہ دیباچہ رسالہ منشی جوہر علی صاحب مچھلی شہری ہین جو اپنے آپ کو حنفی سنی کہتے ہین اور طرز تحریر عبارت بالکل مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کا ہی اور ہر فقرہ اور ہر مطلب سے انھین کے عقاید کی بو نکلتی ہی میرا دل اس بات کو قبول نہین کرسکتا کہ ایک مسلمان جسکے آبا و اجداد سے مذہب شیعہ چلا آتا ہو یکبیک چند رسالت کا اعتقاد من ہو جاتے کہ ان بزرگوارونکو قطع نظر ولایت و امامت کے دائرہ اسلام سے بھی خارج سمجھنے لگا اگر ایسا ہی کسی بدنصیب ازلی کو شامت اعمال نے گھیرا ہی تو درجہ بدرجہ تنزل کرتا ہی مثلاً شیعہ سے سنی ہوا سنی سے وہابی ہوا

وہابی سے ناصبی ہوا ناصبی سے خارجی ہوا اور یوں وفعتاً کہ شب کو تو ولائی اہلبیت
دل مین لیکر سوئے اور صبح کو بغض و عداوت اہلبیت سے معمور دل لیکر بیدار ہوئے بلاشبہ عجیب اور
نئی بات ہی۔ اگر یہ رسالہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کی تصنیف سے نہین ہی اور
منشی جوہر علی صاحب ہی اُسکے مصنف ہین اور ترک تشیع کرکے جدید سُنّی ہوئے ہین
تو شیعونکو سمجھکر درگاہ والٰہی مین بجالانا چاہیے کہ منشی صاحب اُنکے زمرہ سے بہت جلد علیحدہ ہو گئے
مین پورا پورا اندازہ اس امر کا نہین کرسکتا کہ وجود باجود جناب منشی صاحب سے جماعت حضرات
اہل تسنن کو کیا کیا منفعتین حاصل ہوئی ہین ہان اسقدر کہہ سکتا ہون کہ عوام اہلسنت کو کوئی فائدہ ذات
شریف منشی صاحب سے نہین پہونچا بلکہ اُنکی عقائد اور مذہب کو ضرر عظیم پہونچنے کا احتمال ہی البتہ خواص اہلسنت کو
بظاہر اسقدر فائدہ پہونچا کہ معارضۂ و مناظرۂ شیعیان مین جن الفاظ کو حضرات اہلسنت
بظاہر اپنی زبان سے نہین نکال سکتے تھے اور اُنکے زبان پر لانے سے خوف معصیت تھا
اُنکو منشی صاحب ادا کردیا کرینگے۔ یہ فقط میرا خیال ہی نہین ہی بلکہ کامل ثبوت اس میرے
رائے کا موجود ہی جسکا جی چاہے رسالۂ اسرار الہدیٰ کو بغور ملاحظہ کرکے دیکھ لے کہ اُسمین صاف
صاف ایسے فضائل اور مناقب مرتضوی سے انکار کیا گیا ہی کہ جنکو قدیم سے علمائے
اہل سنت تسلیم کرتے چلے آتے ہین اور نیز ایسے ایسے اعتراضات حضرت علی پر کیے گیے
ہین کہ وہ قابل امامت نہ تھے اور گنہگار تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ کفر تک کا الزام اُنپر عاید کیا
گیا با وجود اس سب و شتم اور طعن و تشنیع کے تین علما اہل سنت کی تقریظین خاتمہ
رسالہ مذکور پر درج ہین جنمین سرآمد علمای سنیہ مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھوی ہین
وہ اس رسالہ کی نسبت تحریر فرماتے ہین فھذہ رِسالۃٌ سَنِیَّۃٌ و مقالۃٌ بھیّۃٌ
اور ایک موقع پہ لکھتے ہین للہ دَرُّہ فقد اَفحَمَ المعاندِین بتحقیقاتٍ اَنیقۃٍ

دُرِّيَّتِهٖ وَاسْكَنْتُهُمْ بِالْنَ امامتِ شِيعَةٍ قُرِيَّه٦ ـ ایک صاحب قطعہ عربی توصیف
وتاریخ رسالہ مین تحریر کرکے اپنا علم وفضل جتلاتے ہین ایک صاحب اُردو زبان مین ہی
تعریفاً لکھ رہے ہین مگر ساتھ ہی اسکے ایک دو ٹوٹا پھوٹا فقرہ علی کا بھی حمد ونعت مین مجبوراً انکو
لکھنا پڑا غرض ان تقاریظ سے جو بات ہے وہ ہی معلوم ہوتی ہی جو اوپر گذارش کرچکا ہون اگر حضرات
موصوفین کچھ بھی اپنے دلمین انصاف کرتے تو اعتبار اُنکے علم وفضل اور دیانت وتقوی کو لازم
تھا کہ منشی صاحب کو ایسی تحریرات سے باز رکھتے کیونکہ منشی صاحب نے اپنے آپکو اہل سنت
قرار دیکر یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا اور اغلب واکثر مضامین مندرجہ رسالہ مذکور مخالف عقیدت
اہل سنت والجماعت کی ہین۔ کیا کم علم اہل سنت اس رسالہ کو پڑھکر یہہ یقین نہ کرلینگے کہ حضرت
علی کی شان مین گستاخی کرنا اور اُنکو الفاظ نامناسب سے یاد کرنا اور اُنکے فضائل ومناقب سے انکار کرنا
مذہب اہل سنت مین جائز بلکہ مولوی لطف اللہ صاحب کا پسندیدہ مسئلہ ہی کیا جہلاء اہل
تسنن اس رسالہ کو پڑھکر یہ امر باور نکرینگے کہ جن جن علمای اہل سنت نے معجزہ رد شمس کو اپنی
اپنی تصنیفات مین لکھا ہی وہ سبکے سب ابن سبا ملعون کے شاگرد اور چیلے تھے۔ کیونکہ منشی صاحب نے
جو اکیسوان اعتراض حضرت علی پر قائم کیا ہی اُسکے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین ہی نہ بروایت قوی ونہ بروایت ضعیف مگر اہل تشیع کے معتبر
کتب مین اس قصہ کا مذکور ہی۔ اور ملا جامی کے شواہد مین کسی شیعہ نے الحاق کرکے چھپوا دیا ہی۔ اگر
مولوی لطف اللہ صاحب کی تقریظ اس رسالہ پر نہوتی تو عوام سمجھ سکتے تھے کہ منشی جی صاحب نے اتفاق
ملاحظہ کتب اہل سنت کا نہین ہوا ہی ناواقفی اور کم علمی کیوجہ سے ایسا لکھدیا لیکن اب کتب معتبرہ
وعلمائے اکابر اہل سنت مندرجہ ذیل کی نسبت جنھون نے واقعہ رد شمس کو اپنی کتب مین لکھا ہی
عوام اہل سنت کا کیا عقیدہ ہوگا سنا ملاحظہ فرمائیے کہ امام طحاوی وصاحب مواہب لدنیہ امام احمد

بن صالح قاضی عیاض مالکی شیخ ابن حجر عسقلانی ابن حجر مکی ابن مندہ ابن شاہین ابن مردویہ طبرانی صاحب معجم کبیر شیخ الاسلام بن العراقی صاحب شرح تقریب علامہ جلال الدین سیوطی صاحب رسالہ مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب مدارج النبوۃ اور انکے علاوہ ایک جماعت کثیر محدثین اہل سنت نے اس معجزہ رد شمس کو اپنی اپنی تصانیف مین لکھا ہی بموجب تحریر منشی صاحب حسب شہادت مولوی لطف اللہ صاحب عوام کی نظرون مین دایرہ اہل سنن سے خارج ہوگئے یا نہین آیندہ جب کبھی ردشمس پر مناظرہ ہوگا اور اقوال علما مندرجہ بالا کا کوئی حوالہ دیگا تو فریق ثانی بند مولوی محمد لطف اللہ صاحب پکار کر کہیگا کہ یہ لوگ اہل سنت کے عالم نہین ہین بلکہ رافضی ہین انکے قول کا کچھ اعتبار نہین اور چونکہ جہلا مین تہذیب کی پابندی نہین ہوتی کیا بعید ہی کہ کوئی لفظ خلاف شان ان بزرگون کی نسبت رافضی اور ابن سبا کا چیلہ سمجھکر کہہ بیٹھے تو فرمایئے کہ کیا بات نکلی ہمارے منشی صاحب تو اپنی خطا کو خطاء اجتہادی قرار دیکر الگ ہوجاینگے لیکن مولوی صاحب سے یہ بھی نہوسکیگا کیونکہ وہ شرائط اجتہاد سے واقف ہین اس ایک امر کو بطور نمونہ ذکر کیا ہی باقی اپنے اپنے موقع پر گذارش کیا گیا ہی۔ الغرض جب یہ رسالہ اسرار الہدیٰ اولاً میری نظر سے گذرا تو مینے اُسکو قابل جواب دینے کے نہ پایا کیونکہ جو لوگ خواہ سنی ہون یا شیعہ کچھ بھی فن مناظرہ سے نسبت رکھتے ہین وہ اس رسالہ کی وقعت کو بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اہل انصاف جنکے دلون مین تعصب اور طرفداری نہین ہی خود دیکھ سکتے ہین کہ مولف صاحب ہر سہ سوالات کے جواب سے عہدہ برآ ہوگئے ہین یا نہین اور نیز یہ بھی خیال تھا کہ جسوقت معتبرین علمائے اہلسنت اس رسالہ کو ملاحظہ فرماینگے ضرور اسکے تشہیر و اعلان کو روکینگے اور اسکے برخلاف قلم فرسائی کرینگے مگر جبکہ خاتمہ رسالہ پر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب کی تقریظ

نظر مجھی اسوقت ضرور ہوا کہ اس رسالہ کا جواب لکھا جاوے پہلے تو جہلا کی طرف
سے یہی گمان تھا کہ ہمارے سکوت کو محمول بعجز نہ کرلین اب علما اور خواص کیطرف سے
بھی اس گمان کا خدشہ ہوا اسلیئے خدا تعالی کے فضل وکرم اور معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی تائید پر بھروسہ کرکے قلم برداشتہ تردید لکھنی شروع کی از آنجا کہ رسالہ مذکور کی تردید
کرنے مین کوئی موقع غور و تردد کا نظر نہ پڑا دو روز مین تمام وکمال مسودہ کرکے
تحریر سے فراغت پائی۔ اور چونکہ نام رسالہ زیر رد کیے گئے کا اسرار الہدی ہی اور ظاہر ہی
کہ ہدایت ستر اور خفا نشین ہوا کرتی بلکہ اس طرحکی ہدایت کو اغوا اور بہکانا کہتے ہین
ہدایت ہمیشہ اعلان کے ساتھ ہوتی ہی لہذا نام اس رسالہ مبارک کا
اعلان الہدی فی رد اسرار الہدی رکھا گیا خداوند کریم جمیع مسلمانونکو
اس سے مستفید کرے بجاہ محمد والہ الامجاد

قبل شروع کرنے مقصد کے ایک بات اور قابل گذارش ہی کہ مصنف صاحب نے
خاتمہ رسالہ پر ایک اطلاع واجب الاتباع کی سرخی لکھکر زیب رقم فرمایا ہی کہ جو صاحب
اس رسالہ کا جواب لکھین وہ سررشتہ تہذیب کو ہاتھ سے نہ دین جیسا کہ شیخ احمد صاحب نے
بمقابلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہمارے معین کے واہیات کلمات لکھے ہین —
اس امر کا انصاف وہی شخص بخوبی کرسکتا ہی کہ جسنے ازہار الہدی و بدر الدجی مولفہ
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور انکی تردید یعنی شمس الضحی کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہی
شروع سے لیکر خاتمہ تک مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنے رسالون مین کوئی
دقیقہ توہین علمائے شیعہ کا اٹھا نہین رکھا یہانتک کہ ائمہ اہلبیت کی شان مین
برابر کلمات ہتک آمیز اور توہین کا استعمال کیا مگر ہمنے ہرگز اسکا جواب نہین دیا ہی بلکہ

اسماء صحابہ تعظیم کے ساتھ لکھے اور علما کی شان مین کوئی کلمہ توہین کا نہین لکھا اگر اسپر بھی شکایت ہی تو خدا کی مرضی اسکے تو یہ معنی ہوے کہ ہم تو جھین جو چاہین کہہ لین مگر تم ہمکو کچھ نہ کہنا حیا نچہ یہی بات اس رسالے مین بھی ہی کہ ماشاء اللہ جناب منشی صاحب نے عوام شیعہ اور علماے شیعہ اور ائمہ اہلبیت کی شان مین ایسے ایسے واہیات الفاظ اور توہین اور رشک کے کلمات تحریر فرماے ہین کہ سننے والے کو ہرگز تحمل نہو سکے اور فوراً اسناظرہ سے نوبت مجادلہ پہونچ جاوے اور پھر طرہ یہ ہی کہ دوسرون سے یہ درخواست ہی کہ ہمارے ساتھ تہذیب کا عملدرآمد رکھا جاوے۔ اگرچہ ہمکو یہ امر ہرگز منظور نہین کہ دوسرے کی بدتہذیبی دیکھکر ہم بھی نامہذب ہو جاوین لیکن فقط اسلیے یہ حال گذارش کیا گیا ہی کہ منصف مزاج لوگ غور فرماوین کہ دوسرے کی توہین کرنا اور پھر اپنے اسید واری درگذر کی کرنا کیا ہٹ دھرمی نہین اگر خوف طوالت نہوتا تو اس موقع پر اظہار الہدیٰ کے ان مقامات کو نقل کرتا کہ جہان ضلع اور جگت اور پھکڑ بازی ختم ہوئی ہی۔ اور منشی جوہر علی صاحب کو جو دعوی اپنی تحریر کی تہذیب کا ہی اسکی یہ کیفیت ہی کہ براہ کرم ذرا اسرار الہدیٰ کو ہاتھ مین لیجیے اور جن جن صفحات کے مین حوالہ دیتا ہون انکو ملاحظہ فرمائیے کہ منشی صاحب نے کونسا دقیقہ بدکلامی ہجو توہین بدتہذیبی کا باقی چھوڑا ہی۔ تفصیل بدتہذیبی کی یہ ہی

نمبر شمار صفحہ	مضمون نامہذب	نمبر صفحہ	مضمون نامہذب
۴	حساد باطل پرست	۴۴	سوالات واہیات کے جوابات
〃	فی قلوبہم مرض		دندان شکن
〃	اپنے قدماء کی تقویم پارینہ واپیچ کی	〃	اہل نفاق
	کتب دیرینہ	۳۹	انکو ملا صاحب میزان الفضیحہ کی

التماس بندہ

اب فرمائیے جناب منشی صاحب آپ پان محنت فرما کر امیدوار انعام تو ہو ہی چکے ہین لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ کیا مدرسۂ تہذیب اور دبستان ادب سے یہ ہی سبق حاصل کیا ہی اور اسی تہذیب کے بھروسہ پر دوسرون سے تہذیب کی درخواست ہی۔
اگر ایک ایک لفظ کے جواب مین ہزار ہزار لفظ اس سے بدتر آپکے علما اور عظما کی شان مین استعمال کیے جاوین تو ہرگز ناواجب نہین بلکہ منصف مزاج لوگ ضرور مجیب کو معذور بلکہ مصیب قرار دینگے۔
ذرا آپ ہی اپنے دل مین انصاف کیجیے اور ان الفاظ کو جو قلم تہذیب رقم سے تو نے ادب پر جلوہ گر فرمایا ہی اپنے اور اپنے ہم مذہب اور اپنے علما اور فضلا و مشاہیر کی شان مین ایک لمحہ کے لیے عاید کر کے پھر دل مین غور فرمائیے کہ کیسے برے معلوم ہوتے ہین منشی صاحب اگر تھوڑی دیر کے لیے منصف بن جاوین تو آنکو ان لفظون کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے ناظرین با انصاف اس امر کا انصاف کرین کہ اگر مین بھی اس قسم کے الفاظ بلکا ایک ایک کی جگہ دس دس اور بلکہ بیس جواب مین استعمال کرون تو کیا انصاف کی رو سے منشی صاحب شکایت کر سکتے ہین پھر غور فرمائیے کہ اس سرخی اطلاع واجب الاتباع سے کیا مطلب نکالا۔

آغاز کتاب

واضح ہو کہ تین سوال بجانب اہل تشیع قایم کر گئے ہین وہ یہ ہی۔
اول خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کونسی

حدیث ہی اور کہاں ہے۔

دوم۔ اگر حدیث صحیح موجود ہی تو شوری کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوری سے مخالف حدیث ہی یا اسکے مطابق۔

سوم اگر ایسی حدیث صحیح ہی تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیوں رکھا صاف صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میری بعد فلان ہو اُنکے بعد فلان سکے بعد دیگرے خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

مولف اسرار الہدی نے اول سوال اہل تشیع کو لکھکر یہ سرخی رقم فرمائی (جواب اہل سنت) اور اُسکی ذیل مین چند احادیث غیر متعلق خلافت نقل کر کے حضرت علی مرتضی کے فضائل اور مناقب پر جرح کی ہی اب ہم اول سوال اہل تشیع کو نقل کر کے پھر جواب اہلسنت نقل کرتے ہین اُسکے شروع مین لفظ قال لکھا گیا ہی بعد اسکے لفظ اقول لکھکر تشریح کے ساتھ تردید کیگئی ہی اگر پورے جواب اہل سنت کا ایک جگہ نقل کیا جاتا تو طوالت کے سوا ناظرین کو بھی کچھ لطف حاصل ہوتا اسلیے جدی جدی فقرات کو نقل کر کے تردید کیگئی ہی۔

سوال اول اہل تشیع

خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین اگر ہی تو کونسی حدیث اور کہاں ہی۔

جواب اہل سنت

حدیث ق۔ ابوسعید ان من امن الناس علی فی صحبۃ وماله ابابکر ولو کنت متخذا خلیلاً غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولاکن اخوۃ الاسلام ومودته

لایبقین فی المسجد باب الاسد الاباب ابی بکر بخاری اور مسلم مین ابوسعیدؓ سے روایت ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیون مین سے مجھپر بڑا احسان کرنے والا ساتھ صحبت مین اور اپنے مال کے خرچ کرنے مین ابوبکرؓ ہے اور اگر مین اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بنانا اپنی امت مین سے ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُسکے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سبکے دروازے بند کر دیے جاوین مگر ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے ف مسجد کے صحن سے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرتؐ نے وفات کے قریب سب دروازے بند کروا دیے صرف حضرت ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رکھا اس حدیث سے ابی بکر صدیقؓ کی سب اصحاب پر تفضیل ثابت ہوئی اور اسمین صاف اشارہ کیا آنکی خلافت کا۔

اقول وبہ نستعین اگر منشی صاحب بجائے نقل کرنے اس حدیث کے سکوت اختیار فرماتے تو زیادہ مناسب تھا عیب و ہنر چھپا رہتا عوام پر یہ بات ثابت ہوتی کہ اس سوال کے جواب مین اہل سنت ایسے عاجز ہین کہ اگر کھیت کی پوچھو تو کھلیان کی کہین کہا خلافت اور کہا یہ حدیث قدیمی اہل سنت تو بوجہ تعصب و رعایت مذہب غیر مذہب والون سے جان بچانے کے لیے ایسی حدیث بیان کردین تو مضائقہ نہین لیکن جو لوگ بتحقیق مذہب کر کے سنی ہونا چاہتے ہین اُنکے حال پر کمال افسوس ہے کہ ایسی حدیثون پر استدلال کرکے اور بھی تلعی کھلواتے ہین۔

اگر مین نہ لکھون یا نہ لکھون یہ بات تو ہر شخص پر جسکے حواس خمسہ مین فرق نہین ظاہر ہے کہ یہ حدیث خلافت سے کوئی علاقہ نہین رکھتی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ یہ حدیث

موضوعی اور ساختہ ہی۔ مؤلف صاحب نے اگرچہ بحوالۂ صحیح بخاری و مسلم اس
حدیث کو نقل کیا ہی مگر ظاہر ہی کہ اسناد حدیث کو ترک کردیا اور اسناد کے ترک کرنیکی
یہی وجہ نہین ہی کہ مؤلف صاحب نے یہ خوف کیا ہو کہ اسناد لکھنے سے حدیث کی موضوعیت
پہچانی جائیگی بلکہ طرز نقل حدیث سے ظاہر ہو کہ مؤلف صاحب نے صحیح بخاری اور مسلم کی
بذاتہ زیارت نہین کی کسی اور کتاب مین دیکھ کر لکھدی ہی یہ ہی وجہ غلطی عبارت
حدیث و ترجمہ کی ہی بعض محدثین نے صحاح ستہ کی احادیث کی فہرستین یادداشت
کیلئے مرتب کی ہین اُنمین اسناد اور معمولی عبارت قال رسول اللہ صلعم ترک کرکے
فقط مضمون احادیث کو نقل کردیا ہی جیسے مشارق الانوار وغیرہ ہین اور اب اُنکی
ترجمہ بکثرت ملتے ہین ایسے ہی کسی ترجمہ سے منشی صاحب نے دیکھکر حدیث لکھدی
اور غلطی عبارت حدیث پر مطلع نہوئے۔ یہ شبہ کہ شاید کاتب سے غلطی ہوئے ہو
غلطنامہ مرتب ہونے سے زائل ہوگیا مودۃ الاسلام کی غلطی املا کو درست کیا ہی
بہانتک عبارت حدیث پر نظر کی جاتی ہی پایا جاتا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حدیث نہین بلکہ ابوسعید کی حدیث ہی کوئی لفظ حدیث مین ایسا نہین جسکے یہ معنی
ہون کہ رسول خدا نے فرمایا یہ کہ ابوسعید اس حدیث کا راوی ہی۔ ترجمہ حدیث کا صریحا
غلط ہی فقرۂ اول کا یہ ترجمہ نہین ہی کہ سب آدمیون مین سے مجھپر بڑا احسان کرنیوالا
ابوبکر ہی بلکہ لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہی کہ مجھپر بڑا احسان کرنیوالے آدمیون سے ابوبکر ہی =
تبدیل و تحریف ترجمہ اسلیئے کیگئی تاکہ سب آدمیون پر اس امر خاص مین ابوبکر کو
ترجیح ہو۔ دوسرے اس فقرہ کا بھی ترجمہ غلط ہی۔ ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ
کیونکہ اسکا ترجمہ فقط یہ ہی (اور لیکن بھائی چارا اور محبت اسلام کی) اور یہ فقرہ

کہاں سے لکھا گیا ہمارے اُسکے درمیان ہی) علاوہ اسکی اس فقرہ سے اہلسنت کا وہ دعویٰ بالکل ساقط ہو گیا جو بڑی شدومد سے نسبت دوستی اور محبت پیغمبر خدا صلعم اور حضرت ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ اب سبکو معلوم ہو گیا کہ وہ دعویٰ اہل سنت کا کہ پیغمبر خدا اور حضرت ابوبکر میں بڑی بھاری دوستی تھی بالکل غلط نکلا۔ اگرچہ حدیث عطائے رایت یوم خیبر سے یہ امر صاف ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر محبوب خدا ورسول نہیں تھی نہ وہ دونوں صاحب خدا اور سول کو دوست رکھتے تھے کیونکہ جب تین روز تک شیخین قلعہ خیبر پر جنگ کر کے ناکام پسپا ہوئے تو چوتھی روز رسو لخدا نے یہ فرمایا کہ کل رایت لشکر ایسے کرار کو دونگا جو خدا اور سول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور سول اُسکو دوست رکھتے ہیں الخ۔ اس سے پایا گیا کہ جو لوگ حضرت علی ع سے پیشتر سالار لشکر مقرر ہوئے تھے وہ محبوب خدا اور سول نہ تھے مگر حضرات اہلسنت براہ تعصب مذہب زبانی جمع خرچ میں یہ ہی کہتے چلے آیا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر بڑے دوست رسو لخدا کے تھے مگر الحمد للہ کہ اب خود ہی اُنکی زبان بند ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ جیسا اور عوام مسلمانوں سے تعلق اخوت و مودت اسلامی کا رسو لخدا کو تھا ویسا ہی حضرت ابوبکر سے تھا۔ اب اہل تسنن حضرت ابوبکر کی فضیلت ابوسفیان اور معاویہ و عمرو عاص وغیرہ کے مقابلہ میں بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

اب ہم مضمون حدیث پر بحث کرتے ہیں اور بعد اسکے موضوعیت اس حدیث کی ثابت کرینگے۔ واضح ہو کہ واضع حدیث نے تین مطلب اس حدیث کے وضع کرنے سے نکالے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر اُن لوگوں میں سے ہیں جو رسو لخدا ہم صحبت و حاضر باش تھی اور مال صرف کرنے میں بڑے احسان [illegible] لیے تھے

دوم یہ کہ رسول خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسیکو اپنا دوست بناتے تو حضرت ابوبکر ہی کو بناتے
سوم یہ کہ سب لوگون کے گھرون کے دروازے جو مسجد نبوی مین تا ہو کر کھلے ہوئے
تھے بند کرا دیے اور فقط حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

پہلے امر کی نسبت کتب اہل سنت مین صاف درج ہی کہ جب یہود جمع ہو کر حضرت
ابوبکر کے پاس آئے اور سائل ہوئے کہ آپ اپنے صاحب یعنی نبی صلعم کے اوصاف
اور خصلتین ہمسے بیان کرین تو حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ مین تو فقط حضرت کی ساتھ
غار مین تھا یا جبل حرا پر آپکی ہمراہ چڑھا تھا مین آپکی اوصاف اور خصلتین بیان نہین کر سکتا
حضرت علی کے پاس جاؤ کہ وہ ہر وقت اور ہر حالت مین حضرت کی پاس رہتے تھے
وہ بیان کر سکتے ہین۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین آواخر مقصد
دوم مین لکھا ہی۔ اب رہا احسان مالی اسکا یہ حال ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایام ہجرت
مین دو سو درہم کا اونٹ تو سو درہم کو رسول خدا کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ مدارج النبوۃ
مین درج ہی۔ امر دوم مین خود ہی فضیلت حضرت ابوبکر کا انکار ہی۔ رہا تیسرا امر
کشادگی دروازہ کا اور امر اہم اس حدیث مین یہی ہی۔ وہ فقرہ ابتدائی فقط تمہید
اس حکم کشادگی دروازہ کے ہین گویا مطلب اصلی حدیث کا یہ ہی کہ حضرت ابوبکر کا
دروازہ کھلا رہے اورون کے دروازے بند کیے جاوین اور ذکر احسان اور مودت
اسباب صدور اس حکم کے ہین یعنی مسجد مین کسی صحابی کا دروازہ نہ رکھا گیا فقط
حضرت ابوبکر کے دروازہ کھلا رہنے کا حکم اس سبب سے ہوا کہ وہ رسول خدا کے بہت
بڑے محسن اور دوست تھے۔

حقیقت مین یہ حدیث کسی ناصبی نے مناظرہ شیعہ مین بنائی ہی کیونکہ اصل حال یہ ہی

کہ بعض اصحاب کے گھرونکے دروازے مسجد مین کھلے ہوئے تھے خدا تعالی نے حکم دیا
کہ مسجد طاہر جو اسمین سوائے طاہرین کے اور کوئی نہین آسکتا سب اصحاب کے
دروازے بند کرو فقط علی مرتضی کا دروازہ کھلا رکھو اور مسجد مین کوئی ساکن نہ ہو
سوائے تمھارے اور علی اور پسران علی کے کیونکہ کسی فرد بشر کو حلال نہین ہی سوائے تمھارے اور
علی کے کہ بحالت جنابت مسجد مین داخل ہو سکے اور ایسا ہی حکم ہمنے موسی کو بھی دیا تھا
ایک طاہر اور ایک پاک مسجد بناؤ اور اسمین کوئی ساکن نہو سوائے تیرے اور تیرے
بھائی ہارون اور پسران ہارون کے چنانچہ حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے
کہ سب لوگ اپنے اپنے دروازے جو مسجد کے اندر مین بند کر لین بعض اصحاب نے براہ
تمردی اسمین انکاری بتعمیل حکم کی اسپر رسولخدا نے یہ آواز دلائی یا ایہا الناس سدوا
ابوابکم قبل ان ینزل العذاب یعنی آگاہ ہوای لوگو کہ قبل اسکے کہ تم پر خدا کا عذاب
نازل ہو اپنے اپنے دروازے بند کر لو اسپر حضرت حمزہ سید الشہدا روتے ہوئے
رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ اپنے چچا کو تو دور کیا اور چچازاد کو
نزدیک کیا تب رسولخدا نے فرمایا کہ اسمین میرا کچھ اختیار نہین مین مامور ہون خدا کیطرف سے
اسکی حکم سے سبکے دروازے بند ہوتے ہین اور علی کا کھلا رہتا ہی اسپر سب لوگون نے
اپنے اپنے دروازے بند کر لئے اور سوائے علی مرتضی کے اور کسی کا دروازہ کھلا نہ رہا
یہ حدیث اہلسنت کے نزدیک بہت ہی بڑی مشہور اور صحیح اور متواتر حدیث ہی اور
طرق اس حدیث کے بہت ہین بڑے بڑے محدثین متقدمین و متاخرین اہلسنت
نے اپنی معتبر کتابون مین اس حدیث کو روایت کیا ہی کہ عنقریب ہم بحوالہ محدثین
روایات مذکورہ کو نقل کرینگے

سمجھنے والے تو سمجھ گئے ہونگے کہ جب حضرت حمزہ کی زندگی کا قصہ ہے اور جنگ احد سے پیشتر سب اصحابوں کے دروازے بند ہو چکے تھے پھر قریب ایام وفات آنحضرت صلعم کے کھلے ہوئے دروازے اصحاب کے کہاں سے آئے جنکے بند کیے جانے کا حکم ہوا اور حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

اہل لغات واضعان حدیث اور مفتریان علی الرسول کے ایسے فروگذاشت سے تعجب نکریں خداوند کریم ایسے مفتریان کی ذلت اور خواری کے لیے اُنسے ایسے امر کی فروگذاشت کرا دیتا ہے کہ جس سے ہر صاحب عقل پر کذب و بہتان واضع کا روشن ہو جائے اس راوی سے فقط یہ ہی فروگذاشت نہین ہوئی کہ اُسنے حدیث کے وضع کیوقت یہ خیال نہین کیا کہ اُس زمانہ مین سوائے دروازہ علی مرتضی اور سبکے دروازہ بند ہو چکے تھے بلکہ اُسنے بہت بڑی غلطی یہ کھائی ہے کہ اس امر کو بھی تحقیق نہین کیا کہ مسجد کے قرب و جوار مین کوئی مکان بھی حضرت ابوبکر کا تھا یا نہین شیخ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے ایسی حدیث کی شرح مین بڑی محققانہ بحث کی ہے اور نیز شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ اور جذب القلوب مین اُس سے اقتباس کیا ہے اور ہم بھی اُس عبارت کی نقل کرینگے اُس سے صاف ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان قرب و جوار مسجد مین نہ تھا بلکہ وہ عوالی مدینہ محلہ سنح مین رہتے تھے اور جو ایک مکان انکا اس نواح مین تھا اُسکو ام المومنین حفصہ کے ہاتھ زندگی رسولخدا مین فروخت کر چکے تھے۔ تو پہلے پہلے اس امر پر تعجب آتا تھا کہ مؤلف صاحب نے اس حدیث کو بحث خلافت مین کیون لکھا ہے اگرچہ مؤلف نے اُس بحث کو نہین لکھا جو سے بعض متعصبین نے اس حدیث کو دلیل خلافت گردانا ہے وہ یہ ہے کہ جب فریقین کی

بحث مباحثہ مین یہ بات کھل گئی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ یا مکان مسجد کے قرب وجوار مین بھی نہ تھا تب صاحبان حسن ظن نے مضمون حدیث کو اسطرف چسپان کیا کہ دروازہ سے مراد دروازۂ طمع خلافت ہے کہ اور اصحاب اپنی طمع کے دروازہ بند کرلین اور فقط حضرت ابوبکر دروازہ طمع خود کھلا رکھین چنانچہ جذب القلوب مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۹۰ مین درج ہے (وبعضی از علما درباب تاویل درآمدہ ادعا کردہ اند کہ مراد باین حدیث ظاہرش نیست بلکہ مراد باب خلافت است وبستن ابواب دیگران کنایہ از منع طلب وتوقع اوست والا ابوبکر را متصل مسجد نبوی خانہ نبود بلکہ خانۂ او در عوالی مدینہ ودیگر در بقیع بود)۔

سخافت درکاکت اس تاویل علیل کی اصحاب فہم وذکا پر پوشیدہ نہین اور ایسی تاویل کرنیوالے مرتبۂ عقل وفراست مین واضع سے کم نہین ہین ۔

ترجمہ عبارت شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری - اسی حدیث مستدلہ مؤلف کی شرح مین شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس باب مین اور حدیثین وارد ہین جو اس حدیث کے مخالف ہین ازانجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کی ہے کہ کہا سعد نے کہ حکم دیا نبی صلعم نے سبکے دروازون کے بند کرنیکا جنکا راستہ مسجد مین ہوکر تھا سوائے دروازہ علی مرتضی کے - استخراج کرنیوالے اس حدیث کے امام احمد بن حنبل اور امام نسائی ہین اور اسناد انکے قوی ہین - اور طبرانی نے اوسط مین ثقات سے نقل کی ہے کہ سب اصحاب جمع ہوکر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ سبکے دروازے بند کردیئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا کہ نہ مین نے دروازون کو سبکے بند کیا نہ کھولا خدا نے سبکے دروازے بند کیئے اور علی کا دروازہ کھلا ہین ۔

مامور ہوں سبکے دروازون کے بند کرنے پر سوائے دروازہ علی کے ۔
اور نیز امام احمد اور نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ
سب کے دروازون کے بند ہونے کا حکم ہوا سوائے دروازہ علی مرتضیٰ کے
کہ دروازہ انکا مسجد مین کو تھا اور کوئی دروازہ سوائے اسکے نتھا اور وہ
بحالت جنابت بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے ۔ اور نیز امام احمد ابن عمر سے
روایت ہی کہ علی ابن ابی طالب کو تین فضیلتین ایسی دیگئی ہین کہ اگر انمین سے
ایک بھی انکو حاصل ہوتے تو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر جانتے انمین سے ایک یہ ہی
کہ ہم سبکے دروازہ جو مسجد مین تھے بند کیے گئے اور انکا دروازہ کھلا رکھا ۔ امام
نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر سے کسینے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق
مین کیا کہتے ہو پس انھون نے اسی حدیث کو پڑھا اور فرمایا کہ علی کی بابت کچھ نہ
پوچھو اور انکو کسی دوسرے پر قیاس مت کرو دیکھو کہ رسول خدا کی نزدیک انکی
کیا منزلت تھی ہم سبکے دروازون کو بند کردیا اور فقط انھین کا دروازہ کھلا رکھا ۔
شیخ ابن حجر فرماتے ہین ۔ کہ ان حدیثون مین سے ہر ایک حدیث صلاحیت حجت
اور قبولیت کی رکھتی ہی خصوصاً یہ کہ بعضی طرق بعضون سے تائید پاے
ہوئے ہین اور تقویت حاصل کیے ہوئے ہین ۔
طرفہ یہ ہی کہ باوجود اس کے کہ احادیث دروازہ علی علیہ السلام بکثرت اور متواتر
اور صحیح اور حسن ہین اور حدیث دروازہ ابوبکر اکیلی غیر صحیح غیر متواتر واقع کے خلاف
مگر ابن جوزی نے حسب عادت خود حدیث دروازہ علی کو محض بہ توہم معارضہ حدیث
دروازہ ابوبکر کی موضوعات مین لکھدیا مگر محققین علمائے اہل سنت نے اس امر پر بت

کیجئے مشہور ہو گیا اور ابن جوزی کے اس فعل کو خطائے شنیع قرار دیا چنانچہ خود شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے خطائے شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو محض توہم معارضہ سے موضوعی لکھدیا کیونکہ اس حدیث کی طرق بہت ہیں بعضے انمین سے بدرجہ صحت اور مرتبہ حسن کو پہونچی ہوئی ہیں اور دیگر روایات و احادیث اسکی تائید میں وارد ہیں جیسے کہ ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس مسجد میں کوئی شخص حالت جنابت میں سوائے میرے اور تیرے نہ آسکے۔

ثبوت اس امر کا کہ حدیث باب علی مقدم اور زمانہ حیات حضرت حمزہ سید الشہدا کی ہے یہ ہے کہ شیخ عبد الحق جذب القلوب میں لکھتے ہیں رسید علیہ الرحمہ میگوید کہ از انچہ دلالت میدارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم ست آنست کہ ابن زبالہ می آرد کہ چون رسول خدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر باب علی حمزہ بن عبد المطلب بعد از انکہ در ابتدائی حال در مبادرت امتثال این امر توقفی کرد بحضرت رسالت آمد و آب از چشم وی میریخت و گفت یا رسول اللہ صلعم مرا بیرون افگندی و پسر عم را درون خواندی فرمود یا عماہ من مامورم مرا درین امر اختیاری نیست۔

بعد اسکے شیخ عبد الحق نے بڑی مفصل حدیث جسمین اصل سبب بند ہونے اور کھلے رہنے دروازونکا درج ہے اسطرح نقل کی ہے۔ واز انجملہ این حدیث است کہ ابن زبالہ و یحیی بسندی کہ وارد کرد یکی از اصحاب رسول صلعم روایت آوردہ کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا در داد ایہا الناس سدوا ابوابکم انتباہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنخاست بار دگر ندا آمد ایہا الناس سدوا

ابوابکم قبل آن ینزل العذاب مردم ہمہ برآمدند وبملازمت آنحضرت مبادرت
کردند علی مرتضی نیز آمد وبر سر آنحضرت بایستاد فرمود توچہ ایستادی برو وبخانہ خود بہ
نشین ودر خانہ خود را بحال خود بگذار ودر میان مردم ازین معنی گفتگو می افتاد وبعضی
در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد وبمنبر رفت وحمد وثنا بسولی گفت وگفت
حق سبحانہ تعالی وحی فرستاد بر موسی علیہ السلام کہ مسجدی بنا کن موصوف بصفت
طہارت وساکن نشود در وی جز تو وہارون وپسران ہارون شبر وشبیر چنانچہ حسنین وحی کرد
بر من کہ مسجدی سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من وعلی وپسران او حسن ع
وحسین ع پس من بمدینہ آمدم ومسجدی گرفتم ومرا در آمدن مدینہ وگرفتن مسجد اصل اختیاری
نبود من تسلیم مگر آنچہ بکنانند وبشنیدانم مگر آنکہ بدانانند پس بر ناقہ خود سوار شدم وبیرون
آمدم وجماعتی از انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم ومنزل گیرم ومن بگفتہ
ایشان فرود نیامدم وگفتم راہ بر ناقہ من تنگ مکنید او مامور است ہر جا کہ بنشیند
منزل من ہمانست واللہ من در ہا را نہ بستہ ام ونگشادہ ام وعلی را من در نہ
آوردہ ام او را خدا آورد من چہ کنم۔

اہل انصاف ذرا متوجہ ہوکر حدیث مندرجۂ بالا کے مضمون غور فرماویں کہ ہمارے
حضرت کے اصحاب کیسے صدیق اور صاحب یقین تھے کہ جنکو ہربار نبی صلعم
پر شبہہ اور شک گذرتا تھا کہ آنحضرت صلعم بوجہ نفسانیت برعایت برادر خود
ایسے حکم دیا کرتے ہیں اور ایسے تمردی اور سرکشی اختیار کرتے کہ جس سے رسولخدا
کو بہت رنج ہوتا اور غضبناک ہوجاتے اور اسپر طرہ یہ ہے کہ باوجود اسقدر تاکیدی
حکم کے حضرت عمر نے پھر بھی یہ کہا کہ مجھے ایک سوراخ ہی دیوار میں رکھنے دو مگر

آنحضرت نے بقول شیخ عبدالحق یہہی فرمایا۔ روا ندارم اگرچہ مقدار سر سوزن باشد
میرے نزدیک واضع حدیث باب ابی بکر کی بہت بڑی نادانی یہہ ہے کہ اُسنے خواہ مخواہ
حضرت ابوبکر کو بھی زمرہ ستمروان اور شاک آرندگان مین داخل کردیا۔ اگر درحقیقت
اُنکا مکان ہی قریب مسجد نہ تھا تو وہ اس زمرہ مین کیون شامل ہونگے کہ جنکے افعال
پر رسولخدا غضبناک ہوئے یہہ راوی صاحب کی عنایت ہے اب ہم اس امر پر متوجہ
ہوتے ہین کہ کن کن کتب حدیث معتبرہ اہل سنت مین ان سد ابواب کی نسبت
کیسے کیسے روایات وارد ہین تاکہ اہل انصاف کو موقع تمیز حق و باطل کا ملے۔
از انجملہ وہ روایات ہین جنکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا
مین نقل کیا ہے صفحہ ۲۶۱ مقصد ثانی۔

اخرج الحاکم والنسائی۔ قال ابن عباس وسد رسول اللہ صلعم ابواب المسجد
غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا و ہو طریق لیس لہ طریق غیرہ۔ یعنی اس روایت
کو امام حاکم اور امام نسائی نے استخراج کیا ہے کہا ابن عباس نے کہ بند کرادیے
رسول اللہ صلعم نے سب دروازے مسجد مین کے سوائے دروازۂ علی کے پس وہ
بحالت جنابت مسجد مین داخل ہوتے تھے اور اُنکا راستہ اُسی دروازہ سے تھا
اور سوائے اسکے اور دوسرا راستہ اُنکا نہین تھا۔

واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال عمر بن خطاب لقد اعطی علی بن ابیطالب
ثلث خصال لان یکون فی خصلۃ منہا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل
وما ہن یا امیر المومنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم
وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلعم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر
یعنی در آمدن در مسجد بحالت جنابت ۱۲

روایت کو امام حاکم نے ابو ہریرہ سے استخراج کیا ہے کہ کہا حضرت عمر ابن خطاب نے
کہ علی مرتضی کو تین خصلتیں یعنی فضیلتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ اگر انمین سے ایک
بھی مجھے ملتی تو حمر نعم سے زیادہ دوست رکھتا پوچھا گیا اُنسے کہ وہ تین فضیلتیں
کون کون بولے ایک تو یہ کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ کی شادی اُنسے ہوئی
دوسرے سکونت اُنکی مسجد مین ہمراہ رسولخدا صلعم کے حلال کیا گیا واسطے اُنکے
مسجد کے اندر جو کچھ کہ اُنکے لئیے حلال کیا گیا یعنی بحالت جنابت مسجد مین آمد و رفت
کرنا اور تیسرے عطائے رایت یوم خیبر

واخرج الحاکم عن زید ابن ارقم قال کانت لنفر من اصحاب رسول اللہ
صلعم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا
باب علی قال فتکلم فی ذلک ناس فقام رسول اللہ صلعم فحمد اللہ و
اثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی
فقال فیہ قائلکم واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشئ فاتبعتہ

استخراج کیا امام حاکم نے زید بن ارقم سے کہ کہا زید بن ارقم نے کہ چند اشخاص
اصحاب رسول اللہ صلعم کے دروازے مسجد کے اندر کو تھے پس فرمایا ایکدن
رسول صلعم نے بند کرو سب دروازے سوائے دروازہ علی مرتضی کے کہا زید
نے کہ اس بارہ مین آدمیون نے گفتگو کی یعنی شکایت رسولخدا کی کری پس
کھڑے ہوئے رسولخدا صلعم اور پہلے حمد و ثنائے آلہی بجالائے پھر فرمایا کہ مین نے
تملوگون کو حکم دیا تھا کہ ان سب دروازون کو سوائے دروازہ علی مرتضی کے بند کرو
اسپر تم مین سے بولنے والے نے بولی بولی پس قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ مین اپنی

طرف سے کچھ نہین کہتا نہ بدعت کرتا ہون بلکہ مین مامور ہون خدا کی طرف سے اور جس
چیز کا مجکو حکم دیا گیا ہی اُسکا اتباع کرتا ہون۔
واخرج النسائی عن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ صلعم یا علی لا
یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری و غیرک قیل معناہ لا یحل لاحد یستطرقہ
جنباً غیری و غیرک۔۔۔ وعن ابن عباس ان النبی صلعم امر بسد الابواب الا باب
علی۔ اور استخراج کیا امام نسائی نے ابو سعید خدری سے کہا ابو سعید نے فرمایا رسول
صلعم نے علی مرتضیٰ سے کہ ای علی کسیکے لیئے حلال نہین کہ وہ بحالت جنابت اس
مسجد مین جا سکے سوائے میرے اور تیرے یہ بھی کہا گیا ہی کہ معنی اسکے یہ ہین
کہ کسیکے لیئے حلال نہین کہ بحالت جنابت مسجد مین ہوکر راستہ چلے سوائے میرے
اور تیرے اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے حکم دیا سب دروازون کے
بند کرنے کا سوائے دروازہ علی کے۔ اے اہل انصاف ذرا متوجہ ہوکر غور فرماوین
کہ جب بحسب مرویات اہل سنت قبل از واقعہ جنگ احد ہی سب اصحابون کے
دروازے سوائے دروازہ علی مرتضیٰ بند ہوچکے تھے پھر بزمانہ قریب وفات جناب
سرور کائنات کھلے ہوے دروازے کہان تھے جنکے بند کرنیکا حکم ہوا اس سے
صاف طور سے موضوعی ہونا روایت مستدلہ منشی جوہر علی صاحب ثابت ہوگیا
اور علاوہ اسکے جب مکان ہی حضرت ابوبکر کا نواح مسجد یا اُسکے قرب وجوار مین
نہ تھا تو کیسا بڑا بہتان اور افترا ہی۔ جمیع اہل سیر و محدثین و محققین اہل سنت
کا اتفاق ہی کہ حضرت ابوبکر کا مکان جہان وہ بزمانہ مرض و قریب وفات حضرت
سرور کائنات رہا کرتے تھے نواحی مدینہ مین بمحلہ سُنح واقع تھا دیکھو مدارج النبوت

جلد ثانی صفحہ ۵۵ مطبوعہ نولکشور - کہ اسمین صاف یہ عبارت درج ہی وآنحضرت صلعم از عالم انتقال نمودہ منقول ست کہ در آن ساعت ابوبکر صدیق در خانہ خود بود کہ در محلہ سنح حوالی مدینہ بود چون ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ وبہ تعجیل روی بحجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا آورد - اب جناب منشی صاحب کے استدلال کی داد دینا منصف مزاجون کے ہاتھ ہی -

قال المؤلف اسرار الہدیٰ

حدیث نہ جبیر بن مطعم ان لم تجدینی فاتی ابابکرٍ قاله لامرءة امرها ان ترجع الیہ فقالت ارایت ان جئت ولم اجدك بخاری جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نہ پاوے تو ابو بکر پاس آئیو یہ حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُسنے کہا کہ بھلا تبلائیے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن -

ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کریگا علمانے کہا ہی اس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی -

اقول وبہ نستعین - استدلال منشی جوہر علی صاحب بچند وجوہ نوع ہی اول یہ کہ سوال مین صاف درج ہی کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث ہی یا نہین - اور اس حدیث کی نسبت خود مؤلف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی - دوم یہ کہ اس حدیث مین کوئی اشارہ یا کنایہ خلافت کا نہین ہی اگر بالفرض ہم اس حدیث کو صحیح بھی مان لین تو اشارہ

خلافت کا نہین نکل سکتا کیونکہ عورت کا یہ سوال کہ اگر مین آؤن اور آپکو نہ پاؤن
اور حضرت کا یہ جواب کہ اگر مین نہ ملون تو ابوبکر کے پاس آنا وفات نبی صلعم کے
معنی پیدا نہین کرتے بلکہ بہت سے احتمالات ہو سکتے ہین اور سب سے اغلب
احتمال یہ ہی کہ عورت نے یہ پوچھا ہو کہ آپ بسبب کسی حاجت یا ضرورت
کے کہین چلے جائین اور مجھے نہ ملین اور حضرت نے اُس عورت کے کام کے
لئے حضرت ابوبکرؓ سے کہدیا ہو کہ جب یہ عورت واپس آئے اور مین نہ ملون تو
تم فلان کام اسکا کردینا جیسا کہ اکثر حاجتمند ہم لوگون کے پاس آتے ہین
اور ہم کہتے ہین کہ پھر آنا اور اسپر وہ حاجتمند یہ کہے کہ بھلا اگر آپ نہ ملین تو کیا
کرون اور ہم اپنے ایک خدمتگار کا حوالہ دین اور کہین کہ اگر نہ ملون تو میرے
فلان ملازم کے پاس آنا وہ تیری حاجت روا کردیگا اسکے معنی یہ نہین ہو سکتے
کہ حاجتمند یہ کہتا ہی کہ اگر تم مرجاؤ تو کیا کرون اور پھر طرہ یہ کہ جب خدمتگار کا
حوالہ دیا جاوے وہ آقا کا جانشین بھی سمجھ لیا جاوے اول تو دنیا مین ایسا
دستور نہین کہ کسیکے پاس حاجت لیکر جائین اور وہ یہ کہے کہ پھر آنا اور اسکے
جواب مین حاجتمند یہ کہے کہ اگر آپ مرجائین تو کسکے پاس آؤن لیکن ہم طریق
تنزل فرض کرتے ہین کہ اگر وہ عورت یہ بھی سوال کرتی کہ اگر آپ مرجائین تو
مین کیا کرون اور اس سوال پر حضرت یہ فرماتے کہ ابوبکرؓ کے پاس آنا تو بھی اشارہ
خلافت کا پیدا نہین ہو سکتا اسپر بھی بہت سے احتمالات ہو سکتے ہین فرض
کیجئے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر نے اُس عورت سے کوئی چیز خریدی اور
اور قیمت اُسوقت نہین دی وہ عورت اپنا قرض طلب کرنے آئی اور حضرت نے

فرمایا کہ پھر آنا اور حضرت نے اپنے ذمہ کے دام بھی حضرت ابوبکر کو دیدیئے کہ جب وہ عورت آوے تو اسکو بشمول اپنے ذمگی دام کے دیدینا۔

علاوہ اسکے ہم یہانتک منشی صاحب کو وسعت دیتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ اگر مین مرجاؤن تو ابوبکر کے پاس آنا اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرماتے کہ ابوبکر میرے بعد حاکم یا خلیفہ ہو گا تو بھی مدعا حاصل ہوتا کیونکہ ایسا فرمانا آنحضرت کا بطریق اخبار ہوتا نہ بطریق نص اور اخبار کے نسبت کسیکو انکار نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت سارا حال جو اُنکے بعد ہونے والا تھا زندگی مین معلوم تھا یہانتک کہ سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے حالات اور نام و لقب وغیرہ سے خبر دی ہی تو یہ کب ممکن ہی کہ یون کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے بعد کون خلیفہ ہو گا بحث اُس حدیث کی نسبت ہی کہ جو نص خلافت ہو جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ و نیز اسی خطاب کیا نسبت علی علیہ السلام کے۔ وھو ولیکم بعدی۔ یا جیسا کہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین الخ یا اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق۔

قال حدیث خ عائشۃ لقد ھممت ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ و یدفع المومنین او یدفع اللہ و یابی المومنون بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسیکو ابی بکر اور اُسکے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُسکو اپنا خلیفہ اور ولیعہد

کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنیوالے خلافت کی آرزو کرین پھر مینے کہا کہ ابو بکر کے سوائے خدا تعالی کسیکی خلافت نمانیگا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا کہ یون فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نمانینگے مومنین۔

اقول و بہ نستعین بحث اس امر کی کہ یہ حدیث قابل اعتبار ہی یا نہین اُسوقت لکھے جائینگے کہ جب اور دوسری حدیث اسی مضمون کی معارض اور مخالف بحسب استدلال مؤلف نقل کیجائیگی۔ اس موقعہ پر اسیقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ اہل انصاف منشی صاحب کی تحقیق کو ملاحظہ فرماوین اور اس تحقیقات کے بھروسہ پر تبدیل مذہب فرمانا بھی خیال کرین حدیث مین لفظ اعھد درج ہی منشی صاحب نے اسکا ترجمہ یہ لکھا کہ اُسکو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کرون اگر منشی صاحب نے بقصد دھوکہ دہی غلط ترجمہ نہین کیا ہی اور اُنکو کسی عالم اہل سنت نے یہی اسکی معنی بتلادیے ہین اور منشی صاحب بوجہ صاف دلی اور سادہ لوحی اُس عالم کے کہنے پر یقین کر لائے اور اسی بنیاد خام پر تبدیل مذہب کر ڈالا تو لازم ہی کہ اپنی تحقیقات ناتمام پر غور فرماکر توبہ و انابت کرین۔ اور اگر منشی صاحب اعھد کے معنی سے خود واقف ہین اور دیدہ و دانستہ لوگون کے بہکانیکے لیے اسکا غلط ترجمہ لکھدیا تو دیانت کے بالکل خلاف ہی اور حدیدسنی ایسا نہین کرسکتا ایسے دھوکہ دہی کسی بڑے خرانٹ سنی کی ہی لیکن ایسے دھوکہ دہی عقل سے نہایت درجہ بعید ہی کیا یہ خیال نہین کیا کہ کوئی عبارت حدیث کو بھی پڑھیگا اس امر کا فیصلہ ہم جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کہ وہ انصاف فرمائین کہ اسطرح غلط ترجمہ لکھنا اور جہلا کو مغالطہ عظیم مین

ڈالنا کیا ہی اور ہمکو اس امر پر بھی تعجب ہی کہ جناب مولانا صاحب کی نظر بروقت تحریر تقریظ ایسے مقامات پر کیون نہین پڑی یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ جناب موصوف نے بغیر ملاحظہ کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہی۔ اور اس بات کے کہنے کو بھی جی گوارہ نہین کرتا کہ خدا نخواستہ حضرت مولانا صاحب نے دیدہ و دانستہ اس دھوکہ دہی کو جائز رکھا ہو اسلئے اور زیادہ حیرانی ہی اگر ہم غلطی کتابت حدیث اور بے ربطی عبارت اور سقوط الفاظ سے قطع نظر کرین تو صحیح اور لفظی ترجمہ اس حدیث کا یہ ہی کہ عائشہ رض روایت کرتی ہین کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ مین نے ارادہ کیا تھا کہ کسیکو ابو بکر اور اُسکے بیٹے کے پاس بھیجکر قول و عہد کرا لون تا کہ نہ کہین کہنے والے یا تمنا نکرین تمنا کرنیوالے پھر مین نے کہا کہ خدا ایسا نہونے دے اور مومنین بھی اُنکو دفع کردین یا خدا ہی دفع کردے اور مومنین ایسا نہونے دین سو اگر اہل انصاف ذرا بچشم غور ملاحظہ فرماوین تو اس مضمون حدیث سے صاف پایا جاتا ہی کہ آنحضرت صلعم یہ چاہتے تھے کہ حضرت ابو بکر سے عہد اور قول اس بات کا لیلین کہ وہ معاملہ خلافت مرتضوی مین دست اندازی نہ کرین کیونکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جسکی خلافت کیلیے سند لکھائے جاوے اُسکے مخالف کے ہاتھ سے لکھائی جاوے اور مخالف کا ہی بندوبست لازم ہوتا ہی۔ حضرت ابو بکر کی تحریر سے یا حضرت ابو بکر کے قول و قرار سے کیونکر کہنے والون اور تمنا کرنے والون کی زبان بند ہوگئی۔ اگر آنحضرت صلعم کی مرکوز خاطر حضرت ابو بکر کی خلافت ہوتی تو یہ ارشاد فرماتے کہ علی مرتضی سے قول و قرار لیلون کہ وہ کسی طرح کی مداخلت خلافت مین نہ کرین اور جبکہ حضرت ابو بکر سے قول و قرار لینا درج ہی تو صاف طور سے منشا آنحضرت کا نسبت خلافت حضرت علی کے ثابت ہوگیا

یہ خدا کی قدرت ہے کہ واضع حدیث دروغ کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا کچھ نہ کچھ ایسی بات باقی رہجاتی ہے کہ نتیجہ واضع کے برخلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ امر تو عبارت حدیث سے خود ثابت ہے کہ واضع حدیث نے ڈرتے ڈرتے ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ جنسے نتیجہ صاف پیدا ہو کیونکہ اس امر پر تو اجماع امت واقعہ ہے کہ کوئی حکم نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے صادر نہیں ہوا اب یہ معجزہ معصومین علیہ السلام کا ہے کہ واضع نے حدیث تو اثبات خلافت حضرت ابوبکر کے لیے وضع کی اور نتیجہ اسکے برعکس یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابوبکر کو روک دیا جاوے کہ وہ کسی قسم کی مداخلت خلافت مرتضوی میں نکرین اور موید اسی کے دیگر روایات بھی وارد ہین کہ آن حضرت صلعم نے بنظر شفقت برحال حضرت ابوبکر بارہا اس امر کو چاہا کہ یہ خود مرتکب غصب حقوق اہلبیت پیغمبر کے نہون اور اسی غرض خاص کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو ماتحتی اسامہ ابن زید مدینہ سے باہر جانیکا حکم دیدیا اور تادم واپسین اسی امر پر اصرار کرتے رہے کہ یہ حضرت ہمراہ اسامہ ملک روم کو چلے جائین اور معصیت غصب حقوق اہل بیت پیغمبر سے بری رہین مگر تقدیر نے کسی امر مین پیش رفت ہونے دی نہ حضرت ابوبکر روم کو گئے نہ وہ قول و قرار دن سے لکھا یا گیا جسکا ذکر حدیث مستدلہ مین درج ہے نہ وصیت آخری ضبط تحریر مین آئی۔

قال حدیث ق عن عائشۃ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ بخاری اور مسلم مین حضرت عایشہ سے روایت

ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بولا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو
تا کہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ
آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یا کہتے کوئی کہنے والا کہ مین لایق تر ہون خلافت کا
اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان مگر ابوبکر کو۔

ف اول حضرت نے چاہا تھا کہ صدیق اکبر کو خلافت نامہ لکھدین تاکہ دوسرا کچھ
دعوی نرہے پھر تقدیر اور اجماع مومنین پر چھوڑا۔ یعنی تقدیر مین تو یہی ہی کہ صدیق
اکبر خلیفہ ہونگے اور اجماع مومنین بھی انھین کی خلافت پر ہوگا پھر لکھنا کیا ضرور
ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو سوا صدیق اکبر کے کسیکی خلافت منظور نہ تھی

اقول بہ نستعین۔ اس حدیث و نیز اس سے پہلے حدیث کا موضوعی و نامعتبر
ہونا بوجوہ عدیدہ ثابت ہے۔ اول یہ کہ راوی ان دونون احادیث کے حضرت
عائشہ ہین انکی نسبت مؤلف صاحب نے اسی صفحہ پر ایک متفق علیہ حدیث یہ درج فرمائی ہے۔
حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف اخرجہ بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ
والی عورتونکی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو الخ یہ حضرت نے اس
بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا۔ پس جن عورتونکی نسبت نبی صلعم یہ شہادت
دین کہ وہ مثل صواحب یوسف ہین یا مین خلاف واقع ظاہر کرتے ہین تو انکے
قول پر اعتماد کرنا صریحاً کفر ہے کیونکہ جب انکے قول کو صحیح سمجھا گیا تو ضرور نبی ؟
کو صادق نہ جانا اور نبی صلعم کو جھوٹا جاننے والا صریحاً کافر ہے پس مسلمانون کے
نزدیک یہ دو احادیث دروغ اور نامعتبر ہین۔ دوم اگر حدیث صواحب یوسف

خود حضرت عائشہ سے مروی [illegible] ہی تو بھی دختر کی شہادت باپ کے حق مین بموجب
فقہ قابل قبول نہین ہوتی پھر کوئی مسلمان بی بی عائشہ کے بیان کو جو اُنکے والد کی نفع
رسانی مین ہی کیونکر قبول کر سکتا ہی خاصکر جبکہ حضرت ابوبکر نے معصومین کی شہادت
کو اِسی سقم فقہی کی وجہ سے فدک کے معاملہ مین قبول نکیا تھا جو منشی جوہر علی صاحب
کیسے مقلد اور پیر و خلفا ہین کہ دختر کے بیان کو باپ کے حق مین قبول کرتے ہین۔
سوم صریح دلیل دروغ ہونے ہر دو روایات کی یہ ہی کہ وہ باہم ایک دوسرے کے
معارض ہین یعنی ایک روایت مین تو بی بی عائشہ یہ فرماتی ہین کہ حضرت نے کسی
دوسرے کو بھیجنے کا ارادہ کیا تھا مگر کچھ سوچکر خدا کے سپرد کر دیا۔ اور دوسری روایت
کے بموجب یہ فرماتے ہین کہ مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا۔ پہلی
روایت کے بموجب تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فقط ارادہ بلانے ابوبکر و پسر
ابوبکر کا کیا تھا اور پھر کچھ سوچکر خاموش ہوگئے اور سپرد بخدا کر دیا۔ اور دوسری
روایت کے بموجب یہ ظاہر ہوتا ہی کہ خود بی بی عائشہ کو بلانے کا حکم دیا مگر واضع نے
اِس حدیث مین کوئی نتیجہ اُس حکم کا نہین نکالا کہ بی بی عائشہ بلا کر لائین یا نہین اگر
لائین تو کیا دستاویز لکھی گئی اور اگر بلا کر نہین لائین تو کیون۔ نتیجہ مین جو یہ فقرہ
لکھا ہی کہ انکار نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر یہ اس حکم کا نتیجہ نہین ہو سکتا
کیونکہ یہ فقرہ تو ترک ارادہ طلب ابوبکر کو ظاہر کرتا ہی نہ کہ حکم طلبی کو بس جبکہ
ہر دو روایات باہم معارض ایک دوسرے کے ہین تو دونون ناقابل اعتبار
ہین۔ چہارم یہ بات بھی تعجب سے خالی نہین کہ اگر تعلق خلافت تھا تو حضرت
ابوبکر سے تھا پھر اُنکے فرزند ارجمند کی طلبی اور اُنسے عہد و پیمان کا کونسا موقع تھا

اور چونکہ ان ہر دو روایات مین حضرت ابوبکر کے ساتھ اُنکے پسر کا بھی طلب کیا جانا
مذکور ہی تو ظنِ غالب یہ ہی کہ بی بی عائشہ نے اس حدیث کو اس غرض سے بیان
کیا کہ بعد میرے باپ کی خلافت کا مستحق میرا بھائی بھی تھا اور مسلمان لوگ اس
امر پر یقین کرلین کہ حضرت رسولخدا صلعم کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکر کے بعد
عبدالرحمن خلیفہ ہووین مگر چونکہ زمانہ کی چال سے پرواز مقتضی اس امر کی ہوئی کہ
کہ حضرت ابوبکر چار و ناچار اپنا ولیعہد حضرت عمر بن الخطاب کو کرنا پڑا اس لیے
ان احادیث سے کوئی نفع واضع کو نہ پہونچا اور خود یہ خود کذب اور افترا کھل گیا
اب ہم متوجہ ہوتے ہین عبارت اور مضمون حدیث مستدلہ کی طرف اور اہل الانصاف
کو بھی توجہ دلاتے ہین کہ وہ مکرر مضمون حدیث پر غور فرماوین کہ صاف طور سے
وہ جملہ علامات موجود ہین جو موضوعہ روایات مین ہوا کرتی ہین۔ قائل کا خائف
و متردد ہونا الفاظ کا متعلق اور گول مول ہونا صریح دلیل کذب ہی ہم کہتے ہین جب
رسولخدا صلعم نے بی بی عائشہ کو حکم دیدیا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلالا پھر اس
کلمہ کے فرمانے کا کیا موقعہ تھا کہ یابی اللہ والمومنون اسلیے ثابت ہی
کہ واضع کو خیال اُسی روایت کا رہا جسمین فقط ارادہ و ادبد ترک ارادہ کا اظہار کیا گیا تھا
غلطی عبارت حدیث پر ہم منشی صاحب کو الزام دینا نہین چاہتے کیونکہ انھون نے
اصل کتاب بخاری یا مسلم سے نقل نہین فرمائی مگر ترجمہ کی بابت البتہ ہم منشی
صاحب سے شکایت کرتے ہین کہ دیدہ و دانستہ ترجمہ غلط لکھدیا اور روایات
و حدیث کا قصداً غلط ترجمہ کرنا گناہ عظیم ہی بلکہ ایسا شخص اشرار یہود و نصارا
کے ساتھ محشور کیا جائیگا۔ جو دیدہ و دانستہ خدا و رسول کا کلام مین تحریف و تبدیل

کرے خواہ اصل عبارت ہو یا ترجمہ مین ہو اب مجھے منشی صاحب سے پوچھنا
ہے اکہ حدیث نمبر ۲۰ مین وہ کونسا لفظ ہی جسکا ترجمہ یہ ہو اسکو اپنا خلیفہ ولیعہد
کر دون م اور حدیث نمبر ۴ مین خلافت نامہ کس لفظ کا ترجمہ ہی اور نیز وہ کونسا
قاعدہ صرفی یا نحوی ہی جس سے یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر کا ترجمہ
تحریر فرمایا نمانینگا خدا اور مسلمان لوگ سوا ابوبکر کو م لفظ دکو کس قاعدہ سے زیادہ کیا گیا
ہمنے بارہا اس بات کو جتلایا ہی کہ مفتری علی اللہ والرسول کبھی کامیاب ہوا نہین
کرتا ضرور ایسے الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین کہ جس سے مطلب اسکی غرض کے
برخلاف پیدا ہو جاتا ہی اب اہل انصاف اس حدیث کے مضمون پر غور فرماوین
کہ صاف یہ مطلب نکلتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے واسطے انتظام خلافت حضرت
علی کے بی بی عائشہ کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے باپ اور بھائی کو بلالا کہ انسے مین
ایک نوشت لکھواؤن تاکہ تمنا کرنیوالے آرزو نکرین اور کہنے والے یعنی تیرے
باپ اور بھائی یہ نہ کہین کہ ہم مستحق خلافت ہین اور نمانینگے خدا اور مومن لوگ مگر
ابوبکر یعنی خداتعالی اور مومن لوگ میری مخالفت کو روا نہ رکھینگے مگر ابوبکر میری
مخالفت کرینگے اور جبکہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت یہ بات معلوم ہوگئی
کہ ابوبکر برخلاف خداتعالی و مومنین کے میرے حکم کی مخالفت ضرور کرینگے تب
آپ نے انکا بلانا اور تحریر کیا جانا ضرور نہ جانا۔

علاوہ اسکے ہر معاملہ مین قرینہ بھی ہوتا ہی مگر حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی قرینہ
بھی دلالت نہین کرتا بلکہ تمام قرائن اسکے برعکس ہین اگر حضرت نو بمنزلہ حضرت علی کے قصد
نور یا نسب رسولخدا سے رکھتے یا مثل نبی صلعم کے طاہر و معصوم ہوتے یا مدینہ علم الہی

سکے باپ ہوتے یا دیگر کمالات انسانی میں مثل شجاعت و سخاوت و عبادت و تقویٰ
سکے ہم پلہ حضرت علی کے ہوتے یا کبھی رسولخدا نے انکو اپنا خلیفہ بیان کیا ہوتا
جیسا کہ حضرت علی کی نسبت بیان کیا یا کبھی انکی نسبت امت کو حکم تمسک و
پیروی کا دیا جاتا یا مثل حدیث ثقلین کے کوئی آیت قرآنی میں مثل خدا و رسول
خدا صلعم ولی مومنین قرار دیے جاتے - یا مثل رسول خدا صلعم کے مولائے مومنین
مقرر ہوتے یا وصی پیغمبر کا خطاب حاصل کرتے تو مضائقہ نہ تھا کہ ایسے مہمل
روایات کو انکے خلاف پر دلیل گردان سکتے اور جبکہ کبھی کوئی رسوخ اسلام
میں آنحضرت سے حاصل نہیں کیا کبھی زندگی رسولخدا صلعم میں نائب یا خلیفہ
رسولخدا کے مقرر نہیں ہوئے بلکہ تبلیغ رسالت متعلقہ سورۂ برات سے باین حکم
روکے گئے کہ تبلیغ رسالت خاص پیغمبر خدا صلعم کا کام ہے غیر شخص بہ نیابت
انکے اس کام کا انجام نہیں دیسکتا حضرت ابوبکر کو اس کام سے بند کرنا چاہیے
اور حضرت علی کو اس کام پر مامور کرنا چاہیے - تا دم واپسین پیغمبر خدا صلعم اس
حکم پر بالاستحکام مصر رہے کہ حضرت ابوبکر بماتحتی اسامہ بن زید روم کو جائیں
وصایائے آخری جو ہر پیغمبر اپنے نائب اور وصی سے کیا کرتا ہے حضرت ابوبکر
کو کوئی حصہ نہیں ملا کفن دفن میں بھی شرف شرکت حاصل نہیں ہوا پھر کون
پوچھتا ذریعہ ہے کہ جس سے ہم لوگ سمجھیں کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا
چاہتے تھے - جن روایات کو منتہی صاحب نے نقل کیا ہے اگر یہ روایات موضوعی ہوتیں
تو ضرور تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ان سے استدلال کیا جاتا اہل انصاف کتب اہل سنت میں
حالات سقیفہ کو ملاحظہ فرمادیں کہ ان میں سے کسی ایک سے بھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر نے استدلال نہیں کیا

قال حدیث عائشہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس - قالہ فی مرضہ الذی توفی فیہ بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑھاوے یہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا ف حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہ کہو ابوبکر سے لوگونکو نماز پڑھاوے مین نے کہا کہ ابوبکر نرم دل مرد ہین اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانیکو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمر کو فرمائیے کہ نماز پڑھاوے حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز لوگون کو پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے بھی حضرت سے یہی کہا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت سے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا تو اپنی زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسیکو تخت و تاج دیوے تو یہ علامت ہی کہ بادشاہ نے اُسکو اپنا ولیعہد کیا -

اقول بحول اللہ العلی العظیم قبل از شروع کرنے تردید استدلال مؤلف اسرار الہدیٰ کے ہم مؤلف صاحب کے اُس تصرف ناجائز کو جتلا دیتے ہین جو اُنھون نے عبارت حدیث یا ترجمہ مین کیا ہی حدیث کی عبارت مین سے تو ایک فقرہ کا فقرہ نکال دیا کیونکہ یہ حدیث اس طرح ہی لانتن صواحب یوسف

وآن کید کن عظیم۔ یعنی البتہ تم صواحب یوسف ہو اور تحقیق کہ مکر تمھارا بڑا ہی۔
اور ترجمہ مین یہ تصرف کیا گیا ہی فلیصل بالناس کا ترجمہ لکھا خود امام ہو کر نماز پڑھاے
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہی دلوگون کے ساتھ نماز پڑھے، وجہ اس تصرف ناجائز کی
اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہی پھر مجھے گذارش کرنا کیا ضرور ہی عاقلان خود میدانند
اب بنسبت استدلال منشی صاحب کے گذارش کرتا ہون کہ اس حدیث کے نقل کرنے سے
کوئی بہتر نتیجہ منشی صاحب نے بر آمد نہین کیا بلکہ برعکس اسکے دو روایات سابقہ کو
بھی نامعتبر ثابت کر دیا۔ منشی صاحب نے اس موضوعی روایت سے جو اشارہ خلافت
حضرت ابو بکر کا نکالا ہی اول تو اشارہ و کنایہ سے بحث نہین حدیث منفصل کا سوال ہی
دوم اشارہ بھی خود نامعتبر اور روایت موضوعی ہی۔ محدثین نقاد اصلیت و موضوعیت
احادیث کو انکی راویان کے احوال سے دریافت کیا کرتے ہین رُوات حدیث
مین سے اگر ایک بھی جھوٹا یا مکار کیا د ہوتا ہی تو اس حدیث کو خارج از اعتبار قرار
دیدیتے ہین اور جبکہ اس حدیث کی راویہ اول بشہادت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
مثل صواحب یوسف کے مکار خلاف گو ثابت ہو گئے پھر اسس روایت پر
کس قاعدہ سے اعتبار کیا جاوے۔

یہ معاملہ مذہبی اور دین و ایمان کا ہی رعایت کسیکی نہین کرنی چاہیے منشی صاحب
آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب اس روایت کے آغاز پر سے راویہ کا عدم وثوق
مروی ہی پھر آپکو روایت نقل کرتے ہوئے کچھ بھی خیال نہ آیا۔ ایسی روایت پر کون
اعتبار کر سکتا ہی اگر تعصب کو ذرا دل سے دور کیجیے تو آپ پر روشن ہو سکتا ہی کہ در صورت
صحت اس روایت کے حضرت عائشہ کے تمام اقوال اور جملہ روایات محض کذب

واقف اقرار پاتے ہین اور اُنکی کسی روایت پر بھی مسلمان اعتبار نہین کر سکتے۔
اگر منشی صاحب اس روایت کی نقل سے پشیمان ہوکر اسکو واپس لین تو البتہ
مذہب اہل تسنن پر بہت بڑا احسان ہوگا کیونکہ ایک چہارم کے قریب صحاح ستہ بی بی
عائشہ کی مرویات ہین اور جملہ روایات ام المومنین ساقط عن الاعتبار ہونگی
تو ظاہر ہی کہ مذہب اہل تسنن کی پوری بیخ کنی ہوگی۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ رہے
تھے کہ حضرات علماے اہل سنت کیا خوش ہو ہو کر بڑی لمبی چوڑی تقریظیں
لکھ رہے ہین ضرور اُنکو ستایش بیجا کی وجہ سے سخت پشیمان ہونا پڑیگا ابھی تو
ماشاء اللہ منشی صاحب کا پہلا وار ہی آگے دیکھیے حضرات اہلسنت سے کسطرح بنتی ہے
اب ہم اصل قصہ پیش نمازی کی طرف رجوع ہوتے ہین کہ درواقع اسکی کچھ اصلیت
نہین پیغمبر خدا صلعم نے ہرگز ہرگز نہ حضرت ابوبکر کی پیش نمازی کو فرمایا نہ حضرت عمر
کی بلکہ روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت سے صاف ظاہر ہی کہ فقط عورتون کی سازش
سے بلا حکم و بلا اجازت رسول خدا صلعم پہلے حضرت عمر اور پھر حضرت ابوبکر
پیش نمازی پر کھڑے ہوے مگر آنحضرت صلعم نے اطلاع پاتے ہی دونوں کو
معزول کر دیا مفصل بحث اسکی ہمنے شمس الضحیٰ مین اور اس سے بھی زیادہ
تاریخ الانبیا کی مجلد ثانی مین کہی ہی اور اس موقع پر بھی بقدر حاجت گذارش کیا جائیگا
صحاح ستہ اہل سنت مین اس قصے سے زیادہ اور کوئی معاملہ مختلف فیہ نہ ہوگا
جس قدر روایات اس قصہ کے متعلق مروی ہین انکے راوی فقط تین شخص ہین
ایک خود بی بی عائشہ دختر حضرت ابوبکر دوم بلال غلام آزاد کردہ حضرت ابوبکر
سیوم عبد اللہ بن زمعہ ہاشمی مضمون ہر روایت کا ایک دوسرے سے مخالف اور

برعکس ہی مگر نتیجہ سب نے یہی نکالا ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر و حضرت ابوبکر کو
یکی بعد دیگری پیشنمازی سے اسیوقت معزول کردیا۔ درحقیقت اس قصہ مین سازش
عورتون کی پائی گئی کہ اول بی بی حفصہ نے موقعہ پاکر بلا اجازت حضرت پیغمبر خدا صلعم
اپنے باپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہہ دیا اور بعد ازان بی بی عائشہ نے اپنے باپ کی
نیوجمالی اسی پر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تم صواحب یوسف ہو اور مکر تمھارا عظیم ہی
بی بی عائشہ کی روایت کی کیفیت گذارش ہو ہی چکی ہی کہ اگر آنحضرت صلعم وہ
الفاظ بھی آنکی شان مین نہ فرماتے تو بھی یہ روایت قابل قبول نہوتی کیونکہ دختر کی
شہادت باپ کے حق مین شرعًا نا مسموع ہی ایسے ہی بلال کی روایت بھی معتبر نہین
ہو سکتی رہے عبد اللہ بن ربیعہ وہ قسمیہ بیان کرتے ہین کہ مجھے رسولخدا صلعم نے
کسیکی پیش نمازی یا امامت کا حکم نہین دیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ مین اسوقت مسجد مین نہین آسکتا
جو لوگ مسجد مین جمع ہون ان سے کہدو کہ وہ نماز پڑھ لین۔

روایت عبد اللہ ابن ربیعہ مدارج النبوت مین اس طرح مرقوم ہے۔
و روایت ست از زہری کہ فرمود آن حضرت صلعم عبد اللہ بن ربیعہ را کہ بیرون
آید و بگوید مردم را کہ نماز بگذارید پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد یہ
عمر بن الخطاب را و گفت بادی بگذار نماز با مردم (بگذار و نماز با مردم) پس بود وی رضی اللہ عنہ جہیر الصوت
پس شنید آنحضرت صلعم علیہ السلام آواز عمر را تا آخر مضمون۔
دوسری روایت مین شکایت کرنا حضرت عمر کا عبد اللہ ابن ربیعہ سے کہ تو نے
مجھے ناحق ذلیل کیا اسطرح مرقوم ہی۔
و گفت عمر مر عبد اللہ بن ربیعہ را بد کاری کہ کردی تو من دانستم کہ آنحضرت

امر کردم تراکہ امر کنی مرا گفت عبداللہ لا و اللہ امر نکردم مرا کہ امر کنم کسی را۔ بعد اسکے یہ حال پہلے حضرت عمر کو نماز پڑھانے سے منع کیا اور جب پھر آواز حضرت ابو بکر کی سنی تو خود آنحضرت صلعم حضرت علی اور عباس کے سہارے سے مسجد مین تشریف لائے اور خود نماز پڑھائی مدارج مین درج ہی۔

پس طلبید علی و عباس را و تکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوئے مسجد و نماز گزارد۔

علاوہ ازین اسی روایت مین جسکو مؤلف صاحب نے بی بی عائشہ سے روایت کیا ہی صاف درج ہی کہ بعد کھڑے ہونے حضرت ابو بکر کے خود جناب سرور کائنات مسجد مین تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور حضرت ابو بکر امام سے مقتدی ہو گئے چنانچہ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۵۰ مین درج ہی۔ فرمود آن حضرت علیہ السلام شما ای زنان صواحب یوسف اید الخ۔ بعد اسکے درج ہی۔ پس چون دریافت ابو بکر در نماز یافت آنحضرت در نفس خود خفتے را برخاست در حالیکہ میرفت میان دو کس و پاہای مبارک او خطا میکشیدند در زمین تا در می آمد مسجد شریف را۔ پس شنید ابو بکر پس آن حضرت را خواست کہ بستر رود پس ایما کرد آن حضرت کہ بجای خود باش پس آمد آن حضرت و نشست در جانب چپ ابو بکر و ابو بکر ایستادہ است اقتدا می کند ابو بکر بنماز رسول خدا صلعم و اقتدا می کنند مردم بہ نماز ابو بکر یعنی بواسطہ تکبیر وی بر افعال و انتقالات آنحضرت صلعم وقوف می یافتند۔

کمال تعجب ہی کہ منشی صاحب نے بے سوچے سمجھے کسطرح حضرت ابو بکر کی پیشنمازی پر یقین کر لیا اس موقع پر یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہوگا کہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہی کہ پیغمبر کی نماز امتی کے پیچھے ہو جاتی ہی جیسا کہ اسی صفحہ پہ مدارج النبوت مین

آنحضرت صلعم کا عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مندرج ہی بلکہ اسی رسالہ مین مولف صاحب نے حضرت ابوبکر کے پیچھے بھی ایک مرتبہ آن حضرت صلعم کا نماز پڑھنا درج کیا ہی پھر یہ بات تعجب سے خالی نہین ہی کہ اس مرتبہ کیون حضرت صلعم نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہ پڑھی اور کیون بوجہ آنکو امامت سے معزول کیا۔ غور کرنیسے یہ بھی بات ظاہر ہوتی ہی کہ آنحضرت صلعم نے اسی دور اندیشی سے حضرت ابوبکر کو امامت سے معزول کیا تاکہ لوگ آنکی خلافت کی جواز پر استدلال نکرین یہ قصہ نماز عشا کے وقت کا ہی اور اسکے بعد سترہ وقت کی نماز تک حضرت رسولخدا صلعم زندہ رہے اور سترہ وقت کی نماز اسی وقت مین رسولخدا صلعم نے ادا فرمائی اسوقت کے بعد کسی اور وقت کی نماز کے بابت کوئی تذکرہ کتب اہل سنن مین درج نہین ہی منشی صاحب نے جو اس امر پر استدلال کیا ہی کہ نماز پڑھنا خواص کام رسولخدا کا ہی اور جبکہ یہ کام حضرت نے حضرت ابوبکر کے سپرد کردیا تو گویا اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ یہ استدلال کسی طرح درست نہین ہم کہتے ہین کہ حسب روایات اہل سنن سے یہ امر تحقیق ہوگیا کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو نامزد کرکے حکم نماز پڑھانے کا نہین دیا اتفاق سے اول حضرت عمر کھڑے ہوئے پھر حضرت ابوبکر پیش نماز ہوئے تو یہ ایک اتفاقیہ امر ہی اگر پیش نمازی حضرت ابوبکر کی اسیوقت نہوتی تو بھی نقض خلافت نہوتی۔ ثانیاً پیش نمازی افعال مخصوصہ نبوت سے نہین ہی بلکہ حضرت کی زندگی مین خاص شہر مدینہ مین دس بیس مسجدون مین عوام لوگ امام بنکر نماز پڑھایا کرتے تھے اگر پیش نمازی مخصوص بہ نبوت ہوتی تو کوئی شخص مجاز نماز پڑھانے کا نہوتا اور جبکہ حضرات اہل سنت اس

امر کے قائل ہین کہ حضرت صلعم نے قبل اس اقتدا کے دوبار عبد الرحمن بن عوف اور حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر پیش نمازی کسی طرح دلیل فضلیت بھی نہین ہو سکتی نہ کہ استحقاق خلافت پیدا کرے۔ دیکھیے افعال مخصوصہ نبوت مین تبلیغ رسالت ہی اگر نبی صلعم اپنے زندگی مین کسیکو تبلیغ رسالت پر مامور کرین تو کہا جاسکتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مخصوصہ کام پر فلان کو مامور کیا جیساکہ تبلیغ سورۂ برات کا قصہ احادیث صحیحہ اہل سنت مین درج ہی کہ سال حجۃ الاسلام مین آنحضرت صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اوایل چہل آیات سورۂ برات دیکر مکہ معظمہ کو روانہ کیا کہ حج کے دن یہ پیغام خدا کا لوگون کو پہونچادین بعد روانہ ہو جانے حضرت ابوبکر کے جبریل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمھارا کام ہی اسکو کوئی شخص غیر بجا نہین لا سکتا یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو تب آنحضرت نے عقب حضرت ابوبکر سے حضرت علی مرتضی کو تبلیغ سورۂ برات پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر اس کام سے معزول کیے گئے۔ اس قصہ سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کسی طرح خلیفہ رسول ہونیکی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ دیکھیے تعصب اسکو کہتے ہین کہ حضرات اہلسنت اس پیشنمازی کو منسوخہ فسانہ کو کس آب و تاب سے بیان کرکے استحقاق خلافت حضرت ابوبکر کا جتلاتے ہین حالانکہ ثابت ہو چکا کہ پیشنمازی نہ افعال مخصوصہ نبوت مین داخل ہی نہ دلیل افضلیت ہی بموجودی پیغمبر ہر شخص امتی بھی پیشنمازی کرسکتا ہی اور معاملہ تبلیغ سورۂ برات کو زبان ... حالانکہ یہ کام بشہادت وحی الہی امور مخصوصہ نبوت ...

کام پر مامور ہوا وہی قابلیت خلافت پیغمبر کی رکھتا ہے اور جو شخص بوجہ عدم قابلیت نیابت پیغمبر اس کام سے معزول ہو چکا ہے وہ کسی طرح قابل خلافت عام نہیں سمجھا جا سکتا۔

پس جبکہ تعصب کا یہ حال ہی تو ایسے لوگون سے حق جوئی کی کیا امید ہو سکتی ہے اہل انصاف ذرا اپنی دلون مین غور کرین کہ خدا تعالی نے جس شخص کی نیابت و خلافت کو فقط ایک حکم کی تبلیغ مین بھی منظور نہ رکھا ہو وہ ہمیشہ کے لیے تبلیغ رسالت مین کسطرح خلیفہ اور جانشین پیغمبر صلعم کا مقرر ہو سکتا ہے

قال۔ علی ہذا القیاس اور بھی احادیث صحیحہ بطریق پیشین گوئی حضرت رسولخدا صلعم نے درباب خلافت صدیق اکبر کی فرمائی ہین وہ مخل شوری نہین اسلیے کہ ظہور انکا حسب ارشاد نبوی کے واقع ہوا۔

اقول۔ اہل خبرت پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ جو حدیث بطریق اخبار یا پیشین گوئی کے ہوتی ہے وہ کسی معاملہ پر حکم نص کا نہین دیسکتی مثلاً رسولخدا صلعم نے بطریق پیشین گوئی حالات خلفاء مروانیہ و عباسیہ بیان فرمائے تو اس حدیث سے خلافت خلفائی جور کا نص نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس دجال کی بابت بھی پیشین گوئی واقع ہے تو اس پیشین گوئی سے دجال برحق نہین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے حضرت عمر نے اپنے خطبہ مین قبول کیا ہے کہ بیعت ابوبکر ایک واقعہ ناگہانی اور خلافت فتنہ تھا مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا یعنی نکوئی حکم تھا نہ حسب قاعدہ ... ہماری چالاکی اور تدبیر سے واقع ہو گئی اگر آیندہ اور کوئی ایسا کرے ... انہ کانت بیعة ابوبکر فلتة وقی اللہ

شرہا فمن عاد الی مثلہ فاقتلوہ۔ اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ خلافت ابوبکر پر نہ نص تھی نہ اجماع بلکہ ایک ایسا فعل تھا کہ جسکا فاعل واجب القتل ہے۔ اور نیز حضرت عمر نے بوقت وفات ظاہر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد ترک استخلاف کیا اور کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا کی فصل دوم مین بخاری مسلم سے روایت کی ہے۔ واخرج الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابابکر وان اترککم فقد ترککم من ھو خیر منی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز دوسری روایت مستدرک حاکم ومسند بزار سی اسی فصل مین نقل کی ہے۔ قالوا یارسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف الیکم فتعصون خلیفتی ینزل الیکم العذاب یعنی لوگون نے عرض کی یارسول اللہ صلعم آیا آپ ہمپر کسیکو خلیفہ نہین کرتے ہو فرمایا اگر مین خلیفہ کرون اور تم اُس خلیفہ کو نہ مانو تو تمپر عذاب الٰہی نازل ہووے در حقیقت یہ حدیث سر نبوی ہے اور اشارہ خلافت مرتضوی سے ہے کیونکہ ابوبکر کی نسبت تو گمان نہ تھا کہ امت خلیفہ نمانیگی بلکہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت میرے بعد ابوبکر کو حاکم کریگی البتہ حضرت مرتضیٰ کی خلافت پر گمان تھا کہ لوگ نمانینگے اور عذاب الٰہی نازل ہوگا پس صاف ثابت ہوگیا کہ خلیفہ حضرت کا سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص نہ تھا۔

قال المنشی السید جوہر علی۔ اسی ضمن مین ان احادیث کا ذکر کرنا ہے جو تشیع اہل سنت کی کتب سے استدلال کرتے

براء بن عازب سے صحیح بخاری اور مسلم میں روایت ہی کہ جب رسولخدا نے قصد غزوۂ تبوک کا کیا جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینۂ طیبہ میں محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیر کو طعن کی کہ رسولخدا آپکو اپنے ساتھ کیون نہین لیے جاتے جناب امیر کو یہ بات ناگوار گذری یہ حکایت رسولخدا سے کی اور کہا۔
یارسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی ای رسولخدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجکو عورتون اور بچون مین تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔
اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هرون من موسی الا انه لانبی بعدی
یعنی آیا راضی نہین ہوتا ہی تو یہ کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر تحقیق شان یہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔ اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول انکا دعوی صحیح نہین ہی۔ اول یہ کہ خلافت جناب امیر کے مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔ دوم جب حضرت موسی کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے۔ سوم اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد کی جاتی ہی بس جناب امیر کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتا۔ چہارم کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے حضرت موسی کی حیات ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی۔ پنجم حضرت ہارون حضرت موسی کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان ... اور ... گویا ہی مین افصح البیان جب ان جملہ مراتب مین سے ایک ... نہ ... تو آپ خلیفہ بلافصل ہوسکتے تھے۔ ششم

حضرت رسولخدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے
ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب
امیر بھی حیات مبارک رسولخدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ
حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسیطرح سے بعد وفات
رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ہفتم جب رسولخدا نے انہ لا نبی بعدی
کو کہ جملہ خبریہ ہے استثنار فرمایا تو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارون
بعد وفات حضرت موسیٰ ہرگز جدا ہوتا جیسا کہ بسبب استثناء کے جناب امیر سے
قطعًا جدا ہوا ہشتم ولو فرضنا حضرت ہارون بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی ہوتے
بلاشبہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت
فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کا کیسا۔ نہم حدیث
شریف مین استثنار منقطع موجود ہے اگر اسکو شیعہ استثنار متصل فرض کرین تو اس صورت
مین حدیث رسولخدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے۔
قطع نظر ان جملہ امور کے شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہے جس
سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر پائی جاتی ہو ہان اگر
فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے
فاقول انا العبد الضعیف بحول اللہ الخبیر اللطیف ۔ واضح ہو کہ مؤلف
اسرار الہدیٰ نے اصل عبارت حدیث کو تو غلط اور بے سرو پا بوجہ عدم بصیرت
و نہ ملاحظہ کرنے صحیحین کی نقل کیا مگر ترجمہ مین جو کچھ تصرف کیا گیا ہے وہ
محض بوجہ عناد اور تعصب کی ہے بوقت لکھنے حدیث مذکورہ بالا کے ضرور یہ امر

پیش نظر مؤلف تھا کہ مناقب اور فضائل جناب امیر کو ایسے الفاظ سے تحریف وتبدیل کیا جائے کہ جو ظاہرا بے وقعت ہون اور آنسے مناقب و مراتب مندرجہ حدیث ناظرین کی نگاہ مین با وقر نہ معلوم ہون۔ مین یہ نہین کہ سکتا کہ مولف کی یہ کارروائی خود انکے ذاتی عقیدہ کی وجہ سے ہی یا مذہب اہل السنن کے مطابق آنکو ایسا کرنا پڑا۔ لیکن اسقدر تو ظاہر ہو گیا ہی۔ کہ علماء کبار اہلسنت نے منشی صاحب کی اس تحریف وتبدیل کو ناپسند نہین کیا بلکہ بڑی خوشی کے ساتھ مولوی لطیف اللہ صاحب نے مولف کی ایسی کارروائیون کی اپنی تقریظ عربی مین داد دی ہے

مولف صاحب نے جو یہ ارقام فرمایا ہی کہ صحیح بخاری مین براء بن عازب سے یہ روایت ہی کہ بوقت قصد غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا محض تحریف ہی صحیح بخاری مین نہ براء بن عازب سے روایت ہی نہ اُس روایت مین یہ غرض درج ہی کہ اپنی بیبیون اور بچون کی نگرانی مقصود تھی نہ لفظ محافظ مروی ہی مولف صاحب نے محض بوجہ تعصب وعناد حضرت علی کی خلافت کو کم وقعت کرنے کے لئے لفظ محافظ سے بدلا اور لفظ نگرانی بیبیون اور بچون کا اپنی طرف سے ملایا اور استخلاف کو بالکل درمیان سے نکالدیا۔ صحیح بخاری مین یہ حدیث مصعب بن سعد سے اس طرح مروی ہی۔ وعن مصعب بن سعد عن ابیه ان رسول الله صلعم خرج الی تبوك واستخلف علیا فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هرون من موسی الا انه

لیس نبی بعدی ہی صریح اور صاف ترجمہ اسکا یہ ہی کہ مصعب نے اپنے باپ سعد سے روایت کی ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم بقصد غزوہ تبوک نکلے اور علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تو علی نے عرض کی کہ کیا آپ مجکو بچون اور عورتون پر خلیفہ کرتے ہو (یعنی مردم شہر تو اکثر آپکے ساتھ جاتے ہین پیچھے شہر مین بچے اور عورتین باقی ہین) اسپر رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کیا تو راضی نہین ہی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے ۔

اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہین اور بوجہ صحیح و متواتر ہونے کے قریب قریب تمام کتب صحاح اہل سنت مین منقول ہی اور ہم موقعہ پر اور طرق سے بھی اس حدیث کو بھی نقل کرینگے مگر یہان ہماری مراد صحیح بخاری سے نقل کرنے کی یہ ہی تھی کہ اہل انصاف پر ظاہر ہو جاوے کہ حضرات اہل سنت کے تعصب کی اہلبیت رسالت کے ساتھ کیا کیفیت ہی ۔

جناب منشی صاحب کیا ایمان داری اسی کا نام ہی کہ استخلف علیاً کے معنی محافظ اور چوکیدار ہون اور حضرت ابوبکر کے قصہ مین اعہد کے معنی خلیفہ اور ولیعہد اور اکتب کتاباً کا ترجمہ خلافت نامہ ہو ۔ مجھے سخت تعجب ہی کہ مولوی لطف اللہ صاحب نے منشی صاحب کے اس نامحققانہ بلکہ معاندانہ تحریر کو کس وجہ سے باین الفاظ منسوب فرمایا ۔ ہٰذہ رسالۃ سنیۃ و مقالۃ بہیۃ مشتملۃ علی تحریرات تطرب الاذہان الذکیۃ و محتویۃ علی تقریرات تعجب الآذان النقیۃ ۔ للہ درہ فقد الجم المعاندین

بتحقیقات انیقۃ دریۃ وغیر ذلک ـــــ

زیادہ تر افسوس یہ ہی کہ منشی صاحب نے اس امر پر غور کامل نہین فرمایا۔ کہ نبی صلعم نے جو خلافت معمولی کے علاوہ حضرت علی کو اپنے اہل وعیال پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اس سے حضرت علی کا کیا رتبہ عالی پایا جاتا ہی منشی صاحب یہ وہی اختیارات ہین جنکا کچھ اشارہ حضرت مرتضی نے بعد خاتمہ جناب جمل بی بی عائشہ سے فرمایا اور اُسکے سنتے ہی بی بی عائشہ نے کوفہ سے مدینے کو کوچ کردیا۔ اگر منشی صاحب کو یہ حال پیشتر معلوم ہوجاتا تو تمہید حدیث مین ہرگز نام بھی بیبیون اور بچون پیغمبر خدا کا نہ لکھتے۔ اب ہم مفصل روایت کو کتب معتبرہ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ تقرر حضرت علی کا بطور محافظ زنان رسول صلعم کے نہ تھا بلکہ آپ خلیفہ رسول صلعم مقرر ہوئے اور ایسے عام خلیفہ مقرر ہوئے کہ نبی صلعم کے اہل وعیال پر بھی آپ خلیفہ رسول سے تھے اور ایسی خلافت کبھی کسیکو حاصل ہوئی اور نہ ہوسکتی تھی ـــ

قال محمد بن اسحٰق ـ وخلف رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استشقالا و تخففا منہ فلما قال ذالک المنافقون اخذ علیؑ رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ صلعم وھو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استشقالا بی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی واھلک افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ

لا نبی بعدی ہی تیرجع علی الی المدینۃ ومضی رسول اللہ صلعم علی سفرہ
محمد بن اسحٰق باوجود اسکے کہ متعصبین اہل سنت مین شمار کیئے جاتے ہین کہتے
ہین کہ خلیفہ مقرر کیا رسول صلعم نے علی ابن ابی طالب کو اپنے اہل پر اور حکم
دیا اُنکو اُنکے رہنے کا پس جھوٹ موٹ اڑائی منافقون نے یہ بات کہ رسولخدا
نے حضرت علی کو بوجہ گرانی طبع کے اپنے پیچھے چھوڑا ہی جسوقت منافقون نے
یہ بات کہی حضرت علی اپنے ہتیار باندھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسولخدا صلعم
کے پاس کہ منزل جرف مین مقیم تھی پہونچے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
منافقون کا زعم یہ ہی کہ آپنے فقط گرانی طبع کی وجہ سے مجھے یہان اپنی پیچھے
چھوڑا ہی پس فرمایا رسول صلعم نے کہ منافق دروغ کہتے ہین پس تحقیق
کہ مین نے اپنا خلیفہ تجکو مقرر کیا ہی اُن سب پر جنکو مین نے پیچھے چھوڑا ہی پس
لوٹ جاؤ مدینہ کو اور خلافت کرو میری اور اپنے اہل مین۔ کیا تو راضی
نہین ہی ای علی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسے کہ
ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی پس واپس آئے
علی مرتضیٰ مدینہ کو اور روانہ ہوئے رسولخدا صلعم سفر کو۔

امام حاکم اور امام نسائی عمرو بن میمون سے ایک روایت طویل نقل
کرتے ہین جسمین حضرت ابن عباس نے حالات علی مرتضیٰ بیان کیئے
ہین از انجملہ یہ کہ فقال ابن عباس وخرج رسول اللہ صلعم فی غزوۃ تبوک
وخرج الناس معہ فقال لہ علی اخرج معک قال فقال النبی صلعم
لا فبکی علی فقال لہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من

موسیٰ الا انہ لیس بعدی نبی ان اذھب الا و انت خلیفتی - یعنی ابن عباس
نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو چلے اور سب آدمی آنکے
ساتھ جانے کو نکلے تو علی مرتضیٰ بولے کہ مین بھی آپکے ساتھ چلونگا حضرت نے فرمایا
کہ نہین اسپر حضرت رونے لگے پس فرمایا رسول صلعم نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہے تو
اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک
الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی اگرچہ لائق نہین ہی تجکو چھوڑدون لیکن تو میرا خلیفہ ہی۔
اگر مؤلف صاحب کے اب بھی اطمینان نہوئی ہو اور یہ ہی شبہ ہو کہ حضرت علی
فقط پیغمبر خدا کے اہل و عیال پر خلیفہ تھے اور اہل و عیال عوام مدینہ آپکی خلافت
و حکومت سے مستثنیٰ تھے تو یہ بات بہت ظاہر اور روشن ہی کہ پیغمبر خدا کے اہل و
عیال سے عوام مدینہ یا آنکے اہل و عیال زیادہ شرف نہین رکھتے تھے جو شخص
نبی صلعم کے اہل و عیال مین نبی کا خلیفہ ہی وہ بدرجہ اولیٰ عام پر بھی خلیفہ ہے
اور جبکہ نبی صلعم نے نظیر موسیٰ و ہارون کی دی تو قوم کسی طرح مستثنےٰ نہین ہوسکتی
اور نیز جبکہ پیغمبر خدا صلعم نے صاف الفاظ مین یہ فرمایا نقل خلفتک لما ترکت من ورائی
یعنی بتحقیق کہ مین نے تجکو اپنا خلیفہ آنپر مقرر کیا کہ جنکو اپنے بعد مدینہ مین چھوڑا
تو پھر کوئی بھی مستثنیٰ نہین ہوسکتا - بعض متعصبین اہل سنت نے جو معارضہ
و مناظرہ مین یہ لکھدیا ہی کہ حضرت علی فقط اہل و عیال پیغمبر پر خلیفہ تھے اور پیش
نمازی اہل مدینہ متعلق بہ ابن ام مکتوم تھی اسکو محققین سنے خود غلط قرار دیدیا
اور صاف لکھدیا کہ روایت پیشنمازی حضرت علی مرجح ہی جیسا کہ مدارج النبوت
کے صفحہ ۲۰۸ مین بحوالہ ابن عبد البر صاف طور سے روایت پیشنمازی حضرت علی کو

اصح قرار دیا گیا۔ مولف صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہی (اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لگاتے ہین مگر چند دلائل معقول انکا دعوے صحیح نہین ہی) واجب تھا کہ اس موقعہ پر ذکر اس معنی کا کیا جاتا کہ جو شیعہ اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین اور جبکہ تشریح معنی مذکور سے اعراض کیا گیا ہی تو صاف طور سے لغویت اعتراض کی ثابت ہی۔ مگر قبل از تردید دلائل مولف اسرار الہدیٰ کی اول بحث معنی حدیث سے کرتے ہین۔

بحث معنی حدیث منزلت

واضح ہو کہ جمیع علمائے اہل سنت و امامیہ اثنا عشریہ معنی حدیث مین متفق ہین اور سب یہی کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے یہ فرمایا کہ تو میرے نزدیک ایسا ہی جیسا ہارون موسیٰ کے نزدیک تھا۔ اب بحث طلب یہ امر ہی کہ باہم حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی کیا کیا نسبتین تھین سوائے نبوت ہارون کے کیونکہ فقط ایک نبوت کی نسبت کو مستثنیٰ فرمایا ہی اور باقی تمام نسبتون کو ذات علی مرتضیٰؑ مین ثابت کیا ہی۔ اور رتبۂ خلافت مضاف ہی منزلت ہارونی کی طرف کیونکہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے اول نسبت ہارون و موسیٰ کی تشبیہ دیکر خلافت کو اسطرح مضاف کیا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام جب عازم میقات ہوئے تو انھون نے اپنے بھائی ہارون کو قوم بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اور چونکہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اس لئے مین بھی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہون۔ اب ہمکو دیکھنا اس امر کا باقی رہا کہ باہم حضرت موسیٰ و ہارون کے کیا کیا نسبتین ثابت ہین

اسلیئے اس مقام پر وہ عبارت نقل کرتا ہوں کہ جو اس بندہ حقیر نے جلد ثالث تاریخ الانبیا میں ذکر امامت حضرت امام الاتقین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں لکھا ہے وھو ہذا ــ

نقل عبارت از جلد ثالث تاریخ الانبیا مولفہ ما صفحہ

پس اکنون مارا تحقیق باید کرد کہ منزلت ہارون نزد موسیٰ علیہما السلام چہ بود پس بمطالعہ کلام ربانی ہویداست کہ موسیٰ بخداوند تعالیٰ خواستگاری نمود کہ وارد است

تعالیٰ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی واشدد بہ ازری واشرکہ فی امری ـ یعنی موسیٰ بخداوند تعالیٰ سوال نمود کہ بار الہا گردان برای من از اہل من ہارون برادرم را وزیر من وقوی گردان بوجود وی پشت مرا و شریک گردان او را در امر من یعنی در رسالت ــ وخداوند تعالیٰ سوال ویرا بدرجہ اجابت رسانید کہ در قرآن مجید وارد ست قال اوتیت سؤلک جعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا وقال فی سورۃ الاخری سنشد عضدک باخیک ــ حاصل معنی ہر سہ آیات این ست کہ فرمود خدای تعالیٰ بتحقیق عطا کردیم ترا ای موسیٰ آنچہ تو سوال کردی (در بارہ ہارون) ودر سورہ دیگر میفرماید البتہ بتحقیق دادیم موسیٰ را کتاب وکردیم با وی برادرش ہارون را وزیر وی ودر جای دیگر فرمودہ کہ بزودے استوار سازیم عضد ترا بہ برادرت ــ

پس ظاہر شد کہ منزلت ہارون از موسیٰ یکے من حیث الوزارت ست کہ ہارون وزیر موسیٰ بود ــ و وزیر مشتق ست از یکے از معانی ثلثہ کہ

یکی ازان وزر بکسر واؤ و سکون زاء معجمہ است وآن بمعنی ثقل ست و بر
این تقدیر معنی وزیر آنست کہ تحمل اثقال نماید و سبکبار گرداند و معنی دیگر
از وزر بفتحہ واو وزا بمعنی مرجع و ملجا ست چنانچہ در قول حق سبحانہ
تعالی وارد ست کلا لا وزر و بر این تقدیر مراد از وزیر این ست
کہ راجع شوند بجانب رای وی و تکیہ کنند بروی در استعانت از وی و معنی
ثالث مشتق ست از ازر وآن بمعنی پشت و ظہر ست ہمچنانکہ در کلام
باری تعالی وارد ست اشدد بہ ازری پس حاصل میشود از وزیر
قوت امر و اشتداد ظہر ہمچنانکہ قوی و شدید میشود بدن از پشت پس بود
منزلت ہارون از موسی آنکہ قوی گرداند پشت موسی را و معاضد
وی نماید و سبکبار گرداند موسی را از بارہای گران بنی اسرائیل
و بر دارد بارہائی ایشان بقدر استطاعت خود۔ و این جملہ
منزلت ہا باعتبار وزارت بود۔
و اما منزلت ہارون از موسی یکی من حیث از شرکت ست در امر موسی
وآن شرکت در نبوت و رسالت ست۔ و دیگر منزلت ہارون از
موسی این ست کہ بوقت توجہ بجانب میقات موسی علیہ السلام ہارون
را بر قوم بنی اسرائیل خلیفہ خود گذاشت کہ قرآن کریم بر آن ناطق ست
پس تلخیص منزلت ہارون با موسی آنست کہ بود وی علیہ السلام
برادر موسی و وزیر و عضد او و شریک او در نبوت و خلیفہ او بر قوم او عند
سفر میقات و ہمچنانکہ گردانید رسول خدا صلعم منزلت علی را نسبت بخود و

ثابت کرد برای وی علیه السلام همه چیزها را که هارون میداشت غیر از نبوت
زیرا که در آخر حدیث استثنا نبوت واقع ست باین عبارت غیر انه لا نبی
بعدی و مراد ازین استثنا همین ست که بعد از رسول خدا صلعم کسی بنوت
و رسالت مبعوث نخواهد شد ولیکن شرکت در رسالت امری دیگرست و
آن ثابت ست در ذات حضرت مرتضی صلوٰۃ اللہ علیہ بچند وجوہ ۔
اول آنکه در قرآن مجید آنحضرت را نفس رسول صلعم تعبیر کرده اند و
نفس شی جدا نمی باشد از شی و اکثر احادیث صحیحه و متواتره نیز موید این تعبیر
وارد اند چنانچه فرمود رسول صلعم بعلی مرتضی ۔ انت منی و انا منک ۔
یا علی منی و انا منه ۔ و فرمود ۔ انا و علی من نور واحد ۔
و همچنان در وحدت و شرکت طینت و خلقت و گوشت و خون روایات کثیره
وارد اند و ازین جهت در غدیر خم فرمود من کنت مولاه فعلی مولاه
و قصه تبلیغ رسالت متعلق بسوره برات و تعین حضرت مرتضی بعد عزل
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنه و فرمان نبوی ۔ لا یودی عنی الا انا او
علی ۔ و غیر ذلک اشاره الیست ازین شرکت ۔ و نیز در اکثر صفات
نبوت حضرت مرتضی را بهره و نصیبی داده اند مثل عصمت و طهارت
و علم لدنی و اعجاز و کرامات و در آمدن در مسجد بحالت جنابت و مختار
بودن در مال خمس و فی و غیرهم پس ظاهر شد که حضرت مرتضی جزو یست
از ذات حضرت مصطفی صلعم و شک نیست که جزو در حد مشترک میباشد
کل را پس جدائی در ذات نبی و علی ممکن نیست چنانچه شاعری فرموده است

شعر ختی و علی ہر دو بنسبت بہم ٭ دو تا و یکی چون زبان قلم ٭ پس برین تقدیر مفہوم حدیث منزلت این ست کہ رسول خدا میفرماید ای علی تو نزد من بہمہ وجوہ چنان ہستی کہ ہارون نزد موسیٰ بود غیر ازینکہ ہارون نبی بود و بعد من نبوت منقطع گردید یعنی تو برادر من و وزیر من و عضد و قوت بازوی من و پشت پناہ من و خلیفۂ من و شریک من ہستی - و این کمال فخر و مباہات ست برای حضرت مرتضیٰ کہ کسی را از طبقۂ صحابہ میسر نشدہ است و این منزلت عظمی صریحا دلالت میکند بر خلافت بلا فصل وی علیہ السلام زیراکہ چنین منزلت غیر در ذات وی علیہ السلام ثابت نیست و کسی را از خلفاء ماسبق میسر نشد خلافت نبی در حقیقت شرکت در منصب رسالت ست پس ہر کہ با پیغمبر صلعم چنین منزلت ندارد خلافت را نشاید - الخ

وجہ تقرر علی مرتضیٰ بر خلافت ہنگام عزیمت تبوک

جن لوگوں کو حق سبحانہ تعالیٰ نے چشم بصیرت اور قلب نورانی عطا فرمایا ہے انکو حق و باطل میں تمیز کرنا دشوار نہیں تھوڑے سے غوض و فکر سے معاملہ کی ماہیت کو دریافت کر سکتے ہیں - جو لوگ فن سیر و تاریخ میں مہارت رکھتے ہیں اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے بوقت عزیمت کسی سفر کے اہتمام تقرر خلافت کا نہیں فرمایا بجز اسکے کہ کسی ایک ضعیف یا معذور صحابی کو امامت نماز کے لئے مدینہ میں چھوڑ جاتے تھے اور اکثر ابن ام مکتوم کہ نابینا و معذور تھے اس کام پر مقرر ہوتے تھے اور خاصکر حضرت مرتضیٰ کو کبھی کسی غزوہ میں آنحضرت صلعم نے اپنے سے

جدا نہین کیا پھر اسی غزوہ تبوک کی عزیمت کیوقت کیا ضرورت اور وجہ
لاحق ہوئی کہ حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرکے مدینہ مین چھوڑا پس جو لوگ حالات
غزوات سے ماہر ہین وہ جانتے ہین کہ اس غزوہ تبوک کو دیگر غزوات
سے کیا نسبت ہے تمامی غزوات آنحضرت صلعم مین بعض اقوام و قبائل
عرب سے مقابلہ ہوتا تھا کسیوالی ملک یا بادشاہ سے جنگ مقصود نہوتی تھی در اس غزوہ
تبوک مین مقابلہ قیصر روم سے تھا جو ایک بہت بڑا شہنشاہ اپنے وقت کا تھا لاکھوں فوج
اپنے زیر حکم رکھتا تھا عوام لوگ مسلمانونکو کسیطرح مد مقابل قیصر کا نہین جانتی تھی بلکہ
کفار اور منافق اس ارادہ پر پیغمبر خدا کے مضحکہ کرتے تھے خصوصاً بعضے سردار
نفاق ہمیشہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ گویا ہم
دیکھ رہے ہین کہ مسلمان لوگ قیصر کے لشکر کے ہاتھون مین اسیر ہین اور
قتل کیئے جا رہے ہین اور عوام لوگون کے دلون مین لشکر قیصر کا ایسا رعب
پڑ گیا تھا کہ ایک جماعت کثیر خلیفان و تابعان ابن ابی سلول پہلی ہی
منزل سے لشکر رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے - اگرچہ رسولخدا صلعم کے
ہمراہ بھی چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے لیکن ظاہر ہے کہ قیصر روم
کے مقابلہ مین اس تعداد لشکر کو کیا وقعت ہوسکتی ہے اس لیے ظاہر ہے
کہ اس غزوہ سے زیادہ کوئی غزوہ محل خطر نہ تھا بلکہ اسکے عشر عشیر بھی
اور غزوات مین احتمال خطر نہ تھا ـــ

پس جبکہ رسولخدا صلعم نے ایسی جنگ عظیم کی طیاری کی تو حسب قوانین حزم
و احتیاط و بہ حسب قواعد سلطنت و ملک داری آنحضرت صلعم پر واجب ہوا

کہ اسوقت تک عزیمت جنگ پر کوچ نکریں جبتک کہ اپنا ولیعہد اور خلیفہ نامزد نکریں جولوگ بنظر غائر استطرت توجہ نہیں کرتے وہ تو یہی جانتے ہیں کہ منجملہ بہت سے غزوات کے ایک غزوہ تبوک بھی تھا اور جسطرح ہمیشہ کسی ضعیف و معذور کو مدینہ میں بنیمارزی وغیرہ کیلیئے چھوڑ جایا کرتے تھے اُسی طرح اس مرتبہ بھی حضرت علی کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر کردیا لیکن غوص و فکر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ نظر بحالات غزوہ مذکور رسولخدا صلعم پر واجب ہوگیا تھا کہ جبتک کسیکو اپنا مستقل خلیفہ نامزد نفرماویں اُسوقت تک عزم سفر نکریں اسلیئے صاف ظاہر ہے کہ یہ خلافت مرتضوی مثل اُن چندروزہ خلافتوں کے نہتھی جو آنحضرت بوقت عزیمت سفر کسی ایک صحابی کو بنیمارزی وغیرہ کے لیئے مقرر کیا کرتے تھے بلکہ یہ خلافت مستقل اور دائمی خلافت تھی اور مطلب اس تقرر خلافت سے یہ ہی تھا کہ اگر جنگ پیش آوے اور اتفاق سے معاملہ منعکس ہو جاوے تو اسلام بے سردار نہ رہے اور نیز عوام الناس پر ظاہر ہو جاوے کہ نبی کا جانشین برحق علی مرتضی ہے صلواۃ اللہ علیہ۔

اب ہم اُن دلائل صاحب اسرار الہدی کی تردید کرتے ہیں جنکو عدم صحت دعوئ شیعیان پر سند لائے ہیں۔

قولہ اول۔ یہ کہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

اقول وبہ نستعین۔ جو منزلت ہارون کی موسی سے تھی اُسکو ہمنے مشرحًا بحوالہ آیات قرآنی اوپر لکھا ہے وہ جملہ منازل تاوقت وفات حضرت ہارون

قایم وبرقرار رہے انھین منازل ومراتب کو باہم رسولخدا و علی مرتضیٰ کے شمار کرنا
چاہیے خلافت حضرت ہارون کی کسی خاص زمانہ کے لئے محدود نہین تھی بلکہ
وہ روز بعثت حضرت موسیٰ سے تا وفات خود نائب و شریک و پشت پناہ و
وزیر و خلیفہ حضرت موسیٰ کے رہے حضرت موسیٰ کی حضوری و موجودی مین
نائب اور وزیر کہلاتے تھے اور غیبت مین خلیفہ سمجھے جاتے تھے اور ان منازل
سے کبھی عزل واقع نہین ہوا تھا تا آنکہ وفات پائی حضرت ہارون نے
اسیطرح حضرت علی کو بھی سمجھنا چاہیے کہ یوم بعثت سرور کائنات سے تا حین
وفات خود آنحضرت صلعم کے بھائی وزیر نائب شریک و خلیفہ و وصی رہے اور یہ
امر بھی مسلم ہے کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام مین سے کسیکا رتبہ اور منزلت حضرت
ہارون کے برابر نہ تھا اور حضرت ہارون کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص
استحقاق خلافت حضرت موسیٰ کا نہ رکھتا تھا پس جبکہ بشہادت نبی صلعم حضرت
علی آنحضرت صلعم کے نزدیک بعینہ وہی منزلت اور نسبت رکھتے تھے جو ہارون
کو حضرت موسیٰ سے تھی تو لا محالہ اس امر کو بھی ضرور ماننا پڑیگا کہ اصحاب محمد صلعم
مین سے کسیکا رتبہ ومنزلت حضرت علی کے برابر نہ تھا اور حضرت علی کے
ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت پیغمبر خدا صلعم کا نہین
رکھتا تھا۔ اور اسی منزلت کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔

اثبات خلافت بلافصل حضرت علی مرتضیٰ مین صدہا روایات اہل السنت مین
بہ تائید اس حدیث کے وارد ہین اور ثابت ہے کہ حضرت علی کی صغر سنی کے
زمانہ سے آنحضرت صلعم نے انکو اپنا خلیفہ او وصی و نائب گردانا اور ہمیشہ

بار بار امت کو اسکی اطلاع دی دیکھو شروع زمانہ بعثت مین بوقت نزول آیہ کریمہ
وانذر عشیرتک آنحضرت صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو جمع کر کے حضرت
علی کی نسبت فرمایا ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ یعنی
یہ میرا بھائی ہی اور میرا خلیفہ ہی تم مین پس سنو بات اسکی اور فرمان برداری
کرو اسکی۔ استخراج کیا ہی اس روایت کو محمد ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن ابی
حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم و بیہقی نے اور اسی تمام قصہ کو امام نسائی نے
کتاب الخصائص مین ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہی۔ پوری تفصیل ان
روایات کی انوار الہدیٰ مین مندرج ہین بعد ازان بروز ہجرت آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کو مکہ مین اپنا خلیفہ چھوڑا۔ بعد اسکے سال بیعت الرضوان
مین حضرت علی کی خلافت سے بہ انکار خلافت ابو بکر و عمر لوگون کو اطلاع
دی کہ امام حاکم اور نسائی نے حدیث خاصف النعل کو روایت کیا ہی
اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بلفظ نسائی نقل کیا ہی۔ پھر بوقت
تبلیغ سورہ برات اس امر کو بہت صاف کیا گیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے
اور کوئی شخص اصحاب رسولخدا صلعم مین سے خلافتًا یا نیابتًا ادائے رسالت
نہین کر سکتا اور پیشتر جو حضرت ابو بکر اس کام پر مقرر کیے گئے تھے بحکم وحی
الٰہی معزول ہوئے اور پیغمبر خدا صلعم کو صاف حکم دیا گیا کہ ادائے رسالت
تمھارا کام ہی تم خود جاؤ یا علی کو بھیجو۔ یہ قصہ غایت شہرت سے محتاج ثبوت
نہین۔ دیکھو ازالۃ الخفا و مدارج النبوت وغیرہ کو۔ علاوہ بارہا امت کو مطلع
کیا گیا کہ علی مرتضیٰ بعد رسول صلعم تمام مومنین و مومنات کے امام اور والی ہین۔

وھو ولیکم بعدی۔ وفی ازالۃ الخفاء عن ابن عباس قال لعلیٍ رسول اللہ صلعم
انت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ۔ ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ
بمقام غدیر خم ستر ہزار آدمیون سے خطاب کرکے فرمایا۔ علاوہ برین آنحضرت
صلعم حضرت علی کو ان القابون سے یاد کرتے تھے سید العرب امیر المومنین
امام المتقین قائد الغر المحجلین یعسوب الامہ وغیرہ غرض کہانتک
شمار کراؤن کوئی انصاف کرنیوالا بچشم غور ملاحظہ کرے اور کتب اہل سنت
کو بغور دیکھے کہ ان فضائل والقاب سے ایک بھی حضرت ابوبکر یا عمر کو حاصل
ہوا ہے۔ یا کبھی بھولکر بھی انمین سے کسیکو اپنا خلیفہ یا امام فرمایا ہے۔ اب ہم بطریق
تنزل یہانتک تسلیم کرتے ہین کہ اگر اس حدیث منزلت سے فقط ایک
وقت مخصوص کی ہی خلافت مرتضوی ثابت ہوتی ہے توبھی خلافت بلافصل
حضرت علی مرتضیٰ کی ثابت ہوگئی کیونکہ خلفاء ثلثہ مین سے تو کسکو ایک ساعت
کے لئیے بھی رسولخدا نے کبھی خلیفہ مقرر نہین کیا کہ اُنکی لیاقت خلافت کی
شہادت حاصل ہوتی بلکہ خاص حضرت ابوبکر کی عدم قابلیت خلافت برنص
وحی نازل ہوگئی اور حضرت مرتضیٰ کو خود رسولخدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر
کر چکے اور اُنکی لیاقت برنص صریح نازل ہوچکی تو صاف ظاہر ہوگیا کہ سوائے
علی مرتضیٰ کے اور کوئی اصحاب پیغمبر خدا مین سے نہ خلیفہ رسول ہوا اور نہ ہوسکتا
تھا پس علی مرتضیٰ بیشک خلیفہ بلافصل ہوئے۔

قولہ دوم جب حضرت موسیٰ کوہِ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نہ رہے
بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اُسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئیے

اقول بحول اللہ وقوتہ ۔ قول معترض بوجوہ عدیدہ غلط اور برخلاف تحقیق ہی کیونکہ یہ امر مسلمہ جمیع اہل اسلام ہی کہ حضرت ہارون معین وشریک ونائب ووزیر وخلیفہ حضرت موسی کے تھے بذاتہ علیحدہ رسول نہ تھے فقط حضرت موسی کی امداد کے لیئے مبعوث ہوئے اور باعتبارات مختلف اُنکے مراتب و منازل نامزد ہوئے مثلاً جب وہ حضرت موسی کی طرف سے ادار پیغام ورسالت کرتے تو اُنکو حضرت موسی کا نائب اور خلیفہ کہا جاتا۔ اور جب وہ امورات اہم مین رائے زنی کرتے تو موسی کے معین وشریک کہلاتے اور جب حضرت موسی کے شامل ہوکر قوم کا انصاف کرتے تو موسی کے معین وشریک کہلاتے۔ ان تمام مناصب مین سے کبھی کسی منصب سے معزول نہن ہوئے اور نہ ہوسکتے تھے یہ قول کہ جب موسی سفارت سے واپس آئے تو حضرت ہارون خلافت سے سب قبول ہوگئے محض لغو ہی کیونکہ حضرت ہارون اپنی وفات کے وقت تک حضرت موسی کے خلیفہ برحق تھے کیونکہ تمام اعمال و افعال حضرت ہارون کے دو منصب پر منقسم ہوتے تھے۔ ایک وہ افعال جو معیت موسی علیہ السلام کرتے تھے وہ من حیث شرکت والوزارت ہوتے تھے۔ دوسرے وہ افعال و اعمال جنکو بہ غیبت موسی علیہ السلام انجام دیتے تھے وہ تمام افعال من حیث الخلافت ہوتے تھے۔ پس اسی پر قیاس کرنا چاہیے منزلت حضرت علی مرتضی کو کہ جبتک وہ حضرت زندہ رہے نبی صلعم کے برحق خلیفہ رہے اور جو کام بمعیت رسول صلعم کرتے وہ من حیث الشرکت و وزارت ہوتا اور جو کام بغیبت رسو لخدا صلعم من انجام دیتے وہ من حیث الخلافت ہوتا حضرات اہل تسنن لفظ شرکت سی نہ چونکین

اس سے مراد بعثت نبوت نہین ہی بلکہ امور رسالت مین شرکت دوسری بات
ہی جسکی تشریح روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت مین موجود ہی جیسے کہ قصۂ تبلیغ سورۂ
برات مین حضرت ابوبکر کو تبلیغ رسالت کی ممانعت ہوئی اور بحکم وحی قرار پایا
کہ اس کام کو خود آنحضرت کر سکتے ہین یا حضرت علی انجام دے سکتے کیونکہ وہ
انسے ہین اور یہ اُنسے۔ اسی کا نام شرکت ہی ورنہ غور کا مقام ہی کہ آیت تطہیر کی
مصداق مین کوئی صحابی کیون شامل نہوا حضرت علی کی کیا خصوصیت تھی
کہ معصوم وطاہر کئے گئے وجہ اسکی فقط یہ ہی تھی کہ امور ومناصب رسالت مین
شرکت بغیر طہارت ممکن نہین ہی۔ ایک بحث اس موقعہ پر اور قابل تذکرہ ہی
کہ مؤلف اسرار الہدیٰ کے طرز تحریر سے یہ پایا جاتا ہی کہ شاید اُنھون نے غلطی
سے یہ سمجھ رکھا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فقط اس خلافت وقت عزم تبوک
کے لئے حضرت علی کو ہارون سے مثال دی ہی کہ جسطرح موسی نے اپنی
غیبت مین ہارون کو اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اُسیطرح مین بھی اپنے بھائی علی کو
خلیفہ کرتا ہون اور دیگر تعلقات جو باہم موسی وہارون کے مستقل اور دائمی
تھے اُنسے حضرت علی کو مثال نہین دی۔ اس امر کا فیصلہ اول تو ایسی حیثیت
سے ہو سکتا کہ اسمین تمام منازل ومناصب ہارونی سے سوائے نبوت
کے مثال دیگئی ہی علاوہ اسکے یہ بات ہی کہ آنحضرت صلعم نے کچھ اسیوقت
یعنی بوقت عزمیت تبوک ہی حضرت علی کو ہارون سے نسبت نہین دی
بلکہ ہمیشہ آپ اسی طرح فرماتے کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی جیسا کہ
ہارون موسی کے نزدیک دیکھو ۳ھ ہجری سے قبل جب مسجد کے دروازے

بند کیے جانے کا حکم ہوا تو رسول خدا نے یہی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے موسیٰ
کو حکم دیا کہ ایک مسجد طاہر و پاک بنا اور اسمین سوائے تیرے اور ہارون
اور پسران ہارون کے کوئی ساکن ہو اسیطرح مجھے بھی حکم دیا کہ مسجد طاہر و
پاک تعمیر کر اور اسمین سوائے تیرے اور علی و پسران علی کے کوئی ساکن نہو
اگرچہ ہمارا ایمان یہی ہے کہ جو کچھ رسول اکرم صلعم نے زبان مبارک سے فرمایا
وہ ہی عین حکم خدا ہے لیکن اس روایت سے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ خود
جناب باری نے محمد و علی کو موسیٰ و ہارون سے مثال دی ہے۔ اور یہی
وجہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم نے حضرات امام حسن و امام حسین علیہما السلام
کے نام پسران ہارون کے نام پر شبر و شبیر رکھے۔
پس جبکہ یہ امر تحقیق ہو چکا کہ حضرت ہارون کا منصب خلافت موسیٰ
مستقل اور دائمی تھا اور بعد واپسی موسیٰ از میقات عزل ہارون واقع نہین
ہوا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ حضرت علی بھی دائمی اور مستقل خلیفہ رسول خدا صلعم
کے تھے اور عزل انکا واقع نہین ہوا اگر کسیکو حوصلہ مناظرہ کا ہو تو ایک ہی
روایت اس قسم کی اپنے ہی کتب سے نشان دہی کہ جس سے عزل خلافت
ثابت ہو ورنہ ہم صدہا روایات کتب اہل سنت مین ایسی نشان دیتے ہین کہ
بعد واپسی غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے اس خلافت حقہ کی تائید مین
باصرار و تاکید تمام احکام صادر کیے دیکھو بعد واپسی غزوہ تبوک کے حضرت
علی یمن کو بھیجے گئے اور مردمان خالد رسول خدا سے شاکی حضرت مرتضیٰ کے
ہوئے تو آنحضرت صلعم نے بعد تہدید ان لوگون سے فرمایا و ھو ولیکم بعدی

یعنی علی میرے بعد تمھارا حاکم اور مالک ہی- اور نیز بارہا فرمایا حضرت علی کی شان
مین ہو ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ- یعنی علی میرے بعد ہر مومن
و مومنہ کا حاکم اور امام ہی- اور آنحضرت صلعم نے کچھ اپنی ہی طرف سے نہین فرمایا
بلکہ حکم الہی کا اظہار فرمایا ہی جو آیۃ انما ولیکم اللہ مین نازل ہوا ہی اسی غزوہ
تبوک کے بعد تمام امت کو تمسک اور پیروی حضرت علی کا حکم دیا گیا کہ حدیث
ثقلین شاہد ہی پھر اسکے بعد خطبہ غدیریہ تائید اسی خلافت کے فرمایا کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون علی اسکا مولا ہی- اسکے بعد حضرت
ابوبکر کو بھی ساتھ اسامہ بن زید روم جانے کا حکم دیا گیا اور وہ حکم نافذ رہا دم واپسین
آنحضرت صلعم تک بعد ازان عین قریب وقت وفات مثل طریقہ سنت
پیغمبران حضرت علی کو برکت دی وصی اپنا مقرر کیا مہر نبوت اور ملبوس خاص سے
اعزاز بخشا- اور جو کچھ موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کیا تھا وہ سب
کچھ محمد مصطفی صلعم نے حضرت علی سے کیا پھر امت محمدی مین اور کون شخص
ہی کہ خلافت پیغمبر کا نام بھی لے سکے- اہل سنت جو یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم
نے کسیکو بزمانہ وقت وفات خلیفہ نہین کیا اگر یہ قول انکا صحیح ہی تو ظاہر یہی بات
معلوم ہوتی ہی کہ جب جنگ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کردیا
تھا تو دوبارہ تقرر کے کوئی حاجت نہین سمجھے کیونکہ یہ بات تو قطعی ناممکن ہی کہ
جب آنحضرت صلعم نے غیبت چندروزہ کے لیئے اپنا خلیفہ مقرر کرنے مین دریغ
نہین فرمایا تو غیبت دائمی کے لیئے کسطرح خلیفہ مقرر نہ فرماتے- اسیواسطے اگر بطریق
تنزل ہم قول معترض کو مان بھی لین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی

ہوگی اسلیے کہ جب دیگر مدعیان خلافت مین سے کسیکو کبھی یہ منصب خلافت
چندروزہ حاصل نہین ہوا تو لامحالہ خلیفہ برحق وہی مانا جاویگا جسنے کہ بحکم خدا کے
اپنی حیات مین کبھی اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو کیونکہ اُسکی لیاقت کا اظہار تصدیق خدا
و رسولسے ہوا اور دیگر مدعیان کو یہ فضیلت حاصل نہین۔

قال صاحب اسرار الہدی سوم اس قسم کی خدمات سپرد کیجاتی ہین یا وہ خدمات جو سپرد
کیجاتی ہین پس جناب امیر کا چندروز کیلئے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتی۔
اقول بحول اللہ تعالی معترض صاحب کے اس قول سے یہ امر تو ثابت ہوگیا کہ دنیا مین
خدمات دو طرح کی ہوتی ہین۔ ایک وہ خدمات جنسے رازداری متعلق ہے اور دوسری
عام خدمات۔ اور یہ امر بھی صاف روشن ہے کہ جو شخص رازداری کی خدمات کو انجام دیسکتا
ہے وہ عام خدمات کو بدرجۂ اولی انجام دے سکیگا اور جو شخص فقط عام
خدمات کو انجام دیسکتا ہے وہ نا قابل انصرام خدمات رازداری کی ہے پس
اگر خدمات سپرد کرنیوالا مجنون نہین ہے تو بجائے دو خادم مقرر کرنیکے فقط ایک
ایسے شخص کو مقرر کریگا جو دونون قسم کی خدمات کو انجام دیسکتا ہے پس یہ امر بمنزلہ
قاعدہ کلیہ اور قانون تقرر خلافت کے ہے یعنی اس امر کو واجب
کردیا کہ جو کوئی شخص اپنا ولیعہد یا خلیفہ مقرر کرنا چاہے تو لازم ہے کہ ایسے شخص
مقرر کرے جس سے رازداری کی خدمات کا انصرام بھی ہوسکے اور غیر شخص
جس سے رازداری کی خدمات متعلق نہین ہوسکتے ہین خلیفہ بھی مقرر نہین
ہوسکتا۔ اور یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے کہ جسکو نہ فقط منشی جوہری صاحب ہی نے
تسلیم کیا ہے بلکہ علی العموم تمام دنیا کے آدمی اس قاعدہ کو تسلیم کئے ہوئے ہین

اور ہمیشہ انھیں پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے جو دوسرا فقرہ یہ تحریر فرمایا کہ جناب امیر کا چند روز کے لیئے بطریق محافظ مقرر ہونا دلیل خلافت نہیں ہو سکتا بالکل بے تکا ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ آفتاب کا نصف النہار پر ہونا دلیل دن ہونے کی نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں رسول صلعم کو تبوک جاتے وقت جن جن اسباب سے ضرورت محافظ مقرر کرنے کے ہوئے تھے کیا وہ اسباب رسول خدا صلعم کی وفات کے بعد فوت ہو گئے تھے کیا رسول صلعم اپنی حین حیات زوجات کو طلاق دے گئے تھے یا آپکی وفات کے باعث جمیع زوجات آپکے نکاح سے باہر ہو گئیں تھیں کہ جو انپر محافظ کے مقرر کرنے کی حاجت نہ رہی پس مسلمانونکو اسکا ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے کوئی فرق آپکی خانہ داری میں نہیں پڑا اور آپکی زوجات بعد وفات بھی نکاح میں رہیں اسلیئے بسبب سفر تبوک کے سفر آخرت کیوقت محافظ کا مقرر ہونا ضرور تھا اور اس امر سے معترض صاحب کو بھی انکار نہیں کہ یہ کام فقط حضرت علی کے سپرد ہو سکتا تھا حضرت ابوبکر سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اب یہ کہنا تو مالیخولیا سے کم نہیں کہ رسول خدا نے انتقال کے وقت دو آدمیوں کو اپنا خلیفہ یا وصی کیا ایک کو رازداری اور خاص الخاص خدمات کی انجام دہی کے لیئے اور دوسرے کو امورات غیر رازداری کے لیئے اور اس امر کو کہ خدمت رازداری حضرت ابوبکر کے سپرد کی مفتی صاحب تو کیا کوئی اہلسنت بھی نہیں کہہ سکتا۔ اب ضرور یہ ماننا پڑا کہ جسکو رسول صلعم نے اس رازداری کے کام پر مقرر کیا تھا وہی انکا خلیفہ برحق اور امام امت ہے

مقالہ چہارم۔ کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارون نے جیلہ [illegible]

موسیٰ ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

اقول وبہ نستعین - منشی صاحب کو یہ اعتراض رسولخدا پر کرنا چاہیے کہ حضرت ہارون تو حیات موسیٰ ہی مین فوت ہوگئے تھے پھر حضرت علی کو آپ کیون خلیفہ کرتے ہو اسلئے کہ مثال ہارون بھی حدیث مین موجود ہے اور خلیفہ کرنا بھی اسی حدیث مین درج ہے۔

اب مین گذارش کرتا ہون کہ وفات ہارون جب خود اُنکی ہی خلافت مین خارج نہوئے تو زندون کے حق مین کیون مانع ہوگی کیا حضرت ہارون کی مثال دینے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ بنا بر تطبیق نظیر زندون کو مردہ فرض کرلیا جاوے حضرت علی کی نظیر کو حضرت ہارون پر کیون نہ اس طرح قیاس کرلیا جاوے کہ اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ علیہ السلام زندہ رہتے تو کوئی دوسرا شخص بمقابلہ اُنکے مستحق خلافت نہوتا۔ پس انتقال ہارون حیات موسیٰ مین حضرت ابوبکر کی خلافت کو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا۔ ہان اگر حضرت علی کا انتقال حیات رسولخدا مین ہوجاتا تو اگر یوشع بن نون کی نظیر حضرت ابوبکر پر بیان کی جاتی تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ ہارون کے جیتے جی حضرت یوشع کی قدر ومنزلت ایک خادم سے زیادہ نہ تھی اسی پر منزلت علی اور رتبہ ابوبکر قیاس کرلو۔ مگر لطف یہ ہے کہ حضرت ابوبکر یوشع بن نون کے مصداق بھی نہین ہوسکتے کیونکہ یوشع ابن مریم بنت عمران خواہرزادی حضرت موسیٰ وہارون کے ہین اور حضرت موسیٰ کی عترت مین داخل ہین اور حضرت ابوبکر محض غیر شخص ہین۔ منشی صاحب ذرا تو دل مین انصاف کیا ہوتا کہ اگر حضرت ہارون حیات موسیٰ مین

فوت ہوگئی تو ظاہرا مجبوری موجود تھی کہ جنکو خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تھا وہ پہلے
ہی فوت ہوچکی اسلیئے دوسرے کو تلاش کیا اور جبکہ حضرت علی بوقت وفات
رسول صلعم زندہ موجود ہین تو ظاہر ہی کہ بموجودگی اُنکے کوئی دوسرا شخص خلیفہ
نہین ہوسکتا پھر آپ ہی اپنے دل مین غور فرما دین کہ ایسے فضول اعتراضات
کی کیا وقعت کسی کی نظر مین ہوسکتی ہی۔

قال المخلص۔ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان
اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان جب ان جملہ مراتب مین سے
جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلا فصل ہوسکتے تھے۔

اقول و بہ نستعین۔ ان اعتراضات کا صاف مفہوم یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے
جو حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے مثال دی ہی اُسمین رسول خدا نے غلطی
کھائی۔ اگر مؤلف صاحب دراصل اس حدیث کو موضوعی قرار دیتے تو بظاہر اس
کلمۂ کفر سے بچ جاتے اور جبکہ انکو نزدیک حدیث صحیح ہی تو یہ اعتراض صاف صاف
رسول خدا پر عاید ہوا اور رسول خدا کے قول کو خلاف واقع سمجھنا صریحاً کفر ہی منشی
صاحب ذرا غور فرمائین کہ جب رسول خدا صلعم نے یہ فرما دیا کہ علی میرے نزدیک
ایسا ہی کہ جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے تو اسمین ایسے لغو اعتراضات
نکالنا کہ ہارون ایسے تھے اور علی ویسے نہ تھے صریحاً کفر ہی اگر اسپر یقین نہو تو مولوی
لطف اللہ صاحب سے اسکا فتوی لیجیے علاوہ ازین رسول خدا صلعم نے جبکہ
حضرت علی کی شان مین یہ فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ اگرچہ
آپ ابن عم تھے تو بھی بھائی شمار ہوئے۔ پھر جب صحابہ مین باہم ایک

دوسرے کے مواخات واقع ہوئے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا
عمر کی کلانی و خوردی خلافت مین معتبر نہین بلکہ اگر خلیفہ عمر مین چھوٹا ہو تو زیادہ
مناسب ہے افصح البیانی حضرت ہارون کی بمقابلہ حضرت موسی کی تھی کہ آپکو
ثقل زبان عارض تھا اور ہارون صاف زبان رکھتے تھے نہ کہ دنیا مین کوئی
آدمی حضرت ہارون سے زیادہ فصیح نہ تھا مگر حضرت علی مرتضی جمیع صحابہ
سے زیادہ تر افصح البیان تھے جن لوگون نے آپکے خطبات دیکھے اور سنے
ہین اُنسے پوچھیے جو لوگ فقط ترجمہ مشارق الانوار کو دیکھکر ترجمہ احادیث لکھدیتے
ہین اور صحت و غلطی ترجمہ سے بھی آگاہ نہین ہین وہ حضرت علی ع کی
فصاحت سے کب واقف ہو سکتے ہین۔
اب ہم ان سب باتون سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ اگر خلافت انھین تین
باتون مین منحصر ہو تو بھی حضرت علی ہی خلیفہ بلافصل ثابت ہونگے کیونکہ اگر
کسیکے برادر حقیقی نہو تو قائم مقام اُسکا ابن عم حقیقی ہوتا ہے نہ کہ دوسرا اور سرا بھی
عرب کا۔ دوم اگر خردی عمر مانع خلافت ہو تو حضرت ابوبکر اور عمر دونون رسولخدا ع
سے عمر مین چھوٹے تھے اگر عذر کمی عمر کو نظر انداز کیا جائیگا تو بہرحال ابن عم بہ نسبت
شخص غیر کے خلافت کیلئے اولی ہوگا۔ فصاحت کلام حضرت مرتضی مین کسیکو
کلام نہین بہرحال حضرت ابوبکر و عمر دونون سے افصح البیان تھے۔ رہی
شرکت نبوت وہ بہ نص صحیح شیخین کی ذات مین ممتنع اور حضرت علی کی ذات مین
مجتمع تھی جیسا کہ صحاح اہلسنت مین قصۂ تبلیغ سورہ برات مشرحاً مروی ہے
اور قول مخبر صادق صلعم مین وارد ہے لا یودی عنی الا انا و علی۔ تطہیر

عصمت جو لازمہ نبوت ہے شیخین اس سے محروم ہیں اور علی مرتضیٰ ظاہر و معصوم ہیں اسلیئے خلیفہ بعد نبی علی مرتضیٰ ہیں نہ کہ حضرت ابو بکر ۔

قال ششم ۔ حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات میں خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا میں خلیفہ رہے ہوں چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ کے حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسی طرح سے بعد وفات حضرت رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ۔

اقول بحولہ تعالیٰ ۔ اعتراض چہارم میں مؤلف صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہی کہ جب حضرت ہارون نے حیات موسیٰ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی اور اس اعتراض میں برخلاف قول سابق خلافت حضرت ہارون بصراحت اقرار کیا ۔ یہ امر طریقہ حزم و احتیاط سے بہت دور اور دانشمند محقق و مؤلف سے بہت بعید ہی عرف عام میں کچھا پن اسی سے مراد ہے بعد وفات حضرت موسیٰ کے جو حضرت یوشع اور کالب دو شخصوں کو خلافت ملنا درج ہے صریحًا واقع کے خلاف اور برعکس اقوال صحیحہ کے ہی نہ مسلمانوں کی تفاسیر و تواریخ میں اسکا وجود نہ اہل کتاب کی میانات اسکا مذکور نہ قاعدہ عقل کے موافق صحیح ۔ حضرت یوشع بن نون بعد موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری پر مبعوث ہوئی اور خلافت یا امامت جس منصب سے مراد ہوسکتی ہی وہ منصب بعد انتقال ہارون علیہ السلام کے اُنکے بڑے بیٹے الیعاذر کو اور پھر نسلًا بعد نسل بنی الیعاذر میں منتقل ہوتا رہا ۔ حضرت یوشع

بن نون فقط بایں وجہ سے حضرت موسیٰ کے خلیفہ کہلا سکتے ہیں کہ کتاب
انکی ناسخ توریت نہیں اور جن ملکوں کا وعدہ خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل سے
معرفت موسیٰ علیہ السلام کے کیا تھا انکی تکمیل حضرت یوشع کے زمانہ میں
ہوئی ورنہ تمام بنی اسرائیل کے انبیا تابع توریت ہیں۔ علاوہ اسکے حضرت
یوشع کے مثال حضرت ابوبکر پر صادق نہیں آسکتی کیونکہ اول تو حضرت
یوشع داخل عترت حضرت موسیٰ و ہارون ہیں دوسرے انکو یہ رتبہ بعد وفات
حضرت ہارون کے ملا اور جبتک حضرت ہارون زندہ رہے حضرت
یوشع بہ حیثیت انکے خوردوں کے تھے اور تمام امت موسوی حضرت ہارون
کو مثل حضرت موسیٰ کے اپنا مولا جانتے تھے جیسا کہ جمیع صحابۂ امت محمدی
حضرت علی کو مثل رسولخدا اپنا مولی سمجھتے تھے پس بزرگ یا آقا کی زندگی میں
خورد یا خادم آقا کے منصب کو نہیں پاسکتا اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ
زندہ رہتے تو غیر شخص کو انکا منصب ہرگز حاصل ہوتا اسلیئے ثابت ہے کہ
حضرت علی کی زندگی میں بھی منصب خلافت محمدی کسی غیر شخص کو حاصل نہیں
ہوسکتا تھا دوم یہ کہ اگر حضرت یوشع خلاف مرضی حضرت موسیٰ اپنے
ہوا خواہوں کی مدد سے مثل قصۂ سقیفہ بنی ساعدہ خلیفہ بن جاتے تو البتہ
حضرت ابوبکر پر انکی مثال صادق آجاتی لیکن کتب سماویہ کے پڑھنے سے
صاف ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے انکو اپنی زندگی میں دعا اور برکت دیکر
سردار امت بنایا اور امت کو جمع کر کے انکی متابعت اور فرمانبرداری کا حکم
دیا اور اس جانشینی اور ولیعہدی کی مثال سوائے حضرت علی کے اور کسی

مین نہین پائی گئی جو جو طریقہ حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کے لئے قبل از وفات خود استعمال کیا تھا بعینہ وہ سب عمل خم غدیر مین واقع ہوا ہی جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کے حق مین امت سے فرمایا کہ اسکو بجائے میرے سمجھو ویسے ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ پھر جسطرح حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون پر ہاتھ رکھا اُسیطرح روایات اہلسنت مین علی مرتضیٰ کی نسبت درج ہی فاخذ بید علی پھر جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کے حق مین دعا اور برکت چاہیے ویسے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اللھم دار الحق معہ حیث دار پس اگر کسیکو اس بات کا حوصلہ ہو کہ حضرت ابوبکر کو مصداق حضرت یوشع کا بناوے تو اول اُسپر یہ فرض ہی کہ مثل جانشینی و دعا و برکت حضرت یوشع کی حضرت ابوبکر مین اس طرح ثابت کرے جیسے ہمنے حضرت علی کے حق مین صحیح روایات کے ذریعہ سے ثابت کئے ہین بعد ازان روایات مندرجۂ ذیل کی تردید کرنا فرض ہوگا۔ اول ایام مرض الموت مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو لشکر اسامہ مین نامزد کیا۔ اور تادم واپسین رسولخدا اسامہ بن زید حضرت ابوبکر کا سردار رہا اور رسولخدا صلعم اپنے آخری دم تک لشکر اسامہ کے کوچ کر جانے پر بنہایت درجہ مصر رہے ہین اور تادم واپسین حضرت ابوبکر کا نام جریدہ لشکر اسامہ سے علیحدہ نہین کیا گیا دوم قصہ طلب قرطاس مین جھگڑا کرنے پر بعض اصحاب کو رسولخدا صلعم نے اپنے مکان سے نکلوا دیا اور پھر اُنکو تادم آخر ملنے نہین دیا جسکا

ذکر صحیح بخاری میں ان الفاظ سے ہی قوموا عنی۔ یعنی میرے پاس سے نکل جاؤ انمیں حضرت ابوبکر نہیں تھے۔ یعنی اس بات کو ثابت کریں کہ حضرت ابوبکر اس گروہ سے علیحدہ تھے پھر اسکے بعد اس بات کا ثبوت دیں کہ آیا مثل قصہ غدیر حضرت ابوبکر کے لئے بھی کوئی مجمع فراہم کرکے حضرت نے یہ فرمایا کہ مثل میرے ابوبکر کو سمجھنا اور انکا محب محب خدا ہی اور انکا دشمن دشمن خدا ہی اور جو نصرت انکی کرے خدا انکا ناصر ہو اور جو انکو مخذول کرے خدا اسکو مخذول کرے اور الہی پھیر دے حقکو جدہر کہ وہ پھرے پس اگر امور متذکرہ بالا کو ثابت نکریں اور پھر بھی حضرت ابوبکر کی خلافت کا دعویدار ہو تو صریحًا جہل مرکب میں گرفتار ہی۔ قولہ ہفتم و ہشتم و نہم ان ہر سہ اعتراضات کا مطلب یہ ہی کہ حضرت علی کی شان میں استثناء نبوت وارد ہی اگر حضرت ہارون بعد موسی زندہ بھی رہتے تو نبی مستقل رہتے اور حضرت علی چونکہ نبی نہ تھے پھر خلافت کے مستحق کس طرح ہوتے۔ ان ہر سہ اعتراضات کی جو کچھ وقعت ہی وہ اہل علم اور اہل انصاف کی نگاہوں میں ظاہر ہی حاجت گذارش نہیں مگر تاہم متعصب لوگوں کی سمجھ علیحدہ ہوتی اس لئے تردیدًا عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر نبوت مانع خلافت ہوتی تو حضرت ہارون ہی کیوں خلیفہ کئے جاتے اور اگر خلافت منحصر بر نبوت ہوتی تو رسولخدا صلعم ہی کیوں حضرت علی کو باوجود دینے مثال ہارون اور مستثنے کردینے نبوت کے اپنا خلیفہ اپنی حین حیات میں مقرر کرتے علاوہ ازیں اگر خلیفہ کے لیے نبوت شرط ہی تو پھر حضرت ابوبکر کی خلافت پر مؤلف کو کیونکر استدلال ہی وہ تو نہ نبی تھے نہ نبی کے بھائی نہ مثل برادر نبی کے شرکت صفات نبوت میں رکھتے تھے۔

اب رہا مؤلف صاحب کا یہ سوال کہ شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوف مین کون سا لفظ ایسا ہی جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر کی پائی جاتی ہو۔ اسکا صاف جواب یہ ہی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین کونسا لفظ ایسا ہی کہ جس سے اورونکی نبوت کی نفی ہوتی ہو اور یہ پایا جاتا ہو کہ بعد رسول صلعم کے اور کوئی نبی نہوگا حالانکہ ہم لوگون کا ایمان یہ ہی ہی کہ کلمۂ شریعت پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کو ثابت کرتا ہی اور اُنکے بعد اورون کی نبوت کی نفی کرتا ہی۔

اور جبکہ حدیث موصوف مین حضرت علی کی خلافت کا ذکر ہی تو ظاہر ہی کہ اورون کی خلافت کی نفی اُس سے نکلتی ہی جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہی کہ داؤد نے جالوت کو مارا تو صاف بات ہی کہ اس سے مراد یہ ہی ہی کہ سوائے داؤد کے جالوت کو کسی نے نہین مارا پس جبتک مؤلف صاحب کوئی دوسری حدیث اس مضمون کی پیدا نکرین کہ حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر یا عمر یا عثمان میرے نزدیک ایسے ہین جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اُسوقت تک تو یہی کہا جائیگا کہ یہ حدیث مثبت مدعا ہی واسطے منزلت علی مرتضیٰ کے اور نفی کرتی ہی اس منزلت کے اورون سے اور جبکہ اجماع اہل سنت کا اس امر پر واقع ہی کہ آنحضرت صلعم نے سوائے علی مرتضیٰ کے ایسی منزلت کی حدیث حضرت ابو بکر یا عمر یا عثمان کے لیئے نہین فرمائی تو خود بخود نفی خلافت خلفاء ثلثہ کی ثابت ہی اسمین کوئی موقعہ شک و شبہ کا نہین۔ منشی صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی کہ اس حدیث سے خلافت مرتضوی فی وقت من الاوقات ثابت

ہوتی ہی اور یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہی اگر ہم اس مقولہ کو بھی
بفرض محال مان لین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت ہوگی کیونکہ
مشایخ سہ گانہ کا جب حضرت علی سے مقدم اور افضل ثابت ہونا تو بجا مساوات
بھی ثابت نہوگی تو حضرت امیر کو بہر حال ترجیح رہیگی پس اگر کسیکو دعوی ہو تو
ایسی ہی خلافت فی وقت من الاوقات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان کے حق مین ثابت کرے اور اگر ایسی کوئی حدیث مشایخ ثلثہ
کے حق مین ثابت نہ کرسکے تو اپنے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرکے بصدق
دلی خلافت بلافصل جناب امیر پر ایمان لاوے ورنہ اپنے متعصب
عنید ہونے کا اقبال کرے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ۔ حدیث خم غدیر۔ یا معشر المسلمین
الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ ترجمہ ای گروہ مسلمانان
مقرر ہی کہ مجکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجکو
دوست رکھے علی کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو دوست رکھے اُسکو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے اُسکو۔ اس
حدیث کو مورخین واہل سیر نے اس طرح پر لکھا ہی کہ صحیح قصہ صرف اسقدر
ہی کہ حضرت رسولخدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے
قیام مقام خم غدیر مین کہ یہ موضع درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع
ہی وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر المومنین علیہ السلام

جیسے جولشکر گروہی جناب موصوف کی مہم ملک یمن پر مامور ہوئی تھی شکایت جناب امیر کی حضور میں رحمۃ للعالمین کے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک میں خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیاں کرینگے تو انتظام اسلام میں خلل پڑجائیگا اور بسبب بینی کے حضرت نے یہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جائیگا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اسلیے خیرخواہ عالم وبرگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کی نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کریگا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہریگا اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی تحصیلدار کسی موضع میں جمعدار کو بھیجے اور اُسکے ہمراہ چند چپراسی کردے اور کبھی کہ زمیندار سے سرکاری قسط کا روپیہ لے آ جب وہ جمعدار اپنے کام پر پہونچے اُسوقت چپراسی تعمیل میں کمی کریں یا تحصیلدار سے آکر جھوٹی شکایت کریں تو ضرور ہی کہ تحصیلدار جملہ اپنے ماتحتوں کو جمع کرکے عام طور پر حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت میں کمی کریگا تو وہ مجرم قرار پاویگا اسلیے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار کے ہی مگر مراتب ہنما بین میں زمین وآسمان کا فرق ہے اسیطرح سے مراتب رسولخدا اور حضرت مرتضی میں بھی بعد المشرقین کا فرق ہی الی آخرہ۔

اقول انا العبد الحقیر بعون اللہ العلیم الخبیر منشی جوہر علی صاحب نے اس حدیث کو بے سروپا غلط کہین سے نقل کرلی بہت سے فقرات اسکے نکالڈالے ترجمہ بالکل ہی غلط اور خلاف عبارت حدیث کے لکھا ہی اگرچہ تمام احادیث مندرجہ اسرار الہدی غلط اور بے جوڑ ہین اور ترجمہ خلاف عبارت درج ہی مگر

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ منشی صاحب نے قصداً براہ تعصب احادیث کو تحریف و تبدیل
کردیا۔ اور ترجمہ غلط تحریر فرمایا۔ کیونکہ تبدیل عبارات حدیث اور ترجمہ عربی کے
لیئے بہرحال کسیقدر تو لیاقت عربیت ضرور درکار ہی مگر طرز عبارت اسرار الہدے
سے صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ مؤلف صاحب نے تالیف رسالہ مذکور مین گھر کی عقل
صرف نہین کی بلکہ دوسرونکی بھروسہ پر احادیث و ترجمہ کو نقل کردیا ہی اسوقت
تک جسقدر احادیث جو قبل از حدیث غدیر نظر سے گذری ہین بظاہر ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ فی الحال جو بعض کتب احادیث کے ترجمہ شایع ہو رہے ہین اُنہین منشی
صاحب نے دیکھ کر بغیر خوض و فکر نقل کردی ہی اور اغلباً وہ تمام بے سر و پا حدیثین
اور ترجمہ مشارق الانوار سے نقل کردی گئی ہین جس شخص نے مشارق الانوار کو
اُردو مین ترجمہ کیا ہی در اصل کتاب کو مسخ کردیا ہی ترجمہ کی فاحش غلطیون کے
علاوہ شان نزول حدیث اکثر غلط ہین تعصب مذہب مترجم کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہی
جابجا شیعون اور صوفیون سے مجادلہ کیا ہی بہرحال اعتبار مین اسرار الہدی سے
زیادہ نہین اصل کتاب مشارق الانوار کے مؤلف کی غلطیونکی کوئی شمار نہین ہو سکتے
اکثر احادیث جو فقط صحیح مسلم یا صحیح بخاری کی ہین اُنکو متفق علیہ لکھدیا ہی۔ مثلاً حدیث نمبر ۲
حدیث زید بن الخالد الجہنی اصل نسخہ مشارق مین متفق علیہ بخاری اور مسلم درج
ہی اور مترجم نے علامت م صحیح مسلم درج کر رکھی ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۴ پر علامت
مسلم غلط ہی حدیث نمبر ۱ مین بھی علامت م غلط ہی حدیث نمبر ۲۶ روایت صحیح
مسلم اصل نسخہ مشارق مین عن عایشہ ہی اور مترجم نے عن ابن عباس لکھا ہی
مترجم مشارق نے جو مشارق کے معتبر ہونے مین نہایت درجہ اصرار کیا ہی اور یہانتک

یا دہ گوئی کو کام مین لیا ہی کہ کوئی حدیث ضعیف اسمین مندرج نہین اسکی کیفیت ہی
کہ اکثر ایسی ایسی احادیث درج ہین جنکو حضرت امام اعظم سفیان نے اور نیز بڑی
بڑے اکابر علما حنیفہ نے مخالف کلیات شرع اور مخالف احادیث صحیحہ لکھا ہی
جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹ متفق علیہ کی نسبت امام اعظم کے مقلد کہتے ہین کہ یہ حدیث
دیگر احادیث اور کلیات شرع کے مخالف ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۳۱ و نمبر ۳۲
کی کیفیت ہی کہ امام اعظم صاحب نے اُنکو رد کر دیا۔ یہ حالات مشارق الانوار کے فقط
ابتدائی پانچ سات ورق کے ہی دیکھنے سے معلوم ہوجاتے ہین اگر ساری کتاب کو ملاحظہ
کیجئے اُسوقت خود کہہ دیجیگا کہ اس سے بڑھکر شاید دوسری کوئی کتاب نامعتبر ہو۔
اب ہم غلطیان منشی صاحب کی ظاہر کرتے ہین کہ اول تو اُنھون نے حوالہ کسی
کتاب کا نہین دیا کہ جس سے اسکو نقل کیا کیونکہ کسی حدیث کا معتبر کتاب مین
اس عنوان والفاظ سے یہ حدیث درج نہین ہی دوئم راوی اول کا ذکر نہین لکھا
اور کوئی کتاب حدیث کی ایسی نہین کہ جسمین احادیث بغیر اندراج نام راوی لکھے
نہ ہون سوئم حدیث کی عبارت مخالف روایت صحیحہ اہلسنت کی ہی کہ آگے ہم صحیح
روایت کو نقل کرینگے چہارم ترجمہ ایسا غلط ہی کہ کوئی صرف و نحو جاننے والا
ایسا غلط ترجمہ نہین کر سکتا الست اولی بکم من انفسکم کا یہ ترجمہ
لکھا ہی۔ مقرر ہی کہ مجکو جان اپنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم۔ معلوم نہین
ہوتا ہی کہ کس قاعدہ سے یہ ترجمہ لکھا گیا ہے۔ افسوس ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
نے باوجود اظہار سعادتمندی خود کیون ترجمہ کی صحت پر لحاظ نہین فرمایا۔ ہم اس
ترجمہ کا فیصلہ جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کیونکہ اُنھون نے

اس رسالۂ اسرار الہدیٰ کو نہایت غور اور خوض سے ملاحظہ فرما کر تقریظ تحریر فرمائی ہے بعد اسکے فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا۔ یعنی جو کوئی مجکو دوست رکھے علی کو دوست رکھے اہل انصاف اس ترجمہ پر عزم تالیف کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

علیٰ ہذا القیاس شان نزول حدیث کا جو لکھا ہے وہ محض افترا اور بہتان ہے کسی کتاب سیر یا تاریخ مین شان نزول نہین ہے نہ آجتک کسی عالم سنی نے قصۂ شکایت علی مرتضی کو خم غدیر مین بیان کیا ہے بلکہ اس قصۂ شکایت کو جمیع اہل سیر اور تواریخ اہلسنت نے مدینۂ منورہ مین حجۃ الوداع سے بہت دن پیشتر لکھا ہے روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت حبیب السیر وغیرہ جمیع کتب اہلسنت مین اس واقعہ شکایت کو اسطرح لکھا ہے کہ خالد بن الولید نے چار شخصون کو اغوا کر کے مدینہ مین رسولخدا کے پاس حضرت علی کی شکایت کرنے کو بھیجا کہ مال غنیمت مین سے آپ نے باختیار خود خمس جدا کر کے مال خمس پر تصرف کیا جسوقت بریدہ بن الخصیب اور اُنکے ہمراہیون نے یہ شکایت رسولخدا سے کی تو سنتے ہی رسول صلعم کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا اور فرمایا ما تریدون من علی ما تریدون من علی انہ ولی کل مومن و مومنۃ من بعدی۔ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے وہ میرے بعد جملہ مومنین و مومنات کے حاکم اور مختار ہین اور نیز فرمایا کہ علی کا حق اُس خمس مین اُس سے زیادہ تھا جسپر اُنھون نے تصرف کیا علماء اہل سنت اس روایت سے استنباط کرتے ہین کہ حضرت علی کو مثل رسولخدا کے اختیار جدا کرنے اور تقسیم کرنے خمس کا حاصل تھا۔ یہ روایت

حدیث غدیر سے بھی زیادہ مفصل اور مشرح ہی اور اسمین اہلسنت کو نزاع لفظی کرنیکی بھی گنجائش نہین کیونکہ اسمین صاف طور سے لفظ ولی اور بعدی وارد ہی جسکے معنی سوائے امام اور حاکم کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتے بلکہ کتاب تفسیر مین جہاں ہو ولیکم بعدی یا ہو ولی کل مومن و مومنہ بعدی کے یہ فقرہ درج ہی کہ ہو اولی الناس بکم بعدی اہلسنت جب استخلاف غدیر کے مخالفت کر نیکے دلیلہ جوئی کرتے ہین تو معنی لفظ مولا پر بحث لاتے ہین کہ اسکے معنی متعدد ہین آقا غلام ناصر و محبوب وغیرہ ہم آقا کے معنی کیون استعمال کرین اگر بجائے مولی کے لفظ اولی ہوتا تو البتہ ہم بھی امام اور حاکم کے سمجھتے مگر چونکہ حق چھپتا نہین خود اہل تسنن کی ہی روایات مین لفظ اولی بکم بھی وارد ہے بلکہ ازالۃ الخفا مین جو روایت حدیث غدیر کی درج ہے اسمین بجائے مولی کے اولی وارد ہے اسلیے معنی مولا مین اہل سنت کو جائے تکلم نہین رہی۔

ذکر تصحیح روایت حدیث غدیر کا معہ تحقیق قصہ شان نزول بروایات اہل تسنن۔ امام ابو الحسن الواحدی اپنی کتاب مسمی بہ اسباب النزول مین بسند خود مرفوعًا ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ جب وقت حضرت سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے خم غدیر کے مقام پر پہونچے تو جبرئیل امین یہ وحی علی مرتضی کے حق مین لائے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی ای رسول پہونچا دے اپنی امت کو وہ پیغام جو تیرے رب کی طرف سے بجانب تیرے نازل ہوا اور

اگر یہ نہین کرتا تو تبلیغ رسالت الٰہی نہین کی تونے اور اللہ جل شانہٗ تجکو محفوظ رکھیگا آدمیون سے جمیع اہل سیر و تواریخ اہلسنت متفق ہین کو موضع خم غدیر بوجہ فقدان آب و ملفت قابلیت نزول نہین رکھتا تھا سرراہ جاتے ہوئے جب وحی نازل ہوئی تو رسو لخدا صلعم مرکب سے اتر پڑے اور جو لوگ آگے چلے گئے تھے اُنکو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے آتے تھے اُنکا انتظار کیا جب سب جمع ہوگئے آنحضرت صلعم نے بعض درختون کے سایہ کے نیچے زمین صاف کراکر عنید کجاوہ شتران جمع کرکے منبر بنایا اور بلال نے بحکم آنحضرت صلعم باواز بلند تمام لشکر مین ندا کی الصلوٰۃ جامعہ اور بروئے بعض روایات یہ ندا دی حی علی خیر العمل یہ ندا سنکر تمام لشکر خیر البشر جمع ہوگیا اور رسو لخدا صلعم منبر پر تشریف لیگئے اور علی مرتضیٰ کو بھی منبر پر اپنے پاس بلاکر داہنے ہاتھ کیطرف کھڑا کیا اور خطبہ مشعر بحمد و ثنا باری تعالیٰ ادا کیا۔ یہانتک خلاصہ کتب معتبرہ حدیث و سیر اہل سنت کا ہے۔ اب پوری صحیح روایت کتب حدیث لکھی جاتی ہے اگرچہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی و ترمذی و امام حاکم و ابو عمرو ذہبی وغیرہ نے ہم ملکہ ایک جماعت کثیر محدثین نے روایت کیا ہے مگر ہم اس موقعہ پر فقط اُس روایت کو نقل کرتے ہین کہ جسکو مشکوٰۃ شریف مین امام احمد بن حنبل سے بروایت براء بن عازب و زید بن ارقم لکھا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یا معشر المسلمین الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم۔ فرمایا رسو لخدا صلعم نے کہ ای مسلمانون آیا تم نہین جانتے ہو اس بات کو کہ مین زیادہ اولیٰ تر ہون مومنین کے نزدیک اُنکی نفسون سے

جانون سے۔ سب لوگون نے جب یہ سنا تو قالو بلی بولے ہان ایسا ہی۔ اور ایک
روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے تین بار اس فقرہ کو معہ اسکے معنی کے بتکرار
بیان کیا ہی اور تفسیر اسکی یہ فرمائی کہ دیکھو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام مجید مین
فرمایا ہی۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی نبی مومنین کے نزدیک
اُنکی نفسون اور جانون سے اولی تر ہی۔ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ انسان کا نفس
کبھی اُسکو خیر کیطرف دلالت کرتا ہی اور کبھی شر کی طرف اور نبی صلعم ہمیشہ خیر کی
طرف دلالت کرتے ہین اور شر سے بچاتے ہین اسلیئے مومن وہ ہی کہ رسولخدا
صلعم کو اپنی نفس سے اولی تر سمجھے۔ بعد اسکے آنحضرت صلعم نے اپنی قرب وفات کی بابت عنوان
خبر دی۔ کانی قد دعیت فاجبت یعنی گویا مجکو اُس عالم مین بلایا ہی
اور مین نے اُس دعوت کو اجابت کرلیا ہی یعنی دنیا سے انتقال ہونا منظور کرلیا ہی
انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالی
وعترتی ان تمسکتم بھما لم تضلو بعدی فانظروا کیف تخلفونی
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردعلی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی
عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی وقال
اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق
معہ حیث دارہ یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین
دو شئی گرامی عظیم الشان چھوڑتا ہون کہ وہ آپس مین ایک دوسرے سے بڑی ہین
وہ ایک تو خدا کی کتاب یعنی قرآن ہی اور دوسرے عترت میری اگر تم لوگ

ان دونوں سے متمسک رہوگے یعنی انکی پیروی و تقلید کروگے اور انھیں سے
ہدایت طلب کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہی مین نہ پڑوگے پس خیال کرو اور نگاہ
رکھو کہ میرے بعد ان دونوں گرامی منزلت چیزوں سے کسطرح پیش آوٗگے
پس تحقیق وہ دونوں گرامی مرتبت آپس مین ایکدوسرے سے ہرگز جدا
نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس مہونچین (یہ شہادت نبوی ہی نسبت
بعصمت عترت پیغمبر کی) بعد اسکے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی جلشانہ
میرا مولا یعنی اولی بتصرف و حاکم ہی اور مین جملہ مومنین کا حاکم ہون بعد اسکے
آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے علی مرتضی کو پکڑا اور فرمایا۔ ای بار خدایا
جس کسیکا کہ مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہی یعنی وہ شخص جسکا مین مولا اور حاکم
ہون علی مرتضی کو اپنا مولا اور حاکم سمجھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اور نصرت کر
اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول کر اُسکو جو علی کی نصرت ترک کرے۔
وائے برحال مہاجرین و انصار کے کہ جنھون نے باوجود طلب کرنے نصرت
علی مرتضی کے نصرت ترک کری) اور ای بار یتعالی حق کو اُسی طرف
پھیر دے جدھر کو علی پھیرے۔ بعد اسکے مشکواۃ مین مروی ہے
فقال عمر ابن الخطاب ہنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولی
ومولی کل مومن ومومنۃ یعنی اس منزلت عظیمہ کے حاصل ہونی
کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب نے حضرت علی مرتضی سے خطاب کیا کہ
گوارا اور مبارک ہوا ے پسر ابو طالب کہ صبح کی تم نے در انحالیکہ ہوئے تم

میرے مولا اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ابن المغازلی اور خطیب بغدادی
لکھتے ہیں کہ بعد مبارک باد ہونے کے اُسیوقت وہ آیت جلیہ ہیں یہ آیۃ
مبارکہ نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آج کے دن کامل کیا
مین نے واسطے تمھارے دین تمھارے کو اور تمام کی تم پر نعمت اپنی اور راضی
ہوا مین اس سے کہ تمھارا دین اسلام ہو۔ لفظ اسلام مین ایک باریک اور
لطیف نکتہ ہے کہ اسلام کے معنی گردن نہادن اور اطاعت نمودن کے ہین
یعنی جو کوئی حکم ولایت علی مرتضیٰ کی تابعداری اور اطاعت کریگا اُس سے
خدا کی رضامندی تھی۔ بعض مشاہیر و عظماء و علماء اہلسنت مثل خوارزمی
ابن مردویہ لکھتے ہین کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم بعد بیان کرنے خطبہ من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کے اور قبل از دعا اللھم وال من والاہ کے نازل ہوئی ہے
علمائے موصوف لکھتے ہین کہ بعد نازل ہونے اس آیۃ مبارکہ کے رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمت
ورضی الرب برسالتی و ولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی
یعنی اللہ بزرگتر ہے اور سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر
کامل کردینے دین اور اتمام کردینے نعمت کے اور رضامندی رب کے
ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن طالب کی میرے بعد۔ اس
قول نبی صلعم سے اگرچہ صاف طور پر فیصلہ معنی مولا کا ہوگیا لیکن جو نکتہ
لطیف اوپر مذکور ہوا ہے اُسکا بھی صاف اشارہ اس سے نکلتا ہے یعنی اسلام

سے معنی یہ ہین کہ خدا کے بعد رسالت پیغمبر اور ولایت علی ابن ابیطالب کا مقر ہو۔
سو حضرت جو دعاے نبوی کے فقرات خلو بعدہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ کو درج نہین کیا اسکی وجہ فقط یہ ہی کہ ان فقرات سے معنی لفظ
مولی مین اہل سنت کو بحث کرنیکی گنجائش باقی نہین رہتی کیونکہ نصرت کسیکی
واجب نہین ہو سکتی بجز امام کے اور شاید مؤلف صاحب نے کسی سنی مناظر
متعصب کی قول پر اعتبار کرکے اس فقرہ کو حدیث سے نکالا ہی کیونکہ بعض
لوگون نے مناظرہ اہل حق سے تنگ آکر اس فقرہ کی نسبت موضوع ہونا لکھدیا
تھا مگر محققین اہلسنت نے اُنکے قول کو مردود کر دیا جیسا کہ شیخ عبد الحق محقق
دہلوی نے مدارج النبوت مین صاف لکھدیا ہی کہ جو لوگ فقرہ وانصر من
نصرہ کو موضوع کہتے ہین انکا قول مردود ہی ہرگز لائق التفات نہین پس
منشی صاحب نے جو قول مردود پر اعتبار فرمایا عقل جلی سے بہت ہی دور ہی
اب دیکھنا چاہیے اس امر کو کہ منشی صاحب نے یہ لکھا ہی کہ وجہ اس خطبہ کی
فرمانے کی یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے بنظر دور اندیشی اپنے دل مین خیال
فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام
اسلام مین خلل واقع ہوگا۔ اس مقولہ کو کوئی صاحب عقل تسلیم نہین کر سکتا کیونکہ
اگر حضرت علی کے ساتھ امت کو محبت ہی رکھنے کا حکم دیا جاوے تو اور سردارون
کی نسبت بدگمانی کرنے کا کیا انتظام ہوا ہان اگر یہ مان لین کہ اسلام مین سواے
حضرت علی کے اور کوئی سردار ہی نہین ہی اسلئے آنحضرت صلعم نے فقط
حضرت علی کی ہی نسبت بدگمانی کرنیکی ممانعت فرمائی تو البتہ ہو سکتا ہی پس اگر

ہم اس مقولہ کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی وہ ہی مطلب نکلا کہ سوائے رسول صلعم
اور علی مرتضی کے اور کوئی شخص مسلمانوں کا سردار نہیں ہے اور یہ ہی اثبات
خلافت بلافصل ہے۔ اگرچہ علمائے اہلسنت یہ کہا کرتے تھے کہ آیہ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں مراد اولی الامر سے وہ حکام ہیں جنکو رسول خدا
صلعم بطور چند روزہ کے سریا امیر لشکر کر کے بھیجتے تھے مگر انصاف والوں کے
دل میں ضرور یہ کھٹکا پیدا ہوتا تھا کہ غیر معصوم کی اطاعت کسطرح فرض کر دی
گئی ضرور اولی الامر سے ایسے لوگ مراد ہیں کہ جنکی نسبت خدا و رسول نے
امت کو اطمینان اس قسم کا دلادیا ہے کہ وہ ہر قسم کی معاصی سے پاک
ہیں اور تمکو ہدایت سے ہٹنے نہ دینگے اور نہ گمراہی میں پڑنے دینگے جیسے کہ
حضرت علی مرتضی کہ بشہادت آئیہ تطہیر ہر قسم کے گناہ سے پاک ہیں
اور رسول خدا نے انکی نسبت امت سے یہ فرمایا لن یخرجکم من ہدی ولن
یدخلکم فی ضلال مگر اب اس توجیہ سے جو منشی صاحب نے تحریر فرمائی یہ معاملہ
بہت صاف ہو گیا کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے مرکوز خاطر یہ امر تھا
کہ عوام سرداروں کی نسبت ماتحتوں کی گستاخی اور بدگمانی کو بند کیا جاوے
مگر آنحضرت صلعم عام سرداروں کی نسبت انکی انتقام کو منسوب نہ کر سکے
اور سرداروں میں سے سوائے علی مرتضی کے اور کسیکو اس قابل نہ پایا
کہ اسکی نسبت بھی ایسی اطاعت کا حکم دیں جو مثل اطاعت پیغمبر کے ہو
کیونکہ سوائے حضرت علی کے اور کوئی معصوم نہ تھا نہ کسیکی نسبت یا طمینان
یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے ماتحتوں کو گمراہی میں نہ ڈالیگا پس جبکہ اطاعت

سُنّتی سوا اسکے علی مرتضیٰ کے اور کسی شخص کی نہیں ہوسکتی تھی تو اطاعت واجب کی مدرجہ اول عوام غیر مستحق ہیں اسلیئے ثابت ہوا کہ آیہ اطیعوا میں اولی الامر سے مراد حضرت علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ معصومین ہیں منشی صاحب نے واقعی بہت بار یک بات پیدا کی ہی اور ظاہر ہی کہ کیا رسول اللہ صلعم کو فقط اپنی بات کہدینے مین (کہ خبردار کوئی شخص اپنے سردار کی شکایت نکرے نہ اُس سے بدگمان ہو نہ اُسکی گستاخی کرے) کچھ دشواری معلوم ہوتی تھی کہ حضرت علی پر ہی ڈھالکر لوگون کو قبضہ کیا۔ دقیقہ اس کا لوگ ہی سمجھ سکتے ہین کہ اگر عام سرداروں کی نسبت ایسے الفاظ کہے جاوین تو ضرور انتظام مین خلل پڑجاوے کیونکہ اور سردار تو معصوم نہین فرض کیجیے کہ کوئی سردار مرتکب خیانت کا ہوا اور مال غنیمت کو چوری کرلے تو ماتحتون کا تو منھ بند کردیا گیا پھر کونسا ذریعہ ایسا باقی رہا جس سے رسو لخدا صلعم کو سردارونکی خیانت اور چوری کی اطلاع ہوا ور آیندہ کے لیئے بندوبست کیا جاوے اسلیئے خود منشی صاحب کی توجہ سے ثابت ہوگیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص سردار امت نہین ہو سکتا اور اسکو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو حدیث غدیر سے خلاف مفہوم عبارت حدیث یہ معنی لیئے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے اگرچہ یہ حکم بھی دیگر احادیث مین موجود ہی لیکن اس موقع پر محبت کے معنی کسطرح چسپان نہین ہوسکتے ہان اگر حدیث کے یہی الفاظ ہوتے جیسا کہ ترجمہ مین منشی صاحب نے لکھا تو ہم ضرور اس حدیث کو اس معنی مین قبول کرلیتے لیکن من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے

معنی صاف ہین (یعنی جس شخص ہون مین مولا جسکا پس علی ہی مولا اُسکا) یعنی جسکا مین سردار و حاکم ہون علی اُسکا سردار و حاکم ہی۔ اگر مولا بمعنی دوست قرار دین تو منشی صاحب کی شان نزول کسیطرح چسپان نہین ہوسکتی بلکہ صاف طور سے مخالفت اُسکی ظاہر ہوتی ہی۔ ہان اگر جناب امیرؑ کی نسبت لوگ شاکی اس امر کے ہوتے۔ کہ آپ ہمسے عداوت رکھتے ہین اور دشمن ہین تو البتہ اس گمان کے دفع کرنے کے لیئے یہ کہا جاتا کہ علی تمھارے دوست ہین پس جبکہ حدیث کے الفاظ کا تو یہ ترجمہ نہین ہوسکتا۔ کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے تا کہ علی سے دشمنی کرنے والے باز آوین اور نسبت حضرت علی کے یہ ثابت نہین کہ وہ اُنہین سے کسیکے دشمن تھے اور اُنکو جتلایا گیا کہ علی تمھارے دوست ہین تو ثابت ہوا کہ مولا بمعنی دوست نہین بلکہ بمعنی اولی بتصرف ہی اور اگر اس حدیث مین لفظ مولا بمعنی دوست و محبوب ہوتا تو بھی مذہب شیعہ کی ہی تائید ہوتی یعنی جبکہ حضرت علی کی محبت مثل رسولخدا کی محبت کے امت پر واجب ہوئی تو اقتضائے محبت یہی ہی کہ اُنکے دشمنون سے تبرا کرے اور اُنسے تولا رکھے اور یہی اصول مذہب شیعہ کا ہی اور نیز جبکہ تمام گروہ صحابہ مین سے حضرت علی اس امر مین منفرد ہین کہ فقط اُنھین سے مثل رسولخدا صلعم محبت رکھی جاوے اور سوائے اُنکے اور کسی عمر دیگر کی محبت کے لئے ہم مامور نہین کیئے گئے تو ظاہر ہی کہ ہم درمیان محمد اور علی کسی شخص کو داخل نہین کرسکتے اور اسکو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو نظیر تحصیلدار اور جمعدار کی دی ہے وہ صریحًا بے محل ہے کوئی تحصیلدار ایسا بیوقوف نہیں ہوگا کہ اپنے سب ماتحتوں کو جمع کرکے جمعدار کی اطاعت کا حکم دے کیونکہ تحصیلدار کے ماتحتوں میں جمعدار سے بڑے درجے کے لوگ بھی ہیں مثل محرر جوڈیشل سیاہہ نویس آصل باقی نویس قانونگوئی نائب تحصیلدار ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تحصیلدار اپنے سب ماتحتوں کو جمع کرکے یہ حکم دے کہ نائب تحصیلدار کی اطاعت کرو اور اسکی اطاعت کو مثل میری اطاعت کے سمجھو اور چونکہ درمیان تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کے کوئی حد فاصل نہیں ہے تو حاکم بالا زمان میں تحصیل ماتحت نائب تحصیلدار کی ہیں موجودی نائب تحصیلدار اور کوئی ملازم تحصیل قائم مقام تحصیلدار کا نہیں ہوسکتا پس حضرت علی کو رسول خدا سے وہی نسبت ہے جو نائب کو تحصیلدار سے ہوتی ہے اسلئے علی مرتضیٰ بلافصل خلیفہ رسول خدا ہیں۔ اور منشی صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ مابین رسول خدا اور علی مرتضیٰ کے فرق بعد المشرقین کا ہے یہ فقط منشی صاحب کی کم فہمی کی بات ہے اگر وہ معنی بعد المشرقین کو سمجھتے تو ایسا لفظ ہرگز زبان سے بھی نہ نکالتے یہ بات کسی ادنیٰ مسلمان سے لئے بھی نہیں کہہ سکتے کہ اسکو رسول خدا سے فرق بعد المشرقین کا ہے کیونکہ جس شخص میں رسول خدا سے بعد المشرقین کا فرق ہے وہ کافر ہے جیسے رسول خدا کی محبت ہمپر فرض ویسے ہی بعد المشرقین والے کی دشمنی ہمپر فرض ہوگی فرق بعد المشرقین تقابل تضاد ہے جو شخص رسول خدا کی پوری ضد ہے اسکو رسول خدا سے بعد المشرقین حاصل ہے مصنف کو واجب ہے کہ ہر لفظ کو سوچ سمجھ کر لکھے اور تقریظ نویس پر بھی واجب ہے کہ بے فکر و خوض ہر کتاب کی تقریظ لکھنے نہ بیٹھ جائے اول اسکے

مطالب و عبارت پر غور کرنا چاہیے اگر مولوی لطف اللہ صاحب تا لیف منشی صاحب کو اچھی طرح دیکھ لیتے تو ایسے الفاظ ناشائستہ کا نظلمہ اسکے نامہ اعمال مین نہ لکھا جاتا۔

قال المؤلف اسرار الہدی۔ اگر شیعہ کہین کہ حضرت رسول خداؐ کو نفس جناب امیرؑ سے مناسبت کلی تھی تو اس شبہ فاسد کی تردید ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے ہوتی ہے چنانچہ آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیہ کریمہ بانہم قوم لا یفقہون بہ۔ اس طرح پر لکھی ہے سبب آنکہ ایشان گروہی اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمیکنند از غایت نفاق و رسوخ کفر و عناد در باطن ایشان دران تدبر نمی کنند تا حق را دریابند بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بعقاب بر سبیل ترغیب خطاب بجمیع بندگان میکند کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ ترجمہ کاشانی ہر تحقیق و یقین کہ آمد بشما ای کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بوجہ سہولت افادہ استفادہ در خود گیرید یا آمد ای اہل عرب رسولی از شما بکلم بلغت شما یا از قبیلہ شما۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خداؐ سے مشابہت تھی اسمین تخصیص جناب امیر کی کیا ہے۔

اقول بحول اللہ العلیم الخبیر۔ ای ناظرین با انصاف کچھ منشی صاحب کی عبارت کا مطلب سمجھے۔ بڑے بڑے دقیقہ رس بھی حیران ہونگے کہ فقرہ اولی کا کیا مطلب ہے اور عبارت تفاسیر اسکی کسطرح مخالف ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ منشی صاحب تفسیر آیہ مباہلہ سے تو آگاہ نہین کہین چلتے جاتے کسی سے سن لیا ہے کہ شیعہ

یون کہتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسول اللہ
سے تعبیر کیا ہی مگر جو کچھ کسی سے سنا تھا یاد نہین رہا اب اُسکے لکھنے کی ضرورت
پڑی تو اُسکو اس عبارت مین ظاہر کیا جو مؤلف کے قول شروع مین ہم نقل کیا گیا
ہی کہ رسو لخدا کو نفس جناب امیرؑ سے مناسبت کلی تھی۔ منشی صاحب نے معاملہ
نفس کو فقط شیعون کا مقولہ سمجھ کر اُسکی مخالفت پر کمر باندھی تھی مگر تقدیر مین اللہ
جلشانہ سے مخالفت کرنا منشی صاحب لکھوا کر آئے تھے اسلئے اس معاملہ کو
کسی عالم سے تو صاف نہ کیا خود ہی شوق تالیف مین آکر قرآن مجید کی مخالفت
کرنے لگے۔ اصل قصہ یہ ہی کہ نصاری نجران سے مباحثہ رسو لخدا صلعم کا ہوا
تو نصاری الوہیت مسیح پر اڑے ہوے تھے اپنے عقیدۂ فاسد سے باز نہ آتے تھے حکم باری
نازل ہوا۔ قل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا
و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ یعنی کہہ اے محمد نصارا
نجران سے کہ بلاوین ہم اپنی بیٹون کو تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو اور
تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنے نفسون کو اور تم اپنے نفسون کو پھر آپس مین
مباہلہ کرین اور کہین کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار ہو۔ تفاسیر اور کتب احادیث
اہلسنت مین بالاتفاق روایت کی گئی ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے رسو لخدا
صلعم نے ابنا مین حسنین علیہما السلام کو اور نسا مین حضرت فاطمہ صلوٰة اللہ
علیہا کو اور انفسنا مین حضرت علی کو بولایا اور فرمایا ای بار خدایہ میرے اہلبیت اور
عترت ہین منشی صاحب یہ فرماتے ہین کہ اگر حضرت علی نفس رسول اللہ سے
تعبیر کیئے گئے تو کوئی فخر کی بات نہین ہی کیونکہ نفس سے مراد ہم جنس ہونی ہے

جیسا کہ تفسیر کاشانی میں رسول کے ہم جنس تمام مسلمان تسلیم کئے گئے ہیں۔
مگر اس اعتراض کے لکھتے وقت منشی صاحب نے دوراندیشی کو خیال نہیں
فرمایا کہ اس اعتراض سے تمام صحابہ کے اسلام پر بہت بڑا حرف آئیگا یعنی اگر
ہر ادنیٰ مسلمان بھی نفس رسول سے تعبیر ہو سکیگا تو ثابت ہوا کہ حضرت کے صحاب
ادنیٰ درجہ کی مسلمان بھی نہ تھی اور سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی بھی مسلمان نہ تھا
کہ تعبیر رسول اللہ میں شامل حضرت علی کے ہو سکتا دیکھو حکم خدا میں ایک
ہم جنس کے بلانے کا حکم نہیں بلکہ بصیغہ جمع انفسنا کہا گیا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت کی امت میں سوائے حضرت علی کے اور کوئی مسلمان بھی تھا۔
منشی صاحب ظاہر بہت سہل اور آسان چیز نہیں ایک ایک لفظ کے لئے خون جگر
پینا پڑتا ہے آپ کیوں اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا۔ دیکھئے اب ہم آپکو
سمجھائے دیتے ہیں کہ نفس کے معنی بیشک ہم جنس کے ہیں مگر جنسیت بھی
اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے جدی جدی ہوتی ہے بھلا آپ ہی فرمائیے کہ
پیغمبروں کے ہم جنس پیغمبر ہونگے یا شیاطین دیکھئے اس اعتبار پر کہ تمام مخلوقات
خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں آدمی فرشتے جن پتھر درخت حیوان مطلق سب کے سب
ہم جنس ہیں مگر دیکھئے اگر کوئی آپکو حیوان مطلق کا ہم جنس کہنے لگے تو آپ ضرور
ناراض ہو جائینگے کیونکہ یہ جنسیت بہت ہی بعید و ابعد ہے پھر اس اعتبار پر کہ
سب آدمی آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں جنس بشریت میں سب برابر ہیں
انبیا ہم اس اعتبار سے سب ہم جنس ہیں لیکن انبیا کے تو بہت بڑے درجے
ہیں کوئی شخص اگر آپ کو بھی کسی کافر کا ہم جنس بتلائے تو ہرگز آپکو پسند نہ ہوگا پھر

جنسیت کبھی قوم کی اعتبار سے مختص ہوتی ہی کبھی مسکن کے اعتبار سے کبھی صفات اور جوہر ذاتی کے لحاظ سے کبھی پیشہ اور کسب کے اعتبار سے دیکھئے قریشی بھی آدمی ہی اور حبشی بھی آدمی ہی سید بھی آدمی ہی جولاہہ بھی آدمی اور اسلام کا شریک مگر جب کبھی جنس کا ذکر آئیگا سید کا ہم جنس سید ہی کو کہا جائیگا نہ کہ جولاہہ کو ایسا ہی جنسیت رسولخدا صلعم کو قیاس کرنا چاہیے کہ گو باعتبار بنی آدم ہونے کے سب آدمی خواہ مسلم ہوں یا کافر سب آپکے جنس کہلا سکتے ہیں مگر جنس بعید اور جنس قریب کا فرق ہوتا ہی جسطرح قریش بہ نسبت غیر قریش حضرت کے ہم جنس ہیں اور بنی ہاشم بہ نسبت دیگر قبائل قریش کے ہم جنس قریب ہیں اور بنی عبدالمطلب بمقابلہ دیگر بنی ہاشم کے اور آل ابوطالب بہ نسبت دیگر بنی عبدالمطلب کے حضرت کے قریب ترہمجنس ہیں۔ ایسا ہی حال صفاتی جنسیت کا ہی کہ پیغمبر کے ہمجنس پیغمبر ہی ہوسکتے ہیں یا ایسے لوگ جو پیغمبر سے ہوں اور پیغمبر آسکتے ہوں۔ اب نظر کرو حال حضرت ابوبکر وعمر پر کہ ایک قبیلہ تیم سے ہیں دوسرے عدی سے اور بمقابلہ انکے بنی ہاشم تو درکنار تمام بنی امیہ اور بنی عبدالمطلب اور بنی زہرہ رسولخدا کے ہمجنس ہیں پس جبکہ اصحاب گرد رسولخدا کے جمع ہوں تو انمیں سے فقط حضرت علی کو ہی کہا جائیگا کہ وہ نفس رسول اللہ ہیں یا انکے بھائی جعفر و عقیل بھی باعتبار ظاہر نسب رسولخدا کے ہم جنس متصور ہونگے اب باقی رہی صفاتی جنسیت جو زیادہ معتبر ہی اسکی نسبت آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ زمرۂ اصحاب پیغمبر خدا صلعم میں سے کون شخص ایسا ہی جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا انہ منی و انا منہ

یعنی وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے ہون جس سے پوچھیگا وہ یہی کہیگا وہ شخص فقط علی مرتضیٰ ہی کہ جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا کہ مین اُس سے ہون اور وہ مجھسے ہی حتی کہ جعفر و عقیل بھی اس شرف مین داخل نہین مین چہ جائیکہ حضرت ابوبکر یا عمر کی نسبت ایسا خیال کیا جاوے اب ایسا پھر کون شخص ہی کہ حضرت علی کے نفس رسول ہونیسے انکاری ہو یا اسکو ایسی حقیر شی سمجھے کہ اسمین کوئی فخر کی بات ہی نہین ہی اور ہر ادنی مسلمان بھی نعوذ باللہ نفس رسول اللہ ہی مفتی صاحب کرکی مسلمان کیا کوئی صحابی کوئی خلیفہ رسولخدا صلعم کا نفس نہین ہو سکتا جب تک کہ وحدت نور و حدت خلقت و حدت نسب وحدت گوشت و خون نرکھتا ہو نبی صلعم کے مانند معاصی اور جس سے پاک نہو اختیارات رسالت مین شرکت حاصل نہو اگر اب بھی کسی قسم کا دعویٰ باقی ہو تو کسی صحابی مین یہ جملہ اوصاف ثابت کیجئے۔ ورنہ ایسے عقیدہ فاسد سے توبہ کیجئے۔

قال المؤلف اسرار الہدیٰ۔ باقی رہی بحث مولا مجتہدین شیعہ فرماتے ہین کہ مولا بمعنی اولی ہین ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا کہ مولی بمعنی غلام بھی ہین شیعون نے بغیر ملاحظہ کتب لغت بیچارے ابن حجر کو سنگدل وغیرہ الفاظ سے یہ دیکر جواب الجواب مین لکھا کہ ہر غلام کے معنی صحیح نہین ہین اسپر بفضل خدا قول فیصل ملا فتح اللہ کاشانی نرم دل کی تفسیر سے لکھا جاتا ہی جیسا کہ خلاصۃ المنہج مطبوعہ طہران کے صفحہ ۱۳۳ سورۂ مائدہ پارۂ لایحب اللہ مین مرقوم ہی کہ بسیار کہ مولا رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفتم دیکھو بخوبی ثابت ہوگیا کہ مولی بمعنی اولی نہین ہین بلکہ بمعنی غلام ہین۔

اقول وبہ نستعین جبتک منشی جوہر علی صاحب کے سے تحقیق حاصل نہ ہو
واقعی لطف مناظرہ بھی نہین ملسکتا۔ ہائے افسوس اس زمانہ مین لوگون نے تصنیف
وتالیف کو کیسا بے وقعت کر دیا ہی خود اصلیت معاملہ سے واقف نہین اور دوسرون
سے سن سنا کر جو سمجھ مین آیا لکھدیا۔ کوئی منصف مزاج منشی صاحب سے دریافت
کرے کہ معنی لفظ مولا مین بحث تو کیا ہے اور آپ کیا فرمارہے ہین۔ ابن حجر نے
یہ کس کتاب مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین مولا بمعنی غلام ہے اور شیعون نے
یہ جواب کس کتاب مین دیا ہی کہ لغت عرب مین مولا بمعنی غلام نہین آتا کہ آپ نے
فوراً برجستہ حوالہ تفسیر کا دیا۔ اگر منشی صاحب انوار الہدی و شمس الضحی کو
پڑھتے تو اسی مین مفصل بحث معنے لفظ مولی کی موجود ہی۔ جو لوگ لغت عرب سے
آگاہ ہین یا جنھون نے مناظرہ کی اردو کتابین بھی دیکھی ہین اچھی طرح جانتے
ہین کہ مولا بمعنی آقا و مالک کے بھی آتا ہی اور غلام آزاد کردہ کے معنی مین
بھی اور علاوہ انکے اور بھی متعدد معنون ناصر و کارساز وغیرہ مین مستعمل ہی
جیسا موقع اور محل عبارت کا ہوتا ہی اسکے موافق مولا کی معنی لگائی جاتے ہین۔
بقول منشی صاحب شیعون نے تو ابن حجر کو سنگدل ہی لکھ دیا تھا مگر منشی صاحب
نے غریب ابن حجر کو کافر مطلق بنا دیا کیونکہ ابن حجر پر کیا موقوف ہی جو کوئی شخص
اس بات پر اصرار کرے کہ اس حدیث مین لفظ مولی بمعنی غلام ہے وہ کافر
مطلق ہی منشی صاحب کو اگر ہمارے قول پر [illegible] تو مولوی لطف اللہ صاحب
سے کہ جنھون نے تقریظ اسرار الہدی لکھی ہی دریافت فرمالین بالیقین وہ
بھی صاف فتوے دینگے کہ جو کوئی شخص اس حدیث مین مولی بمعنی غلام کہتا ہو

وہ قطعی کافر ہی منشی صاحب اتنی بات تو آپ بھی سمجھ سکتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم
نے فرمایا ان اللہ عزوجل مولائی وانا ولی کل مومن تو کیا اسکے یہ معنی
لگاؤ گے کہ نعوذ باللہ خدا تعالی میرا غلام ہی اور مین مومنین کا ولی ہون۔
اور پھر یہ فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کہ جس شخص کا مین غلام ہون علی
بھی اسکا غلام ہی منشی صاحب ایسے ہزلیات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے
ایسا عقیدہ بدر کھنے والا ضرور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہوتا ہی۔ یعنی
مولا کے معنی غلام لگانے سے ادھر تو ایمان بالکل جاتا رہا کافر ہو گیا اُدھر
جس مطلب سے ایمان فروشی کی تھی وہ ہاتھ نہ آیا یعنی اگر مولی کے معنے
غلام بھی قرار دیے جاوین تاہم خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت ہو جاتی ہی
کیونکہ جب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کا مین مولا ہون علی اُسکا مولا
ہی۔ پس ظاہر ہی کہ جس معنے مین سلمان لوگ رسولخدا کو اپنا مولی سمجھتے ہین اُنھین
معنی مین حضرت علی کو مولا سمجھنا پڑیگا اگر معنی رسولخدا کو نعوذ باللہ اپنا غلام
سمجھتے ہین تو حضرت علی کو بھی مثل رسولخدا کے سمجھنا پڑیگا اور اسی کو خلافت
بلا فصل کہتے ہین۔ کیونکہ من کنت مولاہ مین تمام صحابہ اور مسلمان لفظ
من کے تحت مین آگئے حضرت ابوبکر یا عمر یا حضرت عثمان کوئی بھی اس سے
مستثنی نہین رہا۔ اور اگر مولف کو اس بات کا دعوی ہو کہ اصحاب ثلثہ لفظ
من سے نکال دیے گئے اور رسول خدا صلعم اُنکے مولا نہین تھے تو اُس
امر کا صاف اقرار کرین تاکہ ایک بڑے امر اہم کا فیصلہ ہو جاوے جو باہم
شیعہ وسنی متنازعہ فیہ ہی اور جبکہ اصحاب ثلثہ منشی صاحب کے نزدیک

زمرۂ مومنین یا مسلمین میں شامل ہوکر لفظ من کے تحت میں آگئے تو علی مرتضیٰ اصحاب ثلثہ کے بھی ویسے ہی مولا ہوگئے جیسے سب مسلمانوں کے رسول خدا مولا تھے پس جبکہ وہ لوگ جو غلط فہمی یا ہٹ دھرمی ہی باہین رسول خدا و علی مرتضیٰ فاصل سمجھے جارہے ہیں خود محکوم اور ماموم ثابت ہوگئے تو حضرت علی مرتضیٰ اسی حدیث سے رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل ثابت ہوگئے۔ منشی صاحب اب تو معلوم ہوگیا کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہیں یا ابھی پردہ پڑا رہ گیا جو شخص ایسی صاف صاف باتوں کو نہ سمجھے اسکو یقین کرلینا چاہیے کہ وہ مثل انھوں لوگوں کے ہی کہ جنھوں نے خطبۂ غدیر پر عمل نہیں کیا اور مصداق اس آیت کے ہوئے ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ہ۔

قال فی اسرار الہدیٰ اگر اسپر بھی قدح کی جاوے تو مولیٰ بمعنی اولیٰ نہین اولیٰ تر ین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردین کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہین اگر اس آیۂ کریمہ کو اپنے مطلب براری کے واسطے استدلال پکڑین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین مذکور ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ہ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ ترجمہ ای فرستادۂ بحق برسان بکافۂ خلقان جمیع آنچہ فرد فرستادہ شد بتو از نزد پروردگار تو از احکام شرعیہ واگر نرسانی تمام آنرا پس تبلیغ نکردہ باشی پیغام ہاے اوراد

خدای نگاہدار دیتراز شر مردمان بد رستیکہ خدای راہ نہ نماید کافران را۔
اگرچہ ملا صاحب نے ترجمہ ٹھیک کیا ہی کہ حکم خدا حضرت رسالتماب کو یہ تھا کہ تبلیغ
احکام شرعیہ مثل صوم و صلوۃ و حج و زکواۃ کے فرما دین مگر براہ تعصب اپنی روایات
موضوعہ تحریر فرماتے ہین کہ ابن مردویہ در کتاب مناقب آوردہ کہ عبد اللہ
مسعود فرمود کہ ما در حیات حضرت این آیات چنین خواندیم کہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان
لم تفعل فما بلغت رسالتہ پس جملہ معترضہ موضوعہ حشویہ ملا کاشانی
سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسالت رسول مقبول منحصر نصب خلافت بلا فصل
امیر المومنین پر تھی نہ ابلاغ احکام شرعیہ پر اس روایت سے ترجمہ صحیح
نہ رہا اور حقیقت حال یہ ہی کہ ترجمہ ہی صحیح ہی کیونکہ خدا تعالی نے آیۃ موصوفہ
مین وان لم تفعل فرمایا یعنی ای رسول مقبول احکام شرعیہ کو اپنی ذات
سے انجام دے اگر ایسا نکریگا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نہ کی۔ اگر آیۃ
کریمہ کو کچھ بھی مناسبت خلافت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدا تعالی
بجائے وان لم تفعل وان لم تبلغ فرماتا اس سے معلوم ہوا کہ آیۃ
موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔
اقول بحولہ تعالی صاحب اسرار الہدی کے اس فقرہ سے کہ شیعہ صرف
یہ بتلا دین کہ اس حدیث مین ایسا کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ
بلا فصل سمجھے جاتے ہین یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ اس حدیث کو نص خلافت
مرتضوی تسلیم کر چکے ہین فقط کلام خلافتِ بلا فصل مین ہی اور یہ بات

ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اس حدیث مین بہ بحث لفظ منکنت مولاہ کے آگئے ہین اور ہر سہ خلفا کی خلافت کے بارے مین کوئی حکم نہین ہی تو یہ حدیث بالضرور خلافت بلافصل پر دلالت کریگی کیونکہ اہلسنت جنکی تقدیم ثابت کرتے ہین وہ سب نامرد ثابت ہوگئے اب رہی بحث معنی آیہ کریمہ یلغ ما انزل پس منشی صاحب نے جو مراد اس سے سمجھی ہی وہ محض غلط ملکہ اسپر یقین کرنے والا بھی کافر مطلق ہوجاتا ہی اسلئے کہ اگر یہ مراد منشی صاحب صحیح ہو کہ مراد خدا تعالی کی اس آیہ مین تبلیغ احکام شرعیہ و فرائض جہارگانہ سے ہی تو ضرور اس بات کو بھی ماننا پڑیگا کہ خدا تعالی نے اس آیت سے پیشتر جسقدر احکام بابت نماز و روزہ و حج و زکوۃ کے نازل فرمائے انمین سے کسیکی بھی رسول خدا نے تبلیغ نہین فرمائی نہ خود انکو بذات خاص بجالائے پس یہ وسوسہ شیطانی صریح السطلان اور جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کے بر خلاف ہی۔ تو گویا منشی صاحب صاف عقیدہ یہ ہی کہ رسو لخدا صلعم نے سال نہم ہجری تک نہ مسلمانون کو احکام شرعیہ سے مطلع کیا نہ آپ بجالائے اور یہ عقیدہ صریحًا کفر ہی۔ اگر کسیکو اس شیطانی عقیدہ پر اصرار ہو تو اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم شرعی فلان زمانہ مین نازل ہوا تھا اور آنحضرت صلعم نے اسکو چھپا لیا تھا اس آیت کے نازل ہونے پر اسکا اعلان و اظہار کیا ورنہ اپنے کفر کا مقر ہو یا معترض اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم نازل ہوا تھا یا نماز روزہ حج زکواۃ کا حکم تھا اور آنحضرت صلعم بذات خود اسکو بجا نہین لاتے تھے اگر انسان تمام عمر اپنی اس تصنیفات مین بسر کرے تو بھی

وہ کوئی ایک ایسا معاملہ دریافت نہین کرسکتا کہ باوجود حکم آلہی نازل ہونیکے
آنحضرت صلعم نے تعمیل اسکی کسی مصلحت سے روکی ہو ہان اگر دریافت ہوگا تو
فقط یہی حکم خلافت حضرت علی کا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بخوف اہل شرونفاق
حیز التواء مین ڈالدیا تھا مثشی صاحب جو الٹا استدلال وان لم تفعل
پر کہا ہے یہ ہی دلیل گمراہی کی ہے کیونکہ وان لم تفعل بہت بڑی دلیل خلافت
کی ہے اور اس سے مراد خلیفہ اور ولیعہد کرنا ہے یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر
تو نے علی کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد نہ کیا تو گویا ہماری مراسلت کی تبلیغ نہین کی
جو شخص اسکے مخالف کرے اُسکے ذمہ ثابت کرنا اسکا ضرور ہوگا کہ نماز روزہ
حج و زکوۃ مین سے فلان فریضہ کو رسول خدا نے بذات خود نہین ادا
کیا تھا اور اس آیت کے بعد اُسپر عمل کیا ہے اور اگر اس بات کو ثابت نکرسکیگا
تو ضرور رسول خدا صلعم پر تہمت رکھنے والون کے زمرہ مین محشور ہوگا۔ آجتک
ہزارہا علمائے اہل سنت اسی جستجو مین مر گئے کہ ایک حکم ایسا معلوم کرین کہ
رسول خدا نے اُسکی تعمیل مین تعلل یا تساہل کیا ہوتا کہ اُسکو وجہ نزول اس آیۃ
کے قرار دین لیکن ہرگز یہ بات میسر نہ ہوئی بہرحال اُنکو یہ ہی لکھنا پڑا۔
نزلت فی علی۔ قطع نظر روایات کے خاص آیت مین ایسی صریح دلائل خلافت
مرتضوی کے موجود ہین کہ اگر انسان شقی ازلی نہین ہے تو ضرور ہدایت پاسکتا ہے
کیونکہ اول تو مضمون آیت سے پایا جاتا ہے کہ یہ حکم صرف امت کو سنانیکی ہی
بات نہین ہے بلکہ کوئی فعل بھی اُس سے متعلق ہے کیونکہ اول لفظ بلغ ہے اور بعد
مین وان لم تفعل پس سوائے خلافت کے کوئی ایسا معاملہ نہین ہے کہ جسمین

تبلیغ حکم کے علاوہ کوئی فعل متعلق ہو وہ خاص معاملہ خلافت ہی ہے کہ امت کو جمع
کرکے تبلیغ حکم الٰہی کیجاوے اور اُن سبکے روبرو حضرت علی کو رسول خدا صلعم
اپنا خلیفہ اور ولیعہد مقرر کریں دوم اس آیت مین جو یہ فقرہ موجود ہے واللہ یعصمک
من الناس۔ یعنی خداوند کریم تجکو لوگون کے شر سے بچاویگا۔ اس سے صاف
ظاہر ہوگیا کہ اس حکم الٰہی کی تعمیل رسول خدا صلعم بخوف مردم اشرار نہین
کرتے تھے جبکہ خداوند تعالی نے وعدہ انکے شر سے بچانیکا کیا تب آنحضرت
صلعم نے تبلیغ رسالت بھی کی اور حکم کی تعمیل بھی فرمائی۔ اب منشی صاحب
فرمائین کہ سال دہم ہجری مین رسول خدا صلعم کو کونسے حکم شرعی یا فریضہ
کی بجاآوری مین لوگون کا خوف تھا آیا آپکے اصحاب با صفا نماز روزہ سے
چڑھتے تھے یا حج زکواۃ کو منع کرتے تھے اب فرمائیے کہ سوائے خلافت
مرتضوی کے اور کوئی معاملہ متصور ہی نہین ہوسکتا۔ اسی آیہ مین انجام اور مال کار
کی بھی خبر رسول صلعم کو دیگئی ہے کہ صاف نازل ہے۔ ان اللہ لا یھدی القوم
الکافرین۔ یعنی تحقیق خداوند کریم قوم نافرمانبردار کو ہدایت نہین کرتا۔ اس
سے صاف مراد یہ ہے کہ یہ امت سرکش اس حکم کی متابعت نکریگی اور خلافت
مرتضوی کو قبول نہ کریگی مگر تواے رسول ہماری تبلیغ رسالت کی کردے اور علی کو
اپنا خلیفہ مقرر کردے جس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خلافت بلافصل
مرتضوی کے قائل نہین ہیں وہ مسلمان نہین ہین۔ نسبت روایت
ابن مردویہ جو ملا صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ
تحریر فرماتے ہین یہ منشی صاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہے کہ انھون نے

نادانستگی سے ابن مردویہ کو شیعہ سمجھا ہی اور بغیر تحقیق کیے جو منہ مین آیا فرما گئے۔
لیاقت سے تو یہ معنی سے کہ روایت ابن مردویہ کی صحت پر جرح اور قدح کرتے
اسمین کوئی عیب نکالتے کیونکہ یہ تو خاص آپکی اہل جماعت کی ہی روایت ہی جلشی
صاحب کے دل مین جو یہ وسوسہ آیا ہی کہ کیا رسالت آنحضرت صلعم
کے منحصر بر نصب خلافت جناب امیر تھی اور دیگر احکام شرعیہ پر کیون منحصر
نہین تھے جو لوگ دقیقہ رس ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ یہ خلافت جزو اعظم
رسالت کا ہی کوئی رسول یا پیغمبر ایسا نہین گذرا کہ جسنے اپنی زندگی مین اپنا
خلیفہ مقرر نہ کیا ہو اس خلافت کی وقعت اسی سے سمجھ لو کہ جب نماز روزہ
یا حج یا زکواۃ یا دیگر حدود فرائض کے احکام نازل ہوئے تو انکی نسبت کبھی
یہ فرمان نازل نہین ہوا کہ آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کردیا جبکہ حضرت
علیؑ کی خلافت کا حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے انکو خلیفہ مقرر کیا
اُسی پر یہ خوشخبری نازل ہوئی کہ آج ہمنے تمھارا دین پورا کیا پس اسی پر
قیاس کرلو کہ جب تکمیل دین منحصر اس خلافت پر تھی تو ظاہر ہی کہ تکمیل
رسالت کیون منحصر نہ ہوگی اس خلافت کے سوائے ایسا بڑا امر اہم
اور کونسا ہی کہ جسکی بابت ایسا تہدیدی حکم نازل ہوا۔

قال فی اسرار الہدی پھر دوسری روایت مین مفسر نے یون لکھا ہی
عیاشی از جابر بن عبداللہ نقل کردہ کہ حضرت رسول مامور شد بہ نصب
امیر المومنین ترسید کہ اگر مردمان را بآن خبر دہد گویند باپسر عم خود محابا میکند
وازنزد خود منصب ولایت می دہد واو را طعن کنند خداوند این آیت فرستادہ

درغدیر خم وحضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت واین خبر بخاص وعام رسانید الخ
اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعوی ہی کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ خود ساخت
نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت جب بقول جابر جناب امیر کی خلافت
بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر
اصرار وتکرار کیون ہے اسکا تو اہل سنت کو بھی بدل وجان اقرار ہے
بلکہ اہل سنت کا تو یہ عین ایمان ہے کہ بے شک آپ خلیفہ برحق مگر
فی وقت من الاوقات نہ بلا فصل۔

اقول وبہ نستعین ہمارے منشی صاحب کا طرز مناظرہ دنیا سے نرالا ہی
کہین لفظ بلا فصل سن پایا ہی اُسکو خلافت کی ایک قسم خاص سمجھ رکھا ہے
اور یہ نہین جانتے کہ خلیفہ ہی اُسکو کہتے ہین کہ بلا فصل ہو۔ جبکہ منشی صاحب
نے روایت جابر سے خلافت جناب امیر کو تسلیم کر لیا تو اب بحث
فصل وبلا فصل کی محض نادانی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب روایت
حضرت امیر کی خلافت کے سوائے اور کسی کی خلافت کا ذکر نہین ہی
تو اسی کو بلا فصل کہتے ہین۔

ہان اگر اس روایت مین اورونکی خلافت کا بھی اسطرح مذکور ہوتا ہے
کہ پہلے پہل مین خلیفہ اپنا ابوبکرؓ کو مقرر کرتا ہون اور پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ کو
اور اُنکے بعد علی مرتضیٰ کو تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ اس روایت سے خلافت
بلا فصل ثابت نہین اور جبکہ تینون خلیفون مین سے کسی کی خلافت کا ذکر
ہی نہین اور فقط حضرت علی کی خلافت ہی منصوص ہی تو معلوم نہین کہ منشی صاحب

سے نے یہ قاعدہ استدلال کس مدرسہ مین تعلیم پایا ہے کہ باوجود تسلیم خلافت
بلا شرکت غیری کے بلا فصل کا سوال بار بار کیا جاتا ہی۔ منشی صاحب خلیفۂ
رسول اللہ فقط وہ ہی شخص ہی کہ جسکو رسول صلعم نے اپنے روبروے اپنا خلیفہ
مقرر کردیا اور جو ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد دوسرا برضامندی خلیفہ سابق
مقرر ہوا وہ خلیفۂ رسول نہ تھا بلکہ پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا دیکھو قول حضرت عمرؓ کا
اسپنے صحاح مین کہ اگر لوگ مجکو خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ کہینگے تو بہت طوالت
ہوگی اسلئے مجکو امیر المومنین کہو۔ منشی صاحب کبھی یہ خیال تو کیا ہوتا کہ کیا وجہ
کہ خلیفہ چہارم کے لئے تو بار بار رسولخدا صلعم نص خلافت فرماتے ہین اور خلفاءِ
ثلثہ کا جو متقدم ہین کہین نام و نشان نہین۔

قال فی اسرار الہدیٰ اگر کلام ہی تو صرف اولی بتصرف پر ہی سو یہہ
گمان بھی شیعون کا غلط ہی اسلئے کہ جب مولی بتصرف بمعنی اولے ہین تو
ضرور لازم آیا والی والا کہ یہی بتصرف ہو کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے
مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف صحیح ہوتا تو بجاے اولے
سنک کے مولی نک بولا جاتا چونکہ یہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے
بتصرف اولے بھی باطل ہے۔

اقول بحولہ تعالی سعدی صاحب کیا خوب فرما گئے ہین۔ تا مرد سخن
نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ کہان ہو انصاف کرنے والو
چلو دین حق کے تحقیق کرنیوالو ذرا ادھر متوجہ ہو کہ خداوند کریم کا حضرات اہل
سنت پر بڑا ہی فضل ہوا کہ ایسا بلا بلایا اور پڑھا پڑھایا محقق اس چودھوین

صدی مین انکو ملا کیا عجب ہی کہ ان حضرت کا وجود مجددین الوف وصدیات مین
شمار ہوکر چودھوین صدی کے مجدد قرار دیدیے جاوین دیکھیے منشی صاحب
فرماتے ہین کہ حضرت علی کی خلافت مین تو ہمکو کلام نہین مگر اولی تصرف
مین کلام ہی۔ اور وجہ اسکی فقط یہ ہی کہ منشی صاحب اسکے معنی تو جانتے
نہین مگر شیعون کی زبان سے چونکہ اکثر سنا ہی اسلیئے اسکو تبرا سمجھے ہوئے
ہین اب اگر آسمان و زمین زیر و زبر ہو جاوین مگر اولی تصرف کا کیسے اقرار
کرلین کہ صریحًا تبرا کا لفظ ہی منشی صاحب کی تقریر مندرجہ بالا کی داد اہل
انصاف سے چاہتا ہون دیکھیے منشی صاحب مولی تصرف کو نہ ہنوز
سمجھے نہین اور وال تصرف کا سوال کر بیٹھے بھلا مین کہانتک سمجھاونگا
اور جبکہ وہ حضرت تصرف کے کوچہ مین ہی ہوکر نہین نکلے وہ کیا خاک
سمجھین گے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب اول اس بحث کو
خود سمجھ لین بعد اسکے پھر اگر کوئی اور رسالہ تصنیف کرنے کا اتفاق
ہو اسمین درج فرماوین۔

قال فی اسرار الہدی دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت
بلافصل جناب امیر کی ثابت نہوئی تو آیۃ یا ایہا الرسول بلغ الخ بھی
جناب کی شان مین بلافصل راست نہین آتے۔

اقول وبہ نستعین حضرت منشی صاحب یہ لفظ بلا فصل بھی مثل اولی
تصرف تبرا کا لفظ ہی ایسا نہو کہ کثرت استعمال سے آپ اسکے عادی ہو جاوین
اور اسکا جواب تو ہم آپکو پیشتر ہی دیچکے کہ خلیفہ وہ ہی ہی جو بلا فصل ہو اور

جبکہ فصل واقع ہو تو خلیفہ نہین کہلاتا پس آنحضرت صلعم کا اصحاب ثلثہ کو چھوڑ کر
حضرت علی کو خلیفہ کرنا صاف دلیل خلافت بلا فصل کی ہی اگر روایت جابر مین
حضرت علی سے پیشتر اور خلفا کی خلافت کا ذکر نہین ہے تو ہر معقول پسند
اسکو خلافت بلافصل ہی قرار دیگا پرنا معقول پسند جو جہل مرکب مین
گرفتار ہو اُسکی کہی نہین جاتی ۔
قال فی اسرار الہدیٰ بلکہ درصورت تسلیم چند آیۃ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی
چنانچہ اسی تفسیر مین ملا صاحب نے اُن آیات بنیات کو اسطرح تحریر فرمایا ہے۔
اول آیت رکوع ۵ پارہ ۱۷ سورۂ حج الذین ان مکناہم فی الارض الخ یعنی آنجماعت
بازوانان انانند کہ اگر جای دہم ایشانرا و تمکین اقتدار بخشیم ایشانرا در زمین و زمام
حکومت بکف کفایت ایشان وہم فی خلافۃ المہاجرین ۔ دوم آیت
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من
بعد خوفہم امنا الخ وعدہ داد خدای انانرا کہ گردیدہ اند از شما وکردند کارہای
شائستہ ہر آئینہ البتہ ایشانرا در زمین کفار از عرب وعجم خلیفہ گرداند ہمچنانکہ خلیفہ
گردانیدہ شدہ اند پیش از ایشان یعنی کہ زمین مصر وشام بدیشان داد
بعد از ہلاکت جبابرہ تا تصرف کردند دران چنانکہ تصرف ملوک در ممالک
خود ودراندک زمانی حق تعالی وعدہ مومنان وفا نمودہ جزائر عرب و دیار
کسری وبلاد روم بدایشان ارزانی نمود ہر آئینہ متمکن وساکن سازد و باقوت
گرداند برای مومنان صالح دین ایشانرا آن دینیکہ پسندیدہ وبرگزیدہ است

برای ایشان یعنی اسلام را بر ہمہ ادیان غالب گردانند و سر آنکہ بدل دہد ایشانرا از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی الخ فی خلاصۃ المنہج۔ سوم آیت ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون ترجمہ۔ پس باگردانیدیم شمارا ای گروہی کہ محمد بشما مبعوث شدہ خلیفہای گذشتگان وجانشینان درزمین از پس قرنی کہ ہلاک شدند تا ببینیم در محضور شہادت بعد از انکہ دانستہ ایم در غیب کہ شما چگونہ عمل خواہید کرد از خیر و شر تا باشما بمقتضای آن کردار جزا دہیم۔ انتہی فی خلاصۃ المنہج دیکھو اگر آیۃ یا ایہا الرسول بلغ کو خلافت بلا فصل جناب امیر پر قیاس کیا جاوے تو صریح تنسیخ آیۃ الذین ان مکناہم۔ وعد اللہ الذین۔ ثم جعلناکم خلائف فی الارض۔ وغیرہم کی ہوتی ہی بلکہ تمام کارخانہ ہی اسلام کا درہم برہم ہوا جاتا ہی بلکہ وعدہ خدا کا بھی معاذ اللہ خلاف سمجھا جاتا ہی اگر ان تینون آیتون کا بھی مصداق جناب امیر کو ہی ٹھہرایا جاوے تو یہ معنی بھی آپکی شان مین درست نہین آسکے کیونکہ تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ شریف مرتضی مجتہد شیعی المذہب مین یہہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی۔ یا آنکہ حضرت امیر شیعہ او ہمیشہ دین خودرا اخفاء فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کشیدہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر ماندند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوگیا کہ مصداق ان

آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا پھر بھی آپکی نسبت دعوی یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کا بڑے طمطراق سے ضرورہی کہا جائیگا اور شد و مد سے آپ کو مصداق کنتم خیر امة ۔ و رحماء بینھم کا ٹھرایا جاویگا پس بعقیدہ محبان مولی مشکل کشائے عالم آیۂ کریمہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی دو شق سے خالی نہین یا یہ کہ نعوذ باللہ خدا تعالی خلفاء ثلثہ سے اسد اللہ الغالب کے ڈرتا تھا یا یہ کہ جناب امیر بقول شیخ حی الجبان لایستحق الامامہ کی مستحق خلافت مطلق نہ تھے سوائے اسکے آیۃ موصوفہ کا اور مطلب نہین ہو سکتا۔

اقول بحول اللہ و قوتہ معلوم ہوتا ہی کہ منشی صاحب نے ناوانستگی سے ان آیات کو متعلق بخلافت نبوی یا متعلق بحکومت جو بعد نبی صلعم بخاتمت اور شوری وغیرہ سے قائم ہوئی نہین سمجھ لیا ہی حالانکہ شمس الضحی رد ازہار الہدی مین بحوالہ تفاسیر معتبرہ اہل سنن بخوبی اس امر کو ثابت کر دیا ہی کہ یہ آیات نہ خلافت نبوی سے متعلق ہین نہ خلفاء جور کی مدح اسنے پائی جاتی ہی بلکہ عوام مسلمانون کے حق مین ہین۔ دیکھو تفاسیر مواہب علیہ فارسی اور یہ جو منشی صاحب سے کیسینے کہدیا ہی کہ آیۂ بلغ سے ان سہ آیات کی تنسیخ ہوتی ہی یہ محض غلط ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ترجمہ قرآن مجید کو

نہین سمجھا آیات مذکورہ مین فقط تہدید اور نصیحت ہی عام مسلمانون کو جو
لوگ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور ہمیشہ کافر انکو ستایا کرتے تھے
انکا اذن جہاد دیا گیا اور اب وہ زمین کے مالک ہونگے تو انکو تقوی اور
پرہیزگاری لازم ہی اور اگر وہ لوگ زمین کے مالک ہوکر تکذیب پیغمبر خدا
کی کرین تو مثل قوم عاد وثمود کے سمجھے جائینگے یا جو کفران نعمت کریگا وہ
بہت بڑا فاسق سمجھا جائیگا یا یہ کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تمکین
فی الارض اسلیئے دی ہی کہ تمھارے دلون کے نفاق وشقاق جواب تک
پوشیدہ ہین ظاہر ہو جاوین۔ چنانچہ یہ سب باتین وقوع مین آچکین۔
امین سے کسی آیۃ کا یہ مطلب نہین کہ تمام مسلمان بے دینی سردار کے
مثل رمہ بے چوبان رہینگے اور برخلاف اسکے آیۃ بلغ مین نبی کیا اپنا نائب
مقرر کرنے کا حکم دیا جاتا معارض اور مخالف احکام آیات مذکورہ کا ہوتا۔
اگر مراد مولف ان آیات کے معنی سے یہ ہی کہ جنکو تمکین فی الارض دیگئی
وہ ہی برحق نائب پیغمبر خدا کے تھے۔ یہ خود انکے مفسرون کے قول
کے برخلاف اور نیز خود آیت مین تمام مومنین سے وعدہ ہے اس
حالت مین مومن فقط وہ لوگ قرار پائینگے جنکو یکے بعد دیگرے تسلط
ملک مین حاصل ہوا اور اس اعتبار پر معاویہ اور یزید ومروان وغیرہ سب
مومن اور اکابر صحابہ غیر مومن قرار پائینگے اور یہ امر بالاجماع باطل ہے۔
اب اگر مؤلف کو یہ آرزو ہو کہ ان آیات کے یہ معنی ہو جائینگے کہ جو جو لوگ
خلیفہ ہوے وہ مومن مخلص تھے اور انکی نسبت خدا نے پیشتر سے یہ

بات بتصریح کردی ہی کہ وہ ہمیشہ امر معروف اور نہی منکر کے عامل رہینگے یہ بھی صریحاً غلط اور بدیہیات کی مخالف ہی کیونکہ آیات میں بطریق اخبار وپیشین گوئی یہ ذکر نہیں ہی بلکہ حکم اور نصیحت ہی کہ تمکین اور تسلط کی حالت مین انکو ایسا کرنا چاہیے اور اگر ایسا نکرینگے اور نبی کی تکذیب کرینگے تو وہ مثل قوم عاد وثمود کے ہونگے اور وہی بڑے بھاری فاسق قرار پائینگے چنانچہ خلفائے جور کے حالات سب پر روشن ہین کہ کس کسطرح نبی کی تکذیب کی کیسی کیسی عدول حکمیون کے مرتکب ہوئے ملک پر تسلط پاکر کسطرح صلہ رحم کے مخالف عمل کئے اہلبیت پیغمبر پر کیا کیا ظلم وستم کئے۔ اب مؤلف صاحب یا تو فرمائین کہ فقط اصحاب ثلثہ مصداق ان آیات کی ہین اور دیگر مستسلطین اسمین داخل نہین ہین یا یہ تسلیم کرین کہ جن جن مسلمانون کو تمکین فی الارض اور تسلط بر مملکت حاصل ہوا ہی وہ سب ان آیات کے مصداق ہین پس صورت اول مین ارشاد فرمائین کہ حضرات خلفائے ثلثہ مین سے کون کون صاحب ہین جو مصداق آیۂ وان یکذبوک فقد کذبت الخ وآیۂ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون کے ہین کیونکہ آیات منقولہ نمبر ۲ کے آخری فقرات یہی ہین اور آیت نمبر ۳ کے مصداق کون صاحب ہین جنکی نسبت جناب باری یہ ارشاد فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تسلط ملک فقط آزمائش کے لئے دیا ہی تاکہ تمھارے عمل وہ باتین جنکو ہم مخفی طور سے جانتے ہین تم سے ظہور مین آجاوین تاکہ اوسکے مطابق تمکو جزا دیجاوے منشی صاحب خود ہی اپنے دل مین انصاف کرین کہ ان ہر سہ آیات مین

کونسی ایسی آیۃ ہی کہ جسکا مصداق پیغمبر خدا صلعم کا برحق جانشین ہو سکے۔ درحقیقت یہ آیات جمیع اہل اسلام کیلئے نازل ہوئی ہین مگر ہم منشی صاحب کی خاطر سے کہہ سکتے ہین کہ اپنی اپنی زمانون مین جن جن لوگونکو اپنا سردار بنایا ہی وہ سردار ضرور مصداق ان آیات کی ہونگے اسلیئے کہ جب عام مسلمان اسمین داخل ہین تو انکے سردار بدرجہ اولی داخل ہونگے مگر مسلمانونکا بنایا ہوا سردار نبی صلعم کا خلیفہ نہین ہو سکتا منشی صاحب جو فقط لفظ خلیفہ پر فریفتہ ہوے ہین ٹھیک نہین کیونکہ خلیفہ تو کئی طرح کے ہوتے ہین جیسے اُستاد معلم کا خلیفہ کشتی گیر پہلوان کا خلیفہ حجام خلیفہ لیکن یہ لوگ بسبب شرکت نام خلیفہ کے رسولخدا صلعم خلیفہ نہین ہو سکتے ہین نبی صلعم کا خلیفہ تو فقط وہ ہی ہوگا جسکو نبی صلعم نے اپنی زندگی مین اپنا جانشین مقرر کیا ہو خود اُسکو حکم دیا ہو کہ تو میرا خلیفہ ہی یا امت کو فہمائش کی ہو کہ فلان شخص میرا خلیفہ ہی یا وہ میرے بعد تمھارا سردار ہی یا اُسکو میرے مانند سمجھو یا میری بعد اُسکی پیروی اور اُسی سے تمسک کرنا۔ آیات مذکورہ بالا مین جو لفظ استخلاف مستعمل ہوا ہی وہ بمعنی خلیفہ رسول نہین ہی بلکہ خلیفہ بمعنی متسلط بجائے شخصے ہی مثلا پیشتر زمین پر کافر متسلط تھے اور خداتعالی نے اُنکا ملک چھین کر مسلمانونکو دیا تو مسلمان اُن کافرونکے خلیفہ ہوئے کیونکہ اُنکے جانشین ہوئے۔ اور عبارت تفسیر سے بھی جسکا حوالہ مولف نے دیا ہی ایسا ہی ظاہر ہی پس یہ امر کب ممکن ہی کہ جو آیات حالات خلفاء کافران وجباران نازل ہوئی ہون وہ اس آیت کے معارض سمجھی جاوین جو خلیفہ رسول کے حق مین نازل ہوئی ہو۔ البتہ ایک یہ بات ضرور ہی کہ مسلمانون نے آیۃ بلغ کے مخالف کرکے وعدہ ہائے مندرجہ آیات

مذکرہ بالا سے اپنے آپ کو محروم کر لیا اسمین کوئی شک نہ تھا کہ اگر مسلمان حکم خدا و رسول کا اتباع کر کے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ کو اپنا سردار بناتے تو روئے زمین پر حسب وعدہ الٰہی تمکین تمام حاصل ہو جاتی چونکہ وعدہ تمکین مشروط تھا اعمال حسنہ کے ساتھ اور مسلمانون نے رسولخدا کا انتقال ہوتے ہی تکذیب رسولخدا کی شروع کر دی اسلئے خدا نے بھی اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ وہ اعمال حسنہ جنکی مخالفت مسلمانون نے کی اور جسکی بابت رسولخدا کی تکذیب کے سوائے معاملہ خلافت حقہ کے اور کوئی نہین ہی اور ایسی بدیہی بات ہی کہ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اس بات کو ہر صاحب عقل تسلیم کریگا کہ بعد وفات رسول خدا صلعم مسلمانون کی ترقی کو روکنے والی شئے یہی مخالفت اور نزاع خلافت ہی اگر خلافت پر بحث اور نزاع نہ ہوتا تو اسلام کی ترقی کبھی بند ہونے والی نہ تھی۔ یہان ایک یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہی کہ ریاست اور امارت ایسی شئے ہی کہ کسی کا نفس دوسرے کے لئے قبول کرے اور خود اس سے کنارہ کش ہو جائے ہرگز نہین ہر شخص کو یہی خواہش ہوتی ہی کہ مین رئیس ہو جاؤن خدا و رسول نے اسکی بابت کوئی ایسا قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ جس سے مسلمانون کا یہ نزاع باہمی دور ہو۔ اسکے جواب مین مین بہت زور کی ساتھ کہہ سکتا ہون کہ خدا و رسول نے بہت ضروری سمجھکر اس قاعدہ کو مقرر کیا تھا اور اسی نزاع کے پیدا ہونے کی غرض سے تقرر امامت کو امت کے اختیار مین نہین رکھا تھا اور خدا تعالی نے رسول صلعم کو مومنین پر وہ

اقتدار سمجھتا تھا کہ اگر آپکی ساری امت مومن ہوگی تو کبھی نزاع کی نوبت نہ آتی
یعنی خدا تعالی کا یہ حکم تھا کہ مومن وہ ہیں کہ نبی صلعم کو اپنی نفس سے اولے تر
سمجھے پس اگر صحابہ آنحضرت صلعم کو اپنے نفسون سے اولی تر سمجھتے تو کبھی اُنکے
فرمان سے مخالفت نکرتے اور جیسا کہ رسول خدا نے مسلمانون کے روبرو غدیر خم
مین اسی اقتدار کو جتلا کر اپنا خلیفہ حضرت علی کو مقرر کردیا تھا اگر اس حکم کی پابندی
کرتے نہ تو کبھی مسلمانون مین نزاع ریاست برپا ہوتا نہ مسلمان جدی جدی فرقے
ہو جاتے۔ جن لوگون نے اول اس حکم مین رسول خدا صلعم کی مخالفت
کی ہی وہ لوگ اسلام کی بیخ اور جڑ سے اُکھیڑ دینے والے ہین مین سچ
کہتا ہون کہ اب جو کچھ اسلام کا نام دنیا مین باقی ہی یہ فقط اس حجت اللہ کے
صائب تدبیر کا نتیجہ ہی کہ جسنے اسوقت نہایت صبر اور تحمل سے کام لیا اگر
حضرت امیر المومنین اسوقت صبر نہ فرماتے تو معاندین اسلام کا کام تمام
کر چلے تھے۔ اجماع اور شورے وغیرہ جسنے نکالے ہین وہ ضرور باطن مین
دشمن اسلام تھا۔ اور فقط واسطے تخریب اسلام کے یہ تدابیر کی گئین تھین
کیونکہ ہر شخص جو کچھ بھی عقل تمدن رکھتا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ عرب کی لوگون کو
بلا کسی قانون واجب الاتباع کے سردار کے مقرر کرنے کا اختیار دیدینا
برابر اسی کے ہی کہ گویا ہر ایک کے ہاتھ مین تلوار دیکر حکم دیا جاوے کہ باہم
ایکدوسرے کو قتل کرو بعضے نادان لوگ اہلسنت جو یہ کہنے لگتے ہین کہ خلافت
کے بارے مین جو صاف تصفیہ پیغمبر خدا نے نہین کیا اُسکی یہی وجہ تھی
کہ آپنے یہ خیال فرمایا کہ جس سے سب لوگ راضی ہونگے اُسکو آپ سردار بنالینگے

یہ صریحاً رسول خدا پر تہمت ہے ہرگز رسول خدا صلعم ایسا نکرتے کیونکہ
یہ حرکت تو بالکل عقل اور حکمت کے خلاف ہے پیغمبر لوگ اعلیٰ درجہ کے
حکیم ہوتے ہین کوئی فعل اون کا حکمت کے خلاف نہین ہوتا یہ کب ممکن تھا
کہ آنحضرت صلعم روز بعثت سے تو ایسے تدابیر کرتے ہین غایت سعی اور
کوشش فرما رہے ہین کہ جس سے بعد آپکے خلاف اور نزاع پیدا نہو اور
خصوصاً دو سال پیشتر وفات سے بار بار امت کو حکم سنا دیا گیا کہ میرے
بعد میرا جانشین علی مرتضیٰ ہین اور آخر وقت مین ایسا حکم دین کہ جس سے
اسلام بھی مستاصل ہو جاوے - ابھی تک اس بات کو مین بڑی عقل ہست ثابت
کر رہا تھا کہ موجب خلاف و نزاع اختیار امت تھا اور نزاع کے دور
ہونے کی سبیل فقط یہ تھی کہ تقرر خلیفہ و امام منحصر حکم پر ہو کہ چار و ناچار
امت کو ماننا پڑے لیکن میری اس راے کی تائید مین جناب فاطمہ زہرا
صلواۃ اللہ علیہا کا ایک خطبہ ہے جسکو آپنے بعد وفات رسول صلعم
مسجد نبوی مین بیان فرمایا اور اوس مین تمام احکام اور فرایض نماز
روزہ حج زکواۃ وغیرہ کے وجوہ اور اسباب بیان فرمائے ہین اُس
مین ارشاد فرماتے ہین کہ ہماری امامت اور حکومت اسلیئے تم پر واجب
کی گئی کہ تمھارے درمیان نزاع اور مخالفت نہ پڑے -
ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اگر امت محمدی بعد وفات
رسول خدا صلعم اپنی اعتراض نزاع کو علیحدہ کرکے بپابندی حکم
رسول خدا صلعم حضرت علی کو اپنا سردار بناتے اور غیر مستحق لوگونکو

درمیان مین نہ گہسنے دیتے تو ضرور ہے کہ جو جو صدمات اور
سوانح عظیمہ اوایل اسلام سے ہی اسلام پر پڑے وہ ہرگز واقع
نہوتے اور جو جو اختلافات اور نزاعات اور ایک دوسرے کے
بغض وعداوت دلون مین جاگزین ہوئی جس سے مسلمان فرقے فرقے
ہوکر ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوگئے یہ ہرگز نہوتا۔
اور چونکہ یہی اسباب اسلام کے روزافزون اور موعودہ ترقی کے
روکنے والے تھے جب یہ واقع نہوتے تو ضرور اسلام شرق سے
غرب تک پہیل جاتا اور خدا کی ذات مین شریک کرنے والا پردہ دنیا
پر نظر نہ پڑتا۔ اور یہ امر فقط اہل بیت رسالت کی سرداری اور خلافت
پر منحصر تھا چنانچہ سبکو معلوم ہے کہ یہ گیا ہوا وقت اور بگڑی بات
پہر بہی اہلبیت پیغمبر کے خلیفہ سے ہی ہاتھ آسکے۔ نزاع وخلاف
مذہبی اہل اسلام کا دور ہونا اور روی زمین سے کفر وشرک کا دفع
ہونا بغیر ظہور حضرت صاحب الامر کے ممکن نہین۔ پس ظاہر ہے
وعدہ ہاے مندرجہ آیات مشروط باطاعت اوسی شخص کے تھے
جنکے لیئے آیتہ بلغ نازل ہوی مگر مسلمانون نے اوس شرط کے بجا
آوری مین غفلت کی مگر آیندہ پہر جب کبہی مسلمان لوگ اوس شرط کا
ایفا کرینگے تو ضرور وعدہ الہی پورا ہوگا اور روی زمین پر سوائے مذہب
حقہ کے کسیے مذہب باطل کا وجود نہ رہیگا اور ظاہر ہی کہ وہ زمانہ
حضرت قائم آل محمد کا ہوگا صلواۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین گویا زمانہ حضرت امام

آخر الزمان مین تسلط اسلام کا بجز اُسی نقصان کے ہر چہ زمانہ امام اول علیہ السلام
امت خود غرض کے ہاتھ سے واقع ہوا پس اس اعتبار پر ہر سہ آیات محولہ موید ایۃ بلغ
کے ہین **واما قولہ** ۔ مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل
خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روی زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ میں امن
کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا ۔
اقول ۔ مفتی صاحب نے یہ ارقام فرمایا کہ وہ کون لوگ ہین جنھون نے
کفار و اشرار سے روئے زمین کو پاک کیا ہم بھی یہ ہی کہتے ہین کہ بیشک
ان آیات کے ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہین نہ کہ اصحاب ثلثہ اور بحث اس موقعہ پر
فقط اصحاب ثلثہ سے ہی جنھون نے اپنی زندگی بھر مین کبھی ایک کافر کو بھی
نہین مارا نہ کسی سے میدان داری کی نہ کبھی خدا کی راہ مین آپ زخم سوزن
تک کھایا معارک جنگ مین سب سے پہلے فرار ہو جاتے خود تو ڈرپوک تھے
ہی اورون کو بھی بیدل کرتے جنگ احد پر میدان کارزار سے تینون صاحب
فرار ہوکر غار مین جا چھپے خلیفہ سیوم تو رسولخداؐ سے منھ موڑکر دشمنون مین جا ملے
تیسرے روز جب یہ تحقیق ہو گیا کہ آنحضرت صلعم زندہ ہین تب آپ اپنے
عم بزرگوار ابو سفیان کے لشکر سے جدا ہوکر مدینہ مین آئے شیخین احد سے
بھاگ کر کسی غار مین چھپے بعضے کہتے ہین کہ ابن ابی منافق کے پاس جاکر
ملتجی ہوئے کہ ابو سفیان سے ہماری سفارش کر کے قصور معاف کرا دے
جنگ خیبر مین ایک ہی شریر حارث نام نے تین روز تک متواتر شیخین کے چھکے
چھڑا دیے اور ہر روز باوجود علمدار لشکر ہونے کے مفرور ہو گئے ۔ جنگ

خندق مین عمر ابن عبدود نے شیخین کے چہرون کے رنگ اڑا دیے مرحب خیبری کے خوف سے رات کو سوتے مین چونک پڑتے تھے جنگ حنین مین ایسے بھاگے کہ باوجود اس سخت طعنہ کے کہ یا اصحاب السمرہ کہان بھاگے جاتے ہو لوٹ کر تشریف نہ لائے ہمنے تو آجتک کسی تاریخ یا سیر کی کتاب مین یہ بات نہین دیکھی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کبھی کسی نے ایک ادنی کافر کو بھی قتل کیا ہو رہا امن وامان اسکی یہ صورت ہی کہ بدترین خلائق بیشک بڑے عیش وعشرت مین بسر کرتے تھے جیسے حکم مروان ابوسفیان وغیرہ اور بہترین خلائق یعنی اہلبیت پیغمبر خدا جو جو مصائب اور خوف وخطر رہا وہ پوشیدہ نہین۔ حضرت شیر خدا علی مرتضے قبر نبی سے لپٹ کر کسکے تظلم کی فریاد کرتے تھے کہ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادو یقتلوننی۔ اور جناب فاطمہ زہرا کس ظلم کی داد خواہی مین یہ استغاثہ کرتی تھین کہ یا رسول اللہ تمھارے بعد ہم کیا کیا مصیبتین ابن ابوقحافہ اور ابن خطاب کے ہاتھ سے اٹھا رہے ہین۔ مفصل تذکرہ اسکا ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست مین لکھا ہی اور طبری نے بھی جلد ثالث کتاب تاریخ الانبیا مین اسکو نقل کیا ہی۔ علاوہ اہلبیت پیغمبر کے اصحاب اخیار حضرت احمد مختار پر کیا گذری ابوذر غفاری سا بزرگ صحابی شہر بدر کیا جاوے عمار بن یاسر عبداللہ ابن مسعود کا ہتک حرمت کیا جاوے اور مروان اور حکم طرید رسول کو جلاوطنی سے بلا کر ایک لاکھ دینار انعام اور خراج مملکت فارس عطا کیا جاوے اصحاب اہل تقوی ذلیل وخوار کئے جاوین اور معاویہ ویزید ابوسفیان امراء مملکت شام بنائے جاوین۔ رسول خدا کی روح بھی ان افعال سے کیا خوش ہوئی ہوگی

بعد زمانۂ اصحاب ثلثہ کے جو لوگ خلیفہ اور متسلط فی الارض ہوئے ہین معاویہ
لیکر بنی عباس کے آخری خلیفہ تک کسی کا حال پوشیدہ نہین انکے افعال سے
نبی صلعم کی قبر تو کیا غالبا عرش الٰہی بھی کانپ گیا ہو حدود الٰہی کو توڑ ڈالا اہلبیت
رسالت کو قتل کیا حرم الٰہی کو آگ لگائی کعبہ کو گرایا حرم رسالت پناہ مین گھوڑے
باندھے بلد امین مین قتل عام کیا مسلمانان مدینہ کی زنان محصنہ سے اسد رحمہ جبراً
زنا کیا کہ کئی ہزار بچے زنا سے پیدا ہوئے۔ کسی خلیفہ نے جنگ بدر کا عوض
لینے کیلئے حضرت حمزہ کی قبر کھود ڈالی کسی نے اپنے بڑوں کا عوض لینے کے لئے اہلبیت
رسالت کو قتل کر ڈالا۔ اگر ان خلفاء متسلطین فی الارض کے حالات سنکر
اب بھی انکے تابعین کو شرم اور غیرت نہ آوے اور پھر بھی بڑے طمطراق سے
انکی نسبت ان آیات کے مصداق ہونیکا دعویٰ کرین اور جو آیات اخیار
صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین ہٹ دھرمی سے انھون کی نسبت
منسوب کرین تو بلا شبہ طریقۂ شرم وحیا کی منافی ہے۔ اور مولف صاحب کا
یہ مقولہ (نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا)
طنز ہے جناب علی مرتضیٰ اور امام حسین علیہما السلام پر۔ مؤلف کے نزدیک
ان دونون حضرت نے خلافت کی طمع سے فتنہ وفساد برپا کیا۔ ناظرین
با انصاف کو یہی گمان نہین کرنا چاہیے کہ یہ عقیدہ فقط مؤلف صاحب کا
ہی ہے بلکہ ثابت ہو گیا کہ اس زمانہ کے اکابر اہلسنت کا نسبت حضرت امیر علیہ السلام
و امام حسین علیہما السلام کے یہی عقیدہ ہے کیونکہ مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈھی
نے اس رسالہ پر تقریظ لکھی ہے اور اسمین منشی جوہر علی صاحب کے ان تحریرات کی

نہایت درجہ مدح اور ثنا لکھی ہی غرضکہ یہ عقیدہ کسیکا ہو فقط احلام شیطانی ہی۔
نزدیک تر گذارش کیا جاتا ہی کہ طمع اسکو کہتے ہین کہ کسی دوسرے کے حق یا ملک کی لینے
کی خواہش کرے اور خود اسکا مستحق نہو جیسے شیخین اور خلیفہ ثالث اور معاویہ اور
یزید وغیرہ ان لوگون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ انھون نے باوجود عدم استحقاق
خود خلافت کی طمع کی اور جن لوگون کا خلافت حق تھا اگر انھون نے اُسکے
استرداد یا حصول مین کوشش بھی کی ہو تو وہ طمع نہین کہلاتی منشی صاحب اسکی
مثال تو بہت صاف ہی مثلاً کوئی شخص آپکا گھر یا اسباب چھین لے اور آپ
اُسیر نالشی ہون تو کیا آپکو ہی اُلٹا طامع اور لالچی کہا جائیگا۔ ہر شخص جو کچھ
بھی عقل رکھتا ہی اُس شخص کو طامع کہیگا جسنے آپکا گھر بلا کسی استحقاق کے چھین
لیا ہی پھر آپ ایسی اُلٹی بات کسوجہ سے بیان فرمایا ہے ہین یہ تو کتب اہل سنت
مین آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا اور رسول نے بوقت قصہ تبلیغ سورۂ برات
اس امر کو صاف کر دیا تھا کہ حضرت ابو بکر اور نیز جملہ اغیار قابلیت خلافت
پیغمبر خدا صلعم کے نہین رکھتے ہین فقط حضرت علی خلافت پیغمبر خدا کا استحقاق
رکھتے ہین اور خود حضرت ابو بکر کا متعلقہ خلافت سے تخلّم وحی الٰہی ممنوع
کی گئی۔ کبھی پیغمبر خدا آپ نے اُنکو اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ نہین کیا کبھی بان سے
نہین فرمایا اور خاص اُنکے روبرو دس بیس مرتبہ حضرت علی کی نسبت اپنا خلیفہ
اور نائب ہونا زبان مبارک سے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ خود آپ ہی ان احادیث
کو تسلیم کر چکے ہین پھر نا لوئے خجالت سے ذرا سر اونچا کر کے تو فرمائیے کہ
حضرت ابو بکر کا بلا کسی استحقاق کے اور باوجود ممنوع ہونے کے سر خلافت

پر پہنچ جانا داخل طمع ہو یا اس شخص کا طالب دعویدار خلافت ہونا داخل طمع ہی کہ جسکی نسبت مخبر صادق خود حضرت ابو بکر سے فرماتے ہین کہ بعد روانگی تمھارے جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ وحی لائے کہ یہ کام رسالت کا ہی اسکو تم خود انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضی انجام دیسکتے ہین - اور نیز تبوک جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ سفر کیا اور فرمایا انت منی بمنزلہ ہارون من موسی اور بریدہ وغیرہ کی شکایت کرنے پر سب کے روبرو اُنسے فرمایا کہ میرے بعد علی تمھارا حاکم اور والی ہی اور لفظ امام اور سید اور امیر ہمیشہ حضرت علی کو اپنی زبان سے فرماتے - دس بارہ مرتبہ جلسہ عام کر کے اظہار خلافت حضرت علی کا کیا کہ انوار الہدی مین بتشریح تمام مندرج کیا ہی حجۃ الوداع مین بروز عرفہ عام امت کو حکم دیدیا کہ میرے بعد اہلبیت تمھارے پیشوا ہین تمکو فقط انسے اور قرآن سے تمسک کرنا چاہیے بعد اسکے غدیر خم پر بڑا اجلاس اور مجمع کر کے امیر المومنین کو خلافت پر نصب کر دیا - اُسکے بعد مدینہ مین تشریف لا کر حالت بیماری مین جن جن لوگون کی طرف سے گمان فساد اور فتنہ پردازی کا برخلاف حضرت امیر المومنین کے تھا انکو بماتحتی اسامہ بن زید روم کیطرف جانیکا حکم دیدیا اور وفات سے چند ساعت پیشتر سب لوگ کوچ پر تیار ہوگئے حضرت ابوبکر و حضرت عمر باوجودیکہ اُنھون نے بہت کچھ واویلا کیا مگر دفتر ماتحتان اسامہ سے انکا نام خارج نفرمایا اور قرب وفات سید عالم صلعم نے ملبوس خاص اور اسب و شتر و اسلحات و دیگر اشیاء مخصوصہ و انگشتر خاتم حضرت علی مرتضی کو عطا فرما کر اور وصایائے معمول پیغمبران سے مشرف و ممتاز کر کے اپنا خلیفہ اور وصی بنایا - منشی صاحب اگر آپ کے مزاج مین کچھ بھی انصاف ہی تو ذرا اس بات پر غور

فرمایئے کہ ان باتون مین سے جو بندہ نے اوپر گذارش کی ہی کہین سے ایک بھی
حضرت ابوبکر یا کسی دوسرے صحابی کو کبھی عمر بھر حاصل ہوئی ہی بھلا خلافت
ایسی شئی ہو کہ کسکو بالا بالا مالک کی بلا مرضی حاصل ہو جاوے ادنی ادنے
درویش بھی جب اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین تو جبہ و دستار یا خرقہ تو ضرور ہی دیتے ہین
آپ اور تو سب باتون کو جانے دیجیئے اسی کی تحقیقات کیجئے کہ انتقال سے پیشتر
حضرت رسول خدا نے جب اپنا عمامہ وجبہ وردا واسلحہ واسپ وغیرہ حضرت
علی کو عطا فرمائے تو حضرت ابوبکر کو بھی ان تبرکات مین سے کچھ دیا اور ان روز پیشتر سے
گھر مین گھسنے دیا یا نہین اور خطاب آخری جو مروی صحیح بخاری ہو مواخی ابوبکر
حضرت شرف خدمت حضرت رسالت سے تا وقت وفات مشرف ہوئے یا نہو
اور مولف کا یہ قول کہ آیہ بلغ کے معنی دو شق سے خالی نہین کہ یا تو خدا تعالی
بھی اصحاب ثلثہ سے مثل حضرت امیر کے ڈرتا تھا۔ یا حضرت امیر جبان تھے
اور اس وجہ سے وہ قابل امامت نتھے بالکل مجنونون کے بڑ ہے۔ مولف صاحب کو
استدلال کرنا آتا ہی نہ الزام دینا۔ کوئی پوچھے کہ جب تمنے معنی آیت مین دو شق
قرار دین پھر ایک ہی شق لکھکر کیون تمام شق ہو گئے اور نصف نتیجہ شق اول کو
کس طرح شق ثانی قرار دیا۔ شق اول مین جب تم حضرت امیر اور خدا تعالی
کو مساوی درجہ کے ڈرنے والے قرار دیچکے تو نتیجہ مین آپ کی جبانت کو کیون
ترک کر دیا صاف لکھا ہوتا کہ خدا تعالی بھی بوجہ جبانت مستحق خدائی نہ رہا اور جبکہ
شق اول مین حضرت امیر کو ڈرپوک قرار دیچکے اور شق ثانی مین بھی اسیکا اعادہ کیا پھر
جدا شق کس طرح ہوئی یہ تو رجعت قہقری یعنی الٹے پاؤن کرکے چلنا ہی اور حضرت منشی

صاحب یہ کونسا قاعدہ استدلال کا ہی کہ آپنے جناب امیر کی نسبت تو الزام جبانت
لگاکر غیر مستحق امامت قرار دیا اور خدا تعالی کی نسبت بھی وہ الزام جبانت کا لگایا
اور اسکو خدائی کا غیر مستحق نہ لکھا کیا امامت خدائی سے بڑی ہی کہ مرد جبان خدائی
خدائی تو کر سکے اور امامت نہ کر سکے۔ علاوہ اسکے مضمون آیت سے خدا تعالی
یا علی مرتضی کی جبانت ثابت نہین ہوتی پھر آپنے کسطرح خلاف مراد آیت
خدا تعالی کو جبان قرار دیا خدا تعالی تو اپنے رسول سے یون فرماتا ہی کہ ہمارے
پیغام کو پہونچا دے اور مردم اشرار کا خوف نکر ہم تجکو اُنکے شر و فساد سے بچا وینگے یہ
کلمات تو بہادری کے ہین پھر تمنے کسطرح خدا تعالی پر الزام ڈرپوک ہونیکا لگایا۔
کیا آپکو ہنود کی صحبت زیادہ رہی ہی وہ لوگ البتہ ایسے مقولہ کہہ دیتے ہین جیسے
بڑے پن میشر سے یعنی بچہ اور حرامزادہ سے پرمیشر بھی ڈرتا ہی۔ سوائے اسکے
لغو ہونا آپکے استدلال کا اسی سے ظاہر ہی کہ حجت بے محل ہی جہان یہ الزام
عاید نہین ہوسکتا تھا وہان تو آپنے الزام عاید کیا اور جہان اُسکا محل تھا اُسکو
بھول گئے دیکھیے اگر کوئی شقی ازلی براہ شقاوت آیۂ بلغ سے کسی پر الزام ڈرپوک
ہونیکا لگادے تو وہ بے ایمان ملعون رسولخدا صلعم پر اس الزام کو اسوجہ سے
لگائے کہ آپنے بخوف بعض اشرار است پیغام الٰہی کو ظاہر نہین فرمایا تھا خدا تعالی
نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تجکو آدمیون کے شر سے بچا ئینگے اُسوقت آپنے
اُس حکم کی تعمیل کی۔ خدا تعالی کی تو صاف بہادری اور شجاعت ظاہر ہورہی
ہی اور کسی لفظ یا کلمہ سے خدا تعالی یا علی مرتضی کی جبانت پائی نہین جاتی
پھر فرمائیے تو کیا خدا تعالی اور علی مرتضی ہی آپکے دشمن ہین کہ کہین اُنکی جبانت کا

ذکر ہی اور نہ مذکور ہی اور آپ زبردستی اُنکو جبان قرار دیتے ہین ۔ رسولخدا صلعم کو اس زمرہ سے خواہ آپ سہوًا چھوڑ گئے ہین یا اُنکی کچھ رعایت مرکوز خاطر ہوئی ہی مگر استدلال آپکا نامعقول ہوگیا اور ایمان بھی سلامت نہ رہا یعنی جب خدا تعالیٰ آپکے نزدیک قابل خدائی نہ رہا تو حضرت کی رسالت کب باقی رہی ۔ معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب جبانت اور شجاعت کی تعریف سے بھی آگاہ نہین ہین اور احتیاط اور بددلی کے فرق سے بھی مطلع نہین ہین ۔ رسول خدا صلعم نے جو تبلیغ حکم امامت علی مرتضیٰ کو برائے چندے حیز التوا مین ڈالا محض بنظر احتیاط تھا ۔ اور احتیاط ایک خصلت شریف ترین خصائل سے ہی اور شجاعت کے تحت مین ایسے ہی داخل ہی جیسے بزدلی تحت جبانت ہی جناب رسول خدا صلعم اور حضرت علی مرتضیٰ کا اغماض کرنا طرح دیجانا ہمیشہ بنظر احتیاط ہوتا تھا ۔ ہان البتہ غار کے اندر رونا احد کے میدان سے بھاگ جانا خیبر ہین حنین مین فرار ہونا داخل جبانت ہین اور اسی کی بابت یہ مقولہ ہی الجبان لایستحق الامامت ۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ حدیث قال رسول اللہ صلعم یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ۔ ترجمہ ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ای آدمیون تحقیق مین تمھارے درمیان دو چیزین جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قرآن ہے اور دوسرے عترت میری اگر تم ان دونون سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے بعد میرے ۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب کچھ مفصلاً ارشاد نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے خصوص میں آپنے کیون اس حدیث کو تحریر فرمایا۔ہان پہلے تو یہ فرمایئے کہ آپکے نزدیک حضرت ابوبکر بھی زمرۂ ناس مین داخل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو پھر کس مین داخل ہین اور اگر ہین تو فرمایئے کہ انھون نے تمسک عترت پیغمبر خدا کیا یا نہین اگر تمسک کیا ہی تو وہ خلیفہ اور امام کس طرح رہے خلیفہ اور امام تو وہ ہوئے کہ جنکو رسول خدا اپنے واسطے تمسک امت کے اپنے بعد چھوڑ ا اور خاص یہی خلیفے یہی ہین جنہیں پیچھے چھوڑا ہوا اسی حدیث سے قطعاً خلافت حضرت ابوبکر کی باطل ہو گی۔ اور اگر حضرت ابوبکر نے آپکے نزدیک عترت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو بشہادت اسی حدیث کے آپکو قبول کرنا پڑا کہ وہ گمراہ ہوگئے۔ دیکھئے یہ معجزہ اہلبیت پیغمبری کہ دشمن کی زبان پر بھی حق جاری ہو جاتا ہی کتب مخالفین مین جو مناقب اور فضائل اہلبیت پائے جاتی ہین اور اسکی یہی وجہ ہی

قال صاحب اسرار الہدیٰ۔اس حدیث صحیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیغمبر خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ اور اپنی عترت کے فرمایا پس جو کوئی بدنصیب ان دونون جلیل القدر چیزونکا مخالف ہوگا وہ بالیقین مخالف خدا اور رسول سمجھا جائیگا۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب جبکہ مقدمات دینی اور احکام شرعی مین تو تمسک عترت پیغمبر کا واجب ہوا پھر حضرات خلفائے ثلثہ کس کام پر متعلق رہے اسکی بابت مفصل ارشاد ہو اور بعد اسکے یہ فرمایئے کہ جن لوگون نے یا جن بدنصیب

لوگون نے اہلبیت پیغمبر کو ترک کرکے اپنے آپکو دینی پیشوا ظاہر کیا یا جنہون نے کہ اہلبیت کی اطاعت و پیروی کرین اُنسے اپنی اطاعت اور پیروی کرائی یا جنھون نے عترت کے جمع کئے ہوئے قرآن کو قبول نہ کیا یا جنھون نے تقلید عترت کو ترک کرکے اجماع اور پنچایت سے مسائل شرعی جاری کئے یا جنھون نے ترک عترت غیر لوگون مثل ابو موسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کو اپنے مفتی مقرر کئے وہ خدا اور رسول کے مخالف ہوگئے یا نہین اور آپ اُن لوگون کو کیسا سمجھتے ہین۔

قال صاحب اسرار الهدیٰ اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ فریقین یعنے اہل سنت و اہل تشیع مین سے کونسا فرقہ ناجیہ متمسک کتاب اللہ و عترت رسول اللہ کا ہے اور کون ان دونون مستحکم حبل متین کو اپنی دین سمجھتا ہے اس لئے کتب فریقین کو بلا تعصب ملاحظہ کرنا ضروری سمجھا گیا چنانچہ کتب اصول و فروع اہل سنت مین کوئی روایت قوی یا ضعیف ایسی نہ دیکھی گئی کہ جسمین اہانت کتاب اللہ یا عترت رسول اللہ کی صراحتاً یا کنایتاً پائی جاوے اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ اہل سنت متمسک حدیث ثقلین کا ہے۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم امر تحقیق طلب مین منشی صاحب نے بہت دھوکہ کھایا یہ فرقات اہل سنت و اہل تشیع کی بابت پیشتر ہی تحقیقات کرنا کیا ضرور ہے پہلے اُن لوگون کی نسبت تحقیقات کرنا چاہئے کہ جنھون نے بموجب ہوکہ رسول صلعم نے یہ حکم دیا تھا اور جن کے زمانہ مین وہ عترت پیغمبر تھا

موجود تھے جنکو رسول خدا نے اپنے بعد دنیا مین چھوڑا تھا اور جنکی پیروی اور تمسک
کی بابت پیغمبر خدا صلعم نے اپنے اصحابون کو حکم دیا تھا انکے بعد تابعین اور تبع
تابعین ائمہ اہل جماعت بانیان مذہب اہل سنن کی نسبت تحقیقات فرمائی
جب اس سے فارغ ہو جاوین اُس وقت عوام اہل سنت واہل تشیع
کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کیونکہ اول اصل کی تحقیقات ضروری ہی
اگر اصل ہی مخالف خدا ورسول ثابت ہوگئی تو فرع کا تمسک بھی
اگر ثابت ہو جاوے تو کیا فائدہ ہے۔
اس تحقیقات کی تکمیل کے لئے اول تو قرار دینا اس بات کا ضروری ہی کہ آنحضرت
صلعم نے جو اس حدیث مین لفظ عترت فرمایا ہی اُسنے مراد علی التعیین کون
کون شخص ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون کو مخاطب کر کے رسول خدا نے
یہ حکم دیا تھا وہ کون لوگ ہین اور کوئی مسلمان اُس سے مستثنی ہوسکتا ہی یا نہیں
پھر یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ تمسک کے کیا معنی ہین اور اُس سے رسول خدا نے
کیا مراد لی ہی آیا فقط بحسب مزعوم منشی صاحب عدم توہین کو ہی تمسک کہتے
ہین یا تمسک کوئی اور شی ہی جب یہ ہرسہ امور قرار پاجاوین اسوقت کتب
فریقین سے دیکھا جاوے کہ کون فرقہ متمسک باہلبیت پیغمبر ہی اور کون فرقہ
عیزدن کا متمسک اور عترت کا مخالف ہی اس لئے واجب ہوا کہ ہم اول ان
ہرسہ امور کی تنقیح کرین اُسکے بعد فیصلہ قطعی دین۔

اول یہ کہ مراد عترت پیغمبر سے کون لوگ ہین

تحقیقات اس امر کی کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم کون شخص ہین بہت

آسان ہی اگرچہ اکثر معاندین خاندان رسالت نے بوجہ بغض و عداوت کہ اُسکے دلون مین حضرت علی مرتضیٰ اور حسنین علیہما السلام کی طرف سے جاگزین ہے بہت غیر لوگون کو داخل اہلبیت کرکے ان چارتن کے شامل کیا ہی لیکن کوئی ثبوت کامل اُنکو آجتک ہاتھ نہین لگا یہانتک کہ بعضون نے نہایت تعصب اور عداوت سے حضرت کے دیگر چچاؤن اور پھپیون کی اولاد کو بھی اہلبیتؑ اور عترت مین معدود کیا۔ مگر ہم یہ کہتے ہین کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم فقط وہ لوگ ہین کہ جنکی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے یہ لفظ فرمایا ہو کہ وہ میری عترت اور اہلبیت ہین بلکہ محدود کر دیا ہو کہ یہی میری عترت ہین اور جنکی نسبت کبھی زبان مبارک سے لفظ عترت یا اہلبیت نہین فرمایا ہی خواہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو ہم داخل عترت نہین کرسکتے حتی کہ ابولہب گو آپکا چچا ہے بگر ہم شامل عترت نہین کرسکتے اب ہمکو فقط یہ بات دریافت کرنی چاہیے کہ آنحضرت صلعم نے بھی کبھی اظہار اس امر کا کیا ہی کہ فلان فلان شخص میرے عترت ہین چنانچہ صحاح اہل سنت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ صدہا مقامات پر رسول صلعم نے امت پر اظہار اس امر کا کیا ہی کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام میری عترت اور اہلبیت ہین اور سوائے انکے کبھی کسی اور شخص کے لئے اظہار عترت و اہلبیت ہونیکا نہین فرمایا حتی کہ دیگر بنات و ازواج کے لئے کبھی جگہ یہ لفظ نہین فرمایا چنانچہ بطور نمونہ چند روایات صحاح ستہ درج کیجاتی ہین اخرج المسلم عن عایشہ قالت خرج النبی صلعم غداۃ و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین

فادخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الخ۔

واخرج النسائی فی الخصائص عن ابن عباس رضی رسول الله صلعم الحسن والحسین وعلیا وفاطمة فی علیهم ثوبا فقال هؤلاء اهلبیتی وخاصتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا یعنی مسلم نے تو عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک روز صبح کو جناب سرور کائنات ایک سیاہ کلیم اوڑھے ہوئے گھر سے باہر نکلے کہ حسن بن علی آئے اور آپنے انکو کلیم میں لیلیا پھر حسین آئے انکو بھی کلیم میں لیلیا پھر فاطمہ اور علی آئے انکو بھی کلیم میں داخل کیا اور آیۂ تطہیر قرات فرمائی کہ خداوند تعالی چاہتا ہی کہ ای اہلبیت رسالت تمسے رجس کو دور کرے اور تمکو ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہی۔ اور امام نسائی اپنی کتاب خصائص میں حضرت ابن عباس سے جو آنحضرت کے چچازاد بھائی ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ بولایا آنحضرت صلعم نے حسن اور حسین اور فاطمہ علیہم السلام کو اور انپر توپ اڑھا دیا اور فرمایا کہ مخصوص یہ ہی اہلبیت میرے ہیں بار خدایا دور کر انسے رجس اور پاک کر انکو جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہی۔ اور حضرت ام سلمہ زوجۂ رسول خدا صلعم نے اس سے بھی زیادہ مفصل روایت کی ہی جس سے ثابت ہوا کہ ازواج آنحضرت اس شرف میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ امام واحدی نے اسباب نزول میں روایت حضرت ام سلمہ کو لکھا ہی [illegible] [illegible] [illegible] اہلبیت اور حضرت پیغمبر خدا صلعم کے [illegible] [illegible] جیسا کہ [illegible]

مین سعد بن وقاص سے مروی ہے۔ لما نزلت ھذہ الآیة قل تعالوا ندع ابنائنا دعا رسول اللہ صلعم علی و فاطمة والحسن والحسین فقال اللھم ھؤلاء اھلبیتی ۔ یعنی بوقت نزول آیۂ مباہلہ کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو بلایا اور یہ فرمایا کہ بارخدایا یہی میرے اہلبیت ہین۔ ایک روایت مین حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ بحالت جنابت مسجد مین جانا سب پر حرام ہی مگر محمد و اہلبیت محمد پر کہ وہ علی و فاطمہ و حسنین ہین۔ وعن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما نزل قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال صلعم علی و فاطمہ و ابناھما۔ یعنی وہ یہی چارتن ہین جنکی مودت مسلمانون پر فرض ہے۔ غرض کہانتک شمار کیا جاوے ہزارہا روایات کتب اہلسنت مین اس قسم کی موجود ہین کہ جنمین لفظ عترت اور اہلبیت ذوی القربی فقط ان چارتن پاک مین محدود کیا گیا ہے۔ اگر کسیکو اسکے خلاف دعوی ہو تو اپنے ہی کتب سے سوائے ان چارتن کے دیگر اعمال و بنی اعمام و بنات و ازواج کی نسبت ایسا ہی فرمان نبوی تلاش کرکے پیش کرے جسمین اُنکی نسبت یہ لفظ ہو کہ یہی میری عترت ہین یا یہی میرے اہلبیت ہین یا انکو بحالت جنابت مسجد مین جانا حلال ہے یہی رجس سے پاک ہین۔

دوم حدیث ثقلین مین مخاطب کون ہین۔ عبارت حدیث مین

خطاب کل آدمیون سے ہی جسمین تمام مسلمان اور حاضرین وقت داخل
ہین اور جو اس حدیث مین مثل دیگر احادیث کے خطاب فقط مومنین سے
نہین ہی بلکہ ہر مومنین و مسلم و منافق و کافر اہل ذمہ لفظ ناس مین شامل کیئے
گئے ہین اسکی مراد یہی ہی کہ کوئی شخص اس خطاب سے مستثنی نہین ہوسکتا
البتہ وہ لوگ جو آدمیت سے خارج ہین وہ اس خطاب سے مستثنی ہوسکتے
ہین پس خلفاء ثلثہ اور جمیع صحابہ و مسلمانان قدیم وجدید اس حدیث
مین مخاطب ہین اور ان سبکو ثقلین سے تمسک کرنا واجب و لازم
ہی۔ جو کوئی متمسک بہ ثقلین نہین ہوا وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہوا۔
سوم تمسک سے کیا مراد ہی۔ اگرچہ مراد تمسک وہ ہی ہی جسکا کچھ
اشارہ حدیث کے ترجمہ کے بعد مولف صاحب نے لکھا کہ پیغمبر خدا نے
مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ
اور اپنی عزت کی کیا لیکن بعد اسکے وہ تمسک کے معنی سے بالکل
گذر گئے اور جب انھون نے ذکر کتب اہل سنت کا کیا تمسک کو چھوڑ کر
توہین و عدم توہین مین جا گھسے اور فقط عدم توہین کو تمسک سمجھ لیا حالانکہ
عدم توہین کو تمسک نہین کہتے اس اعتبار پر کہ ہنود کے شاستر مین بھی
توہین اہلبیت پیغمبر نہین مثل حضرات اہل سنت وہ بھی کیا متمسک
اہلبیت پیغمبر سمجھے جاینگے ہم منشی صاحب پر یہ الزام قائم نہین کرسکتے
کہ وہ تمسک کے معنی نہین سمجھے کیونکہ جبتک اہل سنت کے کتب کا ذکر
نہین ہوا تھا اسوقت تک وہ تمسک کے معنی جانتے تھے مگر جب جنت

کے کتب سے تمسک ثابت کرنیکا وقت آیا تب مجبوراً انکو اصل معنی تمسک کے چھپانی پڑے اور یہ لکھنا پڑا کہ دیکھو ہماری کتب مین توہین قرآن و اہلبیت کی نہین ہی اسلیئے ہم تمسک بہ ثقلین قرار پائینگے۔ مگر ہم صاف ثابت کرینگے کہ ثقلین کی توہین خاص اصول مذہب اہل تسنن ہی اور اُنکے پیشواؤن نے ثقلین کی توہین کی ہی اور اُنکے کتب مین صاف توہین ثقلین موجود ہی مگر یہ موقعہ صرف تمسک کی بحث کا ہی کہ درحقیقت تمسک کسکو کہتے ہین اور اُس سے مراد کیا ہی۔ واضح ہو کہ تمسک ثقلین سے مراد رسول خدا صلعم کی یہ ہی کہ جبتک مین تمھارے درمیان تھا تو تمھاری مصالح امور دینی دنیوی مین بموجب احکام الٰہی و حسب رائے و اجتہاد خود حکم کرتا تھا اب مین وفات پانے والا ہون بہرحال میرے بعد محتاج ایسے ہی قاضی اور حاکم کے ہو جیسا کہ مین تھا اسلئے تمکو ہدایت کرتا ہون کہ میرے بعد ثقلین کو اپنا قاضی و حاکم سمجھنا۔ قرآن تو وہی قرآن ہی جو رسول صلعم پر نازل ہوا اور اُنکی زمانہ مین موجود تھا اُسکی تعلیم دینیوالے اُسکے معنی اور مراد سمجھانیوالے قائم مقام رسول خدا صلعم کے اُنکے اہلبیت ہین کیونکہ وہ بھی رسولخدا کیطرح معصوم اور گناہون سے پاک ہین تخصیص اہلبیت کی تمسک کیلئے فقط اسوجہ سے ہی کہ وہ ظاہر اور گناہون سے پاک ہین اور لوگون کا اعتبار نہین ہوسکتا خواہ کیسے ہی نیکبخت ہون چنانچہ مسلمانون کے اطمینان کے لیئے رسولخدا نے یہ بھی فرمادیا کہ میرے اہلبیت کبھی قرآن سے جدا ہونگے غرضکہ معاملات دین و دنیا مین فقط اہلبیت پیغمبر کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے اور احکام شرعی جو وہ اپنی زبان سے فرماوین اُسی پر عمل کیا جاوے جسطرح کہ زمانہ

رسولخدا صلعم کے اقوال وافعال کی پیروی کرتے تھے اسیطرح انکی اہلبیت کی پیروی کی جاوے۔ ایسا نکرنا چاہیے کہ ابن مسعود نے یون کہا اور عمر بن خطاب نے یون کیا اور ابوحنیفہ کی یہ رائے ہی اور شافعی کا یہ حکم ہی اور ان عیرون کے اقوال وافعال کو اپنے لیئے شریعت بنا کر عمل کرو بلکہ فقط اہلبیت پیغمبر کے اقوال وافعال کو شریعت جانو جبتک وہ ہم مین موجود رہی بالمشافہ انکی تقلید وپیروی کرو اُنکے زمانہ کے بعد اُنکے اقوال وافعال پر تمسک کرو اسیکا نام تمسک ہی۔ اب سب سے پہلے تو حالات خلفاء اور صحابہ کی پڑتال کرنے چاہیے کہ کس کس نے پیروی کس کسکی کی وہ راہ راست پر رہے یا بالگمراہ ہوگئے بعد اسکے اہل تسنن اور اہل تشیع کی کتابین نکالکر دیکھو تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کون فرقہ متمسک بہ ثقلین ہی اور کون غیر متمسک اور گمراہ ہی اگر منصف مزاج آدمی تمام نزاعات اور بحث وتکرار کو چھوڑکر فقط اسی ایک حدیث کے تحقیقات کرے تو ممکن نہین کہ حق صریح اسپر فوراً ظاہر نہو۔

تحقیقات تمسک باہلبیت پیغمبر بنسبت خلفاء ثلثہ ودیگر صحابہ۔

واضح ہو کہ جہانتک غور اور فکر کیا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب ثلثہ وغیرہم نے بہ تعمیل ارشاد نبوی تمسک ثقلین سے نہین کیا۔ حضرات اہلسنت کو اس بحث مین نہایت درجہ تردد ہوتا ہی کیونکہ اگر اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ خلفائے ثلثہ نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک کیا تب تو خلافت باطل ہوتی ہی اور اگر یہ کہین کہ انھون نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو صاف

گمراہ ثابت ہوتے ہین گویم مشکل وا گر نہ گویم مشکل اسی سے مراد ہے اسلئے حضرات
اہلسنت سے تو امید نہین کہ منصفانہ اور آزادانہ طور سے اس امر پر بحث کرین
اسلئے مجبور ہم ہی واقعی حال گذارش کرتے ہین کہ یہ حدیث ثقلین اواخر
سال دہم ہجری بروز عرفہ حجۃ الوداع رسول خدا صلعم نے فرمائی اور اسکے
فرمانے کے دو ماہ کے بعد آپ بیمار ہوئے اور تیسرے ماہ مین وفات پائی
انتقال سے دو تین روز پیشتر جناب سرور کائنات نے جب وصیت نامہ
لکھوانا چاہا اور یہ فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا لم تضلوا بعدی
یعنی آؤ تمھارے لئے ایسی تحریر لکھواؤں جس سے میرے بعد گمراہی مین
پڑنے سے بچ جاؤ چونکہ یہ امر پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ نبی صلعم کے انتقال کے
بعد فقط تمسک ثقلین گمراہی سے بچانے والا ہے اسلئے حضرت عمر وغیرہ
نے عقل سے معلوم کیا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم اب اسی حکم کے بروئے تحریر
پختگی کرتے ہین اس لئے مانع تحریر وصیت نامہ ہوئے اور حضرت کے روبرو
صاف یہ کہا حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی ہمکو فقط قرآن کافی ہے۔
ظاہر ہے کہ اہلبیت کے تمسک سے انکار کیا۔ اور چونکہ بقول مخبر صادق
گمراہی سے بچانے والی دو شئی ہین اور حضرت عمر نے اپنے لئے ایک شئی کو
کافی بتلایا گمراہی سے بچنا تو معلوم آنحضرت صلعم نے اپنے مکان سے بھی
اٹھوا دیا۔ پس ثابت ہے کہ گروہ خلفاء ابتداء سے ہی مخالف عترت تھا اور جو
شخص مخالف عترت ہے وہ قرآن کا بھی متمسک نہین ہوسکتا کیونکہ دونون
ایک ساتھ ہین یعنی جو لوگ تاریخی حالات سے واقف ہین وہ جانتے

ہیں کہ بعد انتقال پیغمبر خدا صلعم شیخین اور دیگر اُنکے ہمساز صحابہ نے کوئی دقیقہ ایذا رسانی و توہین عترت پیغمبر کا اُٹھا نہیں رکھا حقوق اُنکے غصب ہر طرح نیم آزار اُنکو پہونچایا حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا اُسکو نہوں کیا خود پہلے اجرت دیکر لوگون سے قرآن جمع کرایا چندروز بعد خلیفہ سوم نے اوسکو ناقص قرار دیکر جلوایا خود اپنے نویسندوں اور محررون سے جمع کرایا بعضے مسئلات شرعی مین باوجود ناواقفیت خود غیر لوگ مفتی اور قاضی مقرر کیے ابی بن کعب ابن مسعود زید بن ثابت ابوموسی وغیرہ چند اشخاص کی بیجا ثبت سفر کی مسائل شرعیہ مین اجتہاد کرایا جسکو علمائے اہلسنت اجتہاد و مذہب فاروقی کہتے ہین۔ ثبوت اس امر کا کہ خلفائے ثلثہ نے ثقلین سے تمسک نہین کیا اور آپ بطور خود پیشوا بنکر اجماعی اجتہاد سے حل مسائل شرعی کرتے تھے اور پھر یہی مذہب مخالف ثقلین موسوم بمذہب سنت ہوکر عوام مین جاری ہوا۔ اور اسیکا نام مذہب سنت ہی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا سے حاصل ہی۔ وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ بریلی مین حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔ د شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذوالنورین مسلط شدند بر روی زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع کردند۔ این قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتند و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند۔ رہم آجتک اسی شک مین تھے کہ مذہب سنت و جماعت مین شاید لفظ سنت طریقہ پیغمبر خدا سے مراد ہو

مگر یہ بات اب معلوم ہوئی کہ سنت سے مراد طریقہ خلفا ہی) فرمائیے اب تو کسی سنی مسلمان کو شک نہین رہیگا کہ خلیفہ صاحبان مخالف ثقلین تھے اور حضرات اہلسنت متمسک بطریقہ خلفا ہین۔ پس حضرات اہلسنت حدیث پیغمبر خدا کی نسبت کیا فتوی دیتے ہین آیا جو کچھ اُسمین ارشاد فرمایا ہی وہ سچا ہی اور واقعی یہ بات سچ ہی کہ جو متمسک بہ ثقلین نہین ہی وہ گمراہ ہوگیا یا کوئی تاویل نکل سکتی ہی رسول خدا صلعم نے جو حدیث ثقلین مین یہ فرمایا ہی۔

فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ یعنی وے دونون یعنی قرآن و اہلبیت آپس مین ایک دوسرے سے جدا ہونگے تا آنکہ میرے حوض پر وارد ہون۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ قرآن سے متمسک ہونا مسلمانونکا اُسوقت صحیح سمجھا جائیگا کہ جب وہ تمسک بذریعہ اہلبیت پیغمبر کے حاصل ہو۔ خو بخود قرآن جمع کرکے عمل کر لینا ہرگز داخل تمسک نہین اسلئے ثابت ہوا کہ خلفاء موصوف قرآن سے بھی متمسک نہ تھے اور جیسے مخالف عترت تھے اُس سے زیادہ مخالف قرآن تھے اب ہم ظاہر طور سے بھی صحابہ و خلفاء ثلثہ وغیرہ کا قرآن مجید سے باصرار تمام مخالفت کرنا کتب اہلسنت سے ہی ثابت کرتے ہین۔

دیکھئے قرآن مجید مین حکم نازل ہوا کہ نبی صلعم کی حضور مین شور نکرو زور سے مت بولو جھگڑا انکا رست کرو۔ اور صحیح بخاری مین مروی ہی کہ حضرت عمر وغیرہ نے تحریر وصیت کے دن رسول خدا کی حضور مین ارتکاب اُنھین امور ممنوعہ کا کیا جسپر رسولخدا نے انکو اپنے گھر سے نکلوا دیا بدین عبارت۔ قوموا عنی لا ینبغی عند التنازعہ۔ قرآن مین حکم آیا کہ نبی صلعم کی اطاعت کرو

اُسکے حکمون کو مانو۔ نبی صلعم نے حضرت ابوبکرؓ و عمر و عثمان رضی و غیرہم کو بماتحتی اسامہ بن زید روم کو جانیکا حکم دیا اور ان حضرات نے اول حکم پیغمبر خدا پر اعتراض کئے کہ غلام کو ہم رؤسا پر امیر کر دیا۔ جب آنحضرت نے باتین سنین تو صاف فرمایا کہ زید اسکا باپ بھی تمسے افضل تھا اور اسامہ بھی تمسے افضل ہے۔ اور یہ حدیث فرمائی۔ جہزوا جیش اسامت لعن اللہ من تخلف عنھا۔ یعنی تیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی تخلف کریگا اُسپر خدا کی لعنت ہوگی لیکن باوجود اس حکم کے مہاجرین مین سے کوئی شخص آمادہ نہوا اور تا دم واپسین رسول صلعم کے حکم سے عدول حکمی کرتے رہے اور بعد وفات آنحضرت صلعم بھی اصحاب ثلثہ نے تعمیل اس حکم کی نہین کی۔ نبی صلعم نے حکم دیا کہ بعد میرے اہلبیت سے تمسک کرو۔ صحابہ و خلفا نے بہ تعمیل اسکے خلافت چھینی فدک ضبط کیا۔ حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی حضرت علی سے لڑی امام حسن کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو مع اُنکے عزیز و اقربا کے نہایت ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا۔ اور پھر سو جھون پر تاؤ دیکر کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہین قرآن مجید مین حکم آیا کہ حاملہ رجم نہ کیجاوے حضرت عمر نے رجم کیے جانے کا حکم دیا۔ قرآن مجید مین اقل مدت حمل چھ ماہ قرار پائے اور حضرت عثمان نے چھ ماہ کے حمل کی جننے والی کو زانیہ قرار دیکر رجم کر ڈالا۔ آپ خلیفہ صاحب نے مجنون سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ قرآن مجید مین ثعلبہ سے زکوۃ لینے کی ممانعت آئی حضرت عثمان نے بمخالفت حکم آلہی اُس سے زکوۃ لیلی قرآن مجید مین صاف حکم آیا کہ فی اور خمس کے مالک خدا و رسول اور پیغمبر خدا کے ذوی القربی ہین

اور نہایت تاکید کیگئی کہ خبردار غنی اور مالدار لوگ اسکو اپنی جاگیر قرار ندین کہ فرمایا
کی لا یکون دولتہ بین الاغنیاء حضرت خلفا نے برخلاف حکم قرآنی تمام اموال
فی اور خمس کو خود تصرف کیا اور اقربا پیغمبر کو اس سے محروم کیا آپس مین مالدار
لوگ تقسیم کرتے تھے ۔ حضرت عثمان نے تمام خمس افریقہ مروان کو عطا کیا فدک
اُسکی جاگیر مین دیا ۔ قرآن مجید مین حکم آیا کہ لوگون کی احوال کا تجسس مت کرو
بغیر دروازہ کی راہ سے گھر مین نہ جاؤ ۔ جب کسی گھر مین داخل ہو تو سلام
کرو ۔ حضرت عمر نے ان سب احکام کی مخالفت کی چنانچہ ایکروز آپ کسی
گھر مین دیوار پھاند کر گھسے اور مالک خانہ کو مع شراب اور شاہد کے گرفتار کیا
اور بہت کچھ اُسکو ملامت کی اُسنے جلکر یہ بات کہی کہ اگرچہ مجھسے ایک فعل حرام
سرزد ہوا ہی مگر تمسے تین فعل حرام سرزد ہوئے یعنی ایک تو تمنے خلاف حکم خدا
میرے حال کا تجسس کیا دوسرے دروازہ کی راہ چھوڑکر دیوار پھاند کر آپ
مکان مین داخل ہوئے اور پھر داخل ہو کر اہلخانہ پر سلام نہ کیا ۔ قرآن مجید مین
حکم متعہ نساء و متاع حج نازل ہوا حضرت عمر و حضرت عثمان رض نے خلاف حکم الٰہی
اُسکو حرام کیا ۔ یہ سخت توہین کلام پاک کی ہی ۔ قرآن مجید مین صاف حکم مسح
رجل صادر ہوا خلفا نے اُسکو ترمیم کرکے غسل قدم جاری کیا ۔ قرآن مجید مین چند
مقامات پر خبر موت حضرت سرور عالم صلعم نازل ہوئی جیسا کہ ۔ انک میت
وانہم میتون ۔ یا ۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
اور تمام اہل سیر سنت و جماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ حضرت عمر نوبت وفات
سرور کائنات تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکر گھماتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم

وفات نہین پاسکتے جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی مین اُسکو قتل کر ڈالونگا۔ اور جبتک حضرت ابوبکر اپنے دولتخانہ سے تشریف نہ لائے حضرت عمر برابر یہی حرکت کرتے رہے پھر مخالفت قرآنین کیا کلام ہی اگر کوئی یون کہے کہ انکو اُسوقت ان آیات کا حال معلوم نہوا ہوگا اور دلین اُنکے یہ ہی مسئلہ مستحکم ہوگیا کہ حضرت کی وفات نہوگی تو یہ کسی طرح عقل مین نہین آسکتی۔ کیونکہ روز حجۃ الوداع سے تو اکثر اور بارہا نبی صلعم کی زبان سے اس لفظ کو سنتے تھے۔ کانی قد دعیت فاجبت۔ یعنی مجھے پیغام اجل آیا ہی اور مینے اُسکو قبول کرلیا ہی پھر شدت بیماری مین بقول اہل تسنن آپ اسی وجہ سے عازم غزا روم ہوئے کہ مبادا ہمارے پیچھے آنحضرت صلعم کا انتقال ہوجائے پھر جب بالکل ہی موت قریب آگئی اور آنحضرت صلعم نے وصیت نامہ لکھے جانیکا حکم دیا تو حضرت عمر نے یہ ہی فرمایا بقول صاحب مدارج کہ یہ آخری وقت آنحضرت صلعم کا ہی تحریر مین مشغول ہونا نہین چاہیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ کامل طور پر یقین واقع وفات پیغمبر خدا صلعم کا رکھتے تھے۔ پھر حضرات اہلسنت فرمائین کہ حضرت عمر نے یہ حرکت تلوار گھمانے کی کیون کی تھی۔ اس رمز کو جاننے ہی والے جانتے ہین کہ حضرت عمر نے اُس حرکت مین کیا کیا فوائد سوچے تھے۔ مطلب اس حرکت سے فقط یہ تھا کہ مبادا کوئی شخص استقرار خلافت کی بات گفتگو کرے کیونکہ اُسوقت یہ اکیلے تھے حضرت ابوبکر رح اور ابوعبیدہ وغیرہ صلاح کارون مین سے کوئی موجود نہ تھا اس لئے اُس نازک وقت کو اس حرکت مجنونانہ مین تمام کردیا اور حضرت ابوبکر وغیرہ کے آتے ہی تلوار نیام مین ہوگئی

اور ایسا بڑا بھاری مسئلہ کہ نبی کی وفات نہو گی خود بخود فوراً حل ہو گیا اگرچہ یہ
کہا جاتا ہی کہ حضرت ابو بکر سے آیۃ انک میت و انھم میتون سنکر حضرت عمر قائل ہو گئے
لیکن واقعات کے دیکھنے سے صاف ثابت ہی کہ اُنکو درواقع کسی قسم کا گمان یا
شک وفات مین نہین ہوا تھا ورنہ ایسا شک ہونا ممکن تھا فقط دفع
الوقتی کے لئے یہ سارا سانگ تھا مگر قصداً مخالفت کرنا آیات قرآنی
سے نسبت اُنکے ثابت ہو گیا۔
قرآن مجید مین بطور التجا اور اصرار کیسا تھہ امت سے کہا گیا کہ نبی صلعم کے اقربا
سے محبت رکھو اور اور آنحضرت صلعم نے سب صحابہ سے بیان کر دیا کہ بموجب
اس آیہ کے جنکی محبت فرض ہی وہ علی رض و فاطمہ رض و حسن رض و حسین رض ہین
مگر حضرت عمر نے اس محبت کا یہ برتاؤ کیا جیسا کہ معتبرہ کتب اہل سنت مثل
تاریخ طبری روضۃ الاحباب و کتاب الامامۃ والسیاست مین مفصلاً جانا
حضرت عمر کا دروازہ سیدہ پر اور زیادتی کرنا اور حضرت علی کے قتل کا ارادہ
کرنا اور گستاخی پیش آنا درج ہی جیسا کہ مروی ہی کہ گروہ ہمراہیان حضرت عمر سے
بہت لوگ گریہ و زاری فاطمہ زہرا کو سنکر روتے ہوئے واپس ہوئے مگر حضرت
عمر کو مطلق رحم نہ آیا گویا دوسری آیت قرآنی رحماء بینھم کے مخالفت اُنکے لئے
اسی معرکہ مین مقدر ہوئی تھی۔ اس تمام بحث کو بندہ نے اپنی زبانی یادداشت
سے لکھا ہی اگر کتب دیکھکر لکھا جاتا تو اسرار الہدیٰ سے زیادہ ضخامت کی کتاب
فقط اسی خاص امر مین مرتب ہو جاتی کیونکہ خلفا کا کوئی فعل بھی ایسا نہین ہے کہ
جس سے قصداً مخالفت ثقلین پائی نجاوے اگرچہ عدم تمسک ثقلین بنسبت

خلفاء ہم ثابت کر چکے مگر چونکہ مؤلف نے فقط توہین کو عدم تمسک سمجھا ہی گو توہین کو بھی وہ مطلق نہین سمجھے کہ کسکو کہتے ہین اسلئے ہم توہین کو بھی ثابت کرتے ہین۔ دیکھو کتب سیر وحدیث اہلسنت کو لکھا ہی کہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت علی نے قرآن جمع کرنے مین اسدرجہ کد کی کہ ردا بھی دوش پر ڈالنے کی قسم کھالی تھی مگر جب وہ قرآن کو لیکر مسجد مین آئے تو شیخین ودیگر انکی معاونان نی کلام پاک کو اُنکے ہاتھ سے قبول نہ کیا جو حوض کوثر پر پہونچنے تک قرآن سے جدا نہوگا۔ یہ سراسر توہین قرآن اور توہین عترت پیغمبر ہے۔ اسکو توہین ثقلین کہتے ہین حضرت عثمان نے ہزارہا نسخہ کلام پاک کے تمام مملکت اسلام سے منگوا کر نہایت توہین کے ساتھ جلوا دیے جسپر بی بی عائشہ نے فتوی دیا کہ۔ اقتلوا النعثل یعنی اس یہودی نعثل کو قتل کر ڈالو دیکھئے کتنی بڑی توہین کلام پاک کی ہی۔ اگر قرآن مروجہ سابق ناقص یا خلاف تنزیل یا مصنوعی یا جعلی تھا تو جنھون نے اسکو جمع کیا یا کرایا تھا بڑی بھاری توہین کے مرتکب ہوئے اور اگر وہ قرآن ان عیوب سے مبرا تھا تو حضرت عثمان نے واقعی اُسی درجہ کی توہین کی جیسا کہ ام المومنین نے فتوی دیا۔ احکام قرآنی کو نہ ماننا عترت پیغمبر کی فرمان برداری نہ کرنا صریحا توہین ثقلین ہی اور یہ ہر سہ خلفا کی نسبت ثابت ہے۔ حضرت معاویہ حضرت یزید وحضرت مروان وغیرہ خلفا مابعد کی نسبت توہین ثقلین ایسی ظاہر وروشن ہی جیسا کہ ٹھیک دوپہر کی وقت کا سورج کہ کسیکو مجال اُسکی اخفا کی نہین اُنسے لڑائیان لڑے اُنکی شان مین علانیہ ممبرون پر سب وشتم کیا اُنکو قتل کیا اُنکے حرمون کو

قید کیا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نہین رہا ہیانتک کہ جو لوگ بحسب وصیت پیغمبر خدا صلعم ثقلین سے تمسک رکھتے تھے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کیا اور غالبا منشی صاحب کو بھی ان امور سے انکار نہوگا اسلئے زیادہ لکھنا فضول ہے۔

اب تحقیقات طلب یہ امر رہا کہ اہل تسنن کی جو چار مذہب ہین اور اُنکے بانی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے مذہب اہلبیت پیغمبر کو تدوین کیا یا انکے برخلاف ہوکر مذہب عمر فاروق و زید بن ثابت و عبد اللہ ابن مسعود کو تدوین کرکے رائج کیا۔

جو شخص کتب فقہ اور حدیث اہل تسنن سے واقف ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ائمہ اربعہ نے کس مذہب کو مدون کیا اور اہلسنت کے محدثین نے کس سے حدیث کو اخذ کیا جو لوگ ناواقف ہین وہ اہلسنت کی کسی کتاب حدیث اور فقہ کو اُٹھا کر ایک نظر دیکھین تو اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ اُنکی روایات کے چار حصہ ہین ایک چہارم مرویات ابو ہریرہ کے اور ایک چہارم بی بی عائشہ رضہ کی اور ایک چہارم انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عمر کے اور ایک چہارم مین تمام صحابہ۔ اور اس چہارم مین سنو حصہ ہین جسمین ننانوے حصہ مخالفان اہلبیت کی روایات ہین اور ایک حصہ مین عبد اللہ ابن عباس اور حضرت علی اور حسنین کو سمجھنا چاہیے اور ان حضرات کی روایات مجبور ہوکر لکھی ہین یعنی جبکہ کسی مخالف اہلبیت کی روایات دستیاب نہین ہوئی اسوقت مجبور ہوکر اُنکی روایات کو لیا ہے جیسے تفسیر کلام مین حضرت ابن عباس کی روایات اور ان ابواب فقہ مین کہ جملہ صحابہ عاجز ہوگئے ہین اور کسی کو

حدیث یاد نہین ہوئی اُن ابواب مین حضرت علی کے چند روایات کو لیا ہی طبقہ تابعین مین سالم عبداللہ نافع مجاہد عروہ ابوقلابہ حمید اعرج وغیرہ اولاد وشاگردان ابن عمر تلامذہ ابوہریرہ وانس وعائشہ وغیرہ بانی مبانی مذہب تسنن کے ہین حضرت علی امام حسن وامام حسین وامام زین العابدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے اجتہاد پر عمل کرنا تو کجا انکی روایات کو بھی قبول نہین کیا۔

اب ہم بحوالہ تحریرات اجلہ علمائے اہلسنت اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ محققین اہلسنت خود معترف اس امر کے ہین کہ مذہب اہل تسنن خلفائے ثلثہ اور دیگر صحابہ معاونان ثلثہ کا بنایا ہوا مذہب ہی۔ تمام آفاق مین اصحابیون کا مذہب پھیلا۔ مذہب تسنن کو حضرت علی سے کچھ علاقہ نہین۔ اُنکا مذہب فقط اُنکی اولاد اور بعض اہل لشکر مین جاری ہوا۔ اور بعد انتقال حضرت علی کے اُنکے مذہب کو خلفاء سنیہ مروانیہ نے استیصال کردیا اور اُسکے شیوع سے خارج رہے۔

ہم ان تمام امور کو شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعزیز کی کتاب ازالۃ الخفا سے ثابت کرتے ہین۔

ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۰۷ مقصد اول مین ہی (و شک نیست کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ و ذی النورین مسلط شدند بر روی زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ

محدثین چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین ہ یہ صحیح اقبال ہے
کہ جمیع اہلسنت وجماعت متمسک باصحاب ثلثہ ہین اُنھین کے جمع کئے
ہوئے قرآن کو اور اُنھین کے اجماعی مسائل کو مانتے ہین۔ اس سے
یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ خود قدرت اجتہاد نہ رکھتے تھے بلکہ اجماع
اور پنچائت سے حل مسائل کرتے تھے۔ بعد اسکے اُسی صفحہ مین ہے
ردبر سادات اہلبیت گاہی خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضی
فقط ومعلوم ست کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دید وچہ کشید ہ
اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت خدا اور رسول کے حکم کے ماننے
والے نہین ہین بلکہ بادشاہان وجباران کے حکم پر چلنے والے ہین اگر
اہلبیت رسالت سلطنت پر قابض ہو کر جبر وتعدی سے پیخ کوبی کرتے
تو اُنکا مذہب قبول کرتے مگر چونکہ اُنکی سلطنت قائم نہوئی اُنکے دشمن
مالک سلطنت ہوئے اسلیے ضرور ہوا کہ تمسک اہلبیت کو ترک کرکے خلفا
سے تمسک کیا۔ لیکن مین کہتا ہون کہ پھر اپنے آپکو مسلمان یا محمدی کیون
کہتے ہین ابوبکری یا عمری یا عثمانی یا سفیانی یا یزیدی یا مروانی یا عباسی کہنا
چاہیے تاکہ جسکے مذہب پر قائم ہین اُس سے نسبت درست رہے دین
اسلام کو ناحق کیون بدنام کرتے ہین۔
پھر شاہ صاحب فخریہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی خلافت مین
جو کچھ بنیاد مذہب اہلبیت کے قائم کی تھی اسکو ہمنے مستاصل کر دیا۔
دیکھو اُسی بحث مین ہے دو بعد از چہار سال کہ وی رضی اللہ عنہ بدار بقا

انتقال فرمود بنو امیہ در اخفار و استیصال مر او چہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضی ہیچگاہ خلافت بر سیدی مستقر نشد خروج میکردند و در اول جمع رجال و نصب قتال گشتہ می شدند۔

اب ہم یہ بات ثابت کرتے ہین کہ اہلسنت کے چارون امام بحیثیت مجتہد منتسب ہین اور عمر فاروق اور معاویہ ان اُنکے بحیثیت مجتہد مستقل کے ہین۔ اور مذہب فاروقی گویا متن ہی اور مذاہب اربعہ اُسکے شروح ہین اور مذہب علی مرتضیٰ اس مذہب کے علاوہ ہی اور اُسکو اہلسنت نے قبول نہین کیا۔ دیکھو صفحہ ۳۰ مقصد دوم کتاب مذکور کہ شرح این اجمال آنکہ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوی اخذ کردند و علم علی مرتضیٰ خبر در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران مجلس او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان بودند علم او منقح نہ گشت۔ ناظرین کتاب کو یہ گمان نہو کہ حضرت فاروق عالم تھے یا لیاقت اجتہاد رکھتے تھے شاہ صاحب نے علم اور مذہب فاروقی اسی بحیثیت کے اجتہاد کو قرار دیا ہی جسکے ممبر زید بن ثابت اور عبداللہ ابن مسعود وغیرہ تھے چنانچہ شاہ صاحب نے اسی صفحہ مین چند مقامات پر تصریح اسکی کی ہے واخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابی حنیفہ عن الهیثم عن الشعبی قال کان ستة من اصحاب النبی صلعم یتذاکرون الفقه بینهم علی ابن ابی طالب وابی وابو موسی علیحدة۔ وعمر وزید وابن مسعود اجمعین۔ یعنی صحابہ مین سے چھ فقیہ ہین حضرت علیؑ اور ابی وابو موسیٰ تو علیحدہ علیحدہ

اور عمر و زید اور ابن مسعود شامل ہین پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین۔ (عبد اللہ
ابن مسعود اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم) اور پھر لکھتے ہین۔
(زید بن ثابت نیز در اکثر متبع عمر فاروق ست)
صفحہ ۵۰۔ رسالۂ مذہب فاروق اعظم کے شروع مین لکھتے ہین۔
والمذاہب الاربعۃ منہ بمنزلۃ الشروح من المتون والمجتہدون
من صاحبہ بمنزلۃ المجتہد المنتسبین من المجتہد المستقل
اسی کتاب مین زمانۂ خلفاء ثلثہ کے مجتہدین کا ذکر کیا ہی اور بشمول زید
بن ثابت ابو موسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کے معاذ بن جبل اور عبد اللہ ابن
عباس و عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ کا ذکر کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ
کہ آئمہ اربعہ نے انمین سے کس کسکے اجتہاد کی پیروی کی اور کسکو چھوڑ دیا
چنانچہ لکھتے ہین کہ معاذ بن جبل تو عہد فاروق اعظم مین ہی نوت ہو گیا
اُسکی احادیث دستیاب نہین ہوئی اور اُبی بن کعب سے روایات سوا
تفسیر کے موجود نہین ہی۔ ابو موسیٰ باوجود اپنے کمال کے بہت مسائل مین
عاجز ہو گئے۔ بی بی عائشہ اور ابن عمر نیم مجتہد ہین اسلئے یہ بھی قابل تقلید
نہ رہے۔ اب باقی رہی ابن عباس اُنکی تقلید اسلئے ترک کی کہ وہ اقربائے
پیغمبر مین داخل ہین اور حضرت علی کے شاگرد ہین مبادا اتباع حدیث ثقلین
مین داخل ہو جاوے مگر بظاہر اُنپر یہ الزام لگایا کہ وہ اکثر مسائل مین
مخالف دیگر مجتہدین یعنی زید و عبد اللہ وغیرہ سے ہین یعنی متعۃ الحج اور
متعۃ النسا کو حلال جانتے ہین اور مسئلہ غسل قدمین کے [illegible]

بعمرہ وبیع صرف وطلاق ثلث دفعتًا واحدۃً میں مخالف فاروق اعظم کے ہیں چنانچہ عبارت صفحہ ۲۳۰ مقصد دوم کی یہ ہے دوہم چنان در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج ومتعۃ النسا و بیع صرف وغیرہا چنانچہ بر متتبعین حدیث مخفی نیست وور بسیاری از مسائل شک پیدا کردہ مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعتًا واحدۃً۔) اور طرفہ یہ ہے کہ ان مسائل کی نسبت خود قبول کرتے ہیں کہ مجتہدین اہلسنت یعنی آئمہ اربعہ کو کوئی حدیث جلی یا نص صریح دستیاب نہیں ہوئی فقط حضرت عمر کی تقلید سے اہلسنت نے ان مسائل کو قائم کیا ہے دیکھو صفحہ ۳۴۰ دو بسیاری از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایمائی از کتاب وسنت موافق حضرت فاروق یافتہ شود یا خبر واحد بغیر آنکہ بروایت جماعۃ عن جماعۃ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین صورت نیز اتباع فاروق اعظم میکنند و بسیاری از مسائل ہست کہ احادیث مختلف میشود و حضرت فاروق تطبیقی مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق میشوند چنانکہ در مسائل فسخ حج بعمرہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ صرف د جملہ مسائل قرآنی ہیں اور حضرت عمر نے انسے صریحًا مخالفت کی) اس تمام عبارت مندرجہ کتاب ازالۃ الخفا سے جو نقل کیگئی یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ منجملہ خلفاء ثلثہ کے دو خلیفہ اول وسیوم تو اجتہاد وغیرہ کے جھگڑے سے ہی قطعی مستثنیٰ ہیں حضرت عمر نے اپنے وقت میں چند لوگ اس کام پر مقرر کرکے اجتہاد شرعی شروع کیا اور بموجب وصیت پیغمبر خدا صلعم انکے اہلبیت سے کسنے تمسک نہیں کیا۔ اجتہاد مرتضوی کو منجملہ پیشوایان اہلسنت کے

سکنے قبول نہین کیا فقط اُنکی اولاد یا بعض اہل کوفہ جو شیعہ تھے وہ تمسک
رہے اور پیشوایان اہلسنت نے یہانتک عترت پیغمبر سے مخالفت اختیار
کی کہ اُنکے عزیزون اور شاگردون کے اجتہاد کو بھی قبول نہ کیا اور نیز یہ
امر بھی ثابت ہوگیا کہ جسقدر مسائل اب مابین شیعہ و سنی مختلف فیہ ہین
وہی اہلبیت رسالت کے اجتہادی مسائل ہین۔ اور سبکے سب قرآن
سے ماخوذ ہین ازالۃ الخفا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حدیث ثقلین کا سب سے
بڑا مخالف کون ہی۔ یعنی یہ امر تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے امورات
شرعی مین صحابہ کو قرآن مجید اور عترت کی پیروی و تقلید کا حکم دیا۔ اگر
خلفا اور صحابہ تابع اور فرمانبردار محمد علیہ السلام کے ہوتے تو خود بھی ثقلین
کی پیروی کرتے اور اورون کو بھی یہ ہی حکم دیتے لیکن اُنھون نے رسولخدا
صلعم سے کھلم کھلا مخالفت کرکے غیر لوگون کو شرع کے کام پر مقرر کردیا
اور چونکہ وہ لوگ ایسے جاہل تھے کہ اُنکو طریقہ استنباط مسائل کا بھی
معلوم نہ تھا اسلئے اُنکو طریقہ بتلایا گیا کہ جس مسئلہ مین تمکو ضرورت ہو
پہلے قرآن دیکھا کرو اُسمین اگر نہ ملے تو حدیث تلاش کیا کرو اور جب
حدیث بھی نہ ملے تو باہم پنچایت کرلیا کرو یا اپنے قیاس سے کام لیا کرو
مگر یہ بات کبھی زبان سے نہ نکلے کہ رسولخدا صلعم کی وصیت کی موافق
حضرت علیؑ سے مسائل دریافت کیا کرو اور اُنکی ہی تقلید کیا کرو۔
دیکھو صفحہ ۶ مین ہی روایت دارمی کی شریح سے کہ اُسکو حکم دیا عمر
ابن الخطاب نے ان چارون ادلہ شرعی کا اور مجتہدین متاخرین سے لیے

انھیں اربعہ ادلہ شرعیہ کو اپنا دستور العمل بنایا اور نتیجہ اس مخالفت ثقلین کا یہ ہوا کہ تمام مسائل قرآنی ہیں وہ صحیح اور آئمہ اہلسنت جماعت مخالف قرآن کے ہوگئے بعد اسکے بھی اگر حضرات اہلسنت اپنے آپ کو متمسک بہ ثقلین بیان کریں اور اہل حق پر الٹا طعنہ دیں جیسا کہ نکٹون نے ناک والونکو ناکو ہونے کا طعنہ دیا تھا تو خدا کی مرضی مگر اہل انصاف پر سارا معاملہ کھلگیا کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے۔

قال صاحب اسرار الھدی جب کتب حضرات تشیع کا مطالعہ کیا گیا تو فروع درکنار اصول ہی مین بہ نسبت قرآن پاک بکثرت روایات مختلفہ در باب تحریف آیات ربانی و تبدیل کلمات سبحانی و نسخ احکام شرعیہ و ترمیم سورہ دلیہ وغیرہ کے لکھی ہوئی دیکھی گئین جسکو شبہ ہو وہ اصول کافی کلینی کو کہ منجملہ صحاح اربعہ اہل تشیع سے ہی بچشم عبرت معائنہ کرے یہ کتاب مطبع اودھ اخبار مین موجود ہے اور جو صاحب کہ عربی عبارت مین مہارت نرکھتے ہون وہ اسکا ترجمہ فارسی جسکا نام صافی کلینی ہے مطبع مذکور سے منگا کر دیکھ لین اور بنظر انصاف داد دین کہ حق کسکی جانب ہے اور کون صادق اور کون کاذب ہے اگرچہ اس بارے مین بحث طویل ہے مگر ہم بنظر اختصار صرف اسکا ایک نمونہ کتاب میرزا صاحب شیعونکی قبلہ و کعبہ سے ہدیہ ناظرین کرتے ہین چنانچہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سیوم مین بحوالہ صوارم جو انکے پدر بزرگوار کی کتاب ہے یہ عبارت بلفظہ مرقوم ہے کہ تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز یکی تبدیل لفظے بہ لفظے [illegible]

بود لکن بعضی از اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودہ اند پھر آخر عبارت مین آپنے
اپنا قول نصیل بھی بڑی دھوم دھام سے درج کردیا ہی کہ وجہ اول بعید ست
یعنی لفظ امۃ غلط ہی بلکہ صحیح ائمۃ ہی عام لوگ تو فقط مولوی شیخ احمد صاحب
دیوبندی کی ہی تحریر نامناسب پر جو اُنھون نے درباب قرآن پاک کی اپنی
انوار الہدیٰ مطبوعۂ عشرت حسین مین درج کی ہے تعجب کرتے تھے اب تو
خاص صاحب اجتہادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ درحقیقت
قرآن ناقص ہے۔ پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض
اُنکے اصول کے مخالف ہے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ امر تعجب سے خالی نہین کہ جن لوگون نے قرآن مجید
کی آیات کو تحریف و تبدیل کیا موقع نزول اُنکا بدل دیا وہ مرتکب توہین
قرآن پاک کے نہ سمجھے جاوین اور جو اہل حق بوجہ کمال ایمانداری اُن
خائن لوگون کی بددیانتی کو بیان کرین اُنپر الزام توہین قرآن پاک کا
لگا دیا جاوے۔ ایسا ہی جن بدترین خلائق نے اہلبیت وعترت پیغمبر
صلعم کو ایذا پہونچائی اُنکو قتل کیا اُنکی اولاد اور حرمون کو قید کرکے شتران
بے کجاوہ پر سوار کرکے بے مقنع وچادر شہر بشہر تشہیر کیا اور حضرات اہلسنت
کے نزدیک وہ ملزم توہین اہلبیت اطہار کے نہوئے اور جن اہل صدق
وصفا نے اُن اشقیا کے ظلم وستم بیان کئے اُنپر الزام توہین کا لگایا۔ جو لوگ
مرض تعصب سے بری ہین اور عقل سلیم رکھتے ہین وہ ضرور سمجھ جاینگے کہ
اہلسنت کا ان بیجا الزامات لگانے سے کیا مطلب ہے۔ صاف طور پر

ثابت ہی کہ انھیں حضرات یا انکے پیشوایان مذہب نے ضرور قرآن کو تحریف و تبدیل کیا اور اہلبیت رسالت کو قتل و غارت کیا اہل تشیع پر الزام توہین لگانے سے یہ مطلب ہی کہ آیندہ ہمارے افعال قبیحہ کا ذکر نکرین لیکن یہ بات تو فقط جاہلون کے دھمکانیکی ہی جو جاننے والے ہین وہ جانتے ہین کہ توہین کے مرتکب تو وہ ہی اشقیا ہین کہ جنھون نے آیات ربانی کو تحریف و تبدیل کیا یا اہلبیت رسالت کو ایذا پہونچائی اور قتل کیا ان باتون کے ذکر کرنے والے چونکہ براہ دلسوزی و اظہار امر حق ذکر کرتے ہین وہ مستحق ثواب عظیم کے ہین۔ اگر اہلسنت کا یہ قول درست ہو تو خدا اور رسول اور مومنین پر سخت الزامات عاید ہوتے ہین۔ یعنی قرآن مجید مین جا بجا ذکر ہی کہ یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل کو تحریف کر دیا۔ اور نیز یہ کہ ان اشقیا نے انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا طرح طرح کی ایذائین پہونچائین پس اگر بمقولہ اہل سنن درست ہو تو خدا اور رسول صلعم اور جبرئیل اور نیز سب قرآن پڑھنے والون پر یہ الزام عاید ہو کہ انھون نے توریت اور انجیل و انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ ایسے ہزلیات اور واہیات تاویلات کی بنا اہلسنت مین حضرت معاویہ کے وقت سے شروع ہوئی ہی انھون نے بھی جب حضرت عمار بن یاسر کے قاتل کے جہنمی ہونیکی حدیث سنی تو اسی قسم کی بیہودہ تاویل کی کہ عمار کا قاتل وہ شخص ہی کہ جو اسکو لڑنے کے لئے لایا حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس اعتبار پر حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کی قاتل وحشی ملعون اور ہندہ ملعونہ نہین ہین بلکہ نعوذ باللہ رسول صلعم

اُنکے قاتل ٹھہرے پس ایسی تاویلات واہیات کا مردود ہونا صریحًا ظاہر اور روشن ہے۔ ہم اکثر حضرات اہل السنن کو مجالس عزا سید الشہدا پر یہی بیہودہ الزام توہین دیتے ہوئے سنتے تھے اور تعجب ہوتا تھا کہ کیا یہ لوگ ایسے کم سمجھ ہین کہ ذکر مصائب اہلبیت کو واقعی اپنے دلون مین توہین خیال کرتے ہین لیکن یہ امر اب کھلا کہ وہ لوگ ایسے توبیوقوف بھی نہین ہین کہ ذکر مصائب کو توہین سمجھین اصلیت فقط یہی ہی کہ ان حضرات کو دشمنان اور قاتلان اہلبیت پیغمبر سے ایک قسم کی خصوصیت اور حسن عقیدت ہی اس بیجا الزام توہین کے لگانے سے مطلب اُنکا فقط یہ ہی کہ شیعہ لوگ بخوف توہین اس ذکر ظلم وستم اعدا دین کو چھوڑ دین اور دشمنان اہلبیت کی تفضیح نہ کرے کیونکہ جب کوئی مومن دیندار ان حالات ظلم وستم کو سنیگا تو ضرور حمیت اسلام کو جوش ہو گا اور اہلبیت اطہار کے قاتلون ایذا دہندون پر لعنت ونفرین کریگا اور جبکہ شیعہ اس ذکر کو توہین کے شبہ سے بیان نہ کرینگے تو اعدا اہلبیت لعنت ونفرین سے بچینگے اور عوام اُنکی طرف سے بدعقیدہ اور بدگمان نہ ہونگے۔ لیکن یہ خیال حضرات اہل السنن خالات سے ہی جن مصیبت عظمی پر زمین وآسمان اور جن وحیوان تک روئے ہین اسکا ذکر تاقیام قیامت صفحۂ دنیا سے محو ہو گا مروانیون نے بہت کچھ تدابیر اس ذکر کے بند ہونیکی کی ہین اور یہ دھوکہ توہین کا درحقیقت اُنھین کا نکالا ہوا ہی علما اور قضات اُنکے وقت کے جو بہرطور تابع فرمان اُنکے تھے اُنکے حکم سے لوگون کو ذکر اہلبیت اطہار کی کرنے سے اسی تاویل کے ساتھ مانع ہوتے تھے اور کہتے تھے

کہ اس ذکر سے اہلبیت پیغمبر کی توہین ہوتی ہی چونکہ اُس زمانہ سے لیکر اتبک نسلاً بعد نسل بتواتر وہی عقاید اہلسنت مین چلے آرہے ہین جو لوگ عقل سے بہرہ رکھتے ہین وہ ایسے فاسد عقاید کو اپنے دلون مین جگہ نہین دیتے اور سمجھ جاتے ہین کہ اگر ہمارے پیشواؤن یا بزرگون نے ایسی تاویلات اُس زمانہ مین لوگون کے روبرو بیان کئے ہین تو مجبوری کیحالت مین بحکم خلفاء امویہ بیان کئے ہین اب ہمکو اُن باتونکی پیروی کرنا کیا ضرور ہی لیکن احمق اور جہلا اُن ہزلیات کو آیات و حدیث سے بھی زیادہ معتبر جانکر اب تک مصر ہین اور چونکہ اہلبیت رسالت کیطرف سے اُنکے دلونمین سخت غبار ہی اسلئے اُنکے قاتلون اور دشمنون سے خصوصیت بھی رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم ہی کوشش کرکے اس ذکر خیر کو بند کرین بقول شخصے پدر اگر نتواند پسر تمام کند۔ پس اگر کتب شیعہ مین یہ ذکر ہو کہ فلان فلان اشقیاء امت نے آیات قرآنی کو بدل دیا یا حروف یا الفاظ مین تحریف کی یا مواقع آیات کو بدل دیا۔ یا بعض آیات نکال ڈالین تو یہ ہرگز توہین کلام پاک کی نہین ہی نہ بالغ تمسک ہی کیونکہ کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہین ہی کہ اُس تحریف و تبدیل سے تحلیل محرمات ہوئی ہی یا فرائض و واجبات نکل گئے ہین جن جن مقامات مین الفاظ کی تبدیلی یا آیات کی جگہ تبدیل ہوئی ہی یا قرآن مین کمی ہوئی ہی اُسکی بابت شیعہ اور سنی دونون متفق ہین اصول کافی یا صافی کو عبرت کی نگاہ سے دیکھکر کیا لوگے خود قرآن مجید کو ذرا عبرت کی نگاہ سے دیکھو کہ تحریف و تبدیل کرنے والون پر کیسی کیسی سخت عذاب کی تہدید کی گئی ہے۔

تفصیل اُن آیات و الفاظ کی جنکی تبدیل و تحریف کی اہلسنت قائل ہین

حضرات اہلسنت خود بھی تحریف و تبدیل و تنسیخ آیات و الفاظ کے قائل
ہین اور دو چار الفاظ و آیات کی تحریف کی ہی قائل نہین ہین بلکہ ہر سورہ
مین چند مقامات پر تحریف و تبدیل کے قائل ہین بطور مثال چند نمونے
تحریر کرتا ہون ۔

دیکھو آیت قرآنی واتخذ وا من مقام ابراھیم مصلی ۔ یعنی پکڑو تم
مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرآن موجودہ مین واتخذ و ابصیغہ امر ہی اور
حفص واتخذ وا بصیغہ ماضی پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ پکڑا
اُنھون نے یعنی کافرون نے مقام ابراہیم کو جائے نماز ۔

آیت دوم خیر مما یجمعون قرآن موجودہ مین درج ہی اور حفص یجمعون بصیغہ
غائب پڑھتا ہی جس سے معنی اسطرح بدل گئے کہ جو آیت متعلق کافرون
کے تھی وہ مسلمانون سے متعلق ہو گئی ۔

آیت سیوم ۔ ولا تقربوا ھن حتی یطھرن یعنی محیض کے پاس
نجاؤ جب تک کہ وہ غسل کرے حفص یطھرن بسکون تا و ضم ہا
پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ محیض کے پاس نجاؤ جب تک دم منقطع
ہو ۔ خواہ غسل کرے یا نکرے ۔ امام اعظم صاحب نے اسی قرأت
حفص پر فتوے دیا ہے ۔

آیت چہارم ۔ حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی ۔ کی

نسبت اکثر صحابہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول خدا صلعم کے زمانہ مین بجائے وسطی والعصر پڑھا ہے۔

آیت پنجم۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل الخ کی نسبت ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ عہد رسول صلعم مین اس آیت کو ابن مسعود یون پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل الخ

ذکر آیات منسوخہ

تفاسیر معتبرہ اہلسنت کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ صدہا آیات کے نسبت لکھا ہے کہ آیت اور یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ منجملہ انکے چند روایات بطور نمونہ درج کی جاتی ہین۔

آیت (۱) سورۂ بقر مین وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کی نسبت تفسیر حسینی مین ہے این حکم در ابتدا اسلام بودہ بعد ازان منسوخ شد حالانکہ کسی آیت ناسخ کا مذکور نہین۔

آیت نمبر (۲) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اس آیہ کی نسبت درج ہے این حکم بآیہ سیف منسوخ ست۔

آیہ نمبر (۳) یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ اسکی نسبت لکھا ہے ہنوز دران وقت قتال در ماہ حرام حرام بود وحرمت آن بآیۃ السیف منسوخ گشت۔

آیت نمبر (۴) یا ایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی
فاکتبوہ منسوخ ہوگئی۔

آیت نمبر (۵) وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔
میگویند کہ بآیت لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا منسوخ ست

علاوہ انکے صدہا احکام کی نسبت کہا گیا ہے کہ منسوخ ہوگئی ہین یہانتک
کہ سورہ قل یا ایھا الکافرون ساری ہی منسوخ کہتے ہین۔

تبدیل مواقع آیات

یہ امر بدیہی ہی کوئی حاجت ثبوت کی نہین تمام سورہ قرآن خلط ملط ہو رہے
ہین دیکھو مدنی سورتین قرآن مین مقدم ہین اور مکی سورتین موخر ہین۔
ایسا ہی حال آیات کا ہی کہ زید ابن ثابت نے جہان چاہا جس آیت کو
درج کردیا۔ مشکوۃ شریف کی کتاب فضائل القرآن کو دیکھو روایت
زید بن ثابت وانس کہ بزمانہ جنگ یمامہ مجکو ابو بکرؓ و عمرؓ نے بلاکر قرآن
کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مین نے ہڈیون اور سفید پتھرون سے مختلف
آیات تلاش کرکے جمع کین اور فلان آیت فلان انصاری سے ملی اور
سورہ برات کے پچھلے اوراق لقد جاءکم رسول من انفسکم سے
لیکر آخر سورہ تک دستیاب ہوئے پھر ابو بکر کو ملے اونہون نے عمرؓ کو
دیے عمر نے حفصہ کو دیے حفصہ سے عثمان سے طلب کرکے زید بن
ثابت انصاری اور ابن زبیر وغیرہ قریشیون کو انکے لکھنے کا حکم دیا
تا آخر حدیث مرویہ انس بن مالک۔

ان ہر دو روایات زید وانس سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ عہد خلفا ثلثہ مین دو مرتبہ قرآن جمع ہوا اور دونون مرتبہ زید بن ثابت مہتمم اس کام کا رہا۔

حضرات اہلسنت کو جو حضرت عثمان کی نسبت دعوی جامع القرآن ہونیکا تھا وہ غلط نکلا اُنھون نے زید بن ثابت اور عبداللہ ابن زبیر اور دو اور شخصون کو جمع و ترتیب قرآن کا حکم دیدیا اور اُنھون نے وہ اوراق جو حفصہ سے منگائے گئے تھے درج قرآن کرکے ہر طرف مصاحف روانہ کئے اور قرآن سابقہ تمام ممالک سے حضرت عثمان نے منگوا کر جلوا دیے یا پھڑوا دیئے۔

زید بن ثابت قوم انصار باشندہ مدینہ تھا اور قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا علم قرآن کی تکمیل زید کی نسبت ثابت نہین عالم قرآن بعد نبی صلعم فقط علی مرتضی تھے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ باب تاسع مین بذیل حدیث اربعون روایت لکھتے ہین۔ وفی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض موتہ کن اوکن اسثم اخذ بید علی فرفعہا فقال هذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یرد علی الحوض

یعنی یہ حدیث پیغمبر خدا صلعم نے اپنے مرض الموت مین فرمائی اور بعد نقل حدیث تمسک ثقلین کے لکھا کہ بعد اسکے حضرت علی کو ہاتھ سے پکڑکر بلند کیا اور فرمایا یہ علی قرآن کے ساتھ ہی اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون ودیکھواسی بات کی فصل رابعہ مین یہ روایت درج ہی۔

واخرج ابن سعد عنه علیہ السلام قال واللہ مانزلت اٰیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا۔

یعنی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم بخدا کوئی آیت ایسی نازل نہین ہوئی کہ جسکی بابت مجکو علم نہو کہ کس معاملہ مین کہان کس پر نازل ہوئی بتحقیق میرے رب نے مجکو قلب عقول اور لسان ناطق عطا فرمائی ہے۔

دوسری روایت یہ ہے۔ واخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ یعنی فرمایا حضرت امیر نے کہ سوال کرو اور پوچھو مجھسے بابت کتاب اللہ کے پس بتحقیق کہ کوئی آیت نہین ہے کہ مین اُسکو اچھی طرح نہ پہچانتا ہون کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو برابر ہموار زمین پر اُتری یا پہاڑ پر ان روایات کے مضمون سے یہ امر تو ظاہر ہوگیا کہ اُمت محمدی مین عالم قرآن کہ جس سے علم قرآن امت کو حاصل کرنا چاہیے فقط علی مرتضیٰ تھے وہی حضرت حافظ اور ماہر کلام اللہ تھے زید بن ثابت نے بڑی سخت غلطی بلکہ نادانی کی کہ غیر لوگون سے پوچھکر پوچھکر اور ہڈیون اور صفحات سنگ سے متفرق آیات تلاش کرکے قرآن کو جمع کیا اور اُس عالم و حافظ اور جامع القرآن سے حاصل نکیا۔ اول تو خلفا کی سخت غلطی تھی کہ زید کو

حکم جمع کرنے قرآن کا دیا کیون حضرت علی مرتضیٰ سے قرآن کو حاصل نکیا۔
اس عدم حصول قرآن کے دو احتمال ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جسطرح زید سے
قرآن جمع کرنیکو شیخین نے کہا اسیطرح حضرت علی سے بھی کہا ہو اور حضرت علی نے
جمع کرنے سے انکار کیا ہو۔ یا یہ کہ حضرت علی نے قرآن کو جمع کیا ہو اور صحابہ
نے براہِ حسد اُسکو قبول نہ کیا ہو۔ پس کتب معتبرہ اہلسنت سے ظاہر ہے کہ حضرت
امیرؑ نے بغیر کسیکے استدعا کی فوراً بعد وفات پیغمبر خدا صلعم قرآن کو مرتب اور
جمع کر دیا اور ایسی کوشش سے جمع کیا کہ تا انفراغ ردا بھی دوش پر نہ ڈالی
جیسا کہ صواعق محرقہ کی اسی فصل مین مرقوم ہے۔

واخرج ابن ابی داؤد عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ
صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابی بکر فقال اکرہت امارتی
فقال لا ولکن الیت لا ارتدی بردائی الا الی الصلوۃ حتی
اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ قال محمد ابن سیرین
لو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ العلم۔

یعنی راویت کی ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے کہ کہا اُسنے کہ جب وفات
ہوئی رسول صلعم کی اور حضرت علی نے بیعت ابو بکر مین درنگ کیا تو ملاقات کی
ابو بکر نے علی مرتضیٰ سے اور کہا کہ کیا تم میری امارت کو مکروہ رکھتے ہو فرمایا نہین
ولیکن مین نے حلف کیا ہی کہ ردا بھی دوش پر نہ ڈالون الا بوقت نماز تا آنکہ
قرآن کو جمع نہ کر لون۔ پس زعم کیا ہے اونہون نے کہ حضرت علی نے قرآن مجید کو
بروئے سلسلہ تنزیل لکھا۔ محمد سیرین کہتے ہین کہ اگر کتاب اللہ مرتبہ علی مرتضیٰ

باقی رہتی تو اُس سے بڑا علم حاصل ہوتا ۔

اس روایت سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ علی مرتضی نے بعد وفات نبی صلعم عمدہ ترتیب سی قرآنکو جمع کردیا پھر اہل انصاف غور فرماوین کہ خلفاء صاحبان کو کیا ضرورت تھی کہ اسکے بعد زید ثابت سی بطور خود متفرق پرچے تلاش کرا کر اکثر ایسا مصحف تیار کرایا کہ جو خلاف ترتیب تنزیل کے ہی یعنی بڑی بڑی سورتین اول اور چھوٹی چھوٹی آخر مین لکھدین جامع کا علم تو اسی سے ظاہر ہے کہ ترتیب مین فقط چھوٹی بڑی سورتون کا لحاظ کیا گیا اور مضمون یا سلسلہ تنزیل سے تعلق ہی نہین رکھا پس اصل قرآن کا حامل قرآن سی حاصل نکرنا سب سے بڑی توہین قرآن کی ہی اور نیز قرآن کی سورتون کو سلسلہ تنزیل سے متفرق کرکے مختلف کردینا اور آیات قرآنی کو پس وپیش کردینا خود ملاحظہ قرآن سے ظاہر ہی ۔ دیکھو سبکا اتفاق ہی کہ اول سورہ اقرا نازل ہوئی قرآن مین سورہ بقر اول درج ہی ۔ آیت الیوم اکملت الخ ۔ آخر ایام حیات پیغمبر خدا صلعم مین نازل ہوئے جو اوایل قرآن مین درج ہے ۔

آیۂ تطہیر خود گواہی دے رہی ہی کہ اُسکو اسپنے موقع سے جدا کرکے درمیان اُن آیات کے لکھدیا ہی جو عورتون کے باب مین ہین اس آیت سے پہلی اور پچھلی آیات کو دیکھو تو مونث کی ضمیرین موجود ہین اور اس آیت درمیانی مین ضمائر مذکر درج ہین ۔

ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو دیکھلو کہ اسکے اگلے

اور پچھلی آیات ایک ہی معاملہ میں ہیں اور یہ آیت درمیان میں صاف غلطی پر نظر آرہی ہے۔
اب ہم کہتے ہیں کہ اگر شیعہ اس بات کو کہتے ہیں کہ قرآن موجودہ میں آیات منسوخہ بھی ہیں اور اکثر الفاظ متبدل و تحریف ہوگئے ہیں اور اکثر آیات کے مواقع بدل گئے ہیں تو یہ توہین نہیں ہے بلکہ اظہار امر واقعی کا ہے جسکو تمام اہلسنت بھی اپنی تفاسیر میں قبول کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا پس ایسا کہنے یا قبول کرنے سے مخالفت تمسک ثابت نہیں ہوسکتی نہ اس امر کے فقط اقرار سے اہلسنت پر بھی الزام توہین کا آتا ہے گو تبدیل و تحریف کرنے والے مرتکب توہین کے ہوئے ہوں۔
لیکن واقعی توہین کلام پاک کی یا مخالفت تمسک قرآن یہ ہے کہ فلاں حکم قرآن میں نازل ہوا اور اسکو نہ مانا یا اُسکی مخالفت کی یا اوسکی تعمیل کرنے سے لوگوں کو روک دیا یا اپنے حکم سے اُس حکم الٰہی کو منسوخ کردیا۔ پس یہ بات جس شخص یا جس فرقے کی نسبت ثابت ہو یا جو فرقہ متبع اُس شخص یا اُس جماعت کا ہو اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ وہ قرآن پاک کی توہین کرنے والے اور غیر متمسک بہ قرآن ہیں اور وہی شخص یا جماعت یا فرقہ بہ شہادت حدیث ثقلین ضال اور گمراہ اور ناری سمجھا جائیگا۔
اہل انصاف جو مذہب حق کی جستجو کرنا چاہتے ہیں وہ تحقیق کریں کہ منجملہ فرقات شیعہ و سنی یا پیشوایان ہر دو فرقات کے کون لوگ ہیں جو

صریحاً آیات کلام الٰہی و احکام ربانی کی مخالفت کر کے اُنکے برخلاف فتویٰ دیتے ہیں اور اپنے قول یا رائے یا اجتہاد سے نصوص و احکام الٰہی کو منسوخ اور معطل اور کالعدم قرار دیتے ہیں۔

جہانتک تحقیقات کیجائیگی ثابت ہوگا کہ اہل تشیع اور اُنکے پیشوا کسی آیت قرآنی کے مخالف نہیں ہیں نہ کسی حکم کو اپنی رای اور اجتہاد سے منسوخ و معطل و کالعدم قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرات اہلسنت کے پیشوایان نے بہت سی آیات قرآنی و احکام ربانی کی مخالفت کی ہے اور اپنی رائے سے اُنکو منسوخ اور باطل کر دیا ہے اور اب بھی حضرات اہلسنت بمقابلہ آیات ربانی اُنھیں پیشوایان مخالف قرآن کی رائے اور اور اجتہاد پر برخلاف قرآن عمل کرتے ہیں۔

اثبات مخالفت آیات قرآنی و اجتہاد بمقابلہ نص نسبت پیشوایان حضرات اہلسنت و اتباع اہلسنت برائے اجتہاد پیشوایان بہ مخالفت قرآن

اگرچہ مخالفت احکام الٰہی حضرات اہلسنت و پیشوایان اہلسنت سے اس درجہ واقع ہوئی ہے کہ اُسکے ذکر میں ایک مبسوط کتاب مرتب ہو لیکن بوجہ فقدان فرصت و بخوف تطویل بے محل اس موقعہ پر بنہایت اختصار کے ساتھ محض بطور نمونہ و نظیر کچھ گذارش کرتا ہوں۔

واضح ہو کہ بملاحظہ کتب حدیث و تفسیر اہلسنت پایا جاتا ہے کہ جو مخالفت

احکام قرآنی مخالفین ثقلین سے واقع ہوئی وہ دو قسم کی ہی۔
اول یہ کہ پیشوایان اہلسنت یعنی خلفا و صحابہ نے بذات خود احکام مخصوصہ کی مخالفت کی دوسرے یہ کہ خود بھی پیشوایان مذکور نے مخالفت کی اور احکام الہی کو باطل کیا اور اپنے اشیاع و اتباع کو بھی مخالفت احکام الہی کا حکم دیا اور ابتک فرقہ سنت و جماعت مین اُن پیشوایان کے قول مخالف قرآن پر عمل ہے اور آیات قرآنی کو بمقابلہ قول مخالفین ثقلین بے وقعت سمجھ کر متروک العمل کرتے ہین۔ اور اس بحث کو ہم دو فصل جداگانہ بیان کرتے ہین۔

فصل اوّل دربیان مخالفت احکام الہی نسبت خلفار و غیرہم بالخصوص

اگرچہ خلفار ثلثہ و دیگر اجلہ اصحاب سے صدہا احکام و آیات الہی کی مخالفت سرزد ہوئی ہی اور اُن سب مخالفتون کا پتہ کتب اہلسنت سے برابر ملتا ہی لیکن چونکہ میری نظر اختصار پر ہی اسلیئے چند آیات و احکام قرآنی بطور نمونہ فقط یادداشت زبانی سے عرض کرتا ہون بغور توجہ ہو۔

آیت اول فقاتلوا فی سبیل اللہ ہی اسکی مخالفت خلفار ثلثہ سے ایسی واقع ہوئی سب پر روشن ہی۔ غزوہ بدر مین ہر سہ حضرات کسی کافر سے نہ لڑے غزوہ احد مین رسول خدا کو نرغۂ اعدا مین تنہا چھوڑکر مفرور ہوگئے غزوہ احزاب مین بھی کسی کافر کا مقابلہ نکیا بلکہ تین مرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو عمرو بن عبدود سے لڑنے کو فرمایا لیکن حضرت عمر نے انکار محض کیا۔ جنگ خیبر مین شیخین بخوف مرحب یہودی تین بار فرار ہوے۔ غزوہ

حنین میں ہرسہ اصحاب مفرور ہوئے باوجودیکہ تحت الشجر بیعت اس امر کی کرچکے تھے کہ ہم مارینگے اور مرینگے رسولخدا کا ساتھ نہ چھوڑینگے - بوقت آخر حیات رسولخدا صلعم نے ہرسہ اصحاب کو بہ تحت اسامہ بن زید جنگ پر مامور فرمایا مگر کوئی گھر سے باہر نہ نکلا -

آیت دوم النبی اولی بالمومنین من انفسهم - یعنی مومن وہ ہی جو نبی صلعم کو اپنے نفس سے عزیز اور اولی جانتا ہو - برخلاف اس آیت کے حضرت یار غار نبی صلعم کی جان کا کچھ خیال نکرکے اپنی جان کے لئے غار میں مصروف گریہ تھے اسیطرح جنگ بدر میں عریش کے اندر چھپے بیٹھے تھے اور جنگ احد میں معہ حضرت عمر نبی صلعم کو میدان جنگ میں نرغہ اعدا کے اندر گھرا ہوا چھوڑ کر ایک غار میں جا چھپے - اور اسیطرح جنگ حنین میں رسولخدا صلعم کو اکیلا چھوڑ کر اصحاب ثلثہ بھاگ گئے -

آیت سوم لقد صدق الله رسوله الرویا بالحق الخ - رسول خدا صلعم نے خواب میں مکہ معظمہ کا فتح ہوجانا دیکھا اور لوگون سے ذکر خواب کا کردیا لیکن وقت فتح کا بیان نہ فرمایا - اسکے بعد مکہ پر فوج کشی کی اور پھر بنا بر مصلحت عظیم صلح کرلی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہی حضرت عمر نے نبی صلعم پر اعتراض کیا اور نبی صلعم کے خواب بلکہ نبوت کو جھوٹا جانا نبی صلعم نے ہرچند فہمائش کی اور ارشاد فرمایا کہ مین نے تمسے یہ کب کہا تھا کہ اسسال ہی مکہ فتح ہوگا لیکن حضرت عمر کے خیال میں کوئی بات بھی نہ آئی اور انکے دل کا شک باوجود تصدیق خدا و رسول کے زائل نہوا

جیسا کہ کتب سیرمین مذکور ہی کہ حضرت عمر رح بعد فہمائش رسول علیہ السلام ویسی ہی شک اور شبہہ سے بھرے ہوئے حضرت ابوبکر کی پاس آئی اور وہی شکوک بیان کئے جو حضرت رسولخدا کے روبرو بیان کئے تھے۔

آیت چہارم انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون باجماع مفسرین اہلسنت یہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوئی ہی اور مطلب اسکا یہ ہی کہ تمام مسلمانون سے خداتعالی یون خطاب کرتا ہی کہ تمھارے ولی صرف تین ہین خدا اور رسول اور علی بن ابیطالب لیکن خلفاء ثلثہ اور دیگر صحابہ نے مطلق اس آیت کی تعمیل نہین کی خود ولی مومنان بن گئے اور ولی برحق کے ولایت کے منکر ہوگئے۔ اور اکابر علماء اہلسنت اس امر کے قائل ہوئے ہین کہ صحابہ حکم ولایت علی مرتضی سے انحرافی اور مخالفت کی جیسا کہ ابو عبداللہ مرزبانی کہ اجلہ علماء اہل تسنن سے ہین اپنی کتاب مرقات الشعر مین ابوسعید خدری سے روایت لکھتے ہین۔ وعن ابی ھارون العبدی قال فسمعت ابوسعید الخدری یقول امر الناس بخمس فعملوا باربع وترکوا واحدۃ فقال لہ رجل یا اباسعید ما ھذہ الاربع التی عملوا بھا قال الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج قال فما الواحدۃ التی ترکوھا قال ولایت علی ابن ابی طالب وقال وانھا مفترضۃ معین قال نعم۔ الی آخرہ۔ مطلب اسکا یہ ہی کہ ابوسعید خدری نے یہ کہا کہ لوگون پر پانچ چیزین فرض ہوئین جنمین سے

چار پر عمل کیا اور ایک حکم کو ترک کر دیا۔ ایک شخص نے اسکی تفصیل پوچھی
تو ابو سعید نے کہا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ چار حکموں پر لوگوں نے عمل کیا اور
پانچویں حکم ولایت علی ابن ابیطالب کو ترک کر دیا۔ سائل نے پوچھا کہ کیا
ولایت علی ابن ابی طالب بھی مفترض تھے تو ابوسعید نے کہا کہ ہاں۔ تا آخر روایت
آیت پنجم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ۔
آیت ششم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ
باعتراف اکابر علمائے اہلسنت یہ ہر دو آیات یوم غدیر خم میں نازل ہوئیں
اوّل آیت نمبر ۵ اور بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے آیت نمبر ۶۔
دیکھو تفسیر ثعلبی بحث آیت یا ایہا الرسول بلغ و آئیہ سأل سائل
بعذاب واقع اور دیکھو اسمین قصہ حارث ابن نعمان کا کہ وہ شخص
شک لایا ان آیات پر اور واقعہ خم غدیر کو فقط رسول خدا کیطرف سے
برعایت قرابت سمجھا اور نہایت شقاوت قلبی سے یہ دعا کی کہ اگر ولایت
علی مرتضیٰ خدا کے حکم سے ہوئی ہو تو اس مردود پر آسمان سے پتھر برسے
چنانچہ اس لفظ کے کہتے ہی اس ملعون پر آسمان سے پتھر گرا اور راہی
جہنم ہوا اور ملاحظہ فرماؤ مناقب خوارزمی کو کہ مرفوعاً الی ابوسعید خدری
اور مناقب ابن المغازلی کو ہو کہ اسیطرح مرفوعاً ابوہریرہ سے اور دیکھو
تاریخ بغداد خطیب کو اور مناقب ابن مردویہ کو کہ ان سب میں یہ عبارت ہے
بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے ثم لم تیفرقا حتی نزلت ہذہ
الایتہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ فقال النبی اللہ اکبر علے

اکمال الدین و اتمام النعمت و رضی الرب برسالتی والولایت بعلی ثم قال اللّٰھم وال والاہ الی آخرہ۔ اور انکار و مخالفت صحابہ ولایت علی مرتضیٰ سے بذیل آیت چہارم مذکور ہو چکا۔

آیت ہفتم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس آیت کی روسے عترت پیغمبر صلعم کی محبت اُمت محمدی پر فرض ہوئی مگر اس فریضہ کو صحابہ مین سے بہت تھوڑے لوگ ادا کرسکے خصوصاً شیخین سے برخلافی اس حکم کے نہایت شہرت و اعلان کے ساتھ سرزد ہوئی حتی کہ بضعہ پیغمبر صلعم کو اُنکے آخری ایام حیات مین ایسا آزردہ کیا کہ اُنکو یہ وصیت کرنی پڑی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر بھی نہ آوین ایسا ہی حضرت مرتضیٰ کے حقوق کو تلف کیا اوائل ایام بیعت خلیفہ اول مین طرح طرح کی ایذائین اور دھمکیان دیگئین خلیفۂ اول نے اپنی وفات کے وقت حق مرتضوی کو تلف کرنے کے لئے حضرت عمر کو ولیعہد کیا اور حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت بنا بر حق تلفی حضرت علی کی امر خلافت کو شورے سے متعلق کیا اور باطن مین گویا تدبیر قتل حضرت علی کی نکالی تھی چنانچہ خود جناب حیدر کرار نے فرمایا کہ عمر ابن الخطاب نے یہ سوچ لیا تھا کہ عبد الرحمن بن عوف بھائی و داماد عثمان ابن عفان کا ہی اور سعد اُسکا ابن عم ہی بہر حال یہ ایک طرف ہونگے اور میری طرف بزعم اُسکے غایت درجہ یہ تھا کہ زبیر ابن عوام ہوا اسلئے اُسنے یہ قید لگائی تھی کہ جسطرف عبد الرحمن ہو اُسکو ترجیح ہوگی اور فریق ثانی کی طرف بھی اگر تین رائے ہو جاوین وہ قتل کر دیا جاوے۔ علاوہ

اصحاب ثلثہ کے حضرات اہل تسنن کے خلفا [illegible] نے
جو کچھ تعمیل اس حکم کی ہے محتاج بیان نہین ۔

آیت ہشتم ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اس آیت کے بموجب
جمیع صحابہ اور مسلمانون کو ہدایت کے گئے کہ نبی صلعم کے حضور مین آواز بلند مت
بولو ۔ صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب سیر و احادیث مین [illegible]
و قلم دوات مفصلاً مرقوم ہے کہ حضرت عمر اور اُنکے [illegible] نے نبی صلعم کے
روبرو بلکہ نبی صلعم کے فرمانے پر اسقدر شور و غل کیا کہ مجبور نبی صلعم کو کہنا پڑا
کہ میرے پاس سے نکل جاؤ کہ پیغمبر کی حضور مین ایسا شور و غل [illegible]

آیت نہم شروع پارہ واعلموا در بارہ خمس از اموال غنیمت ۔

آیت دہم سورہ حشر در باب اموال فی ۔

ان آیات کا صاف مفہوم یہ ہے کہ خمس اور فی سے خدا اور رسول اور اہلبیت
پیغمبر حقدار ہین اور خلفا وغیرہ جمیع اغنیا کا تصرف اُسپر حرام کیا گیا اور سورہ
حشر مین صاف حکم ہوا کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم لیکن خلفائے ثلثہ
نے اہلبیت پیغمبر کو اس سے محروم کرکے خود تصرف کیا حالانکہ اُنپر تصرف
مال خمس اور فی حرام تھا ۔ اور خلیفہ ثالث نے تو یہانتک خدا کی عدول حکمی
کی کہ خمس افریقیہ جو ایک لاکھ دینار کی مالیت تھا دشمن خدا و رسول کو بخشدیا
یعنی مروان اپنے داماد کو بخشدیا جسکی صورت بھی رسول خدا کو دیکھنا گوارا نہ تھی
اور مدینہ منورہ سے مروان مذکور کو مع اسکے باپ حکم کے دیس نکالا دیدیا تھا اور
ابد واپس آنے کی سخت ممانعت کی تھی ۔ حضرت عثمان نے اسکا بدلہ [illegible]

لینے کے لئے اُنکے پیارے دوست ابوذر کو دیس نکالا دیا۔

آیت یازدہم۔ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ یعنی آیت بیعت تحت شجرہ جسمیں حکم ہوا کہ جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا اپنی جان پر ظلم توڑیگا اور اجلہ اصحاب نے حنین کے مقام پر اس بیعت کو توڑ دیا اور رسول خدا کو تنہا چھوڑکر فرار ہوگئے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ ان مفرورون کو یا اصحاب السمرہ کہکر آواز دو۔ اور سمرہ وہ درخت تھا جسکے نیچے بیٹھکر رسول خدا صلعم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی۔

آیت دوازدہم۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم۔ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ صحابی کو بیگناہ قتل کیا۔ صواعق محرقہ سے ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایک مسلمان کو آگ میں جلوا دیا عبد اللہ ابن عمر نے ہرمزان کو اور ابولولو کی دو دختران کو بے گناہ قتل کیا۔

آیت سیزدہم۔ آیت قصاص خلیفہ اول و دوم نے خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص نہ لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنے پر حد ماری ہرمزان اور ابولولو کی دختران کا قصاص خلیفہ ثالث نے نہین لیا۔ ان بیگناہون کا خون اب تک زیر زمین فریاد کر رہا ہی۔ خلیفہ اول نے سارق کا دست چپ کٹوا خلیفہ دوم نے رجم حاملہ اور قصاص مجنون کا فتوی دیا خلیفہ سوم نے ایک سا ... رجم ہی کروڈالا۔

آیت چہاردہم۔ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین

حضرت عثمان رضہ نے ایک لاکھ دینار مروان کو بلا کسی استحقاق کے انعام دیا۔ شیخ ابن حجر مکی صواعق میں حضرت عثمان کا الزام رفع کرنے کو لکھتے ہیں کہ فتح افریقیہ کی سب سے پہلے خبر مروان نے دی تھی اسلئے اُسکو تمام خمس افریقہ جو ایک لاکھ اشرفی کی غنیمت کا تھا صلہ خوشخبری میں بخشدیا۔ انعام بلاشبہ اسراف ہی اور اسراف بھی کیسا کہ خبر کے ملک میں یعنی خمس خلیفہ صاحب کی ملک نہ تھا اگر اپنا گھر بخشدیتے تو البتہ فعل فقط داخل سراف ہوتا لیکن جبکہ خمس غنیمت عطا فرمایا تو علاوہ اسراف کے مالکان وحقدار ان خمس کی حق تلفی اور غصب اُنکے حقوق کا ہوا۔

آیت پانزدہم۔ حکم منع اخذ زکوۃ از ثعلبہ ہی خلیفہ ثالث نے باوجود مخالفت خدا ورسول صلعم ثعلبہ سے زکوۃ لی۔

آیت شانزدہم۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ مخالفت اس آیت کی تحریر مندرجہ بالا سے بخوبی ثابت ہی یعنی پندرہ احکام الٰہی کی مخالفت تو تحریر ہو چکی اور باقی آیندہ ذکر ہوگا نبی صلعم کے احکام کی مخالفت تو ان لوگوں سے اس درجہ سرزد ہوئی کہ جسکی انتہا نہیں لیکن چونکہ یہ موقع فقط ذکر مخالفت قرآن پاک کا ہی اسلئے اس ذکر کو چھوڑ دیا فقط ناظرین کے اطمینان کے لئے ایک دو ایسی عدول حکمیوں کا ذکر بطور اختصار کرتا ہوں کہ جو زمانہ آخر حیات جناب سرور کائنات میں اصحاب سے سرزد ہوئی ہیں۔ اول مخالفت نص غدیر۔ دوم حملہ کرنا رسول خدا پر بمقام عقبہ سیوم تخلف از جیش اسامہ کی جسکی نسبت نبی صلعم نے

ارشاد فرمایا تھا کہ ان اللہ من یخلف عنہا۔ دیکھو ملل نحل عبد الکریم شہرستانی کو

چہارم مخالفت وصیت آخر رسول صلعم کی۔

پنجم حق تعالیٰ فرماتا ہے انک میت وانہم میتون وانیت افائن مات او
قتل الخ ان آیات مین صاف صاف خبر وفات نبی صلعم کی ہے مگر کتب
معتبرہ اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے بوقت وفات پیغمبر خدا صلعم
کے یہ فرمایا کہ نبی صلعم کی وفات نہوگی بلکہ مثل عیسی علیہ السلام کے
آسمان پر اٹھائے گئے اور جو کوئی یہ کہیگا کہ نبی صلعم نے وفات پائی تو مین
اسکو قتل کرونگا۔ بظاہر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ حضرت عمر کو ایسا
خیال کیون پیدا ہوا کیونکہ قرآن سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حال وفات
پیغمبر خدا سے خوب آگاہ تھے اور اسوقت مسجد نبوی مین ہی موجود تھے
جہان حضرت کے اہلبیت کے رونے پیٹنے کی آواز بھی آرہی تھی اور نبی
صلعم حجۃ الوداع سے لیکر برابر ہر خطبہ مین اپنی وفات کی خبر دیتے تھے
سوا اسکے اور کوئی امر سمجھ مین نہین آتا کہ حضرت عمر کے اس فعل مین
کوئی بڑی بھاری پولٹیکل چال تھی کیونکہ حضرت ابوبکر کے آتے ہی وہ خیال
انکا فوراً بدل گیا پس بعید نہین کہ انہون نے اسوقت حاضرین موقع کو خلافت
کے بارہ مین گفتگو کرنے سے اس تدبیر کے وسیلے سے روکا ہو۔ یہ مخالفت
قرآنی ہے جو سلطنت کے لئے تھی۔

ششم وہ ہے جو بیان مخالفات آیات قرآنی نسبت صحابہ

مجتہدین وعوام اہل سنت وجماعت

یعنی اس فصل مین ان آیات اور احکام قرآنی کا مذکور ہے جنکے مخالف
صحابہ ومجتہدین اہلسنت نے بہ پیروی نفس اجتہاد کیا اور اہل سنت
باوجود ہونے نص جلی کے صریح مخالفت کرکے تقلید مسائل اجتہادی کرتے ہین
بطور نمونہ چند آیات کا مذکور کیا جاتا ہے۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا
وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم
الی الکعبین۔ اس آیت مین صاف حکم مسح رجلین کا ہے اور آیۂ تیمم اسکی تائید مین
وارد ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ وضو مین اعضاء واجب الغسل فقط منہ اور
ہاتھ ہین جنکا تیمم مین مسح واجب ہوا اور اعضاء واجب المسح یعنی سر اور پیر تیمم
مین ترک کئے گئے مگر حضرات اہلسنت فقط بپابندی قول حضرت عمر کے
پیرون کو دھوتے ہین اور مخالفت حکم آیت کا کچھ خیال نہین کرتے جیسا کہ اوپر
مذکور ہو چکا کہ غسل قدم اور طلاق ثلث دفعتاً واحدۃً اور منع متعۃ الحج و
متعۃ النساء وغیرہ مسائل اجتہادی حضرت عمر وعبداللہ وزید سے
ہین۔ یہ بات غور کے قابل ہے کہ حضرت عمر نے پیرون پر مسح کرنے کے
تو برخلاف قرآن ممانعت کی اور موزون پر مسح کرنے کا جدید قاعدہ اپنی
طرف سے نکالا۔ بعض لوگ ناواقف جو فعل [illegible] کو طریقہ نبوی
سمجھے ہوئے ہین یہ انکی غلطی ہے بلکہ [illegible] کا نکالا ہوا ہے [illegible]
نقل ہے کہ گوڑھاؤن اور [illegible]

صفحہ ۱۳۱ - اخرج الدارقطنی عن عبد اللہ المحض - انہ سئل المسح علی الخفین فقال امسح فقد مسح عمر الخ -
آیت دوم - فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج - یعنی آیت متعۃ الحج -
آیت سوم - فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی آیت متعۃ النساء -
پیشتر عبارت ازالۃ الخفا مقصد دوم سے ثابت ہو چکا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ و متعۃ النساء و مسئلہ غسل قدم مین تمام مجتہدین اہلسنت تابع اُس تطبیق کے ہین جسکو حضرت عمر نے مقرر کیا پس مخالفت قرآنی نسبت حضرت عمر و مجتہدین اہلسنت ثابت ہی اور نیز کتب اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے اشتہار دیا کہ دو متعہ زمانہ رسولخدا اور زمانۂ ابوبکر مین جاری تھے مین اُنکو حرام کرتا ہون اس سے زیادہ مخالفت حکم قرآنی اور کیا ہو سکتی ہی اور تمام اہل سنت اب تک بمخالفت ان آیات قرآنی کے ہر دو متعہ کو حرام کہتے ہین -
آیت چہارم لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین تا الا ان تتقوا منہم تقاۃ یعنی آیت تقیہ ہر کسی سنی سے پوچھ لو برابر کہیگا کہ تقیہ حرام ہی اور کچھ خیال حکم قرآنی کا نکریگا
آیت پنجم - واتموا الصیام الی اللیل - یعنی آیت وقت افطار روزہ یہ امر ظاہر اور روشن ہی کہ گردش فلکی سے ہر چوبیس ساعت شبانہ روزی مین چار وقت مخصوص ہوتے ہین صبح دن شام رات اور خدا تعالی نے ان چار وقتون مین سے روزہ سے فقط رات کو جدا کیا ہی جسکی تشریح قرآن مین موجود پس ظاہر ہی کہ روزہ طلوع آفتاب سے غروب

آفتاب تک نہین ہی بلکہ صبح صادق سے کہ خط ابیض خط اسود پر نمایان ہوتا ہی روزہ شروع ہو جاتا ہی اور بعد شام گذرنے کے رات کے شروع ہونے پر ختم ہوتا ہی لیکن حضرات اہلسنت برخلاف حکم الٰہی غروب آفتاب پر روزہ افطار کرتے ہین۔ اور مطلق تعمیل اس آیت کی نہین کرتے بجائے تین وقت صبح دن شام کے فقط دو وقت صبح اور دن کا روزہ رکھتے ہین اور یہ اجتہاد اہلسنت کا صریحًا بمخالفت نص جلی کے ہی۔

آیت ششم قوموا للہ قانتین۔ یعنی حکم قنوت نماز مین۔

اس آیت مین صاف حکم یہ ہی کہ جب نماز پڑھو تو خدا کے روبرو عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے دعا کرو یعنی قنوت ہر نماز مین اس آیت کی رو سے فرض ہوا ہی مگر حضرات اہلسنت کے مجتہدین نے اس آیت کو منسوخ کر ڈالا اور نماز فریضہ مین ہرگز قنوت نہین پڑھتے حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح سے یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم ہر نماز مین قنوت پڑھتے تھے۔

آیت ہفتم بسم اللہ الرحمن الرحیم باعتراف اجلہ علماء اہلسنت یہ آیہ مبارکہ سوائے سورہ برات کے ہر سورہ کے شروع پر نازل ہوا مگر مجتہدین اہلسنت نے اسکو بھی ہر سورہ سے نکالدیا اور نماز مین سورتون کے شروع پر بسم اللہ نہین پڑھتے۔ دیکھو مشکوات شریف کی کتاب القرآن کو۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم لا یعرف فصل السورۃ حتی نزل علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ ابوداؤد۔

التماس مؤلف

منشی صاحب اگر دل مین ذرہ برابر بھی انصاف فرمائین اور تعصب کو دور کردین
تو ظاہر ہو جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت قطعی مخالف قرآن پاک اور معاند
عترت صاحب لولاک ہے شیعون پر جو الزام عدم تمسک قرآن کا لگایا گیا ہے
محض افترا و بہتان ہے اگر کسیکو بر خلاف اسکے دعوی ہو تو جسطرح ہمنے مخالفت
آیات قرآنی نسبت صحابہ و مجتہدین اہلسنت ثابت کی ہے نسبت دوازدہ امام
علیہم السلام پیشوایان شیعہ و عموم اہل تشیع کے نسبت ثابت کردے ورنہ
اس عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرے ۔ اور جو الزام عدم تمسک عترت نسبت شیعون کے
قائم کیا ہے دراصل شاہ صاحب نے جہلا اہلسنت کو دھوکہ دیا ہے آپ تا حق
فریب مین آگئے ۔

قال صاحب اسرار الہدی ۔ اب سنیے تمسک عترت رسول اللہ کا حال
اگرچہ باتفاق اہل لغت عترت کے شی رشتہ دارون اور عزیزون قریب کے
ہین مگر حضرات شیعہ بعض عترت کے فضیلت کا مطلق انکار کرتے ہین بلکہ انکو
دائرہ عترت سے خارج سمجھتے ہین مثل حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم بنات
آن حضرت صلعم اور بعض کو داخل عترت نہین شمار کرتے ہین بلکہ ان
بزرگون کی شان مین ترک ادب کلمات بکتے ہین مثل حضرت عباس عم
رسول خدا و حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت اسد اللہ ۔

اقول بحول اللہ تعالی اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ حضرات اہلسنت تمسک
عترت کے معنی سے بھی آگاہ نہین ہین پھر تمسک کرنا انکا عترت سے کیونکر
خیال مین آسکتا ہے دیکھیے حضرت تمسک سے یہ معنی نہین ہین کہ نبی صلعم کے

رشتہ داروں کے نام یاد کر لیا کرے رشتہ داری رشتہ داروں سے تو کافروں کو
بھی انکار نہین لیکن بحث فقط یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو مسلمانوں کو یہ
حکم دیا کہ مین اپنے بعد تم مین اپنی عترت کو چھوڑتا ہون اُنسے تمسک کرو تا کہ گمراہ
نہو جاؤ وہ عترت کون ہین جنسے تمسک کرنے کا صحابہ کو حکم دیا اور اب منجملہ
ہر دو فرقات شیعہ و سنی کے متمسک بعترت کون ہی منشی صاحب نے جو اس
بحث مین ذکر رقیہ و ام کلثوم کا کیا ہی یہ اُنکی کم علمی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو فن تاریخ سے مطلق لگاؤ نہین افسوس ہے کہ
علمائے اہلسنت کو بھی یہانتک رشتہ داران پیغمبر سے بے تعلقی ہی کہ یہ بھی نہین
جانتے کہ کسنے کب وفات پائی جسوقت مین رسولخدا صلعم نے یہ حدیث
فرمائی رقیہ اور ام کلثوم بہت مدت پیشتر فوت ہو چکی تھین تو ظاہر ہی کہ انکا
انی تارک پیغمبر صادق نہین آسکتا نہ رسولخدا نے اُنکو اپنے بعد چھوڑا
نہ اُنسے تمسک کرنے کا حکم دیا پھر قول معترض خود لغو ہو گیا۔ اور جو کہ معترض
نے شیعون پر اعتراض کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید اہلسنت کو خاص
عترت پیغمبر کو چھوڑ کر انھین بنات متوفیات سے تمسک کرنے کا ادعا ہے
تو ثابت ہوا کہ عام اہلسنت مخالف حدیث ثقلین کے ہین ای منصف
مزاجو منشی صاحب کی نسبت تو آپ لوگ ضرور یہ کہہ سکوگے کہ بوجہ
ناواقفیت یہ اعتراض کیا گیا لیکن مولوی لطف اللہ صاحب کی
نسبت کیا فرماؤگے کہ اُنھون نے اپنی تقریظ مین منشی صاحب کے
تمام لغویات کی بڑے زور و شور سے داد دی ہے۔

اب رہی حضرت عباس اور عقیل ابن ابیطالب اُنکو کوئی شیعہ ان میں کا ... پہلے کو نبی صلعم کا چچا اور دوسرے کو ابن عم کہتے ہین باقی رہا تمسک تو اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہونگے کہ یہ دونون صاحب حضرت علی سے افضل ہین کیونکہ حضرت علی سابق الایمان و اہل بدر اور عالم ہین اور یہ دونون صاحب تو وہی ہین کہ جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ پر اسیر ہوئے تھے پس اہلسنت مین سوائے منشی صاحب کے کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جو اس بات کو پسند کرے کہ حضرت علی کو چھوڑکر حضرت عباس یا حضرت عقیل سے متمسک ہو کیونکہ تمسک کے لئے افضل ہونا ضرور ہے اور نیز ایک وقت مین ایک ہی شخص سے تمسک ہو سکتا ہی نہ کہ متعدد اشخاص سے جیسا کہ سنیون کے موضوعہ حدیث مین ہے کہ اقتدا کرو بعد میرے ابوبکر و عمر کا اور ہدایت چاہو عبد اللہ ابن مسعود سے اور جو بات وہ کہے اُسکی تصدیق کرو اور تمسک کرو عمار بن یاسر سے۔

علاوہ اسکے آنحضرت صلعم نے تو بارہا امت پر ظاہر کر دیا ہی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین میری عترت اور اہلبیت ہین جیسا کہ بوقت نزول آیہ تطہیر و آیت مباہلہ و آیت مودت ظاہر فرمایا ہی اور کسی اہل سنت کو یہ دعوی نہین کہ ان مواقع پر عباس یا عقیل شامل تھے پھر کمال تعجب ہی کہ ایسا فضول اور لغو اعتراض کیون کیا گیا۔ پس شیعہ تو یہ جواب دیسکتے ہین کہ حدیث ثقلین مین مراد آنحضرت کی عترت سے علی مرتضی اور بعد اُنکے حسنین علیہ السلام ہین جیسا کہ ... ایام مرض مین آنحضرت صلعم نے اسکو تشریح کیساتھ

بیان بھی کر دیا۔ اور اہلسنت کو شیعون پر اعتراض کا موقع نہین ہے کیونکہ اہلسنت کو حضرت علی اور حسنین کی عترت پیغمبر ہونے سے انکار نہین اگر بہ تعمیل حدیث ثقلین کوئی شخص علی مرتضیٰ سے متمسک ہوا تو اہلسنت اسپر مخالفت حدیث ثقلین کا اعتراض نہین کر سکتے لیکن اب منشی صاحب بیشتر تو اپنے پیشواؤن کی بابت جولب دین کیا اُنھون نے بہ تعمیل اس ارشاد نبوی کے کس عترت پیغمبر سے تمسک کیا اور پھر اپنی جماعت کی نسبت بیان فرماوین کہ کسکے مقلد اور کس سے متمسک ہین ۔

منشی صاحب آپنے تمام اقربا پیغمبر مین سے دو دختران مردہ اور حضرت عباس اور عقیل کو تمسک کے لئے پسند کیا مگر ہم یہانتک آپ کو مختار کرتے ہین کہ آپ اپنا اور اپنے پیشواؤن کا انسے ہی تمسک کرنا ثابت کردین۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت عباس اور زبیر تو شیخین پر تلوار کھینچتے پھرین اور باعلان تمام لعن وطعن کرین کہ حضرت علی کا حق غصب کر لیا اور حضرت عقیل بر سر منبر معاویہ پر لعن کرین اور آپ انمین سے کسیکی بھی تقلید نہ کرین اس سے تو صاف پایا گیا کہ مذہب اہلسنت صریح مخالفت اور معاند رسول خدا صلعم اور آنکے اہلبیت کا ہے ہم کہتے ہین اگر شیعون نے بعض رشتہ داران پیغمبر سے تمسک کیا اور تعمیل حکم نبوی بفضل اور سے اقرب رشتہ دار سے تمسک کیا تو کیا بیجا کیا لیکن آپ فرمائیے کہ کیا اصحاب ثلثہ یا آئمہ اربعہ کو کسیطرح داخل عترت کر سکتے ہو یا عترت پیغمبر مین سے کسی قریب یا بعید رشتہ دار سے اپنا اور اپنے پیشواؤنکا تمسک کرنا

ثابت کر سکتے ہو منشی صاحب آپ اپنا ذکر تو بعد مین کرنا لیکن بیشتر یہ فرمائیے
کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے اس حکم نبوی کو قبول کیا یا اسکی مخالفت کی
اگر اس حکم کو قبول کیا تو فرمائیے کہ ان ہر سہ اصحاب نے عترت پیغمبر کسکی
ساتھ تمسک کیا اور معاملات دینی مین کسکی پیروی اور تقلید کرگے گمراہی سے
بچے اور اگر عترت مین سے کیسکی تقلید نہین کی اور کسی سے متمسک نہین ہوئے
تو گمراہی سے بچنے کی دلیل کافی بیان فرمائی اور اگر آپ جان بچانے کے
لئے اس بات کا اقرار کرین کہ خلفاء ثلثہ نے عترت پیغمبر مین سے کسی کی
پیروی اور تقلید کی تو ارشاد ہو کہ انہین سے امام تو کون ہوا اور مقتدی و ماموم
کون تھا اور پھر ان حضرات کی خلافت و امامت کسطرح جائز و برحق رہی
جواب اسکا مفصل ارشاد ہو۔ اور اگر آپ اسکے جواب مین مبادرت نہ فرماوین
[illegible] اہل سنن پر آپکا بڑا احسان ہوگا اسلئے لازم ہی کہ آپ
مولوی لطف اللہ صاحب سے اسکا جواب لکھوائین تاکہ عوام اہل سنت
کے مقابلہ مین سند ہووے۔

اسکے بعد منشی صاحب نے حضرت علی کے اس ارشاد پر اعتراض کیا کہ میری
اہلبیت کے وہ لوگ جنپر مجھے دین خدا مین بھروسہ تھا زندہ اور باقی نہ رہے
بلکہ دو شخص جو قریب العہد بالجاہلیہ ہین باقی رہگئے یعنی عباس اور عقیل
حالانکہ ارشاد مرتضوی بہت صحیح ہی اور کسی سنی کو بھی اسمین کلام نہین کہ
کہ یہ دونون حضرات قریب العہد بالجاہلیہ تھے اور دین اسلام مین جو
مرتبہ حضرت حمزہ و جعفر طیار کا تھا انکو حاصل نہ ہوا۔

نسبت آل عباس کے جو شکایت کی ہی کہ انکو شیعہ برا جانتے ہین اور امام جعفر صادق
نے جو الفاظ بنی عباس کی شان مین فرمائے ہین انکے تحریر کرنیسے منشی صاحب کی
روح کانپتی ہی واقعی یہ کام منشی صاحب کا ہی ہی کہ حضرت علی کی شان مین خود
بے ادبی اور گستاخی کرنے سے روح نہ کانپی اور حضرت کی نسبت امامت سے خارج
ہونا مسلمانی سے باہر ہو جانا کافر غاصب ہونا تو لکھدیا مگر خلفائے بنی عباس کی
نسبت قول امام جعفر صادق کو نقل کرتے ہوئے روح کانپ گئی۔ ناظرین بانصاف
اسی عمل سے اہلسنت کے ایمان واسلام کا اندازہ کر سکتے ہین کہ فساق و فجار سے تو
ان لوگون کو کسقدر دلسوزی اور صلحا و ابرار سے کس درجہ تنفر ہی ماشاء اللہ چشم بد دور اہل ایمان
پیغمبر مین سے اگر کچھ لگاؤ ہی تو ایسے لوگون سے ہی جو صریح ائمہ اہلبیت علیہم السلام
سے منحرف تھے گویا رسولخدا سے عداوت ٹھہری یعنی رسولخدا صلعم نے دروازہ امام
کے لیئے نام بنام نص امامت فرمائی پھر ہر امام نے اپنے مابعد امام کے حق مین نص فرمائی
لیکن اہلسنت اُن پاک اور مقدس امامون کو نہ مانینگے بنی فاطمہ مین سے بھی اگر کسیکو
مانینگے تو ایسون کو کہ جنھون نے صریحا امام وقت سے انحراف کیا یا بمقابلہ امام برحق
کے جھوٹا دعویٰ امامت کا کیا یا بطمع مال و دولت دنیاوی محض خوشنودی عوام
کے لئے مذہب آبا و اجداد کرام کو چھوڑ کر تبرا سے بظاہر ناراضی ظاہر کرنے لگے۔
نسبت حضرت حسن مثنیٰ و عبد اللہ محض و محمد ملقب بہ نفس زکیہ جو لکھا ہی آپنے
بھی مؤلف نے دھوکہ کھایا ہی اور غلطی سے یہ تصور کر لیا ہی کہ یہ حضرات برخلاف اپنے
آبا و اجداد کے تبرا کو ترک کر چکے تھے مگر یہ غلط ہی اور اگرچہ سادات حسنی نے کئی پشت
تک بطمع مسندیت نص نبوی کے معنی اور مراد نہ سمجھکر بیٹے کا نام عبد اللہ اور

پوتے کا نام محمد رکھا اور ہمیشہ آئمہ علیہم السلام سے حسد بوجہ رتبۂ امامت کے کرتے رہے اور جب کبھی کسیکو موقع ملا دعویدار خلافت بلکہ مہدویت کا ہو گیا اور عوام لوگون کو اپنی اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر لعن وتبرا سے بھی ناراضمندی ظاہر کرنے لگے مگر دلون مین عقیدہ جواز لعن وتبرا کا ہی رکھتے رہے اور علی الاعلان حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلافصل کہتے تھے اور خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ناجائز اور خلاف استحقاق سمجھتے تھے۔ محمد بن عبداللہ کے جو خطوط بنام خلفاء وقت لکھے گئے اور کتب معتبرہ اہلسنت مین منقول ہین ذرا انکو پڑھکر دیکھیے۔ اگر سادات حسنی سے شیعہ اس وجہ سے ناراض ہوئے کہ انھون نے آئمہ علیہم السلام سے بغض اور حسد رکھا اور حکام وقت سے سازش کر کر انکو ہمیشہ اذیتین پہونچاہین تو کچھ بیجا نہین کیا بلکہ خدا اور رسول کی رضامندی حاصل کی لیکن حضرات اہل سنت فرمائین کہ انکو دوازدہ امام سے کیون کاوش ہی اور کیون انکے حاسدون اور معاندون سے دلسوزی ہی۔ وجہ اسکی فقط یہی ہی کہ دوازدہ امام علیہ السلام خلفاء ثلثہ سے تبرا کرتے تھے اور اہلسنت بالضرور خلفاء ثلثہ کے دوست ہین اگرچہ رسولخدا کے دشمن ہون لیکن جن لوگون سے منشی صاحب سی دلسوزی کی ہی۔ وہ سب کے سب بڑے تبرائے شیعہ تھے انمین سے فقط حضرت زید اور نفس زکیہ نے اپنی حکومت وخلافت کی بنیاد قائم کرنے اور عوام کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر یہ مشہور کردیا کہ ہم خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے اور واقع یہ لوگ اس تدبیر سے کسیقدر کامیاب بھی ہوئے اور اہلسنت نے بڑے ذوق اور شوق سے انکی متابعت بھی کی مگر انجام کار سب پر کھل گیا کہ یہ تو تبرائی

شیعہ تھے کیونکہ بموجب عقاید زیدیہ استحقاق خلافت بعد نبی صلعم کی حضرت
علی کا تھا اور نیز یہ کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ سے افضل تھے پس جبکہ وہ لوگ
حضرت علی کو افضل اور اصحاب ثلثہ کو مفضول اور بعد نبی صلعم کے مستحق خلافت
حضرت علی کو جانتے تھے تو خود تبرائے شیعہ ہوگئی گو زبان سے کسیکے سامنے
کسیکو برا نہ کہین مگر اس عقیدہ کا نتیجہ صاف یہ ہوا کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت
باطل اور ناجائز تھے اور اُنھون نے حضرت علی کا حق ظلم و ستم سے غصب کیا۔
اب رہا یہ امر کہ شیعہ اُن لوگون کو گمراہ جانتے ہین جو حضرت زید کی امامت کی
قائل ہین یہ البتہ سچ ہی کیونکہ اول تو رسول خدا صلعم نے حضرت زید کے نام پر نص
امامت نہین فرمائی بلکہ بعد حضرت امام زین العابدین کے امام محمد باقر اور بعد
اُنکے امام جعفر صادق منصوص ہین دوم امام زین العابدین نے اُنکے لئے نص
امامت نہین فرمائی پس جو لوگ اُنکو امام منصوص سمجھتے ہین بالضرور گمراہ ہین۔
لیکن حضرت زید نے کبھی دعوی امامت کا نہین کیا البتہ حکومت و سلطنت کا
دعوی رکھتے تھے اور خلفاء امویہ و عباسیہ سے باعتبار نسب و ذاتی لیاقت
کے زیادہ تر مستحق بھی تھے۔ لیکن افسوس کا یہ مقام ہی کہ اگر حضرات اہل تسنن
کو حضرت زید بن علی یا ابراہیم بن موسی یا جعفر بن علی سے بھی عقیدت ہوتی
اور بجائے دوازدہ امام علیہم السلام کے اُنھین لوگون سے تمسک کرتے اور
بجائے حنفی اور شافعی وغیرہ ہونے کے زیدیہ یا ابراہیمی یا جعفری ہوتے تو کچھ
تو تعمیل حدیث ثقلین کی ہوجاتی یہ امر تو تحقیق ہوچکا کہ حضرات اہل سنت والجماعت
ہرگز متمسک بقرآن و عترت پیغمبر نہین ہین جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہین

لیکن اگر کسیکو برخلاف اسکے ادعا ہو تو وہ تمام کتب اصول اور فقہ اہل سنت کو دیکھ جاوے اسکو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر احکام قرآنی اور مسائل عترت پیغمبر سے مخالفت ہو ایک مسئلہ بھی عترت پیغمبر سے اخذ نہین کیا گیا بلکہ قصداً اُنکے مسائل سے خلاف کرکے محض غیر لوگون سے استنباط کیا گیا ہے۔ بلکہ کمال حیاداری سے یہانتک کھول دیا ہی کہ فلان امر ہو جب مذہب علی اور اُنکے شیعون کے ہے مگر مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اس لئے ہم اتباع ابن مسعود کا کرینگے۔

شیعون کے کتب بھی موجود ہین خوب دیکھ لیجیے کہ سوائے قرآن پاک اور عترت صاحب لولاک کے کوئی مسئلہ بھی کسی غیر سے اخذ نہین کیا گیا جس حدیث کی روایت مین حوالہ معصوم کا نہین ہی اسکو قبول ہی نہین کیا اس امر مین تو اہل تشیع کے کتب کو کتب اہل تسنن سے پورا تقابل اور ضد ہی یعنی جسطرح اہل تشیع نے روایات بیحوالہ معصوم کو قبول نہین کیا ہی اسیطرح اہل تسنن نے اُن روایات کو جنمین حوالہ معصوم کا ہی قطعاً ترک کردیا ہی۔ ہر شخص جب کسیکی پیروی اور اتباع کرتا ہی ضرور اُسکے نام سے اپنے آپکو منسوب کیا کرتا ہی جیسے اہل تسنن کو کوئی حنفی کہلاتا ہے کوئی شافعی کوئی اشعری کہلاتا ہی کوئی ماتریدی۔ کسی سنی نے اپنے آپ کو کبھی حیدری یا جعفری یا حسینی یا اثنا عشری کہا ہو تو نشان دیجیے ورنہ اس بات کو قبول کیجیے کہ حضرات اہل تسنن عترت پیغمبر کے قطعی مخالف ہین اور مخالف اُنکا ممکن نہین کہ متمسک بقرآن ہو سکے۔

قولہ اور یہ بات تو بہت ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہیں ہی جو اہانت عترت سے خالی ہو۔
اقول بعونہ تعالی یہ مقولہ منشی صاحب کا اُنکی نادانی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی مراثی مین توہین نہین ہوا کرتی بلکہ مصائب کا بیان ہوتا ہی منشی صاحب
نے فقط توہین کا نام سن لیا ہی اور اُسکے معنی اور مطلب سے مطلق آگاہ
نہین ہین۔ یہ توہین کی بانگ بے ہنگام منشی صاحب کی ہی طبعزاد نہین ہے
بلکہ خلفا بنی اُمیہ اور نواصب اور معاندین اہلبیت رسالت نے اسکو
اسلئے اختراع کیا تھا کہ جو لوگ مراثی اور بیان مصائب حضرت سید الشہدا کو
سنتے ہی وہ ضرور اُنکے قاتلون اور دشمنون پر لعنت اور اُنسے تبرا کرتے تھے
اور چونکہ خلفا بنی امیہ اور دیگر نواصب نسل سے اُسی شجرۂ ملعونہ کے تھے
اُنکو سخت ناگوار گزرتا مگر بظاہر لوگون کو اس ذکر کے کرنے سے ممانعت بھی
نہین کر سکتے تھے اسلئے یہ تدبیر نکالی گئی کہ ظاہر مین اہلبیت پیغمبر سے دلسوزی
جتلا کر لوگون کو دھوکہ دین کہ اس ذکر سے توہین اہلبیت ہوتی ہی اسلئے
مرثیہ وغیرہ پڑھنا نہ چاہئیے وہ ہی عقیدہ قدیمی منشی صاحب کی بھی طبیعت
مین جاگزین ہو گیا ہی اگرچہ اصحاب فہم و فراست کے نزدیک ایسے
واہیات اور لغو اعتراضات کی کچھ وقعت نہین نہ ایسا فضول اعتراض
قابل جواب دینے کے ہی مگر اسلئے کہ شاید بعضے نادان لوگ اس وسوسہ
شیطانی مین پھنس کر ذکر مصائب اہل بیت کو توہین اہلبیت سمجھ جاوین
مختصراً اسکی بابت عرض کیا جاتا ہی
اول دیکھنا اور سمجھنا اس بات کا ضرور ہی کہ توہین کسکو کہتے ہین۔ پس

واضح ہو کہ توہین کے معنی اور اس سے مراد یہ ہے جھوٹ موٹ خلاف واقع کسی کی نسبت
ایسے امور کو منسوب کرنا جو باعث اُسکی ذلت یا خواری یا ندامت کا ہو۔ جیسے
کتب صحاح اہلسنت مین روایت ہے کہ بی بی عایشہ رض کہتی ہین کہ ایکروز
مسجد نبوی مین حبشی آکر ٹھہرے اور دف بجا کر ناچنے گانے لگے۔ اور مجھے
رسول خدا نے اپنے دوش پر سوار کر کے حبشیون کا ناچ دکھلایا۔ دوسرا
طریق توہین کا یہ ہے (خلاف طریقہ شرم و حیا کسی کی نسبت فحش بات کا
کہنا یا منسوب کرنا) جیسے کتب احادیث اہل سنت مین روایات بی بی عایشہ
مشعر بہ تشریح حالات زفاف خود کہ اسطرح ام رومان نے مجھے آراستہ کیا
اور اسطرح رسول خدا کی گود مین بٹھلایا اور رسول خدا نے میرے ساتھ یہ کیا
و دیگر روایات فحش مشعر بہ تشریح حالات حیض و نفاس و طریق مجامعت
وغیرہ یا روایات موضوعہ نسبت حالات حضرت زینب کہ رسول خدا نے
نے اونکو برہنہ دیکھا۔ یا شرح کیفیت افک حضرت عائشہ یا قصہ
ماریہ قبطیہ بر بستر حفصہ۔ یا روایات بی بی عائشہ کہ مین اور رسولخدا دونون
برہنہ ایک ظرف مین نہایا (غسل ۱۲) کرتے تھے وغیرہ وغیرہ ہزارہا روایات۔

معترض نے جو فقط ذکر مصائب مستورات اہلبیت اور ذکر اُنکی گریہ وزاری
کو توہین قرار دیا ہے یہ فقط اُنکی سمجھ کا ہی قصور نہین ہے بلکہ دیدہ و دانستہ
دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے کیونکہ حالات مصائب اہل بیت کتب مراثی
اور مقاتل مین اس سے زیادہ نہین۔

زینب خاتون اور ام کلثوم اپنے بھائی کی فرقت مین گریہ وزاری کرکے ایسے بین

کرتی تھین - اور فاطمہ کبرا اور سکینہ اپنے باپ کی یاد مین اُسطرح بلک بلک کر
روتی تھین - حضرت شہر بانو اپنے پسر کی یاد مین اس طرح پر بین کرتی تھین -
اور کفار ناہنجار نے اہلحرم کے خیمہ جلائے اسباب و زیور لوٹا چادر تک
چھین لین - اُنکو اسیر کیا شتران بے کجاوہ پر سوار کر کے شہر بشہر تشہیر کیا -
خواتین اور کنیزان کو ایک رسن مین باندھ کر دربار یزید پلید مین لائے -
معترض صاحب فرمائین کہ انمین کونسی بات دروغ ہی - اور انصاف پسند
لوگ فرماوین کہ یہ ذکر کس نیت اور کس ارادہ سے کیا جاتا ہے - تمام اہل
اسلام جانتے ہین کہ مصائب حسین اور اُنکے اہلبیت کی تکالیف اور شدائد
کو یاد کر کے رونا موجب ثواب عظیم بلکہ باعث وجوب جنت و بہشت کا ہے
جیسا کہ بطریق اہلسنت مروی ہی - من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی
وجبت لہ الجنہ - پس ثابت ہوا کہ مصائب اہل بیت کو بیان کرنا بہت
بڑا ثواب ہی اور مخالف اسکا مستحق نار ہے - اب اگر یون کہا جاوے کہ جنس
اناث کا نام لینا یا انکا حال لکھنا یا پڑھنا موجب توہین ہے تو معترض کو لازم ہی
کہ اول تو تمام حالات اناث اور اسمار مستورات کو قرآن سے نکالے پھر
اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو اس توہین عظیم سے پاک کرے دیکھو سب سے
پہلے تو سبکی دادی امان بی بی حوا کا نام اور اُنکا قصہ اور گریہ و زاری زن و
شوہر تعشق اور فراق یکدیگر مین - پھر قصہ اقلیمیا کے حسن و جمال اور میلان
طبیعت قابیل کا - پھر حضرت نوح کی زوجہ کا داستان - پھر خاتم الانبیاء والرسل
سارا خاتون کے حسن و جمال اور بے اعتدالی شاہ مصر کا قصہ پھر ہاجرہ خاتون

قصہ اور انکا ختنان وغیرہ۔ پھر ذکر حسن وجمال ربقہ خاتون وراحیل مادر یوسف وصفورا دختر شعیب وقصہ تعشق یوسف وزلیخا۔ وقصہ ام موسی ومریم خواہر موسی۔ ذکر زوجہ لوط وقصہ دختران لوط ووجہ تسمیہ قوم مواب۔ وذکر تعشق داؤد علیہ السلام بازن اوریا وقصہ سلیمان وبلقیس وذکر مریم وایلسباط مادر یحیی درج قرآن وتفاسیر اہلسنت ہین۔ اس حساب سے معترض کے نزدیک قرآن وتفاسیر کا پڑھنا حرام ہوا اور ایسا عقیدہ باجماع اہل قبلہ مردود ہے اہل انصاف ذرا توجہ کے ساتھ غور کرین کہ ان قصص مندرجہ قرآن و تفاسیر مین تو اکثر ایسے قصے بھی ہین کہ اگر وہ ادنی درجہ کے آدمیون سے منسوب ہون تو مخالف شرم وحیا ہونے کا احتمال ہوجاوے اور ذکر مصائب اہلبیت مین کوئی بیان اس قسم کا بھی نہین ہے پھر بجز حسد اور عناد معترض کے اور کیا سمجھا جاوے۔ اب دو قسم کے شبہ اور باقی رہے۔ اول یہ کہ بڑے آدمیون کے ایسے سچے حالات بھی جو انکے کسر شان کے باعث ہون داخل توہین ہوسکتے ہین۔ ہان البتہ دنیاداروں کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے لیکن انبیاء واوصیاء اس سے مستثنی ہین۔ دنیاوی ذلت اور کسر شان باعث ترفع اور بلندی انکے مراتب کا ہی اور جسقدر جنکا مرتبہ عظیم ہے اسیقدر دنیا کی خواری اور ذلت انپر زیادہ ہوتی ہی اگر انبیاء مرسلین کی دنیاوی ذلت وخواری باعث توہین ہوتی تو سارا خاتمہ انکا قصہ حضرت ابراہیم کا آگ مین ڈالے جانے کا ذکر حضرت یوسف کا غلامی مین فروخت ہونا اور زندان مین محبوس رہنا ہزارہا انبیاء کا قتل وہتک ہوتا۔ جناب

خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین پر شکنبہ اونٹ کا شتر ڈالنا اور چادر گلے میں ڈال کر کھینچنا ابوبکر صدیق کو شیخ کھینچ کر نقش کاری کرنا - طائف کے لوگوں کا ظلم و ستم و ایسی طائف پر اہل مکہ کا سنگ و خشت سے مارنا - ابولہب کی زیادتی اسکی زوجہ کا ظلم آپکے پسر ملعون کا چہرہ مبارک پر تھوکنا - اور آپکی دختر کو آپکے روبرو طلاق دینا کبھی کتب اہل سنت میں درج نہ کیا جاتا اور نہ ایسی کتابوں کو کوئی پڑھتا - آپ ہی فرمائیے کہ ایسے ایسے حالات عوام کی نظروں میں باعث توہین ہو سکتے ہیں یا نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ معترض نے اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو جلا نہیں ڈالا تاکہ بار دیگر کوئی ان حالات کو پڑھکر مرتکب توہین انبیاء کا نہو -

اب رہا یہ دوسرا شبہ کہ فقط مستورات و مخدرات عصمت کا نام زبان پر لانا یا تحریر کرنا یا کتب میں پڑھنا کسر شان ہے - یہ وسوسہ بھی شیطانی ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید میں نام مخدرات عصمت کے درج ہیں مثل حوا و سارا و مریم اور کتب و تفاسیر و صحاح ستہ میں بڑی تشریح کے ساتھ نام حضرت کی والدہ اور دادی اور چچی اور پھوپھی یعنی آمنہ اور فاطمہ بنت اسد ام الفضل صفیہ امیمہ کا اور آپکی ازواج مطہرات کے نام خدیجہ سودہ عائشہ حفصہ ام سلمہ زینب جویریہ ماریہ وغیرہ درج ہیں اسیطرح آپکی دختران کے نام ثبت ہیں - کتب احادیث میں جابجا عن عایشہ عن حفصہ عن ام سلمہ درج ہیں جو روزمرہ دنیا کے تمام مسلمانی شہروں میں ہر مکتب ہر مدرسہ ہر مسجد ہر مجلس وعظ و پند میں باواز بلند پڑھے جاتے ہیں - مجالس مولود شریف

مین تفصیل وار حالات والدہ شریفہ و ازواج مطہرات و بنات طاہرات معہ نام اور لقب وغیرہ ہزارون نامحرمون مین پکاری جاتی ہین معترض صاحب نے کبھی کسی مدرسہ اور مسجد اور مجلس وعظ و محفل مولود برجہاد نہ فرمایا تہ انکو ایسی توہین سے روکا پھر اسکے سوا اور کیا متصور ہو سکتا ہے کہ معترض کو ضرور اہل بیت پیغمبر خدا سے حسد اور عناد ہے اور انکے دشمنون اور قاتلون سے حسن عقیدت اور اتحاد ہے اسلئے چاہتا ہے کہ اہل حق کو ایسے وسوسات شیطانی سے دھوکہ مین ڈالے تاکہ یہ ذکر خیر جو باعث نجات عاصیان ہے بند ہو جاوے و ملاعین امت پر جو اہل دل ان حالات مصیبت کو سنکر لعنت کرتے ہین مسدود ہو جاوے فقط۔ اس موقعہ پر معترض صاحب نے ایک لطیفہ اپنی جولانی طبع دکھلانے کو درج فرمایا ہے

قولہ لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھا ملک فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلم بند کرکے کسی امیر کی خدمت مین لیگیا اور بعد مجرا بجا لانے کے فخریہ عرض کی قبلہ حضور کی تفریح طبع کے واسطے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی بطفیل مولا مشکلکشا علی اہانت اہلبیت رسول اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جسکو سنکر چشم آسمان گریان ہو اور دل مہر و ماہ بریان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن مین بہت اچھا ہے۔ پھر امیر نے دریافت کیا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے مرثیہ خوان نے کچھ جواب نہ دیا پھر امیر نے پوچھا کہ آپکی ہمشیرہ پارسا کا مزاج کسطرح سے ہے

مرثیہ خوان کا دم بند ہوا پھر امیر نے کہا کہ آپکی دختر صالحہ کا مزاج تو خوش ہے جب
مرثیہ خوان نے دختر کا لفظ امیر کی زبان سے سنا لال پیلا ہو گیا اور اُس غصہ کی
حالت مین بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار کی اگر اسدم میرے
پاس ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے جدا کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون
سوائے سکوت کے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی - تب امیر نے فرمایا مرزا صاحب
آپ تو صرف والدہ ہمشیرہ و دختر کے الفاظ ہی سنکر اتنے بگڑ گئے کہ جسکا کچھ ٹھیک
ٹھکانا ہی نہین رہا حالانکہ اُنکا نام میری زبان پر نہین آیا اب آپ یہ تو بنظر
انصاف فرمائیے کہ جس وقت آپ لوگ منبرون پر پڑے تبرا کے سی سنجکر اہلبیت
رسول اللہ کے اسمار مبارک لیکر کیسی خوشی سے مجلسون مین توہین کرتے ہو
اُسوقت روح پر فتوح حضرت رسالتمآب کی کسقدر تمسے بیزار ہوئی ہوگی نفرین
ایسے مشرف پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے جو بعض مرثیہ خوان نے امیر سے یہ
بات سنی نادم ہو کر سیدھا لکھنؤ کا راستہ لیا۔

اقول و بہ نستعین منشی صاحب نے جو اس امیر کی داستان حماقت اور خیالات
جہالت کو لطیفہ کے نام سے زیب رقم فرمایا ہی یہ محض سادہ لوحی پر دلالت کرتا
ہی توہین کی تعریف اور ذکر مصائب کو ہم اوپر واضح بیان کر چکے ہین اب دیکھنا
اس امر کا ہی کہ یہ قصہ فقط منشی صاحب کا ہی طبعزاد تراشا ہوا ہی یا کہین اُسکا
وجود بھی ہی ہم جہانتک اسکو غور کرتے ہین کسی تاریخ یا کتاب مین اس طرز اور عنوان
سے اس قصہ امیر کو نہین پاتے البتہ اسکے مضمون سے کچھ ملا جلا ایک قصہ امیر معاویہ
صاحب کا کتب اہل سنت مین پاتے ہین کچھ بعید نہین کہ منشی صاحب نے قصداً

اُس قصہ کے عنوان کو بدلا یا بوجہ مشارکت لفظا امیر حضرت امیر معاویہ کی جگہ سہو سے ایک امیر مجہول الاسم کا نام تحریر کردیا اور اسکی وجہ سے مضمون قصہ ہی اُلٹ پلٹ ہوگیا۔ دیکھو کتاب جواہر التجلیات امانت ثانی باب ثانی [illegible] مرتبہ مولوی عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی دہلی کے لقمۂ دوم در وعظ صفحہ ۳۷ مین درج ہی۔ پس جسوقت حضرت امیر معاویہ حضرت امام حسن کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت امام اُنکی تعظیم بجا لائے اور کہا کہ ای میرے چچا خلافت آپ ہی سنبھالئے مجھے اس سے کچھ کام نہین اور اپنی خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کردی پھر امیر معاویہ دمشق کو روانہ ہوگئے پھر اُنھون نے ملک کو خوب ضبط کیا اور حلم اور سخاوت مین اپنا ثانی نرکھا چنانچہ منقول ہی کہ دو شخصون مین شرط ہوئی تو ایک نے کہا کہ مین امیر معاویہ کو غصہ مین لاتا ہون یہ کہکر وہ شخص امیر معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای امیرالمومنین خدائتعالی نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہی آپ نے کہا کہ خدائتعالی کا شکر ہی اُسنے کہا نہایت فراخ جسم ہی آپنے کہا الحمد للہ اُسنے کہا چہرہ بڑا خوشنما ہی کہا خدائتعالی نے عطا کیا ہی وہ شخص اسیطرح تمام اعضا کی تعریف کرتا تھا اور معاویہ نے بھی جواب دیا کہ جو کچھ ہی خدائتعالی نے ہی اُسے بخشا ہی پھر اُسنے کہا مجھے اپنے نکاح مین قبول کریگی تو امیر معاویہ نے کہا کہ وہ اپنے نفس کی مالک ہے اگر تجھے پسند کریگی تو تیرے ساتھ نکاح کیون نکریگی پس وہ شخص شرمندہ ہوا اور شرط ہار گیا۔

حضرت منشی صاحب آپ پر نسیان کا غلبہ زیادہ معلوم ہوتا ہی برائی خدا دیکھو

پہچان کر لکھا کیجئے مرثیہ اور مرثیہ گویوں پر جو آپ کی عنایت مبذول ہوئی ہے انپر اعتراض کرنا تو سراسر جہالت اور حماقت ہی کیونکہ اگر نام لینے سے اہانت ہو تو مرثیہ سی ہزار چند توہین انبیاء قرآن شریف اور کتب سیر تفسیر و احادیث اہلسنت مین ہی اور اگر فقط نام مرثیہ سے ہی معترض کو عداوت و عناد ہی تو یہ بھی مذہب اہل سنت کے برخلاف ہی کیونکہ تحریر علماء معتبرین اہلسنت سی ثابت ہے کہ اکثر جنات اور ہاتفوں نے مصیبت حسین علیہ السلام مین مرثیہ پڑھ پڑھ کر گریہ وزاری کی ہی اور عہد ائمہ علیہم السلام اور عہد صحابہ و تابعین مین مرثیہ خوانی کا رواج تھا۔

دیکھو سر الشہادتین مولفہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کو کہ وہ فرماتے ہین۔ وتنوح الجن بالمراثی۔ اکثر علماء اہلسنت نی مرثیہ ہای جنات و ہواتف کو نقل کیا ہی مثل اترجوا امتاً قتلت حسیناً۔ شفاعة جدہ یوم الحساب۔ ودیگر قطعہ معروف۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش۔ جدہ خیر الجدود

اب طبقہ صحابہ و تابعین کی مرثیہ گویان کے نام سنیئے۔

اول جناب زینب خاتون نے مرثیہ شام مین لکھا جسکا ایک شعر مطلع یہ ہی۔

اما شجاك یا سکن قتل الحسین والحسن۔

دوم امام شافعی انکے مرثیہ کے مطلع کا مصرع اولی یہ ہی۔

تاوہ قلبی والفواد کئیب انکے علاوہ سلمان بن قتیبہ جنہنے تین روز بعد شہادت کے مرثیہ لکھا ابو الرمح خزاعی دعبل خزاعی سید رضی نقیب بغداد

جوہری محمود طریحی مفلح خلیعی زاہی ازعونی کمیت صاحب بن عباد۔ عبدالسلام بن محمد قزوینی ابو منطور قطان ابن حماد خالد بن سعدان اسمعیل بن عباد وغیرہ سب متقدمین مرثیہ گو ہین۔ بجذی کی است سے پیشتر کسی نے مرثیہ اور مرثیہ گویون پر اعتراض نہین کیا۔

قال ایسے عقاید پر نظر کرنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرات شیعہ ہرگز متمسک حدیث ثقلین کے نہین اگر ہوتے تو قرآن کو آنکھ کی پتلی کا تارا مثل اہل سنت کے بناتے اور خاک پاے اہلبیت کو آنکھون مین بطور سرمہ لگاتے۔

اقول جب ہی اکثر حافظ قرآن اندھے ہوتے ہین کہ زبان سے تو قرآن پر فدا اور اندھے آنکھ کی پتلی کا تارا بناتے ہین اور عمل اُسکے برخلاف کرتے ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اکثر حصہ مروان کا حضرت عمر کی راے کی اتباع مین نازل ہوا اور اغلبًا اسی لئے عمل حضرت ابن الخطاب کو ناسخ قرآن سمجھتے ہین مثل آیت متعہ و آیت مسح رجل و آیت افطار صوم و آیت ازالہ نجاست از آب کہ محض حضرت عمر کے فرمانے سے آیہ متعہ کو منسوخ اور مسح کو غسل سے تبدیل کر دیا بجائے ختم شام آغاز شام سے روزہ افطار کرنے لگے اور پانی کی جگہ ڈھیلون سے پوچھنے لگے اہل بیت پیغمبر پر طرح طرح سے ظلم کیا انکا حق چھین لیا۔

اب ہم آخری فیصلا اس امر کا کرتے ہین کہ فرقہ ناجی شیعہ ہی یا سنی اور رسولخدا صلعم نے شیعون کی نسبت بہشت مین جانے کی خبر دی ہے یا

سنیون کی پس یا تو منشی صاحب کتب شیعہ سے اہلسنت کا بہشتی ہونا ثابت کر دین یا ہم کتب اہل سنت سے شیعون کا جنت مین جانا ثابت کرین منشی صاحب جسقدر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے مہلت طلب کرین وہ ہم بخوشی منظور کرتے ہین۔ اور ہم اسیوقت کتب معتبرہ اہلسنت سی شیعیان علی کا بہشت مین جانا اور خیر البریہ انکا لقب ہونا ثابت کرتے ہین۔ اول تو کتاب صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۹ کو ملاحظہ فرمائیے وہ لکھتے ہین الآیۃ الحادی عشرۃ قولہ تعالی الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین الزرندی عن ابن عباسؓ ان ہذہ الآیۃ ما نزلت قال صلعم لعلی ہو انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضین ویاتی عدوک غضابا مقمحین قال ومن عدوی قال من تبرا منک ولعنک وخیر الناس یقون الی ظل العرش یوم القیامہ طوبی لہم قیل ومن ہم یا رسول اللہ قال شیعتک یا علی ومحبولک۔ دیکھئے منشی صاحب کیا درجہ ہی شیعیان علی کا کہ حضرت رسول خدا فرماتے ہین کہ بوقت نزول اس آیہ کے حضرت علی سے کہ خیر البریہ تم اور تمھاری شیعہ ہین اور قیامت کے دن تم اور تمھارے شیعہ اسطرح آوینگے کہ خدا انسے راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگے اور دشمن تمھارے خدا کے قہر اور پھٹکار مین مبتلا ہوکر قیامت مین آوینگے۔ دیکھا حضرت علی کے دشمنون کا حال اگر اب بھی توبہ نکرو تو مرضی خدا کی۔ اور حضرات اور بھی ملاحظہ

فرمایا کہ حضرات اہلسنت کو آیات السابقون الاولون۔ والسابقون السابقون پر بڑا ناز تھا کہ شاید اسکے مصداق مہاجرین ہوجاوین لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کے مصداق علی الصحیح شیعیان علی ہین۔ کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خیر السابقون طرف ظل عرش کے بروز قیامت اور طوبی ہو جنکے لیے وہ شیعیان اور محبان علی ہین۔ مصداق حقیقی ہر دو آیات والسابقون کے دراصل وہ ہی ہین جو خیر السابقون الی ظل العرش ہین اور وہ شیعیان علی ہین امام احمد بن حنبل مناقب مین روایت کرتے ہین قال صلعم یعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہو کہ تو جنت مین میرے ساتھ ہوگا اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے پیچھے اور عورتین ہماری ہماری اولاد کے پیچھے اور شیعہ ہمارے ہمارے راست و چپ ہونگے۔

واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلیؓ اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے کہ اول چار شخص داخل جنت ہونگے۔ مین اور تو اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے ہوگی اور ازواج ہماری ہماری ذریت کے پیچھے ہوگی اور شیعہ ہمارے ہمارے چپ و راست ہونگے۔

منشی صاحب ذرا دل مین غور کرین کہ کس امید پر شیعہ سے سنی بنے ہین۔
ہم انکو جب ہی جانین کہ سنیون کی نسبت کوئی ایسی حدیث ثابت کردین
بلکہ اصحاب ثلثہ کی نسبت ایسی بشارت ثابت کردین کہ جنسے وہ شیعیان
علی مین داخل ہوسکین۔ اس موقعہ پر ضرور یہ سوال پیدا ہوتاہی کہ حضرت اصحاب
ثلثہ داخل زمرہ شیعیان علی ہوسکتے ہین یا نہین۔ اور اگر زمرہ شیعیان
علی سے خارج ہین تو انپر کس لفظ کا اطلاق آئے گا آیا مخالف انکے قرار
پائینگے یا کیا اور نتیجہ مخالفت کیا ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ قطع نظر اسکے شیعون کی معتبر تاریخ روضۃ
الصفا مولفہ اخوند شاہ ابن محمد مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم مین یہ عبارت
بلفظہٖ مرقوم ہی عبارت یہ ہی۔ در روایت ست کہ در حین غلیان مرض حضرت
مقدس نبوی فرمود از ہفت مشک سر نا کشودہ کہ آنرا از ہفت چاہ پر کردہ
باشند آب برمن ریزند الیٰ آخرہٖ تا عبارت مستدلہ۔ کہ عباس عرض نمود یا رسول اللہ
در شان قریش نیز وصیتی فرمای آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر
یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند و اہل
بر و احسان تابع ارباب بر و احسان و اہل شر و اساءت تابع اہل شر
و اساءت ایشان۔ مطلب مولف صاحب کا اس روایت سے یہ ہے
کہ حضرت صلعم نے خلافت و حکومت کا فرمان قریش کو دیا پھر خلافت
بلا فصل حضرت علی کی کیسے قائم رہتی ہی۔

اقول و بہ نستعین۔ ابتدائے عشق ہی روتا گیا ہی۔ آگے آگے دیکھیو ہوتا کیا ہی۔

آج تو آپ روضۃ الصفا کو شیعون کی تاریخ لکھتے ہو لیکن اگر چندی یہی لیل و نہار ہے تو ضرور آپ جیسے عالمون کو یہ لکھتے ہوئے دکھلا دینگے کہ شیعون کی صحیح بخاری امامیہ کی صحیح مسلم جب انسان کو کوئی موقع گریز کا باقی نہین رہتا ہے اُسوقت جو کچھ زبان پر آتا ہی بکنے سے غرض ہوتی ہے۔ اول تو معترض صاحب کو کتاب اور مصنف کی نام کی صحت نہین یہ نہین معلوم کہ روضۃ الصفا ایک ہی یا دو اور جس روضۃ الصفا کا حوالہ دے رہے ہین اُسکا مصنف کون ہے جو الہ دے رہے ہین اُسکا مصنف کون ہے صحیح نام اُسکا کیا ہے ولدیت کیا ہے مذہب اُسکا کیا تھا کسی سے سن لیا کہ روضۃ الصفا شیعون کی کتاب ہے۔ سنئے روضۃ الصفا دو ہین مگر جو نام مصنف آپنے تحریر فرمایا ہے یہ نام دونون کتابون مین سے کسی کا بھی مصنف کا نہین ہے صفحہ کا نمبر بھی آپکو کسی نے غلط تبلادیا ہے دوسرونکے بھروسہ پر مناظرہ کی کتاب لکھنا بڑی خطا ہے ضرور نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر اس رسالہ کی تصنیف سے پیشتر آپ نام کتاب اور نام مصنف کے صحت فرما لیتے تو محنت آپکی رائگان نہ جاتی۔

اب سنیے وہ روضۃ الصفا جسکا آپ حوالہ دے رہے ہین مؤلفہ اخوند شاہ بن محمد کی نہین ہے بلکہ صحیح نام مؤلف کا خاوند شاہ بن محمود ہے اور وہ اہل سنت کی بڑے عالم اور نامور فاضل تھے کوئی روایات بھی شیعون کی اپنی کتاب مین نہین لکھی بلکہ ماخذ اس تاریخ کا روایات محمد بن اسحق وہب بن منبہ واقدی اصمعی طبری مسلم بن قتیبہ اعثم کوفی عبد اللہ بن مقفع حکیم سکویہ ابن جوزی ابن کثیر شامی ہین جو مشہور رسمی متعصب سنی کہلاتے ہین۔

مؤلف مذکور نے جا بجا روافض پر طعن کئے ہین ہر جگہ اُنکو بد مذہب ومباحثی آپکو سنی پاک مذہب لکھا ہی چنانچہ ایک موقعہ پر لکھا ہی (شرط اوّل آنکہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ و پاک مذہب باشد چہ بعضے بد مذہبان چون غلاۃ خوارج و غواطر روافض نقص آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین بستہ اند) دوسرے مقام پر لکھتے ہین (در ذکر خلفاء راشدین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین) -

اب رہی یہ بات کہ وہ مورخ کیسا سنی تھا کہ جسنے ہمارے منشی صاحب کیطرح حضرت علی کو خارج از امامت نہین کیا اُنکی شان مین نعوذ باللہ تکفیر کا فتوے نہین دیا - اُنکے فضائل سے انکار نہین کیا اور بغیر ترمیم و تبدیل کے نقل کردی ایسے سنی تو البتہ ذرا تلاش سے ہی ملینگے اور یہ اعتراض تو جمیع اکابر اہل سنن پر عاید ہوگا سوائے نجدی کے چیلون اور ذونڈیہ کے مریدون کے - اسی سے تو مین نے عرض کیا ہی کہ چندروز مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مصنف بھی رافضی کہلائے جاوینگے جس دن کوئی رسالہ یا کتاب مناقب اہل بیت مین اُنکی تصنیف سے منشی صاحب کو ملا اُسیدن اون بیچارون پر بھی رفض کا فتوی لگا -

اب یہ تو سب لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ ہمارے منشی صاحب کی تحقیقات نہایت وسیع ہی اور ماشاء اللہ یہ بھی خبر نہین کہ روضۃ الصفا ایک ہی تاریخ کا نام ہی یا دو کتاب ہم نام ہین اور نہین سے کسکے مصنف کا کیا مذہب ہی کیا کسی سوداگر کے کتب خانہ کی فہرست بھی نظر مبارک سے نہین گذری کہ یہ حال ظاہر ہو جاتا اب جو منشی صاحب نے حوالہ عبارت روضۃ الصفا

مندرجہ صفحہ ۱۷۶ - دیا ہی اول تو اسمین یہ غلطی کی کہ یہ کتاب کئی جلدون پر مشتمل ہی اور سب جلدون کے نمبر صفحہ جدا جدا ہین لیکن خیر اس غلطی کو تو یون رفع کیا گیا کہ جناب سرور کائنات کے حال مین جو ایک جلد ہی اُسکو نکال لیا لیکن صفحہ ۱۷۶ اُکو جو نکالکر دیکھا تو اُسمین حال شہادت حضرت جعفر بن ابیطالب کا درج ہی اور دونون معاملات مین کئی سال کا فصل ہی اسلئے دش بیس صفحون کے پس و پیش سے بھی تصدیق بیان معترض نہین ہو سکتی مگر جو بندہ یا ابندہ روضۃ الصفا ہی پر کیا منحصر ہی اہل سنت کی جمیع کتب سیر و احادیث مین یہ قصہ مستدلہ من اولہ الی آخرہ درج ہی مگر معترض صاحب کے ہرگز مفید مدعا نہین بلکہ اہل انصاف کے غور کرنے پر معلوم ہو جائیگا کہ وہ تمام عبارت جس سے معترض نے استدلال کیا ہی اس امر کو واضح طور پر ثابت کر رہے ہی کہ خلافت بلافصل حق حضرت علی کا ہی اور خلافت خلفاء ثلثہ مبنی بر ظلم و فساد شر کے ہی۔ بیشتر ہم اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ عبارت مستدلہ معترض یعنی خطبہ رسو لخدا صلعم بجنسہ مدارج النبوت مین درج ہی اور وہ سارا خطبہ پیشین گوئی ہے۔ خلفاء ثلثہ کی نسبت تو یہ پیشین گوئی فرمائی فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم یعنی خداتعالی فرما چکا ہی کہ متوقع ہی یہ بات کہ اگر تم والی امر کئے جاؤ لوگو زمین پر فساد پیدا کرو اور اپنے ارحام کو قطع کرو۔ چنانچہ پیشین گوئی واضح طور پر پوری ہوئی۔ پھر انصار کی نسبت فرمایا کہ مہاجرین تم پر ظلم و ستم کرینگے تم صبر کرنا یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔ بعد اسکے یہ درج ہی کہ حضرت عباس مستفسر حال قریش کے ہوئے اور آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا

اور منشی صاحب نے اسکو نقل کیا ہی حرف بحرف پڑھ لیجئے کوئی حکم یا نص نہین ہی
یا پیشین گوئی ہی کہ خلیفہ قریش سے ہونگے اور خلقت انکی پیروی کریگی اسطرح
پر کہ اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان کے ہونگے اور اہل شر و بدی
تابع خلفاء شر و اساءت کے ہونگے۔ اہل انصاف غور فرمادین کہ یہ نص ہی یا خبر
اگر نص ہی تو نبی کی نص ایسی ہوسکتی ہی کہ ای بیعا شو معضد و تم سفند خلیفونکے
تابع رہنا۔ صاحب عقل و شعور تو سمجھ گئے ہونگے کہ کیا معاملہ ہی اور کس طرف
اشارہ ہی لیکن منشی صاحب کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ براہ عنایت
یہ ارشاد ہو کہ۔ خلافت تو آپکے عقیدہ کی رو سے فقط تین ۳۰ سال ہی اور اُس
مدت مین خلفاء اربعہ یکی بعد دیگرے مسند خلافت پر بیٹھے تو اب یہ ارشاد ہو
کہ خلفاء اربعہ مین سے کون صاحب تو اہل بر و احسان ہین اور کون صاحب
اہل شر و اساءت ہین۔ اور اگر آپ اپنی مستدلہ عبارت مین مضمون حدیث
کو نہ سمجھے ہون تو علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کو ملاحظہ فرمائیے
کہ یہ روایت اہل بر و احسان و اہل شر و فساد کے اُسمین مع اسناد منقول ہے
وقال البزار حدثنا ابراھیم بن ھانی حدثنا الفیض بن الفضل حدثنا مسعر
عن سلمہ بن کھیل عن ابی صادق عن ربیعہ بن ملجد عن علی ابن ابیطالب
قال قال رسول اللہ الامراء من قریش ابرارھا امراء ابرارھا و فجارھا امراء
فجارھا۔ یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ خلفاء قریش سے ہونگے صالح اور نیک تو ابرار
و صالحین کے امیر و خلیفہ ہونگے اور فاجر یعنی بدکار خلیفہ بدکارون فاجرونکے امیر ہونگے
اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر یہ خطبہ اور حدیث پیشین گوئی ہوتی اور نص

خلافت ہی ہوتی تب بھی اہل سنت کو اس سے کوئی نفع نہوتا کیونکہ قریش کا جب
عام لفظ بولا جائیگا تو اُس سے مراد افضل قریش ہوگی نہ کہ ارذل قریش
پس افضل قریش بالاتفاق بنی ہاشم ہین نہ کہ بنی تیم وعدی اور بنی ہاشم
مین افضل بعد النبی حضرت مرتضی ہین۔
کیون حضرات اہل انصاف کیا حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت پر آئیہ کریمہ
فہل عسیتم اور حدیث اہل شروا سارت نص ہوسکتی ہین یا فقط فائدہ
پیشین گوئی کا دیتے ہین۔ اور اگر آپ بھی نص تصور کرین تو کیا نبی صلعم
کی نسبت آپ ایسا عقیدہ رکھ سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے خود روی زمین پر
فساد کرنے اور قطع رحم کرنے کا اپنے خلفاء کو حکم دیا یا ایسا خیال کرسکتے ہین کہ
آنحضرت صلعم نے فساق و فجار کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے لئے تمام قریش مین سے بڑا
فاجر و فاسق تلاش کرکے خلیفہ بنانا اہل انصاف تھوڑی دیر کیلئے پھر میری طرف ذرا
کان لگاکر متوجہ ہون کہ جب حدیث پیغمبر خدا صلعم سے یہ امر ظاہر ہوچکا کہ خلیفہ
اور امام تو قریش ہی مین سے ہونگے مگر اُنکی دو قسم ہی ایک خلفاء بروا احسان
اور ایک خلفاء فجار یا اہل شروا سارت پس مسلمانون پر خلفا کے حال کی
تفتیش واجب ہوگئی کیونکہ اگر معند خلفا کے تابع ہوگئے تو خود بھی فساق و فجار
مین داخل ہوئے۔ اور اس بات کو بھی خوب سمجھ لو کہ جب حدیث پیغمبر خدا مین
دو قسم کے خلفاء ثلثہ درج ہین تو بروئے منصب رسالت حضرت پر اس امر کا
جتلانا بھی فرض ہوگیا تھا کہ مسلمانون کو ہدایت کرتے کہ اُن خلفاو امرا مین
سے میرے بعد کسکی تقلید و پیروی کرنا چنانچہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ

اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت صاف طور پر شہادت
اس امر کی ادا کرتی ہین کہ آنحضرت صلعم نے لوگون کو فقط حضرت علی مرتضیٰ
کی تقلید اور پیروی کا حکم دیا اور صاف الفاظ مین نص فرمادی نسبت حضرت
علی کے جمیع مسلمانون سے انہ ولیکم بعدی یعنی علی میرے بعد تمھارا
امام اور اولی الامر ہی اگر خلافت خلفار برحق ہوتی تو اُنکے لئے بھی ایسا
فرماتے یا حضرت علی کے لئے یون فرماتے وھو ولیکم بعد العثمان کہ علی بعد عثمان کے
تمھارا ولی و حاکم ہی پس خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔
اور چونکہ سوال سائل فقط یہ تھا کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل
ہی یا نہین اور جواب اُسکا صاحب اسرار الھدیٰ نے بقول شخصی پوچھو
کھیت کی کہین کھلیان کی حضرت ابوبکر کی خلافت کے نصوص موضوعہ کو لکھنا
شروع کر دیا جسکا جواب مفصل ہم ذیل مین ہر روایت کے لکھ چکے۔ اس
موقعہ پر مجملاً گذارش کیا جاتا ہی کہ صاحب اسرار الھدیٰ نے جسقدر احادیث
اور روایات کو نصوص خلافت صدیقی قرار دیکر لکھا ہی وہ سب کی سب افترا
و کذب محض ہین اور موضوعی ہونا اُن روایات کا بقول اجلہ علمائے
اہل سنت کے ثابت ہی۔
دیکھئے علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین ایک فصل جداگانہ اس بحث مین
لکھتے ہین جسکا عنوان یہ ہی۔ الفصل فی بیان کونہ صلعم لم یستخلف و
سر ذلک۔ یعنی یہ فصل اس بیان مین کہ رسولخدا صلعم نے کسیکو اپنا خلیفہ
نہین بنایا اور اسمین کیا بھید تھا۔ پھر اس فصل کے اندر یہ لکھتے ہین۔

قال البزار فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحیی بن الیمانی حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفہ قال قالوا یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب - یعنی حذیفہ صاحب سر نبوی کہتے ہین کہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ کیا آپ ہمپر کسیکو اپنا خلیفہ نہین کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر مین تمپر اپنا خلیفہ مقرر کرتا پھر تم میرے خلیفہ کو نہ مانتے تو تمپر خدا کا عذاب نازل ہوتا صاحب صواعق محرقہ نے بھی اس روایت کو مسند بزاز سے باین عنوان نقل کیا ہی وقال جمہور اہل السنت والمعتزلہ والخوارج لم ینص علی احد ویوید ہم ما اخرجہ البزاز فی مسندہ عن حذیفہ الی اٰخر الحدیث یعنی قول جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج کا یہ ہی کہ کسیکی خلافت کے لئے نص نہین ہوئی اور موید انکے قول کے وہ حدیث ہی جسکو بزاز نے اپنی مسند مین استخراج کیا ہی حذیفہ سے اور نقل اسکی مع ترجمہ اوپر گذری اہل انصاف ذرا متوجہ ہون اور اس حدیث کے مفہوم پر تھوڑی سے غور فرماوین کہ صاف طور سے خلافت مرتضوی کی خوشبو مہک رہی ہی - یعنی مطلب رسولخدا صلعم کا یہ ہی کہ جسکو مین اپنا خلیفہ چھوڑتا ہون اُسکو تم نہین مانوگے اور جو میرا خلیفہ نہین ہی اُسکی تم اطاعت کروگے اور یہ بات آنحضرت صلعم کو پہلے سی معلوم تھی کہ یہ امت نا فرمانبردار حضرت علی کی اطاعت نکریگی جسپر روایات کثیرہ موید ہین پس مضمون حدیث صاف یہ ہی کہ اگرچہ فہمائش کا کوئی دقیقہ باقی

نہین رکھا غایت یہ ہی کہ مین علی کو اپنے روبرو خلیفہ بھی کردون لیکن تم لوگ اُسکو نہ مانوگے اور جب میرے سفر کر دینے کے بعد سرکشی کروگے تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اس سے پایا گیا کہ سوائے حضرت علی کے اور کسیکا خلیفہ کرنا ہی حضرت کو منظور نہوا ورنہ ممکن تھا کہ اگر حضرت کے پسندیدہ خلیفہ کو امت قبول نکرے تو حضرت امت کی ہی پسندیدہ خلیفہ کو منظور کرکے اپنے روبرو خلافت پر بٹھلا دیتے تاکہ نزاع برطرف ہوجاتا لیکن یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ خلیفہ تو حضرت کا کہلائے اور پسند کرنا امت کے ہاتھ ہوا سلیئے حضرت نے فقط فہمائش پر ہی اکتفا فرمایا۔ اور درحقیقت اسمین بہت بڑے اسرار مخفی ہین کہ سوائے اہل بصیرت کے اور کسی شخص کو اُنپر عبور نہین ہوسکتا بہت بڑا بھید اور سر عظیم یہ ہی کہ قرآن مجید مین اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ مسلمانون کا یہ کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے نجات کے لئے کافی نہین ہی بلکہ ان لوگونکا امتحان لونگا کیونکہ مین نے پہلی امتون کا بھی امتحان لیا ہی پس مسلمانون مین بالضرور خلافت مرتضوی ایک سخت امتحان ہی جسمین فقط وہ لوگ کامیاب ہوئے جنپر خدا کا فضل تھا اور خدا نے اُنکو بصیرت کامل عطا فرمائی تھی دیکھئے یوم شوری جناب امیر علیہ السلام صاف فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور واللہ مین اُس سے اولی اور احق تھا مگر مین فقط اس خیال سے خاموش ہورہا کہ لوگ کافر ہوجاوینگے ایک دوسرے کی گردنین کاٹینگے پھر ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی اور بخدا مین اُس سے اولی تر تھا مگر اسی وجہ سے خاموش ہورہا کہ لوگ مرتد

ہو کر کافر ہو جاوینگے الی آخرہ۔

دوسری روایت عدم نص خلافت ابوبکر یہ ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ اگر مین کسیکو خلیفہ مقرر کر دون تو اتباع ابوبکر کا یہ ہی کہ وہ مجھسے افضل تھا اور اگر ترک استخلاف کرون تو اتباع رسو خدا کا ہی جیسا کہ تاریخ الخلفا اور صواعق محرقہ مین بحوالہ شیخان منقول ہے۔ یعنی بخاری و مسلم۔ واخرج الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابا بکر وان اترکم فقد ترککم من ھو خیر منی یعنی رسول اللہ صلعم۔

تیسرے خطبہ حضرت عمر کا بایام خلافت خود جبکہ اُنکو لوگون کی طرف سے خوف ہوا کہ مبادا مجھے خلافت سے معزول کر کے حق کی طرف عود کرین صاف فرماتے ہین کہ خلافت ابوبکر کے ایک امر ناگہانی اور خلاف توقع تھا مگر خدا نے اسکی شر کو دور کر دیا با آنکہ علی مرتضیٰ اور زبیر اور انصار مخالفت پر موجود تھے مگر ہماری سعی نا مشکور کا یہ نتیجہ تھا کہ ابوبکر کو خلافت ملگئی پس اگر کوئی شخص آئیندہ ایسی ہی ہیکڑی سے کسیکو خلیفہ بنانا چاہیے تو وہ قتل کر دیا جاوے۔

اس خطبہ سے دو امر ثابت ہوئے ایک عدم استحقاق ابوبکر اور دوسرے واجب القتل ہونا ایسے لوگون کا جنھون نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ پوری نقل اس خطبہ کی صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے۔

پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی نص پیغمبر خدا کی نہین ہی۔

قولہ سوال دوم اہل تشیع

اگر حدیث صحیح موجود ہے تو شوری کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوری مخالف حدیث ہے یا اُسکے مطابق۔

قولہ جواب اہل سنت

حدیث خ ابن عمر ان قتل زید فجعفر وان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحہ

قالہ حین امر فی غزوۃ موتہ زید بن حارثہ۔

بخاری مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہی اور اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہی اور یہ حضرت نے فرمایا کہ جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔ اسکے بعد فائدہ مین لکھتے ہین کہ چنانچہ تینون سردار شہید ہوگئے پھر مسلمانون نے مشورکر کے خالد ولید کو سردار بنایا سو خدا نے اونکی تدبیر سے فتح نصیب کی۔ معلوم ہوا کہ ایک لشکر کے کئی سردار درجہ بدرجہ مقرر کرنا درست ہی جسطرح بالفعل انگریزون مین معمول ہی کہ اسمین اگر اول سردار مارا جاوے تو فوج نہین بگڑتی۔ دوسرا قائم مقام ہوجاتا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جسکو مسلمان اپنا سردار بناوین وہ خدا اور رسول کو پسند ہی جیسا کہ اصحاب نے خالد سردار مقرر کیا اور حضرت نے اُسکو پسند فرمایا اور اُسپر کچھ انکار نہ کیا اسی طرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کی صلاح و مشورے سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ علاوہ اسکے بہت سی احادیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا اشارہ ہی اور صراحت بھی موجود ہی

توگویا اجماع اور احادیث ملکر نور علی نور ہوگئے۔

اقول وبہ نستعین مولف اسرار الہدی نے مطلق سوال کو ہی نہین سمجھا اور جو کچھ سمجھا جواب اُسکے بھی عاجز رہے۔ سوال بہت صاف یہ ہے کہ اگر خلافت کے بارہ مین حدیث صحیح موجود ہے تو شورے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر مفتی صاحب شورے کو نہین سمجھے اور بجائے شورہ کے اجماع پر بحث کرنے لگے۔ شوری پنچائت کو کہتے ہین جیسے حضرت عمر نے اپنے بعد خلافت کو چھ آدمیون مین منحصر قرار دیکر اُن شخصون کی پنچائت کو موسوم بشورے کیا اور اتفاق رائے کے لئے قواعد مقرر کیے پس سوال یہ ہے کہ اگر خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث اور نص موجود تھی تو شوری مقرر کرنے کی کیا حاجت تھی کیونکہ اجماع نقیضین محال ہے اور اہل سنن مین تو جمیع مجتہدین اور امراء و حکام کے لئے یہ قانون حضرت عمر کے وقت سے بندھا ہوا ہے اور اُنکو تعلیم دی گئی ہے کہ جب کوئی معاملہ تمھارے روبرو پیش ہو تو پہلے قرآن مجید کو دیکھو اور جو کچھ اُسمین حکم ہے اُسکے موافق فیصلہ کرو اور اگر آیت نہ ملے تو حدیث یعنی نص پیغمبر خدا پر عمل کرو اور جب حدیث بھی نہ ملے تب قیاس پر فیصلہ کرلو جیسا کہ عبارت ازالۃ الخفا سے ہم ثابت کرآئے ہین پس اگر اس بات کو قبول کیا جاوے کہ پیغمبر خدا صلعم نے خلافت کیلئے مخصوص کسیکے حق مین نص فرمائی ہے تو نص کے ظہور کے بعد اجماع اور شوری اور قیاس قطعًا باطل ہین اور نص کی ہوتے ہوئے جس جس نے خلافت نے خلافت کے بارہ مین اجماع یا شوری کیا وہ بڑی بھاری بدعت کے جاری

کرنے والے ہیں اور یہ ہی دروازہ گمراہی میں داخل ہونے کا ہی نہایت درجہ
آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اصحاب ثلثہ کی خلافت پر نص بھی تھی اور اجماع وشوری
بھی منعقد ہوا یعنی نور اور ظلمت اور حق وباطل کسی گردش فلکی سے ایک
جگہ جمع ہو گئی تھی لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ
میں یہ رائے کیوں ظاہر کی کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو۔ اور اس اصرار
و تواضع کی کیا ضرورت تھی کہ تم مجھے تو ہی ہو وہ فرماتے تھے کہ تم مجھے افضل
ہو۔ پھر اگر حضرت عمر کے حق میں خلافت ثانی کی نص موجود تھی تو استخلاف
کی کیا حاجت تھی اسکے بعد اگر خلافت ثالث حضرت عثمان کے لئے منصوص
تھی تو حضرت عمر نے سعد بن وقاص عبد الرحمن بن عوف طلحہ وزبیر و حضرت
علی کو خلافت ثالث میں کیوں نامزد کیا۔ اور بعد تقرر خلافت عثمان کی عبد الرحمن
بن عوف خلافت عثمانی سے کیوں پشیمان ہوا۔ اور لوگوں کے اس سوال
پر کہ تمنے حضرت علی کے ہوتے ہوئے عثمان سے کیوں بیعت کی تھی ابن عوف نے
یہ کیوں کہا کہ اسمیں میری کیا خطا ہی میں نے تو پہلے حضرت علی سے ہی
خلافت قبول کرنیکو کہا تھا مگر جب اُنھوں نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے
اقرار نہ کیا تب میں نے عثمان سے وہی سوال کیا اور عثمان نے فوراً قبول کرلیا
کما فی مسند احمد بن حنبل عن ابی وائل قلت لعبد الرحمن بن عوف
کیف بایعتم عثمان و ترکتم علیاً فقال ما ذنبی قد بدأت بعلی فقلت
ابایعك علی کتاب الله و سنة رسوله و سیرت ابوبکر و عمر فقال
فیما استطعت ثم عرضت ذلك علی عثمان فقال نعم۔ پس اس

عمل در آمد ہر سہ خلافت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ کوئی حکم نسبت خلافت خلفائے ثلثہ کے نہین تھا اور جو شخص برخلاف اسکے نص کا ہونا قبول کرے وہ اہل اجماع اور اہل شوریٰ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے کیونکہ مقابلہ نص کا کرنا کافر کا کام ہے نہ کہ مومن کا جیسا کہ عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین اسکی تشریح کی ہے اور لکھا ہے کہ سب سے پہلے جسنے بمقابلہ نص کی رای زنی کی وہ شیطان تھا۔ یہ کام مسلمان کا ہرگز نہین کہ نص کے مقابلہ پر شورے یا اجماع کرے یا اپنے قیاس اور رائے کو دخل دے جو احکام اور فرائض قرآن مین منصوص ہین مثل روزہ نماز حج زکوۃ وغیرہ کے اُنکی نسبت کبھی کسی نے سنا کہ آنحضرت صلعم یا اصحابہ نے باہم پنچایت کی ہو کہ نماز پڑھنی چاہیے یا کوئی حاجت نہین اور روزہ رکھنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا واجب ہین یا نا واجب ایسا ہی کسی مجتہد اہلسنت نے باوجود تسلیم کرلینے حدیث نبوی کے کبھی کسی معاملہ مین مشورہ یا اجماع کیا ہی اس بات کو تو عوام بھی جانتے ہین کہ حکم مین مجال دم زدن نہین ہوتی پس جو لوگ حکم خدا یا حکم رسول اللہ مین اپنا دخل دین اور اُسکی بابت مشورہ اور پنچائت کرین کہ واجب التعمیل ہی یا نہین وہ تو مسلمانی سے خارج ہوجاتے ہین کیونکہ مشورہ اور پنچایت کے فقط دو نتیجے ہوتے ہین ایک یہ کہ فلان کام کا کرنا واجب ہی یا دوسرے یہ کہ واجب نہین اور حکم وہ ہی جسکے انکار سے آدمی کافر ہوجاتا ہی پس جبکہ مسلمانون کی پنچائت یا شوری اُس حکم کا خلاف نہین کرسکتے اور خواہ مخواہ بروئے اصول دین اُسکی تعمیل کرنی واجب اور لازم ہی تو مشورہ اور پنچائت ایک فعل لغو اور فضول ہوگیا کیونکہ جب حکم کے برخلاف عمل

کرنیکے مجاز ہی: کیونکہ شورے تو اجماع اور پنچایت سے کوئی فائدہ نہ نکلا اور ایسا کوئی بیوقوف نہین کہ کسی فعل عبث کو عمل مین لادے اور اگر بقول مولف طبقہ صحابہ مین ایسے بھی سادہ لوح موجود تھے کہ اکثر افعال اُنکے عبث اور لغو ہوتی تھی تو ہم دیکھتے ہین کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلافت حضرت عمر کا حکم دیا تو کسی نے پھر اجماع اور شوری کا نام بھی نہین لیا۔ مولف صاحب نے جو یہ لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص بھی تھی اور شوری بھی اور دونوں ملکر نور علی نور ہوگئے۔ اس فقرہ کی داد تو مولوی لطف اللہ صاحب ہی دینگے کہ نص کے ساتھ شوری ظلمات علی النور ہی یا نور علی نور۔ دیکھئے شوری نے نص کو باطل کردیا۔ اور نص سے شوری باطل ہوجاتا ہی پس خلافت خلفاء ثلثہ کی دونون بنائین فاسد اور باطل ہوگئین فہو المراد۔ مولف صاحب اسرار الہدی نے جو ثبوت نص اور شورے کے جمع ہونے کا لکھا ہی اُسکو وہ خود ہی نہین سمجھے اگر ذرا بھی عقل کو دخل دیتے تو کھل جاتا کہ وہ اپنے دعوے کے برخلاف ثبوت اور نظائر پیش کررہے ہین اول جس حدیث کا حوالہ اُنھون نے صحیح بخاری سے دیا ہی اُسمین کہین شورے کا ذکر بھی نہین ہی اُسمین تو فقط یہ لکھا ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو غزوہ موتہ مین امیر لشکر مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر امیر ہون اور اگر جعفر بھی مارے جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہون ۔ عبد اللہ بن رواحہ کے بعد کا کوئی انتظام حدیث مذکور مین درج نہین۔ اس بات پر تمام محدثین و مورخین کا اتفاق ہی کہ جسطرح آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا اُسی درجہ سے ہر سہ شخص امیر لشکر ہوئے اور اُسی ترتیب سے

شہید ہوئے۔ پھر فرمائیے کہ اس حدیث کے نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوا
بجز اسکے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ بعضے سادہ لوح فعل عبث کے بھی مرتکب ہوتے
ہین اور مؤلف کی اس فعل عبث پر خیال کر لیا جاوے شاید اسیطرح صحابہ بھی
فعل عبث یعنی شوری مع النص کے مرتکب ہوئے ہین۔ ثبوت نصی کی تو آپکی
یہ کیفیت ہی کہ حدیث مین اجماع اور شورے کا ذکر بھی نہین اور پھر ادسپر بیجا
استدلال کیا اب آگے برخلاف مضمون حدیث کے یہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ
بن رواحہ جب شہید ہوگئے اور امرا منصوص مین سے کوئی زندہ نہ رہا تب اہل
لشکر نے مشورہ کرکے خالد کو سردار بنایا۔ اور حضرت نے اُسکو پسند کیا اور
کچھ انکار نہین کیا اہل انصاف ہی اپنے دل مین غور کرلین کہ تین سردار جو
منصوص من الرسول تھے اُنکے بارہ مین تو شوری اصحاب کا کب ہوا اور
ایک سردار یعنی خالد جو مشورۂ اصحاب سے مقرر ہوا تھا اُسکے حق مین رسول اللہ
کی نص کہان تھی پھر نص اور شوری کیسے جمع ہوگیا ناظرین کتاب اپنے دلو نمین
انصاف کرین کہ معاملہ مبحوث عنہ کوئی نازک یا پیچیدہ بحث نہین بہت صاف
معاملہ ہی کہ جن سردارون کے حق مین نص موجود تھی اُنکے تقرر پر مشورہ
نہین ہوا اور جو سردار مشورہ سے مقرر ہوا اُسکے حق مین نص نہ تھی پھر
مؤلف صاحب نے یہ اُلٹی نظیر کیون پیش کی حقیقت یہی ہی کہ اہل حق سے
مناظرہ کرنے والون کی ہمیشہ یہی کیفیت ہوتی ہی کیونکہ الحق یعلوا ولا یعلی
وارد ہی۔ منشی صاحب کا یہ فقرہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آنحضرت صلعم نے
خالد کی امارت لشکر سے انکار نہین کیا خود ہی لکھ رہے ہین کہ حضرت مدینہ مین تھے

مشورہ کرنے والے شام مین میدان جنگ مین ابن رواحہ شہید ہوئے اُسیوقت اہل لشکر نے مشورہ کرکے خالد بن ولید کو اپنا سردار بنا لیا اور لڑائی فتح ہوگئی لشکر واپس آگیا خالد بھی اپنے گھر بیٹھ رہے کیا کوئی انگریزی پلٹن یا رسالہ تھا کہ خالد بعد واپسی لشکر بھی عہدۂ کرنیلی پر مقرر رہتے کہ حاجت حضرت کی پسند یا ناپسند کرنے کے ہوتے۔ افعال ماضیہ پر انکار و عدم انکار سے بحث کرنا مولف صاحب کا ہی کام ہی۔ دیکھئے تو آنحضرت صلعم کو تو بہر حالی بعد ختم جنگ یہ خبر ہوئی کہ آپکے مقرر کیے ہوئے تینون سردار شہید ہوگئے جب اہل لشکر نے خالد کو سردار کرکے کفار پر حملہ کیا اور فتح پائی اسپر رسولخدا صلعم کو امارت خالد سے انکار و اقرار کے کیا حاجت تھی اگر رسولخدا کو خالد کی امارت ناگوار بھی گذری ہو تو بھی محل انکار نہ تھا کیونکہ وہ واقعہ گذرچکا تھا۔ اس تمام بحث مین البتہ منشی صاحب نے ایک یہ فقرہ معقول لکھا ہی (اسیطرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کے صلاح و مشورہ سے ہوئی) یعنی جسطرح خالد کو بمشورۂ اصحاب بلا حکم پیغمبر امارت موتہ ملی تھی اُسیطرح مشورۂ اصحاب سے بلا حکم پیغمبر خدا حضرت ابو بکر کو خلافت ملی۔ اور جیساکہ آنحضرت صلعم نے بعد واپسی لشکر اور بعد گذرجانے ایام امارت خالد کے امارت خالد سے انکار نہین کیا اور اس دلیل سے امارت خالد پسندیدۂ رسولخدا ہوگئی اُسیطرح (خلافت ابو بکر کی نسبت) صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسول سکے موافق یہ کام ہوا۔ اسکا صاف مفہوم یہ ہی کہ حضرت ابو بکر کو اصحاب نے مشورہ کرکے خلیفہ مقرر کردیا تو آنحضرت صلعم نے اُس سے

انکار نہین کیا اسلئے خدا اور رسول کی مرضی کے موافق یہ کام بنایا جاتا ہے
کیونکہ اگر رسولخدا کو خلافت حضرت ابوبکر کی ناپسند ہوتی تو ضرور تھا کہ خدا تعالی
سے دو چار دن کی رخصت لیکر دنیا مین تشریف لاتے اور ابوبکر کی خلافت سے
انکار کرجاتے اور جبکہ آنحضرت صلعم نے ایسا نہین کیا تو محمول برضامندی ہوگا۔
قولہ یہ حدیث مطابق قول جناب امیر کے بھی ہے من انما بالمشورے البیعة
من المہاجرین والانصار کما سبق خلفاء ترجمہ فرمایا جناب امیر نے
کہ وہ شخص بالتحقیق امام شوری ہی اور اسکی بیعت مہاجرین وانصار نے کی
جیسے سبقت کی خلفا نے۔ یعنی خلفاء ثلثہ نے فی نہج البلاغة اگر اس قول
پہ حق کو بھی بسبب فی قلوبہم مرض کے الزام غضب کا دیکر نسبت خلفاء الراشدین
معاذ اللہ اتہام فسق پر قائم کیا جاوے تو دوسرا قول فیصل بھی جناب امیر سے ہے۔
اقول کجا وہ حدیث اور کجا یہ قول۔ مؤلف صاحب یہ بھی نہین سمجھے کہ اس
قول کا کیا مطلب ہی اور خودہی بغیر کسی کے کہے سنے الزام غضب اور فسق کا
خلفا پر ثابت ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ناظرین پھر ایک بار اس حدیث امارت
زید کو ملاحظہ فرماوین اور پھر اس قول کو پڑھین کہ کس امر مین مطابقت
ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے یہ قول حضرت علی کا مولف
صاحب کو بتلایا تھا مگر جس امر پر اس قول سے استدلال کرنا سکھلایا تھا
اسکو مؤلف صاحب بھول گئے۔ مؤلف صاحب بوقت طبع ہونے تتمہ
اسرار الہدے کے اچھی طرح یاد کرکے صاف طور پر استدلال کرین غالب
ہی کہ جسطرح شمس الضحی کے جواب مین اظہار الہدی کا تتمہ چھپایا گیا تھا اسیطرح

اس رسالہ کے بعد اسرار الصمدی بھی مکرر طبع ہوگئی کیونکہ مؤلف صاحب کے سوسائٹی کے نزدیک جواب مین ایک کتاب کا چھاپنا ضرور ہی خواہ کوئی کتاب ہو۔ افسوس تو یہ ہی کہ قول مندلہ مین سوائے شوری اور بیعت کے نص خلافت کا نام بھی نہین پھر مولف کو اس بحث مین کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی۔ اگر اس قول کو خود جناب امیر علیہ السلام کے معاملہ مین قرار دیا جاوے تو صاف مفہوم اسکا یہ ہی کہ آپ اپنے معاندین اور مخالفین پر حجت پکڑتے ہین کہ خلفائے سابق کو تم اپنے عقیدہ مین اسوجہ سے خلفاء برحق جانتے ہو کہ تقرر انکا شوری اور بیعت مہاجرین و انصار سے واقع ہوا تو یہ دونون باتین میرے حق مین بھی ہو چکین ہین تو پھر میری خلافت کو برحق کیون نہین مانتے پس اس قول سے صاف ثابت ہوا کہ خلفا ثلثہ خلیفہ منصوص نہ تھے بلکہ خلافت انکی مبنی بر شورے و بیعت مہاجرین و انصار تھی پھر اپنے قول کے برخلاف سند لانا عقلمند کا کام نہین۔

دوسرا قول جناب امیر کا مولف نے یہ لکھا انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر الی آخرہ یعنی چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُسکی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُسمین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور مامون ہوں اُس حکومت مین راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبخت سے فی نہج البلاغت۔

اقول اب مؤلف صاحب بحث ما نحن فیہ سے نکلکر بہت ہی دور چلے گئے اور انکو مطلق خبر نہی کہ کہان تھے اور کہان چلے گئے۔ کجا بحث شوری مع النص اور کجا یہ قول منصف لوگ اپنے دلون مین ضرور تعجب کرینگے کہ اس حقیر نے رسالۂ اسرار الہدی کا جواب کیون لکھا ہے وہ خود ہی اپنا جواب ہے لیکن مین بیچ عرض کرتا ہون کہ اگر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب تقریظ مین اس رسالہ کی تعریف نہ فرماتے تو مین ہرگز تحریر جواب پر متوجہ ہوتا۔

تیسرا قول جناب امیر کا بناید حدیث یہ ارقام فرمایا ہی۔ ما کنت الا رجلا من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا ما کان اللہ لیجمعہم علی الضلال یعنی نہ تھا مین مگر ایک آدمی مہاجرین سے در آیا مین جیسیکہ در آئے وہ اور پھرا مین جیسا کہ وہ پھرے اور خدا انہین جمع کریگا انھون کو گمراہی پر فی شرح نہج البلاغت بہر حال جملہ اقوال موصوفہ جناب امیر سے شورا کرنے کی اصلیت بلکہ حقیت پائی گئی۔ اور آپنے یہ بھی صراحتاً فرما دیا کہ بفضل خدا امت محمدی ہرگز گمراہی کے کامون مین مشورہ نہ کرینگے۔

اقول بحولہ تعالی یہ قول بھی نہ موید حدیث امارت زید ہی نہ مثبت شوری مع النص کے متعلق نہ سائل نے یہ اعتراض کیا ہی کہ شوری ناجائز اور بدفعل ہے بلکہ سوال فقط یہ ہی کہ جب نص بتلاتے ہو پھر شوری کیون ہوا۔ اگر مؤلف صاحب سے تردید ان سوالات کی ناممکن تھی تو کتاب کا تصنیف کرنا اور مصنفون مین نام لکھوانا نہ فرض تھا نہ سنت۔

قولہ سوائے اسکے پروردگار عالم نے اپنی کتاب مجید مین جا بجا شورے کا ذکر فرمایا ہی بلکہ خاص اس بارہ مین ایک سورۃ ہی نازل فرمایا ہی وشاورھم فی الامر یعنے وشاورت کن بایشان در امرے کہ حق تعالے را دران حکم جزم صادر نہ شدہ الخ۔

اقول اسکو بانگ بے ہنگام کہتے ہین۔ حضرت یہ کسنے اعتراض کیا تھا کہ شورے کا وجود نہین یا وہ بری بات ہی سوال کا مطلب تو فقط یہ ہی تھا کہ جس امر مین حکم جزم یعنے نص موجود ہو اسمین شوری ناجائز ہے اسکا جواب تو آپ دے نہ سکے فضول باتون مین کاغذ سیاہ کر ڈالا اور آخر مین خود ہی اپنے منھ سے قایل ہو گئے۔ دیکھو ترجمہ وشاورھم فی الامر کا کہ بیخبری مین کیا لکھ گئے ہو۔ دیکھا اہل حق سے مقابلہ کرنا کیسا ہے۔

ملخص قولہ اسکے بعد مولف نے صفت انصار مین ایک آیت درج فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہی وہ لوگ ایسے ہین کہ دعوت الہی کی اجابت کی اُنھون نے اور بر پا رکھتے ہین نماز اور کاروبار اپنا مشورہ کے ساتھ کرتے ہین اس آیت کو بھی اس بحث سے تعلق نہین۔

واما قولہ بعد اسکے خود ہی یہ شبہ بیان کیا گیا کہ اوصاف شوری جو ہین نے لکھے ہین زمانہ جناب رسو لخدا کے ہین اسپر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہی کہ بعد وفات رسو لخدا صلعم کے زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا تھا اسلئے وہ حدیث لکھتا ہون خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم الخ پھر اسی مضمون کی حدیث

مرویات اہل تشیع سے لکھکر فرماتے ہین کہ شاید اب بھی حضرات شیعہ کے دلون مین یہ خدشہ پیدا ہو کہ جو شخص منصوص من اللہ ہو وہ تو محروم رہجائے اور جسکا کوئی حق نہو اُسکو اصحاب شوری زبردستی خلیفہ بنادین تو اُسکا جواب یہ ہوگا کہ خدانے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔

فاقول بحولہ تعالی چونکہ سوال سائل کا یہ منشا نہین ہی کہ شوری نیک نیتی سے ہوا یا اہل شوری نے بد دیانتی اختیار کی۔ سوال تو فقط یہ ہی کہ جب بقول تمہارے خلافت کے بارہ مین نص موجود تھی تو پھر شورے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر ہم دیانت اور بد دیانتی اہل شوری پر بحث کرین تو احادیث مستدلہ مولف اہل شوری کی بد دیانتی کے اظہار کو مطلق روک نہین سکتے۔ بلکہ اسی حدیث سے اثبات بد دیانتی اہل شوری ممکن ہی۔ غایت درجہ یہ ہی کہ ہم بھی اس بات کو قبول کرلین کہ سب زمانون سے بہتر زمانہ رسولخدا صلعم کا تھا اور اُسکے بعد زمانہ صحابہ کا اور اُسکے بعد تابعین کا اور اُسکے بعد تبع تابعین کا لیکن اہل شوری کے عمل اور مولف کے استدلال کو کوئی فائدہ نہین پہنچا کیونکہ جب قرآن پاک اور احادیث صحاح سے یہ امر ثابت ہی کہ زمانہ رسولخدا صلعم مین بھی بڑے بڑے اشد کافر اور بڑے بڑے پکے منافق اور بڑے بڑے درجہ کے خائن اور کاذب اور غاصب اور دغاباز موجود تھے تو بموجب استدلال مولف زمانہ صحابہ مین اُسوقت سے زیادہ ایسے لوگ ہونے چاہئے خصوصًا آنحضرت صلعم کی حیات مین آپکے اصحاب کے زمرہ مین بھی بہت لوگ

ایسے تھے جنپر صاف قرآن مجید مین لعنت وارد ہوئی ہی بات بات مین رسولخدا پر
طعن کرتے تھے کبھی ساحر بتلاتے تھے کبھی شاعر کہتے تھے کبھی مسلمان ہوتے
کبھی مرتد ہوجاتے۔ فرمائیے تو وہ کون لوگ ہین جنھون نے خدا ورسول کو
ایذا دی اور سورۂ احزاب مین اُنکا ذکر ہوا وہ کون لوگ ہین جنھون نے عقبہ پر
رات کے وقت جمع ہوکر ارادہ قتل رسول خدا کا کیا۔ وکون لوگ ہین
جنھون نے رسولخدا کو نرغہ مین چھوڑ کر طرح دی۔ وہ کون تھے جنھون نے
مسجد ضرار بنائی تھی۔ وہ کون تھا جسنے قرآن مین بجائے آل عمران کے آل
مروان بنایا تھا۔ وہ کون تھا جسنے سیدان حنین مین نعرہ لطلب السھو کا کیا۔
وہ کون اصحاب تھے جنھون نے نبی صلعم کی پیاری زوجہ پر تہمت لگائی۔
وہ کون تھے جنھون نے اسامہ بن زید کی امارت سے بعدول حکمی نبی صلعم
انکار کیا اور باوجود صدور احکام تحت آمادہ روانگی نہوئے۔ وہ کون تھے
جنھون نے نبی صلعم کو آخری وصیت نہ لکھنے دی۔ وہ کون صاحب ہین
جنکو مکان سے آنحضرت صلعم نے نکلوادیا وہ کون کون اصحاب تھے
جنھون نے نماز جنازہ رسولخدا کی بھی نہ پڑھی نہ تجہیز وتکفین مین شامل
ہوئے پس جبکہ خیر القرون کے لوگون کے یہ کیفیت ہی تو پلوتھم کا خدا حافظ
جو کچھ کرین وہ تھوڑا ہی چنانچہ ثابت ہوگیا کہ رسول خدا صلعم کی وفات
پاتے ہی طرح طرح کا ظلم وستم اُنکی اولاد اور اہلبیت پر شروع ہوگیا اور ابھی
پلوتھم کا زمانہ ختم بھی ہونے پایا تھا۔ کہ بنی امیہ نے ظلم وستم کا خاتمہ
اہلبیت رسالت پر کردیا۔

وہ کونسا فعل بدہی کہ جو بعد وفات نبی صلعم زمانہ خلفاء ثلثہ مین وقوع پذیر نہین ہوا دختر پیغمبر کا گھر جلانے کو ہیزم جمع ہوئی بلوہ کر کے رسول خدا کے گھر پر چڑھ گئے کیواڑ توڑ ڈالے پیغمبر کے بھائی اور وصی کی حضور مین گستاخانہ و بے ادبانہ پیش آئے۔ ترکہ پیغمبر صلعم سے اُنکی اولاد کو محروم کیا۔ رشوت دیدیکر لوگونکو اپنی طرف رجوع کیا منافقون اور رسول خدا کے دشمنونکو حکومت شام کے پروانے لکھدیے گئے بیرونجات کے مسلمانون پر ناجائز چڑھائی ہوئی ہزارہا بیگناہ قتل ہوئے غلام اور نبائرے گئے مال واسباب اہل ایمان کا غنیمت کیا گیا پھر خلافت ثانی مین وہ غلام مال مسلمانون کا واپس دیا گیا۔ مالک بن نویرہ صحابی عمداً قتل کیا گیا اُسکی صالحہ بی بی سے اُسی شب مین زنا کیا گیا حدود الٰہی سے مخالفت کی گئی نہ قاتلون سے قصاص لیا گیا نہ زانیون پر حد جاری ہوئی۔

ہر سہ زان بیگناہ اور دختران ابولولو کا خون ابتک زیر زمین فریاد کر رہا ہے کس کس کی کیا کیا بات سناؤن کہانتک لکھتا جاؤن جون جون رسول خدا کے زمانہ کو بعد ہوتا گیا۔ فسق و فجور مین زیادتی ہوتی گئی حضرت علی علیہ السلام کو اشقیا نے مسجد مین چھپکر زخم لگایا۔ امام حسن علیہ السلام کو ملعونون نے پیچھے پیچھے دے کے ساتھ زہر دلوایا امام حسین علیہ السلام کو بڑے اشتہار و اعلان کے ساتھ علی روس الاشہاد شہید کر دیا پنجتن پاک کا خاتمہ ہو گیا حدیث جناب سرور کائنات کی بلا شبہ سچی نکلی اس زمانہ حال کو دیکھتے ہوئے پورا یقین ہو گیا اُسوقت کے لوگون کو اگر اہلبیت پیغمبر کے ساتھ عداوت تھی

توجہ کے ساتھ بھی کوئی اُنکو اپنی سرداری کا مخل جانتا تھا کوئی اُنکے فضائل سے جلتا تھا کوئی اُنکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہی دیکھکر حسد کرتا تھا کسی ملعون کا باپ بھائی بیٹا عزیز قریب اُنکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا مگر اس زمانہ کے آدمیون کو دیکھیے کہ کیسے اشد ملعون ہین کہ بے سبب اہلبیت کے دشمن ہین اُن حضرات کا نام لینے سے ملعونون کی آنکھون مین خون اُترتا ہی اُنکے فضائل سے جلے مرتے ہین اب اگر اُن حضرات کے قتل پر دسترس نہین ہی تو اپنے بزرگون کی سنت ادا کرنے کے لئے اُنکے فضائل اور معجزات کو محو کرنا چاہتے ہین بیہودہ اور لغو تاویلات سے اُنکے یادگار کو مٹانا چاہتے ہین لیکن بفضل خدا اُنکا نام تا بہ ابد ہمیشہ زندہ رہیگا اور اُنکے دشمن قدیم وجدید گلون مین لعنت اور پھٹکار کا طوق پہن پہنکر اس صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹ گئے جنکا نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا۔ اب اگر کسی شخص کو اہلشوریٰ اور اہل اجماع کی دیانت داری اور راست بازی کی کیفیت دیکھنا منظور ہو تو میری گذارش کیطرف کان لگائے پہلی گذارش یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی بعثت کے زمانہ سے لیکر وفات کی گھڑی تک صدہا بلکہ ہزارہا مرتبہ امت کو مطلع کر دیا کہ میرے بعد میرا وصی اور جانشین اور خلیفہ اور تمھارا ولی اور امام اور پیشوا اور سردار علی مرتضیٰ ہی جسکا ثبوت کامل قرآن اور حدیث وکتب سیر اہل سنت سے حاصل ہے اور اُنھین کی اکثر روایات اس حقیر نے انوار الہدیٰ وشمس الضحیٰ اور تاریخ الانبیا اور رسالہ تنبیہ السائل مین بھی نقل کی ہین اور وہ روایات اہل سنت مین یہانتک مشہور ومتواتر ہین کہ ازالۃ الخفا اور صواعق محرقہ جیسے کتب مناظرہ ومجادلہ مین بھی مندرج ہین

لیکن تینون خلافتون کے تقرر کے وقت اہل اجماع اور اہل شوری نے دیدہ و دانستہ اُن سے روگردانی کی اور جان بوجھکر آنکھون پر بیغیرتی کے ٹھیکرے رکھ لیئے ہم بغرض قطع نظر کرکے اس امر کی بحث کرتے ہین جو ہر ایک اجماع اور شوری اور قومی اور دینی پنچایت اور قانونی مجمع کا سب سے بڑا اور اہم فرض ہی اور وہ منصفانہ تحقیقات اور فیصلہ ہی یعنی جبوقت ایک جماعت یا گروہ کے روبرو ایک امر فیصلہ طلب پیش ہوا تھا کہ نبی صلعم کے اصحاب یا اقربا مین کون شخص ہی جسکو اُنکا خلیفہ بنایا جاوے تو اُنکو امور مفصلہ ذیل کی تحقیقات کرنی واجب تھی اول اور مقدم سب سے یہ کہ اُس معزز خاندان مین جسکو خدا تعالی نے اپنی رسالت سے تمام دنیا کے اقوام اور قبائل سے برگزیدہ کیا ہی کوئی شخص اس قابل ہی کہ اُسکو خلیفہ بنایا جاوے پھر نبی صلعم کے قبیلہ کے سب لوگون پر نظر ڈال کر دیکھتے کہ انمین ایسا کون شخص ہی جسکو نبی صلعم سے زیادہ قربت ہی اور اُن اقربا مین سب سے زیادہ خصوصیت اور محبت رسول خدا صلعم کو کس سے تھی جب اسکی تحقیقات سے فارغ ہوتے تب اُنمین ایسے شخص کو تلاش کرتے کہ جسکو خدا تعالی نے اپنے رسول کی خصلتون مین سے حصہ عطا فرمایا ہی یعنی اُن اقربا مین کون ہی جو مثل پیغمبر خدا صلعم کے معصوم اور گناہ سے پاک و طاہر ہی کیونکہ خلافت پیغمبر دینی پیشوائی ہی اور امام مفترض الطاعت فقط وہ شخص ہو سکتا ہی جسکی عصمت پر خدا یا رسول گواہ ہون اور خدا اور رسول کبھی جائز نہین رکھتے ہین کہ امت پر کسی غیر معصوم کی طاعت فرض کرین اور جبتک امت پر امام کی طاعت فرض نہو وہ نتیجہ جو تقرر امامت سے مقصود ہی حاصل نہین ہو سکتا

اور امامت ایک فعل عبث ہوجاتا ہی اسلئے امام کا معصوم ہونا ضروری امر ہے
پھر یہ دریافت کرتے کہ پیغمبران سابق کے خلفا سب کے سب کیسے گذرے
ہین آیا یہ نبی صلعم کا خلیفہ بھی ایسا ہونا چاہیے یا نہین اور مدعیان خلافت مین سے
ایسا کون شخص ہی پھر یہ غور کرتے کہ جملہ رسولان ماسلف کے خلفا منصوص من اللہ
والرسول ہوئی ہین مدعیان خلافت مین بھی کوئی ایسا شخص ہی جسکی خلافت
یا ولایت کے بابت خدا اور رسول نے حکم دیا ہو۔ پھر یہ دیکھتے کہ ہماری حضرت
کی رسالت کچھ طبقہ انسانی پر منحصر نہین بلکہ جمیع طبقات عالم پر آپ رسول
ہین دیکھین اور طبقات عالم نے بھی کسیکو پیغمبر کا خلیفہ مانا ہے۔ یا نہین
اُسکے حال پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ مدعیان خلافت مین اعلم
کون شخص ہی کیونکہ ہمیشہ فضیلت علم سے ہی اور امام اور پیشوا ہمیشہ سب سے بڑا
عالم ہونا چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ انمین لیاقت الفصال قضایا کی کون رکھتا ہے
کسی کو پیغمبر خدا نے یہ فرمایا ہی کہ وہ سب سے زیادہ قضایا فیصل کرنے والا
یا میرے دین کا قاضی ہی علی ہذا القیاس اسیطرح سبکی نسبت تحقیقات کرتے
کہ سب سے زیادہ شجاع رحیم کریم عادل باذل فاضل زاہد متقی خدا کا محبوب
رسول کا یکرنگ دوست کون ہی۔ کبھی شرک و کفر کا تو مرتکب نہین ہوا
ہوش سنبھالکر حرام چیزون کا استعمال تو نہین کیا۔ خدا کی دعوت ظاہر ہونے پر
ایمان لانے مین سال چھ چھ مہینہ دن کی درنگ تو نہین کی۔ ایمان لانے پر
کوئی شخص از قسم ذکور اُسپر سبقت تو نہین لیگیا۔ کیونکہ سنت مرسلین بھی سے
یہ بھی ہی کہ خلیفہ اُسکا سابق الایمان ہو کبھی نبی صلعم کے سامنے اپنی جان

جانیکے خوف سے محزون تو نہین ہوا۔ کبھی نبی صلعم پر جان فدا کرنے مین عذر یا خوف تو نہین کیا۔ کبھی معرکۂ جنگ مین رسولخدا کو چھوڑکر بھاگ تو نہین گیا۔ کبھی پیغمبر خدا صلعم نے اسکو کسی امارت یا سرداری یا امر متعلقہ رسالت سے معزول تو نہین کیا۔ کبھی رسولخدا صلعم کی عدول حکمی تو نہین کی۔ کبھی رسولخدا صلعم نے اُسکو کسی دوسرے سردار کا ماتحت تو نہین بنایا۔ جیسے اصحاب ثلثہ کو اسامہ بن زید کا ماتحت بنایا تھا۔ مرتے دم تک رسول خدا صلعم اُس سے ناراض تو نہین ہوئے یا قریب وفات حضرات شیخین کیطرح قوموا عنی کہکر اپنے حجرہ سے باہر تو نہین نکلوادیا ان سب باتون کے بعد تحقیقات کرتے کہ آیا کوئی شخص ایسا ہی کہ جسکو رسولخدا صلعم نے اپنی وفات کے وقت اپنا وصی کیا ہی۔ کسکو انگشتری دی کسکو سلاح پوشاک گھوڑے عطا کئے۔ لیکن اہل اجماع نے کوئی تحقیقات نہین کی۔ نہ خلافت اولی پر شرعی اجماع واقع ہوا۔ بلکہ چند آدمیون نے ناجائز سازش کرکے اجماع ہونے دیا۔ کم سے کم ایک ایک سر برآوردہ شخص کو ہر قبیلۂ عرب سے جمع کرنا تھا پیغمبر خدا کے قبیلہ سے بھی کسیکو شامل کرنا تھا۔ یہ اجماع کیسا کہ بنی ہاشم سے مطلب بنی زہرہ بنی امیہ مین سے کسیکو بھی خبر نہو گویا عبد مناف کی اولاد کو مشورت مین بھی دخل نہ ہوا۔ دیگر قبائل عرب کو اسوقت تک خبر بھی نہین ہوئی کہ جبتک کہ خالد فوج لیکر اُنکے سرون پر جا چڑھا۔ اور اُنکو قتل و اسیر کرکے خلیفہ صاحب کی خلافت کا اقرار کرایا۔ اہل اجماع مین فقط تین چار آدمی تھے جو گھرون سے مشورت کرکے نکلے۔ اول حضرت ابوبکر دویم حضرت عمر سیوم ابو عبیدہ بن جراح

وسالم اور جمع ہوئے انصار کے سقیفہ مین جہان سعد بن عبادہ کے یار دوست
سعد کی حکومت جمانے کی فکر کر رہے تھے گویا دو گروہ مدعیان خلافت جمع ہوئے
نہ کہ اہل الرائے ۔ اجماع اور شوریٰ کیا ہوا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہمارا
اور ایک مہاجرین کا۔ مہاجرین بولے کہ سردار تو نبی صلعم کی قوم کا ہونا چاہیے
چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ کہ عمر یا ابوعبیدہ سے بیعت کرو۔ حضرت عمر بولے
تم مجھسے افضل ہو وہ بولے تم مجھسے قوی ہو۔ اسی عرصہ مین سعد بن عبادہ کے
دشمن انصاری چند شخص آگئے از انجملہ بشیر انصاری بوجہ عداوت اپنے ابن
عم سعد کے حامی پر سے مہاجرین کا ہوا۔ اور بولا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہے
کہ امام قریش مین ہونگے امیر حضرت ابوبکر نے اپنے دونون ہمراہیان یعنے
عمر ابن خطاب اور ابوعبیدہ کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ اب بیعت کرو یہی خوب
موقع ہے بس اشارہ کے ہوتے ہی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ
لاؤ ہم بیعت کرتے ہین حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا حضرت عمر و عبیدہ اور بشیر
انصاری نے بیعت کی۔ اور وہانسے اپنے گھر چلے آئے فقط اسی کارروائی کا
نام اجماع رکھا ہے حضرت علی اور بنی ہاشم اور دیگر اصحاب باصفا آنحضرت صلعم کے
وفات کی مصیبت مین مبتلا ادھر تجہیز و تکفین مین مشغول تھے اُدھر حضرت عمر وغیرہ
نے مشہور کر دیا کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہوگئی اور لوگون کو فرداً فرداً بدبغت
یا بمنت و سماجت یا بذریعہ رشوت و طمع بولا بولا کر بیعت لینی شروع کر دی اور
اور جبتک حضرت کے اقربا اور اصحاب خاص نے تجہیز و تکفین سے فرصت
پائی۔ ہزارہا آدمی سے بیعت لیلی۔ اسی ضمن مین امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کا پروانہ بھی خلفا صاحبان نے جاری کر دیا۔ یعنی ابو سفیان اس بیعت کا مخالف ہوا۔ تو اُسکو حکومت شام کا پروانہ لکھدیا۔ کہ جسکے ذریعہ سے اول یزید پھر معاویہ ابناء ابو سفیان حاکم شام ہوئے اور اُنکے ہاتھ سے جو ظلم و ستم خاندان رسالت پر گذرا وہ محتاج بیان نہین۔ پس یہ کوئی اہل الرائے کسی قوم اور ملت کا کہ اس کارروائی کو اجماع جائز یا سچی پنچایت کہدے کتب صحیحہ اہلسنت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اصحاب اجماع بعد بیعت کر لینے کے حضرت ابو بکر کی خلافت سے پشیمان ہوئے اور حضرت علی کی حق تلفی سے متاسف ہوئے لیکن بوجہ ہو جانے بیعت کے خاموش ہو گئے = اور نیز خود حضرت ابو بکر نے چند بار وعدہ بھی اپنی بیعت کے خلع کا کیا۔ مگر حضرت عمر کی فہمائش سے ایفائے وعدہ نکیا۔ اور حضرت عمر نے یہانتک دباؤ ڈالا۔ کہ حضرت ابو بکر نے اپنے بعد اجماع یا شوریٰ کی نوبت ہی نہ ہونے دی اور جو حضرت اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ اے عمر تو اسلیئے بیعت ابو بکر مین آج کوشش کر رہا ہے کہ وہ کل کو تیری خلافت کیلیئے کوشش کرے پوری ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ خلفاء مذکور خود قائل ہین کہ استخلاف خلاف سنت پیغمبر خدا صلعم کے ہے حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو بحین حیات خود اپنا خلیفہ مقرر کر دیا حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت مین بیعت خلافت ابو بکر کو ایسی ناجائز اور مذموم قرار دیچکے ہین کہ اگر آیندہ اس طرح سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کیا جاوے تو وہ خلیفہ اور اُسکی بیعت کرنے والے واجب القتل ہین۔ وہ صاف فرماتے ہین۔ کانت بیعۃ ابو بکر فلتۃ اور فلتۃ کے معنی امر ناگہانی

اور خلاف توقع خلاف قیاس کے ہیں - یعنی وہ کہتے ہیں کہ بعیت ابوبکر کی ایک
امر ناگہانی اور خلاف توقع تھی - قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ابوبکر
خلیفہ ہوسکینگے - مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا - اور ہماری تدابیر سے کام بن
گیا - پس اگر آیندہ پھر کوئی اسطرح پر بعیت کرے وہ قتل کردیا جاوے حضرت
عمر نے اپنے انتقال کے وقت بھی اسیطرح حق کو اپنے مرکز پر پہونچنے سے رکوا
دیا اگر وہ چاہتے تو آخر وقت میں ہی سرخرو ہونے کے لئے حضرت علی کو خلافت
سپرد کردیتے لیکن اُنھوں نے بجائے اسکے خلافت کو ایسے اشکال میں ڈالدیا
کہ اگر حضرت علی صبر و تحمل کو کام میں نہ لاتے تو ہزار ہا تن بسیر ہوجاتے -
اُنھوں نے خلاف سنت پیغمبر اور خلاف طریقہ اپنے مربی خلیفہ اول کے ایک
نئی رسم بدعت شوری نکالی - کہ حقیقت میں وہ در پردہ تدبیر قتل حضرت امیر
علیہ السلام کی تھی - طرفہ یہ ہے کہ ستر مقام پر حضرت عمر نے اس امر کو قبول کیا ہے
کہ اگر ابوالحسن نہوتے تو عمر مارا گیا تھا - اور یہ کہ خداوندا اُس مشکل سے مجھے بچانا
جسکے مشکلکشا علی مرتضی میرے پاس نہوں مگر وفات کیوقت ایسی تدبیر نکالی
کہ حضرت علی قتل ہوجاویں - وہ یہ ہے کہ اپنے مرتے وقت کسیکو خلافت پر
نامزد نکیا - نہ طریقہ بعیت و اجماع کی اجازت دی - بلکہ خلافت کو چھہ شخصوں
پر منحصر کرکے فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کردی وہ چھہ آدمی کون کون تھے اول
حضرت علی دوم حضرت عثمان سیوم عبدالرحمن بن عوف چہارم سعد بن
ابی وقاص پنجم طلحہ بن عبداللہ ششم زبیر ابن العوام - چونکہ چھہ آدمیوں میں
گمان ہوسکتا ہے کہ دونوں سمت تعداد اور رائے کی مساوی ہوجاوے اور

فیصلہ ہونا دشوار ہوا اسلیئے ابن عوف کو سرپنچ قرار دیا کہ جس طرف عبد الرحمن
شامل ہو اُن تین شخصوں کی رائے پر عمل ہو۔ اور فریق ثانی مین اگر تین آدمی
کسی ایک کی خلافت پر متفق ہوئے ہوں تو اُنکا مقرر کیا ہوا خلیفہ اُسیوقت
مجلس شوریٰ مین قتل کیا جاوے یا اگر وہ عبد الرحمن کے مقرر کئیے ہوئے خلیفہ
سے بیعت کرلے تو قتل سے باز رکھا جاوے۔ مروی ہی کہ بعد اس قرارداد کے
جناب علی مرتضیٰ نے اپنے چچا عباس سے یہ بات فرمائی کہ میں نے عمر کی تدبیر پر یہ
خیال کیا۔ کہ اُسنے فقط میری محرومی کے لئیے یہ سب کارسازی کی ہی۔ کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ عبد الرحمن برادر اعوت و داماد عثمان کا ہے اور سعد ابن عم عبد الرحمن
کا ہی یہ تین شخص تو بلا شک و شبہہ ایک طرف ہی ہونگے نہایت درجہ یہ ہی کہ
کہ زبیر بن العوام میری طرف ہو لیکن اُن تین آدمیوں مین کسے طرح تفریق
اور جدائی نہین ہوسکتی۔ پس وہ جانتا تھا کہ ابن عوف میری مخالفت کریگا
یا تو مین اُسکے مقرر کئیے ہوئے خلیفہ سے بیعت کرون یا اُسی مجلس مین
قتل کیا جاؤن یہ کیفیت تو تقرر شوریٰ کی ہی اب کارروائی اہل شوریٰ پر نظر
کیجائے کہ فی الواقع وہ ہی واقع ہوئی جسکو جناب امیر علیہ السلام نے فرمادیا
تھا۔ کہ ادھر تو فقط زبیر نے اپنے امر کو متعلق علی مرتضیٰ سے کردیا۔ اور باقی
چار شخصوں نے ابن عوف کو مختار کردیا اور خلافت دو شخصوں کے درمیان
مین دائر ہوئی۔ حضرت علی اور عثمان۔
سب لوگ اس امر کے متوقع تھے کہ ابن عوف بے ایمانی نکریگا اور حضرت
علی کو خلیفہ کریگا اور ابن عوف بھی اپنے دل مین سب ہی پر یقین تھا کہ اگر عثمانکو

بوجہ قرابت قریبہ خلیفہ کرون تو دنیا مین کیا منہ دکھاؤن سب کہینگے کہ افضل
اور لائق شخص کو چھوڑ کر ایک غیر مستحق اور ناقابل خلافت کو خلیفہ کردیا اور
شاید یہ خیال بھی ہو کہ اس نا انصافی کو روا رکھکر خدا اور رسول کو کیا منہ
دکھاؤنگا۔ اور اگر حضرت علی کو خلیفہ کرتا ہون تو خسر صاحب کسی طرح
نہین مانتے تب ابن عوف نے عمرو عاص وغیرہ چالاک آدمیون سے مشورہ
کیا۔ اُنھون نے یہ رائے دی کہ اول حضرت علی سے ایسی باتین کرو کہ انکو
یہ امید واثق ہوجاوے کہ ابن عوف مجھے ہی خلیفہ کریگا۔ اور مجلس شوریٰ
مین بھی اول اُنھین سے گفتگو کرو۔ اور یہ کہو کہ مین اسوقت تمسے اس شرط
پر بیعت کرتا ہون کہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہو۔ اور یقین ہے کہ وہ ہرگز
اس امر کو قبول نکرینگے اسوقت تمکو بہت اچھا حیلہ ہاتھ آئیگا۔ تب عثمان سے
یہی بات کہنا اُسوقت عثمان بلا کسی حجت و تکرار کے اس شرط کو قبول کرلینگے
یہ بات ابن عوف کی بھی سمجھ مین آگئی اور اسیطرح اُسنے عمل کرکے حضرت
علی کو محروم کیا اور عثمان کو خلیفہ کردیا۔

مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ تھوڑے ہی دنون کے بعد اہل شوریٰ کو ایسا پشیمان
ہونا پڑا کہ بالاخر نوبت قتل خلیفہ صاحب کی پہونچی۔ اور خلیفہ صاحب نے بھی وہ
شرط عمل بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت شیخین ایسی نباہی کہ اہل
شوریٰ کو مجالس اہل ایمان مین منہ دکھانے کے جگہ نہ رہی سب سے پہلا حکم بخالفت
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یہ تھا کہ حضرت عمر کی صاحبزادی عبید اللہ نے
چار شخصون کو بیگناہ قتل کرڈالا۔ ہرمزان و جفینہ و دختران ابولولو۔

یہ مقدمہ خلیفہ صاحب کے روبرو پیش ہوا۔ اور اللہ کے دین کے قاضی نے فتویٰ قصاص کا دیا مگر خلیفہ صاحب نے ملزم کو چھوڑ دیا اور بیگناہوں کے دیت بیت المال سے دلائی۔ اس فیصلہ مین تین فضائل حاصل ہوئے اول مخالفت حکم خدا و رسول دوم اسراف مال سیوم اتلاف حق مسلمین دوسرا قصئیہ ثعلبہ ممنوع الزکوٰۃ کا ہی کہ خدا نے حکم دیا کہ اس ملعون سے زکوٰۃ نہ لی جاوے اور پیغمبر خدا اور شیخین نے اُسی پر عمل کیا۔ لیکن آپنے اُسکی سنت خوشامد یا سمجھ صرف کرنے پر زکوٰۃ اُس سے لیلی رتیسرا قصیہ حکم اور مروان کا ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُسکو دیس نکالا دیا اور شیخین نے باوجود سعی اور کوشش ان لوگون کے دور تر نکلوا دیا مگر حضرت عثمان نے اُنکو اپنے پاس بُلا لیا۔ مروان سے اپنی دختر کی شادی کی۔ اور تمام مسلمانون اور غازیون کے گلو تراشی کرکے تمام خمس غنیمت ملک افریقیہ اُسکو عطا کیا۔ اور پھر ایک لاکھ دینار عطا کئے۔ بازار مدینہ کے خراج اور اراضیات زرعی کا عشر مروان کو معاف کیا اور یہ حکم جاری ہوا کہ جبتک مال تجارت مروان کا فروخت نہو جایا کرے۔ کوئی شخص اپنا مال فروخت نکرنے پاوے اور سوائے جہازات و تجارت عثمان و مروان کے اور کسیکا جہاز بحرین کی آمدورفت نکرسے۔ بیت المال کا لاکھون روپیہ باغات و زراعات کے خریدنے اور مکانات کے بنانے مین صرف کیا۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ابو موسی اشعری بہت بیش بہا زیورات طلا و نقرہ کسی جنگ سے لائے اور حضرت عثمان نے وہ سب زیور اپنے زوجات اور دختران کو تقسیم کردیا۔ بڑی بڑی حکومتون سے اجلہ و اکابر

صحابہ کو موقوف کرکے اپنے فاسق و فاجر بھائی بندون کو ممتاز کیا جہانتک ہوسکا مخالفت رسولخدا کی کی جن مواقع پر رسولخدا و شیخین نے نماز مین قصر کیا وہان آپ اتمام کرتے تھے صحابۂ ابرار مثل ابو ذر غفاری کو حکم مروان کی عوض جلاوطن کیا۔ ابن مسعود کا نہایت ہتک عزت کیا حضرت عمار یاسر کے توہین کی یہانتک کہ عبدالرحمن ابن عوف پر بھی ہاتھ صاف کیا اگرچہ دیگر صحابہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ہمکو رنج ہوا۔ لیکن عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے البتہ نہایت درجہ طبیعت خوش ہوئی کہ اُنھون سے اپنی سعی مشکور کا خوب ہی انعام پایا۔ واقعی ایسے منصف سرپنچ کو جو کچھ انعام دیا جاوے وہ تھوڑا ہی صواعق محرقہ مین مروی ہی کہ لوگون نے عبدالرحمن بن عوف کو بہت کچھ ملامت کی کہ تونے حضرت علی کو چھوڑکر عثمان کو کیون خلیفہ کیا تو اُسنے اُسوقت اپنی حیلہ گری اور ناانصافی کے پوشیدہ رہنے کے لئے لوگون سے اپنی بے قصوری اسطرح جتلائے کہ اسمین میرا کیا قصور ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی کہا تھا کہ مین تم سے بیعت کرتا ہون بشرطیکہ کتاب اللہ و سنت رسولہ و سیرت شیخین پر عمل کرو تو اُنھون نے یہ کہا کہ بقدر استطاعت اور حتی المقدور ایسا کرونگا۔ مگر عثمان نے صاف اقرار کرلیا۔ اب اگر کوئی منصف پنچ اس زمانہ مین بھی موجود ہو تو اپنے دل مین غور کرے کہ جواب حضرت علی کا معقول تھا یا حضرت عثمان کا اور عقلمند کو کسکے جواب سے ایفاء وعدہ کی توقع ہوسکتی ہی اور کسکے جواب سے دفع الوقتی اور مطلب براری پائی جاتی ہے پس اگر عبدالرحمن بن عوف عقلمند تھے تو ظاہر ہی کہ

دیدۂ و دانستہ اُنھوں نے یہ حیلہ واسطے محرومی حضرت علی کے نکالا تھا اور اگر
سادہ لوح اور کم عقل تھے تو وائے بر عقل اُس قوم کے جنھوں نے ایسے بیوقوف کو
سرپنچ کرکے اسلام مین طرح طرح کی رخنہ اندازی کی۔ انصاف اسکا منصف
مزاج ناظرین کے ہاتھ ہے۔ حدیث ابن عوف صاحب صواعق نے مسند امام
احمد بن حنبل سے نقل کی ہے جسکو ہم لکھ چکے ہین جسکو تصدیق منظور ہو صفحہ ۴۲
مطبوعہ مصر سے کرلے۔ قصہ کوتاہ چھہ برس تک تو حضرت عثمان نے
ایسی ہی خلافت کی کہ جسکے اکثر حالات ہم لکھ چکے ہین لیکن چھہ سال آخری
ایسے گذرے کہ تمام اکابر صحابہ الامان پکار اٹھے اور اکثرون نے تکفیر کی
فتوے دیدیے اکثرون نے واجب العزل قرار دیا بی بی عایشہ نے کھلم کھلا
اُنکے واجب القتل ہونیکا فتوی دیدیا اور بھائی صاحب نے تعمیل بھی کردی
اجلہ اصحاب نے خلیفہ صاحب کا نام لینا چھوڑدیا بوجہ مشابہت ریش درازی
کے نعثل یہودی کے نام سے انکو پکارنے لگے چنانچہ بی بی عائشہ کا قول
انکے حق مین یہی تھا۔ اقتلوا نعثلا یعنی اس نعثل یہودی کو قتل کردو۔
بروقت مجلس شوری افسوس یہ ہے کہ انصاف دنیا سے بالکل سفر کرچکا تھا۔
وہ لوگ فضائل علی مرتضی سے بیخبر نہ تھے خوب جانتے تھے کہ حضرت علی
افضل الناس بعد پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور اس بات سے بھی خوب آگاہ
تھے کہ حضرت عثمان مین کوئی ایک بھی فضیلت ایسی نہین ہے کہ جس سے
انکو مستحق خلافت سمجھا جاوے علم دین اور فقہ مین یہ شیخین کے برابر بھی نہ
تھے زمانہ شیخین مین تحقیقات دینی اور تفتیش مذہبی تو کسی قدر تھی گو یہ بات

تسلیم کیگئی ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر استنباط مسائل شرعیہ سے عاجز اور علم قضا و اجتہاد سے ناواقف تھے لیکن وہ اوروں سے دریافت تو کر لیتے تھے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہی کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ایک عورت اُنکے پاس آئی اور اپنے پوتے یعنی پسر کے پسر کے ترکہ کا دعوی کیا۔ حضرت ابوبکر اس بات سے محض ناواقف تھے کہ دادی کا حصہ شرعًا ہوتا ہی یا نہین اگر ہوتا ہی تو کسقدر چنانچہ صواعق محرقہ مین ہی۔ اخرج اصحاب السنن الاربعہ ومالک عن قبیصہ قال جاءت الجدۃ الی ابی بکر الصدیق تسالہ میراثہا فقال مالک فی کتاب اللہ وما علمت لک فی سنتہ نبی اللہ صلعم شیئًا فارجعی حتی اسال الناس فقال المغیرہ بن شعبہ۔ حضرت رسول اللہ صلعم اعطاہا السدس فقال ابوبکر ہل معک غیرک فقام محمد بن مسلمہ فقال مثل ما قال المغیرۃ فانفذہ لہا ابوبکر۔ یعنی اصحاب سنن اربعہ اور امام مالک قبیصہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک دادی ابوبکر کے پاس پوتے کی میراث لینے کو آئی تو ابوبکر نے اُس سے کہا کہ قرآن مین تیرے لئے کچھ نہین لکھا ہی اور طریقہ سنت رسول خدا کا بھی مجھے معلوم نہین ہے۔ اب تو تو اپنے گھر چلی جا مین لوگون سے اس بات کو پوچھونگا پس پوچھا لوگون سے ابوبکر نے۔ تو مغیرہ بن شعبہ بولا۔ کہ رسولخدا صلعم نے سدس حصہ دلایا ہی ابوبکر بولے اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہی اسپر محمد بن مسلمہ کھڑا ہوا۔ اور بولا وہی بات جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس ابوبکر نے اُسکا فیصلہ کر دیا

طرفہ یہ ہی کہ اسی صواعق مین یہ ذکر حضرت عثمان اس مغیرہ بن شعبہ کی نسبت لکھا ہے۔ انہ کان مرتشیا یعنی مغیرہ بن شعبہ رشوت خوار تھا۔ ایسا ہی حضرت عمر کے حالات سے ظاہر ہوا ہی کہ وہ حضرت علی اور ابن مسعود وغیرہ کو پوچھکر شرعی معاملات فیصل کیا کرتے تھے۔ اور بارہا ایسا اتفاق ہوا ہی کہ حضرت عمر نے خلاف شرع حکم دیدیا اور حضرت علی کو خبر ہو گئی۔ اور آپنے روک دیا۔ تو حضرت عمر شکریہ ادا کرتے اور اکثر یہ لفظ زبان پر لاتے۔ لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور اکثر یہ لفظ فرماتے کہ ای بار خدا ایسی وقت سختی اور مصیبت مجپر نہ ڈالنا کہ علی اُسکے رفع کرنے والے میرے پاس نہون۔ چنانچہ مقدمہ قصاص مجنون اور رجم حاملہ کتب سیر مین مشہور و معروف ہین لیکن حضرت عثمان نے اپنے وقت مین شرع کی کچھ پرواہ نہین رکھی بلکہ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ حضرت عثمان کے روبرو پیش ہوا اور اُنھون نے ایک حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا۔ اور جب حضرت علی کو اسکی خبر ہوئی تو حضرت عثمان کو تنبیہ کیا اور حکم ناجائز دینے سے روکا مگر افسوس ہی کہ خلیفہ صاحب کا آدمی رجم گاہ پر منع کرنے کو اُسوقت پونہچا کہ لوگ اُس ددجی والی عورت کو رجم کر چکے تھے۔ صاحب تاریخ الخلفا بھی لکھتے ہین کہ حضرت عثمان کی خلافت کے آخری چھ سال بڑے سخت بدانتظامی مین گذرے تمام کتب سیر و احادیث اہلسنت مین درج ہی اور نیز صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء سیوطی مین درج ہی کہ بروز شوری حضرت علی مرتضی نے ایک حدیث کہی

اپنے ایسے فضائل لوگون سے گنوائے - کہ اُنمین سے ایک کے مثل بھی کسی
دوسرے شخص کو امت محمدی مین حاصل نہین ہوئے ہر ایک فضیلت پر
حضار سے شہادت طلب کرتے تھے اور سب لوگ آپکے فضائل کی تصدیق
کرتے جاتے تھے اور آپ بھی فرماتے تھے کہ تمنے ابو بکر کو خلیفہ کیا اور مین
اُس سے افضل اور اولی تر مستحق خلافت تھا مگر اسلیئے خاموش رہا کہ تم
لوگ مرتد ہو کر کافر ہو جاؤگے پھر عمر کو خلیفہ کیا - حالانکہ مین اُس سے بھی
افضل اور اولی تر تھا مگر اسی خوف سے خاموش ہو رہا لیکن اب تم عثمان کو
بھی مجبر ترجیح دیتے ہو خدا سے ڈرو کیا کبھی خدا کو منھ نہ دکھاؤگے اجلہ و
ابرار صحابہ ابن عوف کی نا انصافی دیکھ دیکھکر خون کے سے گھونٹ پی رہے
تھے - لیکن ابن عوف نے حسن کی رعایت مین ایسا پتھر کا کلیجہ بنا لیا تھا
کہ کسی بات نے اُسکے سخت دلی پر اثر نکیا - اگرچہ ابن عوف حضرت عثمان کے
سازی خلافت کے زمانہ تک زندہ نہین رہا - لیکن یہانتک نوبت ضرر
پہونچ گئی تھی کہ اس نا انصافی کے سبب سے محافل اور مجالس مومنین
مین شرم و ندامت کے سبب جانا آنا موقوف کر دیا اور جبکہ خود اُنکو ہی خلیفہ
صاحب نے انعام دیانت اُنکی سخن دلی کا فتوی دینے لگے والحمد للہ علی
ذلک فضائل حضرت عثمان کی یہ کیفیت ہے کہ بروز محاصرہ آپنے اسپنے
فضائل لوگون کے روبرو بیان کئے مگر وہ جملہ فضائل شمار مین فقط دو
عدد نکلے - ایک یہ کہ مین نے بحکم رسولخدا صلعم جیش عسرت کی تجہیز کی -
دوسرے یہ کہ مین نے ایک چاہ تعمیر کرایا جسکا نام بیر رومہ ہے اور تکیہ تشک

نہین کہ اگر غیر مسلم بھی کوئی فیض کا کام کرے تو ثواب پائے۔
تیسری فضیلت متاخرین اہل اسلام نے جمع قرآن کی اُنسے منسوب کردی ہی مگر اُسوقت کی لوگون کو انکی مداخلت قرآنمجید مین پسند نہین آئی۔ قرآن تو حضرت ابوبکر کے ہی زمانہ مین زید بن ثابت نے جمع کردیا تھا جیسا کہ روایت انس سے بحوالہ مشکوۃ شریف سے ظاہر ہوا ترتیب موجودہ جو بڑی فضیلت شمار کی جاتی ہی اُسمین حضرت عثمان نے اپنی ذات سے کچھ نہین کیا بجز اسکے کہ زید بن ثابت کے ساتھ عبد اللہ ابن زبیر کو شامل کرکے حکم لکھنے قرآن کا دیا اور تمام ممالک سے قرآن طلب کرکے جلوا دیے اور زید و عبد اللہ کا لکھا ہوا قرآن جاری کردیا اُسوقت کے اکابرین نے حضرت عثمان کے اس فعل کو مستحسن نہین سمجھا بلکہ بہت ہی زبون خیال کیا گیا تھا حتی کہ بی بی عائشہ نے اُس زمانہ مین لوگون کو انکے قتل کرڈالنے کی بہت کچھ ترغیب دی ان حالات سے پایا جاتا ہی کہ شوری انصافانہ نہین ہوا۔ مگر وجود شوری البتہ اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کسی کے لئے حکم خلافت صادر نہین ہوا کیونکہ اگر اہلسنت کا یہ قول صحیح ہوتا کہ حضرت رسولخدا نے درجہ بدرجہ اصحاب ثلثہ کے نام لیکر اظہار اُنکی خلافت کا کردیا تھا۔ تو حضرت عمر بھی ضرور اُس حدیث سے واقف ہوتے اور کبھی برخلاف حدیث نبوی تیسری خلافت کے لئے چھہ آدمیون کو نامزد نہ کرتے کیونکہ جب خلافت نام بنام منصوص تھی تو سعد اور طلحہ و زبیر و عبد الرحمن کیون خلافت کے امیدوار کئے گئے۔

اور طرفہ یہ ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک کچھ ان چھہ آدمیون پر ہی انحصار خلافت سیوم نہ تھا۔ بلکہ روضۃ الاحباب سے پایا جاتا ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک ان چھو آدمیون کے علاوہ دو اور شخص انسے زیادہ مستحق تھے مگر تقدیر سے اُنکی موت آچکی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو اُنمین سے ایک خلیفہ سیوم مقرر کردیا جاتا اور خلافت چہارم کے لئے دوسرا نامزد ہوتا۔ جو لوگ فن سیر سے آگاہ ہین اور بیعت سقیفہ کے حالات سے ماہر ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ وہ دو شخص کون تھے۔ اُنمین سے ایک تو ابو عبیدہ بن جراح تھے دوسرے سالم مولی ابو حذیفہ۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین اپنے سامنے کسکو خلیفہ کرجاؤن اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اُنکو مین خلیفہ کرجاتا۔ یا اُنکے بعد سالم بھی زندہ ہوتے اُنکو اپنا خلیفہ بناتا اب مین کیون ناحق اپنے سر پر بار خلافت لون۔ حضرت عمر کے آخری زمانہ حیات مین اس فقرہ سے وہ پورا انارا دسربستہ سقیفہ بنی ساعدہ کا ظاہر ہوا۔ پس کچھ شک نہین کہ اُسوقت باہم ان چار شخصون کے ہی قرارداد ہوا تھا۔ کہ اول ابو بکر خلیفہ ہون اُنکے بعد اگر عمر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون حضرت عمر کے بعد ابو عبیدہ اگر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون اُنکے بعد سالم خلیفہ ہون۔ مگر یہ قدرت خدا کی ہی چار یارون مین سے دو یار دوسرے خلیفہ کے ہی زمانہ مین مرگئے۔ ہم آجتک یہ ہی سمجھ رہے تھے کہ ابو عبیدہ سے شرکت و اعانت یوم سقیفہ کا بدل و عوض فقط یہ سالاری ٹھہرا ہوگا جو اُنکو مل چکا اور سالم مولا ابو حذیفہ کی نسبت یہ گمان تھا کہ وہ کیسے غلام تھے

کسی دباؤ یا تھوڑی سی طمع پر وہ انکے شامل ہوگئے ہون کیونکہ یہ امر تو تحقیق ہوچکا ہی کہ یوم سقیفہ فقط یہ ہی کہ دو شخص ہمراہ شیخین رفیق و ہم مشورہ بن کر گھر سے نکلے تھے اسلئے کوئی شک نہین کہ یہ چارون شخص باہم ایکدوسرے سے خلافت کی بابت قسم وعہد کئے ہوئے تھے بعد مین جو شخص انکے شامل حال ہوئے وہ دیگر سلوک و مراعات کے موعود تھے۔ مجھے سخت تعجب اس بات کا ہوتا تھا کہ حضرت ابوبکر نے اپنی حیات مین ہی کیون حضرت عمر کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت عمر نے کیون اس سنت خلیفۂ اول کو ترک کیا یہ بات اب کھلی کہ ایک دوسرے کا استخلاف پر بنا عہد و میثاق باہمی کے تھا حضرت عمر کے بعد وہ دونون شخص زندہ نہ تھے اسلئے حضرت عمر نے اپنی حین حیات کسیکو اپنا جانشین نہ کیا۔ دیکھئے روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۱۴۳۔ در روایتی آنکہ چون از وی طلب تعین خلیفہ نمودند گفت اگر عبیدہ در سلک احیاء منتظم میبود خلافت بوی تفویض می نمودم و اگر حق تعالیٰ از من سوال میکردی کہ وجہ تخصیص او بخلافت چہ بود گویم از رسول تو صلعم شنیدہ بودم کہ می فرمود انہ امین ہذہ الامۃ۔ و اگر سالم مولائے ابوحذیفہ در قید حیات بودی وی را خلیفہ می گردانیدم و اگر پروردگار من از ان سوال کردی در عقبہ اعتذار معروض میساختم کہ از پیغمبر صلعم شنودم کہ فرمود ان سالما شدید الحب فی اللہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے نزدیک حضرت علی تو کسیطرح لائق خلافت ہی نہ تھے حالانکہ حضرت علی کی نسبت رسولخدا کا ارشاد ہے

انت صفی وامینی اور نیز انہ محب اللہ رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔
کذا فی خصائص النسائی اور اُن چھہ شخصون مین سے بھی۔
اگر سفارش کی ہی تو سعد بن ابی وقاص کی کی ہی چنانچہ روضۃ الاحباب
کے صفحہ ۱۸۱ مین ہی در وایتے آنکہ گفت کہ اگر سعد را خلیفہ گردانید او اہل
ومحل آنست الی آخرہ۔ سعد کے بعد سفارش اپنے پسر کی فرمائی بایں
عبارت روضۃ الاحباب۔ اگر بحکم عبداللہ بن عمر راضی شوید وی را حکم
کنید والا طرفی کہ عبدالرحمن ابن عوف دران بود مرجح ومعتبر دانید ومخالف
را مقتول گردانید۔ اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ حضرت عمر اپنے دلمین حضرت
علی سے بہتر اور افضل اور مستحق تر خلافت کا کسی دوسرے کو جانتے تھے
محض غلط ہی بلکہ حقیقت یہ ہی کہ وہ حضرت علی کو جمیع صحابہ سے افضل اور
اعلم اور اشجع اور اقضا۔ اور لائق منصب خلافت جانتے تھے اور حضرت
ابو بکر بھی ایسا ہی سمجھتے تھے لیکن یہ بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے خلافت
اپنے مرکز پر قرار پاوے۔ حضرت ابو بکر تو اپنے عہد ومیثاق سے لاچار تھے
کہ جن لوگون نے غایت سعی وکوشش سے اُنکو خلیفہ بنایا اور یہ اُنسے
عہد کر چکے تھے کہ اپنے بعد تم مین سے جانشین کرونگا اسی لئے چند بار
حضرت علی سے وعدہ خلع بیعت خود کر کے اُسکا ایفا نکر سکے۔ اور حضرت
عمر باوجود فوت ہوجانے معاہد ہم کے بھی جو درپے اس امر کے رہے
کہ خلافت کی نوبت حضرت علی تک نہ پہونچے اسمین ایک بڑا راز مستتر تھا
یعنی وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت علی کے خلیفہ

ہوتے ہی ہماری قلعی اُتر جاویگی اور ہماری طرف سے مومنین کا عقیدہ مطابق ہمارے اصلی حالات کے ہو جائیگا اور جو جو امور شیعیان علی ہماری نسبت تخلیہ مین کہتے ہین وہ بر سر منبر کہے جاینگے اگر کوئی غیر شخص خلیفہ ہو گا تو ہم بدستور سبکے پیشوا بنے رہینگے اور ہماری عیوب ظاہر نہونگے۔ لیکن یہ سمجھے کہ تو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر ہوگا حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت اور خصوصًا بوقت قرب وفات بہت ہی تدابیر اور انتظام اس امر کا کیا کہ حضرت علی تک نوبت خلافت نہ پہونچے اُن تدابیر مین سے بعضی خفیہ ہین اور بعضی علانیہ۔ اُنمین سے بعض کا مذکور ہم پیشتر کر چکے ہین۔ اول وہ خطبہ جو صحیح بخاری مین مرقوم ہی کہ حضرت عمر نے خطبہ مین فرمایا کہ مین ایسا سنتا ہون کہ بعضے لوگ یہ مشورہ کرتے ہین کہ اگر عمر مر جاوے تو فلان شخص کو ہم خلیفہ بناوینگے جسطرح لوگون نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا مگر واضح رہے کہ خلافت اور بیعت ابوبکر کی ایک امر ناگہانی اور اچانک غیر متوقع تھا خدا نے اُسکے شر کو دور کر دیا اب اگر کوئی اس طرح کسیکو خلیفہ کرنا چاہے وہ قتل کر دیا جاوے جو لوگ کچھ بھی عقل رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ امت محمدی مین وہ کون شخص تھا جو برخلاف خلفا کے خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا بیشک سوائے علی مرتضی کے اور کوئی شخص دعویدار اس بات کا نہ تھا اور نہ مسلمانون مین کوئی شخص ایسا تھا کہ وہ برخلاف خلفا کے حضرت علی کے سوا اور کسی شخص کی خلافت کا امیدوار ہو پس مفہوم اس خطبہ کا فقط یہ تھا کہ جو حضرت علی کے ہوا خواہ مشورہ کرتے ہین کہ ہم بھی عمر کے مرنے کے بعد حضرت علی کو خلیفہ کر دینگے یہ لوگ واجب القتل

ہین انکو مع حضرت علی کے قتل کردیا جاوے۔ اب وفات کے وقت جو خلافت
کو چھ شخصون مین دائر کرکے محل نزاع بنایا یہ بھی واسطے محرومی حضرت علی مرتضی
کے تھا اور جن جن لوگون سے خلافت کو تمام زد کرکے سودا رخام طمع
خلافت کا اُنکے دماغون مین پکایا اس سے پیشتر یہ لوگ کبھی متمنی خلافت کے
نہین ہوئے تھے نہ اپنی آپکو قابل خلافت جانتے تھے نہ اور لوگ انکو خلافت
کے لائق سمجھتے تھے چنانچہ خود حضرت عمر فرماتے ہین۔ بقول صاحب روضۃ
الاحباب۔ روایتے آنکہ گفت گمان من آنست کہ والی مسلمانان نشود مگر
یکی ازین دو مرد عثمان یا علی۔ پھر اہل انصاف فرمائین کہ چھ آدمیونکا شوریٰ
کرنا کس غرض سے تھا۔ وجہ اس گمان کی کہ خلیفہ ان دو شخصون مین سے ایک
ہوگا یہ ہی کہ حضرت علی کی نسبت تو جانتے ہی تھے کہ شروع سے دعویدار
خلافت ہین اور مومن دیندار لوگ انکو امام برحق جانتے ہین اور حضرت عثمان کی شاخ خود عمر کی
ہی نکالی ہوئی تھی کہ انکی نسبت یہ بھی سمجھے ہوئے تھے کہ آدمی مالدار اور قبیلہ والے ہین اکثر لوگ
طرفدار انکے بھی ہوجاوینگے۔ اب حضرت عمر نے تدبیر شوریٰ اسی لئے نکالی
کہ حضرت علی کو محروم کرین۔ چار شخص جو حضرت علی اور عثمان سے علاوہ
نامزد کئے اُنکی نسبت یہ خوب جانتے تھے کہ یہ سب عثمان کے طرفدار ہین
غایت یہ ہی کہ زبیر حضرت علی کے ساتھ ہو اسلئے یہ قرار دیا کہ کثرت رائے سے
حکم دیا جائے پھر طلحہ کیطرف سے کچھ شبہ گذرا کہ ایسا نہو کہ وہ زبیر کے ساتھ
ہوجاوے اور حضرت علی بھی فریق ثانی کے برابر تعداد مین ہوجاوین تب
عبدالرحمن کی رائے کو ترجیح دیدی کیونکہ وہ رشتہ داریون اور باہمی مجبوریون کو

خوب ہی جانتے تھے کہ ابن عوف داماد حضرت عثمان کا ہی اور سعد ابن عم
عبد الرحمن کا ہی یہ تینون تو کسیطرح جدا نہین ہو سکتے۔ حضرت عمر یہ بھی
جانتے تھے کہ حضرت علی کو اپنے استحقاق خلافت پر اسقدر وثوق اور اصرار
ہے اسلیئے دوسرے شخص کے مقرر ہونے پر ضرور ہی مخالفت کرینگے کیونکہ اور
کوئی تو اپنے آپکو حقدار نہین سمجھتا اگر وہ خوش نصیبی سے خلیفہ ہو جاوے تو
اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھ کر خوش ہوجاوے اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہو تو کوئی
رنج اُسکو نہین کیونکہ وہ حقدار نہین ہی اسلئے یہ امر قرار دیا کہ اگر عثمان سے
بیعت سے علی مرتضی مخالفت کرین تو قتل کر دیے جاوین۔ قبل تقرر شوری
حضرت عمر کا ابن عوف سے تخلیہ کی باتین کرنا اور خلافت کا تقرر اُسکی
رائے پر مفوض ہونا بے وجہ نہ تھا۔ اگر کوئی معترض یون کہے کہ یہ باتین
ظنی ہین اگرچہ گمان غالب ہی مگر صاف طور سے منقول نہین ہی کہ نیت حضرت
عمر کی یہ ہی تھی کہ حضرت علی مقتول ہون یا خلافت سے محروم رہین یہ
بات حضرت عمر کی اس تقریر سے ثابت ہو جاویگی جو قبل از وفات خود
مسلمانون کو مخاطب کرکے فرمائی اور اُسکا مطلب صاف یہ ہی ہے کہ
علی کی بات نہ سننا علی سے حذر کرنا جو وہ کہتے ہین دروغ ہی۔ گو بظاہر نام
نہ لیا اس خوف سے کہ مومن اور دیندار لوگ ابھی کفر و نفاق سے منسوب
کرینگے مگر وہ بیان کنایہ ابلغ من التصریح ہی دیکھو روضۃ الاحباب صفحہ ۳۰۳
حضرت عمر مسلمانون سے فرماتے ہین لابد رستی کہ ہمی ترسم بر شما مگر از دو
شخص یکے آنکہ گمان برے اہین باشد کہ او احق ست بخلافت از صاحب خود

بنابر آن با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقاتلہ و محاربہ کنند پس غور کرین سب مسلمان اس امر پر کہ حضرت عمر کے ذہن مین ایسا کون شخص تھا سنجملہ حضرت علی اور عثمان کے کہ اپنے آپ کو اپنے ساتھی سے زیادہ مستحق خلافت جانتا ہو۔ اور حضرت عمر کو ان دونون مین سے کسکی نسبت گمان تھا کہ اگر وہ خلیفہ نہوا تو ضرور خلیفہ وقت سے مقاتلہ کریگا۔ چنانچہ دو چار ہی دن کے بعد لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر کا یہ گمان حضرت علی کی طرف تھا کیونکہ حضرت عمر کو بھی یہ معلوم تھا کہ خلافت در حقیقت حضرت علی کا حق ہی انکو غیر کا خلیفہ ہونا کیونکر گوارا ہوگا چنانچہ حضرت علی کے گفتگوی یوم شوری کو اکابر علمائے اہل سنت اس طرح لکھتے ہین۔

وفی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندہما الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ۔ یعنی کتاب مناقب خوارزمی اور ابن مردویہ مین کہ دونون اجلہ علمائے اہلسنت سے ہین بسند خود ہا ابو طفیل عامر بن واثلہ سے اسطرح مروی ہی کہ ابو طفیل کہتے ہین۔ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینہم فسمعت علیا یقول بایع الناس لابوبکر وانا واللہ اولی بالامر و حق منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا یضرب بعضہم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر وانا واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع ثم قال استنشدکم باللہ الا اخرا لمناشدہ۔

یعنی ابی الطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہین کہ مین بروز شوری دروازہ پر تھا کہ آوازین بلند ہوئین اور مین نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور بخدا مین اولی تر اور مستحق ترخلافت کا تھا ابوبکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے مطیع رہا کہ لوگ پھر دین آبائی پر لوٹ کر کافر ہوجائینگے ایک دوسرے کی گردنین تلوار سے کاٹین گے۔

بعد اسکے بیعت لی ابوبکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تھا لیکن اُسی خوف سے کہ لوگ کافر ہوجائینگے سنکر خاموش ہورہا۔

اب تم لوگ یہ ارادہ کرتی ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا اور نہ بسمع قبول ورضا اصغا کرونگا پھر اسکے بعد آپنے لوگون کو متوجہ کرکے فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہی خدا کی تم مین ہی کوئی ایسا میرے سوا کہ جسمین یہ فلان بات ہو تا آخر یاد دہانی۔

ابن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب مین پانچ اور تیس فضائل لکھے ہین کہ اُسوقت آپنے لوگون کو یاد دلائے۔ طبری نے لکھا ہی فعد ہ اکثر من مایۃ خصلۃ اور دہا ہو علیہ السلام علی الامۃ تفضلہ اللہ بہا

پھر رجوع ہوتا ہون حضرت عمر کے آخری وصیت کیطرف کہ انھون نے دو شخص سے حذر کرنے کی لوگون کو نصیحت کی کہ ایک کا ذکر اوپر ہوچکا دوسرے کا ذکر لکھتا ہون۔ اور مراد دو شخص سے جداگانہ دو آدمی نہین ہین بلکہ مراد دو خصلت یا دو وجہ حذر سے ہی اگرچہ ایک ہی شخص مین پائی جاوین چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے اسطرح نقل کیا ہی۔

(دوم آنکہ کتاب اللہ را بعد ما خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی و غیر معنی مراد)

بحث اس امر کی کہ یہ خیال حضرت عمر کو کسکی طرف سے ہوا اور کیون ہوا دلیل اسکی بہت صاف ہی کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ اکثر آیات قرآنی در بارہ ولایت و امامت حضرت علی مرتضیٰ نازل ہوئی ہین اور ہمنے طمع خلافت سے اُن آیات کو نہین مانا اور مسلمانون مین اپنا الزام رفع کرنیکو ہمنے اصلی معنے اور حقیقی تاویلات کو بدل کر تاویلات غیر حقیقی ظاہر کی ہین اب تک تو علی مرتضیٰ صبر کئے ہوئے بیٹھے رہے اور اگر اب بھی اُنکی حق تلفی ہوگی تو ضرور اُس شخص سے جو خلیفہ کیا جائیگا مقابلہ کرینگے اور بوقت مناظرہ اور مباحثہ کے اُن آیات قرآنی پر ضرور استدلال کرینگے جو اُنکی شان مین نازل ہوئے ہین اسلئے حضرت عمر نے پہلے سے یہ بندش کی کہ اگر نوبت مقابلہ پہونچے تو کوئی مسلمان حضرت علی کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ مباحثہ اور مناظرہ مین آیات قرآنی پر استدلال کرین تو یہ جہال عرب اُنکو نعوذ باللہ کاذب سمجھ کر اُنسے متنفر ہون۔ وجہ اس امر کی علم کی کہ حضرت علی ضرور تاویل آیات قرآنی پر منافقین است پر جہاد کرینگے اور اُنکو اسی بات پر قتل کرینگے یہ ہی کہ حضرت عمر اُس حدیث نبوی سے آگاہ تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسطرح مین تنزیل قرآن پر قتال کرتا ہون اسیطرح علی مرتضیٰ تاویل قرآن پر قتال کرینگے یعنی جناب پیغمبر خدا صلعم کفار سے اسلئے قتال کرتے تھے کہ وہ اس امر کو قبول کرین کہ قرآن خدا کیطرف سے نازل ہوا ہی اور تاویل قرآن پر قتال کرنا یہ ہی کہ اُن لوگونکو قتل کیا جاوے جو مسلمان ہوکر تنزیل کی تو قائل ہوگئے ہین

لیکن تاویل آیات مین مخالفت امر حق کے ہین۔ اور جن آیات کی تاویل مین مسلمانون نے مخالفت حق کی ہی وہ آیات متعلق بولایت و امامت و حقوق علی مرتضی و اہلبیت پیغمبر کے ہین۔ ثبوت علم حضرت عمر کا اس حدیث سے ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر دونون اُسوقت مین موجود تھے اور دونون صاحبون نے اُسوقت تمنا بھی اس امر کی کری کہ تاویل قرآن پر قتال کرنے والے ہم ہودین جیسا کہ صحاح اہل سنت مین حدیث خاصف النعل مشہور ہی حدیث ہی اور بہت طریقون سے مروی ہی ازانجملہ ہم وہ طریق نقل کرتے ہین جو امام نسائی نے خصائص مین روایت کی ہے۔ حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا اسحاق بن ابراھیم و محمد بن قدامہ واللفظ له عن جریر عن الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیه عن سعید الخدری قال کنا جلوسًا منتظر رسول اللہ فخرج الینا قد انقطع شسع نعله فرمی بھا الی علیؓ فقال ان منکم تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله قال ابوبکر انا قال لا قال عمر انا قال لا ولکن خاصف النعلة۔

پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت حضرت عمر کی خاص اسی وجہ سے تھی کہ کوئی شخص حضرت علی کی مدد و اعانت نکرے اور جسطرح وصیت آخری رسولخدا صلعم کو ضایع کر کے حق تلفی حضرت علی کی کی تھی تا دم زیست اُسی مخالفت قائم رہین۔ درحقیقت یہ کمال وضع داری ہی کہ جو بات منھ سے نکل گئی خواہ اچھی ہو یا بری خواہ ایمان جائے یا رہے دم مرگ تک اُسکو نباہ دین

حضرت عمر کی یہ آخری وصیت پڑھکر اور بھی ہمکو افسوس ہوا کیونکہ انھون نے
اُس وصیت مین سبکی ہی سفارش کی ہی نام بنام مہاجرین سے یہ سلوک
کرنا انصار کی یون خاطرداری کرنا لیکن اہلبیت پیغمبر کے حق مین ایک لفظ
بھی سفارش کا اُنکی زبان سے نہ نکلا۔ حالانکہ مصیبت کے وقت یہی
کام آتے تھے جیسا کہ حضرت مشکلکشا کے احسانات کا اقبال اوپر گذرا اور ایک
قصہ قحط سالی کا روضۃ الاحباب مین مرقوم ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُس ایام سخت
قحط زمانہ خلیفہ ثانی مین کسی سے خواب مین فرمایا کہ عمر سے کہو کہ اُسنے ہمسے جو
عہد کیا تھا اُسکو وفا نہ کیا۔ تب حضرت عباس کی خوشامد کرکے دعاء طلب
باران کرائی اور قحط رفع ہوا لیکن آخری وقت مین کسی احسان کو بھی یاد رکھا
یہ حال تھا قرن صحابہ کا جو اوپر مذکور ہوا اسلئے حدیث مستدلہ مولف اسرار
الہدی کچھ بھی نفع نہین پہونچاتے۔ اہل شوریٰ کی صاف بددیانتی ثابت
ہوگئی اگر ہم بحث منصوص و غیر منصوص کو قطع نظر کرکے فقط اسی بات
بحث کرین کہ حضرت علی اور عثمان مین افضل کون تھا اوسوقت اہل شوریٰ
کی دیانت کا حال صاف ظاہر ہوجائیگا۔ خود طبقۂ صحابہ اس امر کو قبول
کررہا ہی کہ عثمان کو حضرت علی سے کوئی نسبت کسی قسم کی نہین کیونکہ عثمان
سے سخت گناہ صادر ہوئے اور حضرت علی کا قرب و منزلت جو رسولخدا سے
تھا وہ پوشیدہ نہین۔ دیکھو کتاب خصائص امام نسائی۔ اخبرنا احمد بن
شعیب قال اخبرنا اسمعیل بن مسعود البصری قال حدثنا شعبہ
عن ابی اسحق عن العلاء و سال رجل ابن عمر عن عثمان قال کان

من الذین تولوا یوم التقی الجمعان فتاب اللہ علیہ ثم اصاب ذنبا
فقتلوہ فسالہ عن علی رض فقال لا تسئل عنہ الا قرب منزلۃ
من رسول اللہ - و بطریق دیگر عن عزار قال سالت عبد اللہ بن
عمر قلت الا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فھذا ابیتہ
من بیت رسول اللہ ولا احدثک عنہ بغیرہ و اما عثمان فانہ
اذنب یوم احد ذنبا عظیما عفی اللہ عنہ و اذنب فیکم ذنبا
صغیرا فقتلتموہ - یعنے کسینے ابن عمر سے دربارہ عثمان سوال کیا تو
فرمایا انحضرت نے کہ عثمان انھین سے ہین جو بروز تلاقی عسکرین میدان
احد سے فرار ہوگئے مگر خدا تعالی نے اُس گناہ سے درگذر کی پھر اسکے بعد
اور گناہ عثمان سے صادر ہوا جسکی پاداش مین وہ قتل ہوگئے - پھر اُس
شخص نے حضرت علی کی نسبت سوال کیا فرمایا کہ اُنکی نسبت سوال مت
کر مگر اُس قرب و منزلت پر خیال کر جو اُنکو رسولخدا صلعم سے حاصل تھے
دوسرے طریق سے جو عزار سے مروی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن
عمر سے کہا کہ آپ مجکو علی و عثمان کی بابت نہین فرماتے تو وہ بولے کہ دیکھہ
یہ گھر انکا ہی رسول اللہ صلعم کے گھرون مین اسکے سوائے اُنکی اور کیا بات
تجسے کہون - لیکن عثمان بتحقیق کہ اُسنے گناہ کیا احد کے دن سخت کبیرہ گناہ کہ
خدا نے اُس سے درگذر کی اور پھر تم مین اُسنے ایک صغیرہ گناہ کیا جسکی
پاداش مین ہمنے اُسے قتل کر ڈالا -
واما قولہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو

منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔
بلکہ جہان کہین ارشاد ہوا ہی وہان اسی طرح پر ہوا ہی جسکے چند نمونہ دکھائے
جاتے ہین چنانچہ بعضی فرقہ بنی آدم کے حق مین خدائے تعالی فرماتا ہی۔
اوّل آیت وجعلکم ملوکا واٰتٰکم ما لم یؤت احدا من العالمین
اور بنایا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو جو کچھ نہ دیا کسیکو دونون جہان مین
دوم آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔
خدا وہ ہے کہ جسنے بنایا تمکو خلیفہ بیچ زمین کے
سیوم آیت ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔
اور بنایا ہمنے تمکو پیشوایان اور بنایا ہمنے تمکو وارثان
دیکھو جملہ آیات بینات سے خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتے۔
فاقول بحولہ تعالی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ مؤلف صاحب قرآن اور حدیث کا تو
اپنے آپ کو عالم جانتے ہی تھے اب تمام کتب سماویہ کے بھی عالم ہو گئے
یہ خبر نہین کہ کتب سماویہ مین خلافت و امامت تو بڑے رتبہ کے منصب
ہین بادشاہت تک منصوص من اللہ ہی اور بغیر نص کے کبھی کسی مرسل
کا خلیفہ و امام مقرر نہین ہوا۔ منشی صاحب نے حوالہ تو کتب سماویہ سابقہ کا
دیا اور ثبوت مین آیات قرآنی تحریر فرمائین لیکن اہل انصاف غور فرمائین
کہ ہمیشہ حق و باطل مین یہ فرق ہوتا ہی کہ جب اہل باطل کسی امر پر استدلال
کرتے ہین تو خدائے تعالی انکی عقل کو ایسا زائل کر دیتا ہی کہ ہمیشہ اپنے
استدلال کے برخلاف سند پیش کیا کرتے ہین اور اہل حق کے مقابلہ پر ایسا
رعب چھا جاتا ہی کہ کہنا کچھ چاہتے ہین اور زبان سے کچھ نکلتا ہے۔
اہل انصاف آیات مستدلہ مؤلف صاحب کو ملاحظہ فرمائین کہ انکے دعوے
کے بالکل برخلاف ہین یعنی ان ہر سہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ خلیفہ اور امام بلکہ بادشاہ تک خدا نے جسکو چاہا بنایا امت کا ہرگز دخل نہین ہوا پہلی آیت مین بادشاہ تک مخصوص من اللہ ہے دوسری مین خلافت تیسری آیت مین امامت کا منجانب خدا تعالیٰ مقرر ہونا درج ہی۔ اور دعوی منشی صاحب کا یہ تھا کہ پہلے خلیفہ اور امام بھی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے منجانب امت مقرر ہوئے ہین تو بموجب اس دعوے کے اُنکو لازم تھا کہ ایسی آیات پیش کرتے کہ جنمین یہ درج ہوتا کہ فلان رسول کے خلیفہ کو یا فلان امام کو امت نے باختیار خود مقرر کیا اور ہمنے اُسکو منظور کر لیا۔ برخلاف اسکے آیات مستدلہ مین صاف درج ہی کہ خدائتعالیٰ نے تمکو بادشاہ کیا۔ اور خدائتعالیٰ نے تمکو خلیفہ زمین کیا۔ اور خدائے تعالیٰ نے تمکو امام یا وارث بنایا۔ علاوہ برین قرآن مجید مین صاف درج ہی کہ امامت فقط خدا کی طرف سے مقرر ہوتی ہی انسان کا اسمین مطلق دخل نہین۔ دیکھو خطاب جناب باری تعالیٰ کا ابراہیم سے انی جاعلک للناس اماما تا آخر آیت۔

دیکھو خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مین نے تجکو آدمیون پر حکومت کرنیکے لئے امام بنایا۔ اور یہ نہ فرمایا کہ آدمیون نے شوری اور پنچایت کرکے تجکو امام بنایا۔ پھر خدائے تعالیٰ سے حضرت ابراہیم نے دربارۂ امامت ذریت خود التجا کی نہ کہ امت سے کہ تم میرے بعد میری اولاد کو امام بنانا۔ اسیطرح ہر مرسل و پیغمبر نے اپنے پسر یا برادر یا برادرزادہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی۔ ہر ایک نے بحکم خدا مقرر کیا ہی نہ بمشورہ و پنچایت امت۔

منشی صاحب مہلت کافی لیکر کتب سماوی سابقہ اور اپنی کتب تفسیر و تواریخ
کو خوب غور سے ملاحظہ کریں اور اُسکے بعد ایک نظیر کسی پیغمبر سابق کی ایسی
پیش کریں کہ اُنکا خلیفہ بحکم خدا یا بحکم پیغمبر خدا مقرر نہیں ہوا ہی اور اُنکی امت نے
بعد وفات پیغمبر کے بروے پنچایت یا شوریٰ کے بطور خود مقرر کیا ہے۔
اسی پر خاتمہ تمام مناظرہ کا ہوتا ہی اگر منشی صاحب نے ایسی نظیر بعد تلاش
اور مہلت کافی کے پیش نفرمائی تو یہ امر مسلم قرار دیدیا جاویگا کہ خلیفہ پیغمبر کا
تقرر باختیار امت نہیں ہی اور جو خلفائے ثلثہ کو امت نے بذریعہ اجماع
و شورے کے خلیفہ مقرر کیا ہی یہ فعل ناجائز اور خلاف سنت الٰہی ہی
اور جو اس طریق سے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں وہ برحق نہیں ہیں بلکہ
اُنکو برحق ماننے والے گمراہ ہیں۔
کتب سابقہ پر جہانتک نظر کیجائیگی تو معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر کا خلیفہ منصوص
من اللہ والرسول ہی بلکہ ہر ایک پیغمبر نے اپنا اپنا خلیفہ بحکم خدا اُسی طریق
اور با اہتمام سے مقرر کیا ہی جیسا جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بمقام غدیر خم بحکم الٰہی حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی جسطرح جناب سرور
کائنات نے حضرت علی کو بوقت استخلاف اپنے پاس کھڑا کیا ہاتھ سے
مس کیا دعا و برکت دی بعینہ اُسیطرح سب پیغمبروں نے کیا ہی۔ دیکھو
توریت شریف سفر اول ذکر استخلاف یعقوب علیہ السلام کو۔
فقال ۲ اسحق ابوہ ادن فقبلنی یا ابنی فدنا منہ ثم قبلہ فاستنشق
ریح ثیابہ فبارکہ وقال تعبدک الامم وتسجد لک ۲ الشعوب کن

کن رئیسا لاخویک ویسجد لک بنو امک مبارک ومن مبارکون ولاعنوک ملعونون۔ یعقوب سے اُسکے باپ اسحق نے کہا کہ قریب آ اور میرے سامنے ہو اپس یعقوب قریب تر گیا اور باپ کے سامنے آیا اور اسحق نے جامۂ پسر کو سونگھا اور اُسکو برکت دی اور فرمایا کہ بندگی کرینگے تیری امتین اور سر نیچا کرینگے تیرے آگے گروہین ہو تو سردار اپنے بھائیون کا اور سجدہ کرین تجھے تیرے ماجائے۔ اور جنکو تونے مبارک کیا وہی ہمارے مبارک ہین اور جنکو تونے لعنت کی وہی ملعون ہین۔ اہل انصاف حدیث غدیر کو اس فقرہ پر ملاحظہ فرماکر انصاف کرین کہ کسقدر مطابقت مضمون کی ہے وہ یہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

اب اُس استخلاف کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ پیغمبر اولو العزم کہ جو پیغمبر آخر الزمان کو اپنا مثل اور پیغمبر آخر الزمان اُنکو بہت باتون مین اپنے آپ سے مشابہت دیتے ہین یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اور یہ حال توریت شریف کے سفر رابع اور فصل تاسع عشر مین اس طرح مندرج ہے وتکلم موسی امام الرب قال یا ایھا الرب اوواح کل ذی لحم رجلا یدبر الجماعت ویدخل ویخرج امامھم لئلا یکون جماعت الرب کالغنم التی لیس لھا راع فقال الرب لموسی اعمد الی یشوع بن نون ودخل علیہ من الروح نعمۃ وضع یدک علیہ واقمہ بین یدی الیعازار الحبر امام الجماعت کلھا ومرہ تجاھھم واعطیہ

المحبة التی علیك فتطیعه جماعت بنی اسرائیل کلها لیقوم بین یدی
الیعازار الحبر لیکون یسئل الرب عن حوائجه وسننه ویحفظ بنو
اسرائیل قوله وعن قوله یخرجون وعن قوله یدخلون ایضا هو
وجماعة ال اسرائیل معه وفعل موسی کالذی امره الرب وساق
یشوع فاقامه امام لیعازار الحبر امام الجماعت کلها ووضع
یده علیه وکلمه بجمیع ما امر الرب موسی - یعنی عرض کی
موسی نے پروردگار تعالی کے روبرو کہ حکم فرماوے پروردگار جو خداوند روح
ہر ذی لحم کا ہی واسطے اُس مرد کے جو اس جماعت بنی اسرائیل کے روبرو تدبیر
کرنے والا ہو یعنی جانشین اور خلیفہ میرا تا کہ یہ خدا کی جماعت مثل بے چوپان
کے نہ رہجاوے - پروردگار تعالی نے موسی سے فرمایا کہ یشوع بن نون پر
اعتماد کر کہ اُسمین روح نعمت کی داخل ہوئی ہی تو اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھہ
اور کھڑا کر دے اُسکو الیعازار حبر یعنی امام بن ہارون کے روبرو ساری
جماعت کے سامنے اور حکم دے اور وصیت کر اُسکو سبکے سامنے اور عطا کریگا
اُسکو محبت مین سے جو تجپر ہی کہ اطاعت کرے اُسکی قوم بنی اسرائیل اور
چاہیے کہ وہ کھڑا ہو روبرو الیعازار حبر کے تا کہ وہ سوال کرے پروردگار سی اپنی
حاجتون اور سنتون سے اور نگاہ رکھین بنی اسرائیل اُسکے فرمان کو اور اُسکے
حکم سے باہر نکلین اور اُسکے حکم سے اندر داخل ہون وہ اور جماعت بنی
اسرائیل ہمراہ اُسکے اور موسی نے وہی کیا جو خداوند عالم نے اوسکو
حکم دیا تھا اور لے گیا یشوع کو اور کھڑا کر دیا اوسکو سامنے الیعازار

جب یعنی امام کی ساری جماعت کے روبرو اور کہا موسیٰ نے اپنا ہاتھ یشوع پر اور کلام کیا اس سے وہ سب جو حکم دیا تھا خداوند نے موسیٰ کو۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ - اگر اس سے بجکر یہ پہلو نکالو کہ جناب امیر افضل اور معصوم تو تھے امیر اہل شوریٰ نے کیون خیال نہ کیا تو اسکی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے۔ کقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا۔ بدرستیکہ خدائے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و آوازفرزندان بن یامین بود۔ فی خلاصۃ المنہج - دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے بالاتفاق معصوم و افضل نہ تھے کیونکہ حضرت شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسیوقت مین موجود تھے بلکہ ایک ہی خدمت پر معین تھے بیشک وے طالوت سے افضل اور معصوم تھے کیونکہ یہ دونون صاحب نبی برحق تھے اور طالوت نبی نہ تھے۔

اقول بحولہ تعالیٰ اہل انصاف ذرا توجہ فرما کر منشی صاحب کی پہلی حجت کو ملاحظہ فرماوین کہ لکھتے ہی لکھتے ایسے کھوئے گئے کہ یہ خبر نہ رہی کہ مین ابھی کیا کہہ رہا تھا اور اُسکے بعد کیا کہہ رہا ہون پہلی حجت تو حضرت کی یہ ہی تھی کہ کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ نہین فرمایا ہی بلکہ ابوبکر و عمر کی طرح پہلے خلفاء بھی باختیار امت مقرر ہوئے ہین - پھر خود ہی ذکر نظیر مین طالوت کو لکھکر اپنی حجت فضول کو ساقط کرکے لغو قرار دے دیا اور خود ہی آیت مبارکہ کو لکھکر تسلیم کرلیا کہ بنی اسرائیل پر بادشاہ بھی بلا حکم خدا مقرر نہین ہوتا۔

بھی ہم اس بحث سے کہ طالوت کون تھے افضل و معصوم تھے یا نہین قطع نظر کرکے منشی صاحب کو یاد دلاتے ہین کہ جب خدا تعالی نے طالوت بادشاہ کا تقرر بھی باختیار امت نرکھا اور خود حضرت شموئیل کو بھیجکر اونکو مسح کرایا اور بحکم خود بادشاہ بنایا جیساکہ آیت مستدلہ منشی صاحب سے ظاہر ہے پھر بحث کس بات کی باقی رہی کیون نہین زبان مبارک سے نکلا کہ اجماع و شوری ناجائز اور برخلاف سنت سلف کے ہوا۔

اب رہی بحث اس امر کی کہ طالوت نبی تھے یا نہین۔ یہ بحث بعد اس امر کے جتلانے کی کہ منشی صاحب کتب سماویہ سابقہ سے بھی واقفیت رکھتے ہین بڑے تعجب خیز ہے کیا کتاب مقدس جامع مین کتاب شموئیل اور کتاب السلاطین کو ملاحظہ نہین فرمایا۔ کہ حضرت ساؤل ملقب بطالوت کے نبوت کا تذکرہ شہرہ آفاق ہے پہلے منشی صاحب کو کتب سابقہ کا اچھی طرح مطالعہ کرنا واجب تھا اسکے بعد کچھ تحریر فرماتے تو اظہار ناواقفیت کا ہوتا۔ اب رہی یہ بحث کہ شموئیل اور داؤد طالوت سے افضل ہوتے پھر طالوت کو خدا نے کیون بادشاہ مقرر کیا۔ یہ معترض کی محض ناواقفیت ہے اور وہ تاریخ سلف سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ جسوقت حضرت ساؤل یعنی طالوت بادشاہ ہوئے حضرت داؤد اسوقت نبی نہ تھے نہ سن بلوغ کو پہونچے تھے جس زمانہ مین جالوت سے لڑائی ہو رہی تھی اور لشکر [illegible] مقابلہ پر گیا ہوا تھا حضرت داؤد ایسے کم عمر تھے۔ کہ بڑے بھائیون کی روٹی گھر سے لیجایا کرتے تھے اور انکے بڑے بھائی انکو لشکر [illegible]

ند دیتے تھے اور دھمکا کر جلد گھر کو واپس بھیجدیا کرتے تھے۔ اور جس زمانہ میں
خدا تعالی طالوت کی سلطنت سے ناخوش ہوا اور حضرت شموئیل کو حکم دیا کہ
میں ساؤل سے ناراض ہوں تو جا کر یسے بیٹوں میں سے ایک کو بادشاہت
کے لئے مسح کر حضرت شموئیل بحکم خدا یسی کے مکان پر گئے اور یسے نے اپنے
سب جوان بیٹوں کو حاضر کردیا مگر اُنمیں سے کسی میں وہ صفت نہ پائی
جو خدا نے فرمائی تھی تب حضرت شموئیل نے پوچھا کہ اور بھی کوئی پسر تیرا
باقی رہا ہی تب یسی نے کہا سب سے چھوٹا پسر جو ابھی لڑکا ہی بھیڑیں چرانے
جنگل میں گیا ہی۔ حضرت شموئیل نے جنگل سے بلا کر دیکھا اور وہ صفات حضرت
داؤد میں پائی گئیں اور انکو سلطنت بنی اسرائیل کے لئے مسح کردیا۔ اب
رہے حضرت شموئیل وہ بلاشبہ حضرت داؤد اور حضرت ساؤل دونوں سے
افضل تھے جسقدر احکام الٰہی بنام ساؤل و حضرت داؤد نازل ہوئے
وہ سب حضرت شموئیل کی معرفت نازل ہوئے ہیں اور ساؤل یعنے
طالوت کو خود حضرت شموئیل نے بادشاہ مقرر کیا ہی گویا وہ نائب اور
خلیفہ حضرت شموئیل کے تھے اور قصہ انکے تقرر کا کتب سماویہ میں مندرج
ہے کہ حضرت شموئیل حکومت بنی اسرائیل سے تنگ آگئے اور بنی اسرائیل
نے دوسری قوموں کی بادشاہوں کو دیکھکر التجا کی کہ ہمارے لئے وہ
بھی ایک بادشاہ مقرر ہو جاوے خدا تعالی نے اُنکی درخواست
معرفت شموئیل منظور کرکے حکم تقرری ساؤل کا دیدیا اور ساؤل کو
حضرت شموئیل نے مسح کرکے بادشاہ بنی اسرائیل کا بنادیا بہت افضل

سے مفضول کی اُسوقت صادق آسکتی تھی کہ جب قوم بنی اسرائیل باختیار خود ان
ہر سہ بزرگان مین سے دو افضل بزرگون کو چھوڑ کر تیسرے مفضول کو بادشاہ
بنا دیتے اور جبکہ قوم بنی اسرائیل کی اس بارہ مین کسی قسم کی مداخلت ہی
نہین ہوئی فقط خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت سموئیل نے اوّل حضرت
ساؤل کو اور اُنکے بعد حضرت داؤد کو بادشاہ بنا دیا تو منشی صاحب کی بحث خود
بخود لغو ہوگئی بلکہ برخلاف اُنکے ادعا کے اُنکا ثبوت نکلا اور ثابت ہو گیا کہ بنی
اسرائیل کے بادشاہ تک منصوص من اللہ ہوئے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اس مقام پر یہ امر بھی تحقیق طلب ہے کہ جب
اصحاب شوریٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو سند خلافت پر بٹھایا تھا۔ تو جناب امیر
نے بھی اُسیوقت یا کسی دوسرے وقت مین حضرت صدیق خلیفہ بلا فصل
برحق کی بیعت کی تھی یا نہین چونکہ یہ امر متعلق تاریخ ہی لہٰذا یہ مضمون معتبر
تاریخ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۹۰ سے بلفظہٖ قلمبند کیا جاتا ہی وہو ہذا = بعضے
گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد۔ و زمرہ برآنند کہ بعد از وفات فاطمہ ع
زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مرقوم است کہ چون
علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند۔ بتعجیل از خانہ
بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیرہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد
صدیق رفتہ با او بیعت نمود۔ الخ۔

تا ذکر ابوسفیان کہ اُسنے حضرت علی سے وعدۂ امداد کیا اور حضرت علی نے
اسکو جھڑک دیا کہ ہم ابوبکر کو لائق اس کام کے جانتے ہین۔ بعدہٗ تحریر

فرماتے ہین کہ بہر حال بالاتفاق ثابت ہے کہ جناب امیر نے بھی حضرت صدیق اکبر کی بالضرور بیعت کی اس صورت مین جملہ اعتراض شیعون کا قلع و قمع ہو گیا۔ اس لئے اب کوئی نقص خلافت حضرت صدیق اکبر مین باقی نہین رہا۔ الخ۔

اقول بحولہ تعالیٰ مولف صاحب کا یہ فقرہ تعجب سے خالی نہین کہ اہل شوریٰ نے حضرت ابوبکر کو مسند خلافت پر بٹھلایا۔ افسوس ہی کہ مولف صاحب ایسا دھوکہ ملائین کیا خلافت حضرت ابوبکر اندر کیا شوریٰ ہے۔ شوریٰ ایک ایسی مجلس سے مراد ہی کہ چند اہل الرائے کسی معاملہ خاص مین جمع ہو کر فیصلہ قطعی کر دینے کا اختیار حاصل کئے ہوئے ہون اور وہ جمع ہو کر کسی بات کا فیصلہ کرین جیسا کہ بزعم اہل سنت عبد الرحمن بن عوف وغیرہ نے ایک مجلس خاص منعقد کرکے فیصلہ اس امر کا کیا کہ عثمان و علی مین سے کون خلیفہ بنایا جاوے۔ بوقت تقرر خلیفہ اول نہ کوئی مجلس شوریٰ قایم ہوئی نہ کوئی علم یا پنچ مقرر ہوا۔ کہ وہ درمیان خلافت مین فیصلہ کرتا۔ کہ فلان شخص خلیفہ کیا جاوے۔ انصار و مہاجرین کا بھی اجتماع کسی مجلس خاص مین ہوا۔ بنی ہاشم اور صلحاء صحابہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ سعد بن عبادہ اپنی امارت کا خواستگار تھا حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بھی پہونچ گئے۔ آپس مین ایک دوسرے کی تعریف کرنے لگے۔ کہ حضرت ابوبکر نے عمر اہنیکو آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور عمر اہیون نے موقع پا کر بیعت کرلی۔ اور مشہور کر دیا کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہو گئی اور جبتک کہ بنی ہاشم اور صلحاء و ابرار

صحابہ بجہت تکفین سرور عالم میں مصروف تھے بعضوں کو بطمع اور بعضونکو بفریب اور بعضوں کو دباؤ سے اپنے شامل کر لیا۔ اس کارروائی کا نام شوری نہیں ہے نسبت بیعت جناب امیر علیہ السلام کے جو بحث لکھی ہے وہ فضول ہے کیونکہ خود اہل سنت کے معتبر تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ آپ بغیر بیعت کئے ہوئے مجلس ابوبکر سے واپس چلے آئے دیکھو اپنی سب سے بڑی معتبر تاریخ روضۃ الاحباب کو کہ اسمین صاف لکھا ہے کہ حضرت علی بغیر بیعت کرنے کے واپس تشریف لے آئے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جو ذکر چھ ماہ کی بعد بیعت کرنے کا درج ہے انمین صاف طور سے درج ہے کہ حضرت علی نے بروئے تقیہ بیعت کی صحیحین میں صاف یہ درج ہے کہ حیات حضرت فاطمہ کی علی کے لئے ایک وجہ سو جھتی تھی۔ جب انھوں نے وفات پائی اور لوگوں کے منھ علی کیطرف سے پھر گئے۔ تب حضرت علی نے ابوبکر سے مصالحہ کی ٹھہرائی۔ اسکو نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مصالحت یا بیعت جو ضرورتاً براہ تقیہ عمل میں آئی ہو۔ جواز خلافت کی دلیل نہیں ہوسکتی نہ ایسی بیعت کو شوری کہہ سکتے ہیں۔ کہ چھ ماہ پیشتر تو خلیفہ صاحب مسند خلافت پر بیٹھ گئے اور روز مسند نشینی سے برابر اور متواتر حضرت علی کیطرف سے دعوی ہوتا رہا۔ کہ خلافت میرا حق ہے ابوبکر نے محض براہ حق تلفی خلافت دبائی ہے اور روز مرہ اسی خلافت پر نزاع ہوتا ہے زبیر و عباس ابوبکر و عمر پر تلوار گھماتے پھرتے ہیں اور ابوذر و عمار و سلمان و مقداد طرح طرح پر وعظ و پند کرتے ہیں۔ کہ خلافت حق حضرت علی کا ہے۔ تم لوگ کیوں یک لخت مخالفت خدا و

رسولخدا کے ہوگئی۔ ہر مجلس ہر مجمع مین حضرت علی مرتضی اپنے استحقاق خلافت
کو جتلاتے ہین دختر خیر البشر مہاجرین و انصار کے روبرو فریاد کر کر ابو بکر و عمر سے
اپنی داد چاہتی ہین۔ اور جب چھ ماہ کے بعد زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا انتقال
ہوگیا۔ تب حضرت علی مرتضی مصلحتاً براہ تقیہ صبر کرکے اور اپنی حق رسی سے
مایوس ہوکر خاموش ہوگئے۔ تو معاندین اس خاموشی کو دلیل جواز خلافت
قرار دین اور سادہ لوح عقل سے بے بہرہ چھ ماہ کے بعد مصالحت کو شور سے
مین شامل کرین منشی صاحب کی اس دلیل پوچ کو سنکر شاید حضرات
تقریظ نویس سے خوش ہوتے ہین ورنہ اہل انصاف کے روبرو تو گوز
شتر سے زیادہ وقعت نہین۔

روضۃ الصفا کو جو شیعونکی تاریخ قرار دیا ہے اسکی بابت ہم بیشتر لکھ چکے ہین کہ منشی
صاحب نے نادانستگی سے ایسا سمجھ لیا ہے۔ لیکن اب ہمکو معلوم ہوا کہ جان
بوجھکر ناظرین کتاب کو دھوکہ دیا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ اہل
تشیع عموماً حضرت علی کی بیعت کرنے سے انکار ہی نہین اور اہل سنت کی
صحیحین مین بھی اس بیعت کا کرنا بعد وفات حضرت زہرا کے چھ ماہ کا
عرصہ ہی براہ مصلحت لکھا ہے پھر ایسے عقیدہ کا شیعہ کون ہوسکتا ہے کہ
برخلاف جمہور اہل تشیع اور برعکس جمیع اہل تسنن خوارج کی تائید اور نواصب
کی طرفداری کرکے محض دروغ بات لکھدے کہ حضرت علی نے اسی دن
ابو بکر کی خلافت کی سنکر ایسی سرعت سے بیعت کی کہ نعوذ باللہ بدن مین
پاجامہ اور کرتہ تک نتھا ننگے ہی باہر نکل آئے۔ اور بیعت کرلی اہل تسنن کے

تو مناظرہ کے کتب مین بھی ایسی روایات نہین ہین اور جمہور محدثین و مورخین
اہلسنت کا اس امر پر اتفاق ہی کہ جبتک حضرت فاطمہ زندہ رہین حضرت علی نے
ابوبکر سے بیعت نہین کی اور اپنے دعوے اور استحقاق پر ہی اصرار کرتے
رہے پھر وہ کون کذاب ہی جو بر خلاف جمہور شیعہ و سنی کی ایسی دروغ روایات
کو لکھے۔ کہ ہر شخص اسکو سنکر صاف کہدے کہ بنائی ہوئی بات ہی۔ اب ہم
اس بات کو ظاہر کرتے ہین کہ منشی صاحب نے دیدہ و دانستہ براہ دھوکہ دہی
یہ بات لکھی ہی کہ روضۃ الصفا شیعون کی تاریخ ہی اور وہ خوب جانتے ہین
کہ مولف اسکا متعصب سنی ہی منشی صاحب نے قصدًا اسکے تسنن کو اخفا
کیا ہی کتاب مذکور مین وہ روایت حضرت علی کی برہنہ بدن آکر بسرعت
بیعت کرنیکی غنیۃ الطالبین سے لکھی ہی مگر منشی صاحب نے اس خیال سے
کہ غنیۃ الطالبین تالیف شیخ عبد القادر جیلانی کی ہی اور انکی روایت کو
شیعہ اپنی تصانیف مین نہین لکھتے ہین۔ نقل عبارت مین یہ تحریف
کی کہ بجائے نام غنیۃ الطالبین کے (تاریخ مستند) تحریر فرمایا۔ تاکہ مولف
روضۃ الصفا کا تسنن ناظرین کتاب پر دفعتًا ظاہر نہو جاوے۔ اگر منشی
صاحب کا قصد ابتدا سے ہی ناظرین کو دھوکہ دینے کا نہین تھا۔ اور
وہ درحقیقت پہلے سے بوجہ ناواقفی صاحب روضۃ الصفا کو اہل تسنن
نہین جانتے تھے۔ تو اسمین شک نہین کہ جوقت انھون نے روضۃ الصفا
کے اس مقام کو ملاحظہ فرمایا۔ اسوقت ضرور انکو مولف مذکور کے اہل
تسنن سے ہونے کا یقین ہوگیا پس اگر مقصد تحریر رسالہ سے محض

اظہار حق ہوتا تو اس بحث تشیع موافق روضة الصفا کو اپنی تصنیف سے نہ اڑا دیتے کر دیتے مگر معتوں نے براہ سخن پرور مدعی الانصاف کا خون کرنے کے لئے اپنے غلط مضمون کو کتاب سے نہ نکالا۔ بلکہ بجائے اسکے روضة الصفا کی عبارت میں تحریف کر دی اور کچھ خیال اسکا نہ کیا کوئی ہماری تحریر کی جانچ و پڑتال بھی کریگا۔ یا سب حضرات تقریظ نویسان کیطرح آنکھ بند کر کے تسلیم کرتے چلے جاینگے۔ بہرحال جو نقص خلافت حضرت ابوبکر پر وارد تھا وہ رفع ہوا۔ اور حضرت علی کی اسی بازگشت کے بیعت نے انصاف پرستون کی دلون پر القا کر دیا۔ کہ خلافت حضرت ابوبکر کی قطعی ناجائز اور مخالف حق تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے رہے ہاں اگر حضرت امیر حیات جناب فاطمہ میں یا انکی وفات میں برس دن یا چھ ماہ بعد بیعت کر لیتے تو دشمنان انصاف کو موقع گفتگو کا ملتا کہ بیعت براہ تقیہ نہ تھی۔ کیونکہ حضرت فاطمہ زندہ تھیں۔ اور انکی حیات حضرت علی کے اعزاز و اکرام کی بڑی وجہ تھی۔ یا اگر بعد وفات حضرت فاطمہ کسی قدر عرصہ تک حضرت علی تقیہ نکرتے تاہم گنجائش کلام تھی۔ کہ تقیہ کا موقع اسوقت تھا جب جناب سیدہ نے وفات پائی تھی۔ اور جبکہ صاف طور سے ثابت ہوگیا کہ بیعت صرف بروئے تقیہ و مصلحت تھی تو ساتھ ہی اسکے ناجوازی خلافت حضرت ابوبکر کی ثابت ہوگئی۔ پس جو شخص معتقد ناجوازی خلافت حضرت ابوبکر کا ہوا اسپر ضرور کفر عاید ہوگا۔ کیونکہ اسکو ماننا پڑیگا کہ حضرت علی راست باز اور عادل نہ تھے اور ایسا عقیدہ خلافت

آیت کریمہ تطہیر کی ہے اور مخالف قرآن بالاتفاق کافر ہے۔
قال صاحب اسرار الہدیٰ اب اسی ضمن میں اس بات کی بھی
تحقیقات کرنا بہت ہی ضروریات سے ہے کہ آیا خلافت جناب امیر کی
بذریعہ خطبۂ خم غدیر منکشف ہو کے واقع ہوئی یا باتفاق اہل شوریٰ
اگر خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ مذکور کے واقع ہوئی تو یہ امر ضروری ہے
کہ اہل تشیع بمقابلہ اہلسنت کے یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس دم جناب امیر
مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے تھے۔ تو جناب نے اسی خطبۂ غدیر کو صندوق
تقیہ سے نکال کر مثل احکام شریعت کو سنا کر اپنی خلافت کے اتباع پر متوجہ
فرمایا تھا۔ اور اگر آپ بھی باتفاق اہل شوریٰ مثل حضرت صدیق اکبر کے
مشورۂ اصحاب رسالتمآب سے خلیفۂ چہارم بنائے گئے تو ضرور ہے کہ
حقیت اور افضلیت شوریٰ کی بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو جاویگی۔ اسلئے اس معاملہ کو
بھی شیعوں کی اسی مستند تاریخ کے صفحہ ۵۳۲ سے حرف بحرف نقل کیا جاتا
ہے (ذکر خلافت جناب امیر درج کیا گیا ہے روضۃ الصفا سے)
اقول و بہ نستعین یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ خلافت جناب امیر کی کس ذریعہ سے
قائم ہوئی کتب سیر و تواریخ اہل سنت میں سب حال مشرح درج ہے کہ جس وقت
مومنین پاک اعتقاد اور صحابہ نیک نہاد کو قوت و شوکت بہم پہنچی خلیفۂ غیر
مستحق کو قتل کرکے جناب امیر امام برحق سے بیعت کرلی۔ اور اُن صالحین
و ابرار کے خوف سے دشمنوں نے بھی دم نہ مارا بعضوں نے منافقانہ بیعت
کرلی۔ اور بعضے شرف بیعت سے براہ بدنصیبی محروم رہکر کافر ہوگئے

جنھوں نے منافقانہ بیعت کی وہ طلحہ و زبیر تھے۔ کہ چند روز بعد بیعت کو توڑ کر باغی ہوگئے۔ اور خود اپنی منافقانہ بیعت کرنیکے اقراری ہوئے کہ ہمنے تو حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے خوف سے بیعت کی تھی۔ اور پھر چند روز بعد بحسب عقیدہ اہل سنت جاہلیت کے موت مارے گئے کہ گویا اسلام کی ہوا بھی اُنکو نہ لگی تھی۔ کیونکہ بقول اہلسنت یہ حدیث پیغمبر خدا کی ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو کوئی شخص بغیر معرفت امام زمان کے فوت ہوگیا وہ الیسا مرا کہ جیسا زمانہ جاہلیت میں مرا یعنی مسلمان ہی نہیں ہوا۔ دوسری حدیث صحیح جو امام حاکم نے جابر سے روایت کی ہے اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۳ میں درج ہے۔ یہ ہے کہ قال نبی صلعم علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ ومخذول من خذلہ یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے کہ علی امام صالح اور نیک لوگوں کا ہے اور قتل کرنے والا فاجروں کا ہے منصور وہ ہے جسنے اُسکی نصرت کی اور مخذول وارین وہ ہے جسنے اُسکی نصرت ترک کی اب اہل انصاف غور فرماویں طلحہ و زبیر کے حال پر۔ اور ان ہر دو اصحاب کا ظالم ہونا بھی حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۳۔ واخرج الحاکم وصححہ البیہقی عن ابی الاسود قال شہدت الزبیر خرج یرید علیا فقال لہ علی انشدک اللہ ھل سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقاتلہ وانت لہ ظالم فمضی الزبیر منصرفا وفی روایت

ابی یعلی و بیہقی فقال الزبیر بلی ولکن نسیت - یعنی بوقت خروج زبیر حضرت علی نے زبیر سے کہا کہ کیا تونے نہین سنا پیغمبر خدا کو یہ کہتے ہوئے کہ تو علی سے قتال کریگا اور تو علی کے حق مین ظلم کریگا - زبیر نے اقرار کیا - مگر طلحہ و عائشہ و ابن زبیر اسی ظلم پر قائم رہے - اور زبیر نے نہ بیعت امام برحق سے کی کہ داخل ابرار ہوتے اور موت جاہلیت سے بچتے - اور فہرست عشرہ مبشرہ سے اپنا نام خارج کراتے -

اب ملاحظہ فرمائیے اپنی معتبر تاریخ روضۃ الاحباب جلد سیوم صفحہ ۴ مطبوعہ نول کشور کو و گویند جمعی معدود از ان بیعت تخلف نمودند مانند سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر و محمد بن مسلمہ انصاری و اسامہ بن زید بن حارثہ - اب کوئی انصاف والا منشی صاحب سے اہل شوریٰ کے نام دریافت کرے کہ کون کون تھے آیا یہی پانچ شخص نامزد کئے تھے حضرت علی کے سوا عثمان عبد الرحمان طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص - ان پانچ شخصون مین سے اُسوقت عبد الرحمٰن اور عثمان فوت ہو چکے تھے - فقط تین شخص طلحہ و زبیر و سعد زندہ موجود تھے مگر انھون نے بیعت مرتضوی سے صریحا مخالفت کی - جیسا کہ اوپر ثابت کر آیا ہون - پھر تعجب ہی کہ ہمارے منشی صاحب نے کس بھروسے پر ایسی غلط بات تحریر فرمائی کہ حضرت علی اہل شوریٰ کی رائے سے خلیفہ ہوئے تھے -

اس موقع پر ہمکو وہ حدیث جو صحاح اہلسنت مین درج ہی کہ ابرارون کے

اسیرابرار و فاجر ونکی امیر فجار ہو گئی اور قصہ بیعت حضرت عبد اللہ بن عمر با یزید پلید یاد
آتا ہی جن لوگون نے حضرت علی سے مخالفت کی ہو وہ عجب مرویات
اہل سنت قطعی کافر ہین۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطہ من دخل
منہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا۔ یعنی علی ایک دروازہ
حطہ ہی جو کوئی اُسمین داخل ہوا۔ وہ مومن ہوا۔ اور کوئی اُس سے نکلا کافر
ہوا۔ حال گذشتگان پر غور و تجسس کرنا اختیار بدست خدا ہی لیکن بقیہ اصحاب
اہل شوری یعنی طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر کے
حالات پر اہل انصاف غور کے فتوے دین۔

اب رہا منشی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت علی نے خطبہ منکنت مولاہ
فعلی مولاہ۔ کو صندوق تقیہ سے نکالکر استدلال اپنی خلافت پر کیا تھا
یا نہین اسکا حال بھی کتب سیر و احادیث اہل سنت مین درج ہے۔
دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۱۵۔ عن عمرو بن سعد انہ سمع
علیا وھو ینشد فی رحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یقول
منکنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ نفر فشھدوا۔ یعنی
حضرت علی نے یوم شوری لوگون کو یاد دلایا کہ کسینے یہ خطبہ منکنت
مولاہ فعلی مولا حضرت رسول خدا صلعم سے سنا ہی تو چھ آدمیون نے
کھڑے ہوکر گواہی دی ۔ ازالۃ الخفا و دیگر کتب مین بارہ شخصون اور
اس سے بھی زیادہ تیس آدمیون تک گواہی دینا درج ہی اور روضۃ الاحباب

جلد دوم صفحہ ۱۷۹ مین درج ہی کہ جب عبد الرحمن نے عثمان سے بیعت کی حضار مجلس نے بموافقت عبد الرحمن بیعت کرنا شروع کیا۔ تو حضرت علی نے حضار کو قسم دیدیکر پوچھنا شروع کیا کہ آیا تم مین ہی کوئی ایسا سوای میرے کہ رسول خدا صلعم نے اُسکے حق مین فرمایا ہو۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ (۲) انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (۳) انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (۴) بوقت تبلیغ رسالت متعلق سورہ برات لا یودی عنی الا انا او رجل من عترتی (۵) تمام معارک غزوات و سرایا مین رسولخدا صلعم نے مجھے مہاجرین و انصار پر امیر کیا اور مجپر کبھی کسیکو امیر نہین کیا۔ (۶) انا مدینۃ العلم و علی بابھا او انا دار الحکمۃ و علی بابھا) تمام اصحاب آنحضرت صلعم کو بمقام مخاطرہ مین دشمنون کے نرغہ مین چھوڑکر فرار ہو گئے۔ اور مین نے کسی موقع پر آنحضرت کو تنہا نہین چھوڑا۔ اور اپنی جان فدا کرنے مین دریغ نہین کیا۔ (۸) سب سے پہلے مین ایمان لایا۔

سب حضار نے تصدیق آپکے بیان کی فرمائی۔ اسکے بعد گفتگو عبد الرحمن اور حضرت علی اسطرح نقل کیا ہی۔ درین حال عبد الرحمن گفت یا ابو الحسن این ہمہ فضائل را کہ برشمردی چنین ست کہ در تحت و تصرف بیان آوردی و جمیع اصحاب بدین امور اقرار و اعتراف دارند ولیکن اکنون اکثر مردم بعثمان میل نمودہ با او بیعت کردند متوقع از جناب تو آنکہ با جمہور موافقت نمائی۔ شاہ ولایت فرمود بخدا سوگند کہ تمامیہ نہیں

احق بخلافت کیست۔ و مع ذلک بہ مقتضٰی علم خود عمل ہمی نمائید بنا بر ملاحظہ اغراض و مصالحہ دنیوی خود عمل می کنید و اللہ کہ من مسلم داشتم این امر را بر غیر خود زیرا کہ من می دانم کہ سلامت مسلمانان در ین تنزل و تسلیم است چہ درین تسلیم حیف بر خاصۂ من ست و بر اسلام و مسلمانان سلامتی پس ترک مناقشہ کردم طلباً للاجر۔

حضرت معلوم ہوئی کیفیت شوریٰ و اہل شوریٰ کہ کسقدر اغراض دنیاوی پر عمل کیا گیا اور حق سے کسدرجہ منحرف ہوئے۔

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت علی ہی اپنے ذہن مین اہل شوریٰ کو حق سے منحرف اور اغراض دنیاوی مین غرق سمجھتے تھے۔ ہنین بلکہ عموم مومنین صالحین کو عبدالرحمٰن کی اس خیانت پر تعجب تھا۔ جیسا کہ پیشتر ہم صواعق سے روایت ابو وائل نقل کر چکے ہین۔ کہ اُس نے عبدالرحمن سی متعجب ہو کر پوچھا کہ۔ یہ کیا وجہ ہوئی کہ تمنے حضرت علی کو چھوڑ کر عثمان سی بیعت کی۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکھا ہے۔ و منقول ست از ابو وائل شقیق ابن اسلم کہ از اکابر تابعین ست کہ گفت از عبدالرحمن بن عوف سوال کردم کہ جہت چہ بود کہ علی را ترک نمودہ با عثمان بعیت نمودی۔ در جواب گفت جرم من نبود اول با علی گفتم مبایعت میکنم با تو بر انکہ متابعت سنت رسول و سیرت ابو بکر و عمر نمائی گفت در آنچہ توانم و چون بر عثمان عرض کردم بلا قید قبول کرد۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل شوریٰ کی بات بات مین چالاکی اور فریب تھا۔ اور طرفہ یہ ہے کہ خود ہی

اہل سنت قبول کرتے ہین کہ حضرت علی کو معرفت عمرو عاص کے دھوکہ دلا یا گیا۔ کہ وہ اول دفعہ مین عبد الرحمن کا کہنا قبول نفرماوین۔ اور حضرت عثمان کو فہمائش کردیا کہ وہ فورًا اسکو قبول کرین اور بانی سبانی اس فریب کا بنی امیہ کو قرار دیتے ہین۔ لیکن مین کہتا ہون کہ بغیر شمول اور بغیر مشورہ عبد الرحمن کے ہرگز یہ دھوکہ نہین دیا گیا۔ کیونکہ اور لوگون کو کیا خبر تھی کہ عبد الرحمن کیا شرط کرے گا۔ اور شرط کو ایک ہی مرتبہ بیان کریگا یا باصرار اُس کا تکرار کرے گا۔

دوسری عبد الرحمن کی اُس گفتگو سے جو بر سر منبر اُسنے بیان کی خدع اور فریب کے دریا روان ہوتے ہین دیکھو صفحہ ۱۶۸ کو (روایتی آنکہ اول دست علی را گرفتہ گفت قرابت قریبہ با رسولخدا صلعم و مرتبہ فضل و تقدم تو در اسلام ثابت ست چنانکہ میدانی لیس حذابر تو رقیب کہ اگر ترا برائے خلافت اختیار کنم۔ البتہ از طریق عدالت و انصاف عدول نہ نمائی۔ و اگر عثمان را خلیفہ گردانم طریق خلاف نہ پیمائے۔ (یہ الفاظ ذرا غور کے قابل ہین) و لبعد ازان با عثمان نیز ہمین سبیل سلوک داشت و چون عہد و میثاق از ہر یکے بستید گفت یا عثمان دست خود را برار تا با تو بیعت کنم۔ و با او بیعت نمود۔

یہ چالاکی اہل شوری کی غالبًا اس وجہ سے تھی کہ حضرت علی مستحق خلافت ہین مبادا وہ اہل شوری کی رائے کا اتباع نکرین۔ اسلئے حضرت علی کی محرومی اور عثمان کی کامیابی کو دفعتًا زبان سے نہین نکالتے تھے اور طرح

طرح کے حیلہ اور فریب سے کام لیتے تھے۔ اور سازش حضرت عثمان کی عبدالرحمن ابن عوف سے صاف ظاہر ہی۔ اول یہ کہ عبدالرحمن انکا داماد تھا دوسرے حضرت عثمان نے حصول خلافت کے لئے عبدالرحمن کو بہت دبایا اور جو شخص حضرت علی کی خلافت سے راضی ہوتا۔ اُس سے ناراض ہوتے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب کے اُسی صفحہ ۱۶۸ مین حال سعد بن وقاص سے آزردہ ہونے کا درج ہی۔ اور اُسی شب مین صبح تک حضرت عثمان اور عبدالرحمن کا مشورت ہونا اور ایسے غیر وقت یعنی لعد نصف شب کے بلانا منقول ہے۔ اسی صفحہ مین ہی کہ زبیر اور سعد نے عبدالرحمن کو رائے دیکہ حضرت علی کو خلیفہ کرے۔ اور یہ وجہ بیان کی۔ چہ وی بہ علم وحلم و کرم و شجاعت و امانت و دیانت وحذاقت وصیانت ومہارت در علم قضا و حکومت وقطع وفصل وقایع ورفع خصومت و باشرف اقربیت بحضرت رسالت صلعم آراستہ است م پس اگر شوری دیانت اور ایمان داری سے ہوتی۔ تو خلیفہ برحق کے لئے یہی صفات ضروری ہین جس شخص مین یہ جملہ صفات موجود ہون اُسکو خلیفہ نکرنا اور برخلاف اُسکے ایسے شخص کو خلیفہ کرنا کہ جسمین منجملہ ان صفات وکمالات کے ایک صفت بھی ثابت نہین صاف دلیل گمراہی اہل شوری کی ہی۔ یہ بھی منقول ہی کہ عبدالرحمن نے حضرت علی وعثمان سے کہا کہ تم دونون مجپر حصر کردو۔ عثمان نے قبول کیا حضرت علی خاموش رہے عبدالرحمن نے پھر حضرت علی سے سوال کیا۔ کہ آپ میری بات کا جواب کیون نہین دیتے تو آپنے صاف فرمایا۔ کہ مجھے

تیری دنیا طلبی کیوجہ سے اطمینان نہین ہی اگر مجھے اس امر کا عہد کرے کہ مین
جانب داری قرابت اور رشتہ داری عثمان کی نکرونگا تو البتہ مین تجبیر صرکردون
یہ بھی حضرت علی کے کمالات مین سے تھا کہ با وجود ظہور خیانت عبدالرحمن
کے عہد و اقرار باطل پر یقین کرلیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب۔ ناظرین کتاب
یہ ہی خیال فرمائین کہ اس مجلس شوری مین حضرت علی نے فقط بمقابلہ
حضرت عثمان ہی اپنا مستحق خلافت ہونا ظاہر کیا ہے بلکہ بمقابلہ حضرت
ابوبکر و عمر صاف فرمایا ہی۔ کہ مین اُنسے مستحق اور اولے تر بخلافت تھا
مگر اس خوف سے خاموش ہو رہا کہ تم لوگ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاوگے۔
چنانچہ نقل روایت از مناقب خوارزمی و ابن مردویہ بسندہا الی ابی الطفیل
عامر بن واثلہ چند اوراق کے پیشتر لکھہ چکا ہون۔ جو عبارت روضۃ الصفا
نقل کیگئی ہی۔ اسکا مطلب فقط یہ ہی ہی کہ مصری لوگ جنہون نے حضرت
عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تھا اور اُنکی نوبت قتل تک پہونچائی تھی۔
وہ لوگ بعد وفات حضرت عثمان کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور آپکی بیعت پر اصرار کیا۔ آپنے اُنسے کہدیا۔ کہ بغیر حاضرے
اصحاب اہل بدر کے یہ کام نہین ہو سکتا۔ وہ لوگ اُنکو بھی لے آئے۔ اور
اُنھون نے بھی حاضر ہوکر اصرار کیا۔ کہ آپ خلیفہ ہون آپنے پھر فرمایا
کہ بے حضوری طلحہ و زبیر کے نہین ہو سکتا۔ وہ اُنکو بھی طوعاً و کرہاً لے
آئے اور بیعت واقع ہوئی۔ اور موافق اسکے دیگر کتب سیر و تواریخ
اہل سنت مین درج ہی۔ پھر اس کیفیت کو کون شخص شوری کہہ سکتا ہی

شوریٰ سے مراد فقط یہ ہی کہ چند مدعیان مین سے بعد صلاح و مشورہ ایک کو
خلیفہ بنا دین۔ یہ صورت صاف ظور سے غلبہ کی ہی کہ جبوقت خدا تعالیٰ نے
مومنین کامل الاعتقاد کو غلبہ عطا فرمایا۔ اُنکی کوشش اور سعی سے حق اپنے
مرکز پر قائم ہو گیا۔ ثبوت اس امر کا کہ خلافت خلفاء ثلثہ بغیر حق و استحقاق
کے تھی اور اجماع و شوریٰ بر بنا ناحق کوشی و بد دیانتی سے ہوا کیا اب
خدا کے فضل سے بمرتبہ چہارم حق اپنے مرکز پر پہونچگیا۔ یہ ہی کہ روضۃ
الاحباب مین لکھاہی کہ جبوقت جناب امیر علیہ السلام کی بیعت واقع ہوئی
اور آپ منبر پر تشریف لیگئے۔ تو ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ادا فرمایا جس
کا شروع یہ تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ
یعنی سب تعریفین ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر احسان اُسکے کہ بتحقیق
حق اپنے مکان پر رجوع ہوا۔ اس خطبہ سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ سہ
خلفا کی خلافت برحق نہ تھی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ برحق خلیفہ پیغمبر بلا فصل
تھے سا ور است کی گمراہی اور بے وفائی سے حق ادھر اُدھر غیر اپنے
مکان و محل کے مارا مارا پھرتا تھا۔ اب خدا کا لاکھو لاکھ شکر ہے کہ حق
اپنے موقع اور مکان پر پہونچ گیا۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ غرضکہ جناب امیر کا خلیفہ ہونا بھی مثل
حضرت صدیق اکبر کے اہل الرائے کے ہی اتفاق سے ثابت ہوا۔ البتہ دونون
صاحبون کی بیعت مین سر مو فرق نہین ہے ہان اگر فرق ہی تو صرف
اسی قدر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کو ہرگز خواہش خلافت کی نہ تھی

جیساکہ شیعون کی معتبر کتب مین مذکور ہی اقیلوا بیعتی لست بخیر کم و علی فیکم الخ۔
اور نعوذ باللہ من ذلک جناب امیر کو باعتقاد شیعیان اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب
بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے ایک ہاتھ
مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے
بحالت پریشان کس بھیناد وبصورت دیوانگان کس مپرساد ہر ایک مہاجرین و
انصار کے دروازون پر جاکے بی حفظ پاس ننگ و ناموس استعانت
کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ پھر بھی معاذ اللہ جناب کی کوئی یاری
و مددگاری نہ کرتا تھا۔
اقول بحولہ تعالی صدیق اکبر سوائے علی مرتضی کے کوئی نہین ہی اگر کوئی
شخص سوائے حضرت علی کے کسی دوسرے کو اس لقب سے ملقب کرے وہ
بحسب فریات اہل سنت بلاشبہ کاذب اور مفتری ہی دیکھو صواعق محرقہ
مطبوعہ مصر کے صفحے، حدیث الصدیقون ثلثۃ و حدیث السابقون ثلثۃ و علی افضلہم سوا
حضرت مرتضی نہ کوئی صحابی صدیق ہی اور نہ کوئی سابق الایمان ہی۔ اگر مراد مولف
صدیق اکبر سے حضرت ابوبکر ہی تو یہ دعوی بے سند ہی۔ یہ دعوی مولف اسرار الصمد
کا صریحا غلط ہی کہ خلافت ابوبکر کی باتفاق اہل الرائے کے ہوئی کیونکہ کتب
معتبرہ اہلسنت سے صاف ظاہر ہی کہ بوقت بیعت حضرت ابوبکر نہ شوری
ہوا نہ اجماع واقعہ ہوا۔ فقط فریبی اور سازشی کارروائی سے بیعت ہوگئی۔
ابن خلدون کی تاریخ مین ہی کہ جب شیخین اور انصار مین طول کلام ہوا اور
بشیر ابن سعد طرفدار شیخین کا ہوگیا۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو آنکھ کا اشارہ

کیا۔ اور حضرت عمر نے بفواشارہ کے بیعت کی۔ اور بعد اُنکے بشیر مذکور نے اور پھر ابو عبیدہ نے۔ اور تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۳۴۵ و ۳۴۶ مین احال بیعت حضرت ابوبکر کا اس طرح درج ہے۔ چون انصار ابوبکر و عمر و عبیدہ را رضی اللہ عنہم بدیدند گفتند شما ہما جرانید و فخر شما بزرگ ست و ما نیز رنج بسیار بردہ ایم۔ و ما یکی را امیر کنیم۔ از خویشتن و شما یکی را امیر کنید از خویشتن تا ہر کسی با گروہ خویشتن بیا ید و گفتگوی از میان ابر خیزد۔ و چون ایشان سخن تمام کردند۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ خواند ثنای خداوند تعالیٰ گفت و بر پیغمبر صلعم درود فرستاد۔ و فضائل انصار بگفت پس گفت اگر چنین کنیم کہ شما میگوئید اختلاف افتد و زخم شمشیر اندر میان آید۔ و شما میدانید کہ پیغمبر صلعم فرمودہ است۔ الائمۃ من قریش۔ و امامت اہل قریش میرسد۔ شما دست باز دارید تا یکی از قریش را بنشانیم و شما پیش او ہمچنان باشید کہ پیش حضرت پیغمبر صلعم بودید۔ انصار گفتند کہ با علی مرتضیٰ رض بیعت کنیم کہ پسر عم اوست۔ عمر رض ترسید کہ اختلاف در میان پیدا شود ابوبکر رضی اللہ عنہ را گفت کہ تو دست دراز کن تا با تو بیعت کنیم۔ کہ تو نیز از قریشی و سزاوار تری۔ پس عمر رضی اللہ عنہ دست ابوبکر را بگرفت و بیعت کرد۔

ایسی کارروائی کو کسی قاعدہ اور کسی اصطلاح مین شوری یا اجماع نہین رکھتے اور بحث جو کیگئی ہے کہ حضرت ابوبکر کو خواہش خلافت کی نہ تھی۔ اور حضرت علی خواہان خلافت تھے کتب اہل سنت سے ثابت و محقق ہے کہ حضرت ابوبکر کا خواہش خلافت کرنا کیسا بلکہ خلافت کی طمع مین کچھ لحاظ و پاس خدا و رسول کا

کہا۔ جو شخص اس حال پر مطلع ہونا چاہے۔ وہ حالات آخر حیات رسول صلعم خصوصاً غزوہ تبوک سے لیکر تا بہ وقوع بیعت حضرت ابوبکر تمام واقعات کو یکجائی طور پر مجتمع کرکے ملاحظہ کرے کہ آنحضرت صلعم نے کس کس تاکید و اصرار سے حکم خلافت حضرت علی کا دیا۔ اور ان حضرات نے کیا کیا تدابیر انسداد اجراء احکام خدا و رسول اور اپنی ریاست کے جمانے میں کئے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر کو طمع خلافت کی نہ تھی۔ تو جیش اسامہ سے کیوں تخلف کیا۔ باوجود اصرار و تاکید پیغمبر خدا صلعم کے مدینہ کو کیوں نہ چھوڑا۔ وصیت آخری پیغمبر خدا کی کیوں نہ لکھنے دی۔ مسجد نبوی سے سقیفہ بنی ساعدہ کو چپکے چپکے بغیر اطلاع و مشورت اہل بیت پیغمبر کیوں چلے گئے۔ سقیفہ میں آنکھوں کا اشارہ کرکے اپنی بیعت کیوں کرائی بعد بیعت کے جب مجمع میں حضرت علی کو بلایا اور آپنے دعوی خلافت کیا اور دلائل و براہین سے اپنا استحقاق ثابت کیا اور طرح طرح سے فہمائش کیا۔ کہ خدا سے ڈرو۔ اور حقوق اہلبیت رسالت کو ضایع مت کرو۔ اسوقت حضرت ابوبکر نے خلافت کیوں ترک نہ کی اور کیوں رفق و مدار کی باتیں بنا کر اسوقت کو ٹال دیا۔ کلمہ اقیلونی خاص مرویات اہل سنت سے ہی مگر اس سے عدم خواہش اور حرص کا ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ انکی عدم لیاقت و عدم استحقاق ثابت ہوتا ہی یہ کلمہ خلافت ترک کرنیکی نیت سے نہیں کہا گیا کیونکہ اگر وہ خلافت چھوڑنے پر رضامند ہوتے تو کسی صحابہ سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ خود خلع خلافت کرکے حضرت علی سے بیعت کر لیتے اس کلمہ کے فرمانے کا وہ زمانہ ہی کہ جب حضرت ابوبکر خوف جان کے سبب آٹھ روز

تک گھر سے باہر نہ نکلے تھے۔ لیکن جب معاذ بن جبل وغیرہ کے تحت مین جمعیت فراہم ہوگئی۔ اور خلیفہ صاحب خوف قتل سے مطمئن ہوئے پھر کبھی یہ فقرہ زبان پر کیون نہ لائے جناب امیر کی نسبت جو الزام طمع خلافت کا لگایا ہی اور حوالہ اعتقاد شیعیان کا دیا ہی یہ ہی مولف کی ناواقفیت ہی کیونکہ یہ روایت کتب معتبرہ اہلسنت مین ہی کہ جناب فاطمہ اپنی حق تلفی کی دادخواہی کے لئے اور اپنی استعانت اور طلب نصرت کے لئے انصار کے گھرون مین بلکہ مساجد انصار مین تشریف لیگئین۔ دیکھو کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری کو کہ مفصل حال اُسمین درج ہی اور نیز ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ مین وہ خطبہ حضرت سیدہ کا نقل کیا ہی جسمین تفصیل وار حال ظلم وستم ومداخلت شیخین کا اور اپنی مظلومی اور استحقاق خلافت کا درج ہی۔ قطع نظر اس بحث سے کہ روایت کتب اہلسنت مین ہے یا کتب شیعہ مین قابل تذکرہ یہ بات ہی کہ حضرت علی کا بار بار طالب خلافت ہونا دلیل طمع وحرص کی نہین ہی کیونکہ آپ خلیفہ منصوص من اللہ والرسول تھے آپکا سب سے بڑا فرض یہ ہی تھا کہ ہر وقت طالب اپنے حق کے رہین خواہ امت مطیع ہو یا عاصی اُسپر اظہار اپنے منصب کا کرتے رہین اور تامقدور حصول تصرف مین ساعی ہون جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کہ ریاست عامہ ہی اور تسلط حاصل کرتے ہین انبیا علیہم السلام غایت درجہ سعی وکوشش بجالاتے ہین خواہ تسلط حاصل ہو یا نہو تو انکی سعی اور کوشش اور خواہش واسطے حصول تسلط کے محمول برحرص طمع نہین ہوسکتی کیونکہ وہ اسی کام پر

منجانب اللہ مامور ہوتے ہین دیکھو آنحضرت صلعم نے کیا کیا کوششین اور سعی اہتمام واجراء کار رسالت مین فرمائین مگر حرص وطمع مین داخل نہین ہان مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ کی سعی اور کوشش داخل حرص وطمع ہین اسی پر قیاس کرلو ہر شخص مستحق اور غیر مستحق کی طلب اور خواہش کو مثلاً زید کی ایک سوئی یعنی سوزن جاتی رہی اور وہ اسکی تلاش مین کوشش کرے تو وہ طامع نہین ہی لیکن اگر عمرو کسی دوسرے کا مال مارنے مین ساعی ہو تو ضرور طامع اور لالچی کہلائیگا۔ حضرت علی اور جناب فاطمہ کی سعی طلب تسلط امامت کو جو پیرائیہ طنز وطعن مین بیان کیا ہی دلیل عدم بصیرت مولف ہی بڑے بڑے اولی العزم مرسلین نے وہ وہ مصائب اور سختیان اٹھائی ہین کہ اگر عوام الناس مین سے ادنی درجہ کی کسی آدمی پر ایسی مصیبت اور سختی پڑے تو وہ اپنی سخت توہین سمجھے۔ لیکن انبیا واوصیا اُسکو اپنی توہین نہین سمجھتے ہین بلکہ اُنکے مراتب اور مدارج کی بلندی خیال کیجاتی ہی۔ دیکھو جناب سرور کائنات نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ اور طائف وغیرہ مین دعوت رسالت کرکے کیا کیا سختیان ملاعین کے ہاتھ سے اُٹھائین پس اگر اُنکے خلیفہ برحق اور نائب مطلق نے بھی سختیان اُٹھائین تو داخل توہین نہین اور نہ جہال کے طنز وطعن کرنے کی جگہ ہی۔

ہم اس موقعہ پر ایک مثال سے ثابت کئے دیتے ہین کہ جو فعل ایک ادنی سے ادنی دنیادار کے لیئے سخت توہین کا باعث خیال کیا جاتا ہی وہ انبیا علیہم السلام کے مقابلہ مین توہین نہین سمجھا جاتا ۔ دیکھو جو حرکت اہل حرم نے

حضرت لوط کے ساتھ اور حضرت لوط نے واسطے حفظ حرمت مہمانان کے اپنے ننگ و ناموس پر خیال نہ کیا۔ اگر ایسے واقعہ کو ایک ادنی سے ادنی شخص سے بھی منسوب کیا جاوے تو سخت توہین سمجھی جاویگی مگر حضرت لوط کے اس واقعہ کے ذکر سے توہین نہیں ہوگی ایسا ہی اہل قریہ نے جو درخواست نامعقول حضرت جبرئیل و میکائیل سے کری کسی کم درجہ کے آدمی سے ہی کیجاوے تو ضرور اسکی توہین ہے مگر چونکہ چاند سورج پر خاک نہیں پڑسکتی طنز و طعن کرنیوالے پر ہی وہ خاک پڑتی ہے۔ طعن کرنیوالا اپنے ہی اور یہ قیاس کرے کہ اگر کوئی شخص حضرت جبرئیل و میکائیل جیسے ملائکہ مقرب اور حضرت لوط جیسے پیغمبر ذیشان کے واقعہ کو اُسنے منسوب کرے تو کسقدر برا معلوم ہوجاویگا ملائکہ اور حضرت لوط کے مقابلہ میں ایک ادنی آدمی کی کیا حقیقت ہے۔

قال صاحب اسرار الہدی اگر کہیں کہ اہل الرائے نے کیوں اس امر کا لحاظ نہ کیا کہ حضرت رسولخدا نے صدیق اکبر کو کبھی کسی کار شریعت پر مامور نہیں فرمایا اس صورت میں صدیق اکبر قابل خلافت نہیں سمجھے جاتی تو جواب اس وسوسہ کا یہ ہے کہ باتفاق مورخین شیعہ و سنی ثابت ہے کہ بارہا حضرت رسولخدا نے حضرت صدیق اکبر کو اکثر مہمات بزرگ پر تعینات فرمایا ہے۔ اسکے بعد کارہای شریعت کی تفصیل اسطرح درج ہے۔

اول بعد شکست احد ابوسفیان کے مقابلے کیلیے حضرت ابوبکر کو مامور کیا۔

دوم غزوہ بنی نضیر میں ایک رات ابوبکر کو امارت لشکر عطا فرمائی۔

سیوم سنہ ہجری مین غزوہ بنو لحیان کو حضرت تشریف لے گئے اور آنحضرت نے سرایا روانہ کئے المومنین سے ایک سریہ کے سردار ابو بکر بھی جسکو سریہ کہتے ہیں
چہارم غزوہ تبوک مین جانے کے وقت سردار لشکر بنایا۔
پنجم غزوہ خیبر مین اپنا نائب بنا کر معرکہ جنگ مین بھیجا۔
ششم سال ہفتم مین جماعت بنی کلاب پر امیر ہوئے اور سلمہ بن اکوع کا رسالہ انکی ماتحتی مین تھا۔
ہفتم بنی فزارہ پر بھی یہی امیر تھے۔
ہشتم سریہ وادی الرمل پر امیر ہوئے۔
نہم بوقت خانہ جنگی بنی عمرو بن عوف آنحضرت بلال سے کہہ گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت آجاوے تو ابوبکر سے کہنا کہ نماز پڑھاوے۔
دہم بوقت فرض ہونے حج کے انکو امیر الحج مقرر کیا تاکہ لوگونکو قواعد حج تعلیم کرین۔
یازدہم آنحضرت نے اپنے مرض موت مین جملہ اصحاب صفا کا پیشنماز بنایا۔
اب فرمائیے کہ کونسی بات ہی کہ حضرت صدیق اکبر کو حاصل نہین ہوئی۔ الخ
اقول بحولہ تعالیٰ۔ افسوس ہی کہ ذکر تو حضرت ابوبکر کا اور لقب جناب امیر کا شامل کیا جاتا ہی یہ تو البتہ بڑے شرمناک بات ہی کہ بروایات اہل سنت صدیق اکبر لقب حضرت علی کا ہی اور معاند لوگ القاب کو بھی غصب کرتے ہین۔
اب اہل انصاف ذرا میری طرف متوجہ ہون مین عرض کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے کبھی حضرت ابوبکر کو کسی کار متعلقہ شرع پر مقرر نہین کیا کبھی انکو ماہر شرع یا قاضی دین محمدی۔ یا اچھا قضا یا فیصل کرنیوالا نہین فرمایا نہ وہ کبھی

لشکروں کے سردار ہوئے بلکہ ادنی آدمیوں کے تحت مین عوام لوگونکے ہمیشہ مامور رہے یہانتک کہ زمانہ مرض الموت آنسرورمین کہ آخری موقع حصول عزت و دولت کا ہی حضرت ابوبکر ایک لڑکا یعنی اسامہ بن زید کے محکوم اور تابع کئے گئے جسکو شبہ ہو فہرست لشکر اسامہ روضۃ الاحباب مدارج النبوت واقدی وغیرہ تواریخ معتبرہ اہلسنت مین دیکھ لے۔

ہم جہانتک نظر غور سے دیکھتے ہین فقط ایک مرتبہ انکو رسولخدا صلعم نے کار شرلعیت پر مامور کیا تھا مگر اسیوقت وحی نازل ہوئی کہ ابوبکر مین لیاقت اس کام کے انجام دینے کی نہین ہی۔ یہ کام خود تمھارے کرنے کا ہی یا علے مرتضی کے کرنیکا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو چنانچہ اُسیوقت حضرت ابوبکر معزول کئے گئے اور کئی منزل سے واپس آئے کہ مفصل ذکر اسکا اپنے موقعہ پر کیا جائیگا علاوہ اسکے خیبر مین ایک روز انکو اور دو روز حضرت عمر کو سردار بنا کر میدان جنگ مین بھیجا تھا مگر یہ دونون صاحب بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ آئے۔ وجہ تقرر اس امارت کی حدیث صحیح متواتر سے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ عوام الناس مطلع ہوجاوین کہ یہ دونون صاحب قابل سرداری کے نہین ہین۔ کیونکہ تیسرے دن آنحضرت نے فرمایا۔ لاعطین الرایتہ غدا رجلا کرارا غیر فرارا الی آخرہ۔ یعنی کل کو رایت ظفر آیت ایسے مرد بہادر کو دونگا جو بھاگنے والا نہین ہی اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہین۔ تا آخر مضمون حدیث اس حدیث سے یہ تو صاف کھل گیا کہ تین روز پیشتر سے جو صاحب سردار بنکر جاتے ہین وہ فرار یعنی

بھاگ جانے ولے ہین بہادر نہین ہین نہ خدا ورسول کو وہ دوست رکھتے ہین
نہ خدا ورسول انکو دوست رکھتے ہین۔ اور نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلعم کو
یہ بھی معلوم تھا کہ اس قلعہ کو وہی کرار غیر فرار فتح کریگا جسکا نام علی مرتضی ہے
پس ان دونون صاحبون کو سردار بنا کر بھیجنے کی کیا حاجت تھی بجز اسکے اور
کچھ قیاس مین نہین آسکتا کہ آنحضرت صلعم کو یہ منظور تھا کہ عام لوگ اس
بات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونون صاحب سرداری کی لیاقت نہین
رکھتے سردار واجب الاتباع صرف وہ شخص سمجھا جاتا ہی کہ کبھی دوسرے
شخص کا محکوم ہوا ہو جیسے حضرت علی مرتضیٰ کہ اول سے آخر تک ہمیشہ سردار ہی
اور کبھی کسی دوسرے شخص کے محکوم وماتحت ہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر کی
کیا سرداری ہمیشہ محکوم وماتحت رہے یہانتک کہ عمرو عاص کے بھی
محکوم رہے اور اسامہ بن زید کے بھی بروے عقل بھی سردار وہی شخص
ہونا چاہیے جو کسیکی نگاہ مین سبک اور حقیر ہو دیکھئے حضرت ابوبکر جن جن
لوگون کے محکوم وماتحت رہے انکی نگاہون مین کیا وقعت باقی ہونگے
اب ہم مفصلا ہر قول کی تردید لکھتے ہین۔

قولہ اول بعد از شکست احد جب رسول خدا نے سنا کہ ابوسفیان نادم
ہوکر ارادہ رکھتا ہے کہ مدینۂ طیبہ پر حملہ آور ہو اسوقت حضرت رسول
خدا نے حضرت صدیق اکبر کو اسکے مقابلے کے واسطے رخصت فرمایا اور
حضرت ابوبکر صدیق نے اسکا جاکر مقابلہ کیا۔

اقول وبہ نستعین۔ حضرات اہل انصاف پہلے تو ہمکو القاب کی غضب کرنیکی ہی

شکایت تھی اب ملاحظہ فرمایئے کہ معرکہ اور تاریخی حالات بھی غصب ہونے لگے ۔ میں سخت حیران ہوں کہ کیا ان لوگوں کی شرم ہی جاتی رہی عام قاعدہ ہے کہ اگر اپنے آپ میں کوئی فضیلت یا بزرگی ہو تو جس سے مقابلہ کرتے ہیں اسکے فضائل کو چرا کر اپنے آپ سے منسوب نہیں کیا کرتے دوسروں کے ہی فضائل منسوب کریں ۔ کیسا ابو سفیان کی واپسی کیا حضرت ابو بکر تو بیچارے بہ تقلید سنت یوم ہجرت مع اپنے یار غار حضرت عمر ابن الخطاب کے اسوقت ایک غار میں بیٹھے ہوئے بڑوں کی جان کو رو رہے تھے ۔ انس بن مالک کے چچا جو وقت آخر میں مدینہ سے آئے ہیں انکو یہ دونوں صاحب غار میں چھپے ہوئے ملے اور انھوں نے ہر چند انکو طعن و تشنیع دیے مگر ایک بھی نہ سنی یہ بات تو الگ رہی کہ حضرت ابو بکر و عمر میدان احد سے بھاگ کر ابو سفیان سے خطا معاف کرانے کے لیئے ابن ابی کی سفارش کرائی اور یہ بات تو کسی کتاب اہلسنت میں نہیں لکھی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو ابو سفیان کی تعاقب کے لیے امیر لشکر کرکے بھیجا تھا ۔ دراصل یہ معاملہ حضرت علی مرتضیٰ کا ہے اور مؤلف صاحب نے کمال دانائی سے حضرت ابو بکر سے منسوب کر دیا ۔ دیکھو مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی جلد ثانی صفحہ ۱۴۰ کو کہ اسمیں یہ درج ہے ۔ وصل چون مشرکان بمکہ باز گشتند در خاطر اصحاب دغدغہ راہ یافت کہ مبادا عزیمت مدینہ نمایند و غارت و تاراج کنند بنابرین علی مرتضیٰ را رضی اللہ عنہ فرمود تا از عقب مخالفان رود و این خبر تحقیق نماید پس آنحضرت خبر آورد کہ کافران بمکہ رفتند ۔ الفضائل والو کچھ دیکھا تعجب

در دلیری ہے۔ کہاں ہیں حضرات تقریظ نویسان ایسے مواقع تو عبرت پکڑنے اور دیکھنے کے قابل ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واما قوله دوم غزوۂ بنی نضیر میں حضرت نے ایک رات خوفناک میں صدیق اکبر کو امیر لشکر بنایا۔ اور خود بدولت نے اپنے دولتخانہ جنت آشیانہ میں آرام فرمایا۔

اقول بحولہ تعالیٰ۔ یہ بھی دروغ اور کذب اور افترا اور بہتان ہے حقیقت یہ ہے کہ غزوۂ بنی النضیر سنہ ۴ ہجری میں واقع ہوا۔ حضرت علی مرتضیٰ سردار وعلمدار لشکر تھے۔ دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ۱۹۶ پس در مدینہ ابن ام مکتوم را خلیفہ ساخت ورایت را بعلی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ داد واز مدینہ بیرون رفت۔ بعد اسکے لکھا ہے وحضرت با نزدہ شبانروز آن جماعت را محاصرہ داد۔

اور یہی مضمون مدارج النبوۃ میں درج ہے دیکھو صفحہ ۱۲۹ جلد دوم پس آن حضرت صلعم ابن ام مکتوم را در مدینہ خلیفہ ساخت ولوائے رعقد نمودہ بعلی بن ابی طالب داد واز مدینۂ مطہرہ بیرون آمد پس ان باتین تو کیکو شک نہیں ہو سکتا کہ اس غزوہ میں سردار علمدار لشکر بطور مستقل حضرت علی مرتضیٰ تھے اب رہی یہ بات کہ شب اول میں حضرت قلعۂ یہود کا محاصرہ کرکے لشکر ظفر پیکر کو مصروف محاصرہ چھوڑ کر دولتخانہ کو تشریف لے آئے۔ اور مولف صاحب نے اپنے نزدیک حضرت ابو بکر کے وقعت بڑھانے کے لئے اس شب کو (ایک رات خوفناک) تحریر فرمایا جو کسی

کتاب سیر و تاریخ سے ثابت نہین بلکہ اُس شب کو خوفناک کہنا دالا کافر ہو جاتا کیونکہ اگر اُس شب کو خوفناک کہا جائے تو یہبھی لازم آئیگا کہ یہبھی کہے کہ آنحضرت صلعم بوجہ خوف و ہراس اُس شب کے لشکر کو میدان مین چھوڑکر دولتخانہ مین فقط جان بچانیکو تشریف لے آئے اور ایسا عقیدہ نسبت جناب رسالتمآب کے رطضا بالاتفاق کفر ہی۔ پس جو کچھ کتب سیر و تواریخ اہلسنت سے ثابت ہی وہ یہ ہی کہ پہلی شب مین فقط لشکر کو محاصرہ پر تعنات کرنا تھا کوئی اندیشہ لڑائی مقابلہ کا نہ تھا اسلیئے آنحضرت صلعم بعد نماز عشاء لشکر کو محاصرہ پر تعنات کرکے دولتخانہ کو واپس تشریف لے آئے۔ اب رہی یہ بات کہ بعد واپسی آنحضرت صلعم کے سردار لشکر کون تھا اور مؤلف صاحب کو حضرت ابوبکر کی سرداری کا شبہ کیونکر ہوا۔ اسکی یہ وجہ ہی کہ بعض روایات کو اسمین شبہ ہو گیا کہ سردار لشکر اُس شب مین حضرت علی تھے یا حضرت ابوبکر چنانچہ مدارج النبوت مین مدرج ہی کہ زاد تا وقت عشا جنگ کردند چون با مسلمانان نماز عشاء گذاردند حضرت با چندکس بمنزل شریف تشریف آوردند و سایر صحابہ را کہ سردار ایشان ابوبکر بود یا علی رضی اللہ عنہ علی اختلاف الروایتین تا بوقت صبح بمحاصرہ یہود اشتغال نمودند۔ اور چونکہ حضرت ابوبکر کی سرداری کے موید کوئی دوسری روایت نہین ہی اور حضرت علی کی سرداری تائید مین دیگر روایات ایسی موجود ہین کہ جنسے مستقل سرداری اونکی اس غزوہ مین محقق ہی تو لامحالہ روایت سرداری حضرت ابوبکر کی ساقط عن الاعتبار ہوگی اور چونکہ عادت علمائے اہلسنت کی یہ ہی کہ اگر دو روایت

متضاد وہ دربارۂ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے ہوویں اور حضرت ابوبکر کی نسبت
جو روایت ہی اُسکو اپنے دلمین کیسے ہی دروغ اور موضوعی جانتے ہوں لیکن اُس
روایت پر جو حضرت علی کی نسبت ہی ضرور ترجیح دینگے جیسی حدیث سد ابواب الا باب
علی کے برخلاف ایک موضوعی حدیث کو بیان کرتے ہین جسکا دروغ ہونا جلی
بدیہیات مین داخل ہی یعنی یہ کہ مرض الموت مین آنحضرت صلعم نے سبکے دروازون
کا جو مسجد مین کھلے ہوئے تھے بند کرنیکا حکم دیا سوا دروازۂ ابوبکر کے۔ اور یہ امر بدیہی
ہی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان نواح مسجد مین بھی نتھا بلکہ اُنکا مکان مسجد نبوی سے
ایک میل کے فاصلہ پر محلہ سنخ واقع تھا جسکا مفصل حال روضۃ الاحباب مین درج
ہی کہ حضرت ابوبکر بایام خلافت خود اس روزانہ قطع مسافت سی بہت رنج اور تکلیف
پاتے تھے مگر علمائی اہلسنت باوجود صحت و تعدد روایات حدیث متعلقہ حضرت علی کے اس
جعلی اور موضوعی روایت کو ترک نکرینگے ایسا ہی حال اس روایت کا ہے
کہ کسی راوی نے اُسکے خواہ غلطی سے یا حسب عادت دیدہ و دانستہ براہ کذب
و افترا سرداری مین نام حضرت ابوبکر کا بیان کر دیا لیکن دوسری روایات
کثیرہ برخلاف اسکے موجود ہین کہ حضرت علی اُس شب محاصرہ مین سردار
تھے اور آپکے مستقل سردار غزوہ ہونیکی روایات بھی بلا کسی خلاف و
نزاع کی موجود ہین تو شائق حق اور منصف آدمی ہرگز اُس موضوعی روایت
پر اعتبار نکریگا۔ خصوصًا مناظرہ مین ایسی روایات پر جاہل بھی استدلال
نہین کیا کرتے (کہ اُس شب ابوبکر سردار تھے یا حضرت علی سردار تھے)
یعنی جبکہ خود ہی شبہ اور شک مین پڑے ہوئے ہو کہ ان دونون مین سے

کون سردار تھا تو اپنے مخالف کو کس دلیل سے اس بات کا یقین دلا سکتے ہو کہ حضرت ابوبکر رح سردار تھے۔ اسی سے تو کہتے ہیں کہ حق کا طرفدار ہمیشہ سرخرو ہوتا ہے اور باطل کا طرفدار ہر بات میں نیچا دیکھتا ہے۔

قولہ سیوم سنہ ۶ ہجری میں بر وقت غزوہ بنولحیان آنحضرت صلعم نے مختلف سرایا روانہ کئے از آنجملہ عمدہ سرایا وہ تھا جس پر حضرت صدیق اکبر سردار مقرر کئے گئے تھے یہ سریہ کراع الغمیم کیطرف روانہ کیا گیا۔

اقول افسوس ہے کہ یہ سریہ نہ عمدہ سرایا میں داخل ہے نہ حضرت ابوبکر کی سرداری ثابت ہوتی ہے عمدگی اس سریہ کی تو یہ ہے کہ کل دس آدمی مامور ہوئے اور اُس عمدگی پر طرہ یہ ہوا کہ بلا کسی مقابلہ و مقاتلہ کے واپس چلے آئے۔ سرداری سریہ کی نسبت رواۃ اہل سنت خود مختلف البیان ہیں بعضے حضرت سعد بن عبادہ انصاری کی نسبت سردار ہونا کہتے ہیں اور بعضے حضرت ابوبکر کا نام لیتے ہیں دیکھو مدارج النبوت جلد ثانی صفحہ ۱۷۱ دسرایا باطراف و جوانب فرستاد بعد ازیں بعسفان رسیدہ ابوبکر صدیق و بقولے سعد بن عبادہ را با جمعی دیگر دہ یا بادہ سوار بہ کراع الغمیم فرستاد) اور پھر لکھا ہے دو ایشان تا بموضع معہود رفتند وبا ہیچ مخالفی و دشمنی اتفاق ملاقات نیفتاد پس ازان موضع بازگشتند) اب فرمائیے کہ مؤلف صاحب کے ایسے خام استدلال سے کیا نتیجہ نکلا۔ اگر مؤلف صاحب کسی سریہ کی سرداری نسبت حضرت ابوبکر ثابت بھی کرتے تو کیا فائدہ نکالتے ادنی ادنی صحابی سریونکے سردار ہوا کئے اور سب ہی سرایا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ماتحت دوسرونکے رہے اور دس بیس سرایا میں محکوم و مامور ہونا ثابت ہوا تو کیا

نتیجہ نکلا قابل استدلال اونکی امارت بعد سرداری ہی کہ جو ہمیشہ سردار ہی رہے ہون
اور کبھی کسی غزوہ یا سریہ مین کسی دوسرے کے محکوم و ماتحت نرہے ہون
جیسے حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین مگر دنیا کی آنکھون پر ایسا پردہ
غفلت پڑا ہے اور تعصب نے اونکو ایسا اندھا بنادیا ہے کہ حق و باطل
مین مطلق تمیز نہین کرسکتے ہین۔
قولہ چہارم جب رسولخدا صلعم نے قصد غزوہ تبوک کا فرمایا تو یہ حکم صادر
ہوا کہ لشکر ظفر پیکر مدینہ سے باہر جمع ہو اون سب پر صدیق اکبر امیر رہے۔
اقول بحولہ تعالے الحمد للہ کہ یہ سرداری بھی ثابت نہوئی۔ اور اگر
ثابت بھی ہو جاتی تو با ہم استدلال کے قابل نہ تھی کیونکہ مؤلف صاحب تقابلہ تو
حضرت امیر علیہ السلام سے کر رہے ہین اور بوقت جانے اس غزوہ کے
حضرت علی مرتضی خلیفہ اور جانشین پیغمبر خدا صلعم کے ہو کر مدینہ مین تشریف
رکھتے تھے۔ اب افسوس یہ ہی کہ مؤلف صاحب اس سرداری کو بھی ثابت
نہین کرسکتے کیونکہ کتب سیر و تواریخ اہلسنت سے پایا جاتا ہی کہ اس غزوہ
مین ہر قوم و قبیلہ کے متعدد سردار تھے۔ سردار اعظم کوئی نہ تھا۔ البتہ
مہاجرین کا ایک سردار تھا مگر روات اہل سنت اسمین مختلف البیان ہین
مقولہ اکثر کا یہ ہی کہ زبیر بن العوام سردار تھے اور بعض نے حضرت ابوبکر کا نام
بیان کیا ہی۔ دیکھو مدارج النبوت صفحہ ۲۰۸ لوا اعظم را بابی بکر صدیق
و بروایتی بزبیر بن العوام دادم
قولہ پنجم غزوہ خیبر مین جبکہ رسول خدا کو درد شقیقہ عارض تھا

حضرت نے صدیق اکبر کو اپنا نائب بنا کر بھیجا چنانچہ اُس روز صدیق اکبر سے بہت بڑی جنگ واقع ہوئی۔

اقول وبہ نستعین ہاں خیبر مین تو البتہ حضرت ابوبکر سردار ہوئے بلکہ حضرت عمر بھی لیکن ساتھی اسکے یہ بات بھی کھل گئی۔کہ آنحضرت صلعم نے ان ہر دو اصحاب کو یکے بعد دیگرے اسی لئے سردار مقرر کیا تھا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونون قابلیت سرداری کی نہین رکھتے چنانچہ جمیع کتب و اخبار اہل سنن مین یہ حدیث صحیح اور متواتر درج ہی کہ جب شیخین متواتر تین روز تک مقابلہ حارث و مرحب یہودیان سے فرار ہوئے تو اُسروز شام کو یہ فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ۔یعنی کل کے دن رایت لشکر ایسے مرد کرار اور بہادر کو دونگا جو ہرگز بھاگنے والا نہین ہی اور خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا و رسول اُسکو دوست رکھتے ہین وہ واپس نہوگا تا آنکہ خدائے تعالی اُسکے ہاتھ پر فتح دے۔قربان یا رسول اللہ آپکے نور حکمت و رسالت کے جب آپ خوب جانتے تھے کہ علی مرتضی کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور شیخین بھاگ جانے والے ہین نہ خدا و رسول کو دوست رکھتے ہین نہ خدا و رسول اُنکو دوست رکھتے ہین پھر ان بیچارون کو سرداری پر مقرر کرنے کی کیا حکمت تھی۔وہ یہی حکمت تھی کہ یہ لوگ ضرور ایکدن اپنے آپکو علی کا مد مقابل بنائینگے اور انکی ذریات مومنین پاک دین سے مناظرہ کیا کرینگی اُسوقت سب پر ظاہر ہوجائے کہ یہ لوگ قابل سرداری و خلافت نہ تھے۔

قولہ ششم سال ہفتم مین حضرت ابوبکر کو ایک جماعت کلاب پر سردار مقرر کیا۔
اقول اگر بنی کلاب کی سرداری ثابت بھی ہو تو کچھ فخر کی بات نہین مگر یہ بھی دروغ ہی سال ششم مین بنی کلاب پر سریہ بھیجا گیا اُسکے سردار محمد بن مسلمہ انصاری تھے اور دوسری سریہ کے سردار ضحاک بن سفیان تھے۔ دیکھو صفحہ ۱۱۷ و ۳۰ مدارج النبوت کو کہ اسمین مطلق ذکر بھی حضرت ابوبکر کا نہین۔ البتہ سال ہفتم مین متعدد سرایا روانہ ہوئے اگر کسی سریہ پر بھی بھیجے گئے ہون تو دلیل سرداری نہین ہی کیونکہ یہ حضرت سرایا کے سردارون کو بھی ماتحت بکثرت رہے ہین۔
قولہ ہفتم قوم بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر ابوبکر ہی تھے۔
اقول۔ پھر کیا فخر کی بات ہی ادنی صحابی سریون کے سردار ہوا ہین جیسے۔ سریہ ابوسلمہ بہ بنی اسد و سریہ عبداللہ بن انیس بر سفیان ہذلی و سریہ محمد بن سلمہ بقرطا و سریہ عکاشہ بن محصن اسدی بغمر و سریہ محمد بن سلمہ بذی القصہ و سریہ ابوعبیدہ و سرایائے زید بن حارثہ و جموم و عیص و سریہ زید بر بسیلہ از قبیلہ فزارہ و سریہ بشیر بن سعد بر بنی مرہ سریہ غالب بن عبداللہ بمیفعہ و سریہ الضحاک بہ بنی ملوح و سریہ الخبط ابوعبیدہ بر قبیلہ جہینہ جسمین حضرت عمر بھی مامور و محکوم تھے۔ سریہ عمرو بن عاص جسمین حضرت ابوبکر و عمر دونون ماتحت تھے۔ سریہ ابوقتادہ سریہ عیینہ بن حصین فرازی سریہ قطبہ بن عامر بہ قبیلہ خثعم۔ لیکن اسمین فضیلت کی بات نہین ہی فضیلت فقط اس بات مین ہی کہ ہمیشہ سردار و امیر مقرر ہوئے ہون کبھی کسیکے ماتحت نرہے ہون۔

قولہ ہشتم سریہ وادی الرمل مین حضرت ابو بکر سردار ہوے۔

اقول یہ البتہ سچ ہی اور مزید برآن یہ کہ حضرت عمر بھی سردار ہوے اور پھر ان دونون اصحاب پر عمرو عاص سردار ہوئے اور تینون صاحب بخوف جان بھاگ کر چلے آئے تب آنحضرت صلعم نے ان تینون سردارون پر حضرت علی مرتضیٰ کو سردار مقرر کیا تب فتح ہوئی دیکھو کتب معتبرہ سیر اہلسنت کو کہ ملا غیاث الدین کتاب حبیب السیر مین لکھتے ہین۔ بعد از غزوہ تبوک اعرابی بمدینہ آمدہ بسمع شریف حضرت مقدس نبوی رسانید کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع گشتہ داعیہ دارند کہ شبخون بر سر اہل یثرب آرند بنا بران نبی آخر الزمان لوای بابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عنایت کردہ آنجناب را بسرداری جمعی از اصحاب صفہ وغیرہ الشان گردانیدہ بدفع شر آنجماعت نامزد فرمودہ حالانکہ ایشان در وادی کثیرۃ الحجارۃ والاشجار کہ انحدار دران دشوار بود منزل داشتند و ابو بکر رض چون بدانجا رسیدہ یکبار کفار از اطراف وجوانب حملہ آوردہ سپاہ اسلام انہزام یافت۔ آنگاہ حضرت رسالت رایتے دیگر بستہ بعمر خطاب ارزانی داشت و آنجناب را با دانفہ از مسلمانان جہت تدارک آن مہم ارسال فرمود و فاروق اعظم نیز مانند صدیق اکبر ہزیمت خوردہ باز آمد۔ و عمرو عاص متکفل سرانجام آن امر گشت او نیز بیرون از آنکہ مہمے از پیش برد بمدینہ باز گردید۔ بعد ازان حضرت مقدس نبوی جہت جناب ولایتمآب حضرت مرتضیٰ علیہ السلام لوائی عقد فرمودہ آنجناب را سردار سپاہ ظفر پناہ گردانید و ... کہ تفصیل ... رضی ...

وعمر عاص نیز بآن لشکر دران سفر مرافقت نمایند واز استصواب شاہ مردان تجاوز جائز ندارند۔ تا آخر ذکر فتح۔

قولہ نہم بوقت خانہ جنگی باہم گروہی عمرو بن عوف بغیبت آنحضرت نماز عصر حضرت ابوبکر نے پڑھائی باجازت آنحضرت صلعم کے۔

اقول یہ بھی غلط ہی شاید مؤلف صاحب کو بجای عبد الرحمن بن عوف کے نام حضرت ابوبکر یاد رہگیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ قول صحیح بھی ہوتا تو کیا فخر تھا ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اکثر مسجد نبوی مین باجازت پیغمبر خدا صلعم نماز پڑھایا کرتے تھے اور جبکہ یہ مسئلہ مسلمہ اہل السنن ہی کہ ہر بر وفاجر نماز کا امام ہوسکتا ہی پھر ایسے فعل پر استدلال ہی کرنا فضول ہی۔

قولہ دہم جب نوین سال ہجرت کے حج فرض ہوا تو آنحضرت صلعم نے بوجہ لاحق ہونے کاروبار کے خود نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر کو امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔

اقول بحولہ تعالی ابیشک رسولخدا صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اس کام پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر ایک دو منزل تک چلے بھی گئے لیکن بعد مین جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ ابوبکر تمھاری نیابت سے یا تمھاری طرف سے کار تبلیغ رسالت کو انجام نہین دیسکتے تم خود اس کام کو انجام دیدی ہو یا علی مرتضی انجام دیسکتے ہین اسلئے تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو معزول کر کے جناب علی مرتضی کو انکے عقب سے روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضی نے حضرت ابوبکر کو راستہ مین ہی جالیا اور سورۂ برات انسے لیکر انکو معزول کردیا کو وہ مدینہ کو

یعنی رسولخدا صلعم نے ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورہ برات کیطرف اہل مکہ کی سفر کیا اور پیچھے اُنکے حضرت علی کو سفر کیا اور حکم دیا کہ ابوبکر سے کتاب لیلیو اور تم اُس کتاب کو لیکر طرف اہل مکہ کے جاؤ۔ علی مرتضی روانہ ہوئے یہانتک کہ جا ملا ابوبکر سے راہ مین اور اُنسے وہ کتاب لیلی پھر واپس ہوئے ابوبکر وہ بہت غمزدہ ہوکر اور عرض کی یارسول اللہ کیا میرے بارے مین کچھ نازل ہوا فرمایا نہین لیکن یہ حکم مجکو ہوا ہے کہ تبلیغ رسالت خود مین کرون یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو اور اِسکے قریب قریب تیسری روایت سعد سے مروی ہے۔ قال بعث رسول اللہ صلعم

ابابکر ببراۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا رض فاخذ منہ ثم سار بھا فوجد ابوبکر فی نفسہ فقال لہ انہ قال رسول اللہ صلعم انہ لایؤدی عنی الا انا او رجل منی۔

یعنی رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو تبلیغ برات پر مقرر کیا جس وقت وہ راستہ مین تھے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اسی کام پر مقرر کرکے بھیجا اور حضرت علی نے وہ سورہ اُنسے لیلیا اور سورۂ برات کو لیکر مکہ کو چلے گئے اسپر ابوبکر اپنے جی ہی جی مین بہت کچھ غمگین ہوئے اور رسولخدا سے اس بارہ عرض کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ میری طرف سے کوئی شخص ادا پیغام و رسالت نہین کرسکتا الا مین خود یا وہ شخص جو خاص مجھسے ہی ہے کیفیت اس امارت کی ہی اور واقعی اکیلا یہ قصہ حق پسند اور انصاف دوست لوگون کے سمجھنے کے لئے صدہا کتب کی ملاحظہ سے

بڑھکر ہی۔ یعنی بحکم وحی یہ امر طی ہوچکا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم کے متعلقہ امور کی تبلیغ وغیرہ کوئی شخص آپکا نائب یا خلیفہ ہوکر انجام نہین دیسکتا بجز اسکے کہ خود آنحضرت تبلیغ رسالت کرین یا آپکے اہلبیت مین سے علی مرتضےٰ پس جبکہ حضرت ابوبکر قابلیت ادا ایک پیغام یا رسالت کے نیابتاً پیغمبر خدا صلعم کی نرکھتے تھے تو بہت صاف ثابت ہی کہ وہ ہرگز قابل خلافت عام آنحضرت صلعم کے بدرجہ اولی نہ تھے اور اسی حکم آلہی سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر خدا کے جانشین برحق اور خلیفہ مطلق حضرت مرتضیٰ تھے۔ فقط اسی ایک قصے سے پورے طور پر بیخ کنی مذہب اہل السنن کی ہوگئی ؎ مگر جب روایات صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ سے ہی معزول ہوکر واپس مدینہ مین آگئے تب اپنا سا منھ لیکر رہ جاتے ہین کیونکہ بموجب قاعدۂ نقاد محدثین ہرگز روایات واپسی پر عقم عاید نہین ہوسکتا کہ اُنکو ضعیف ہی بتلا کر اپنا پیچھا چھڑا دین۔

قولہ یازدہم شب شنبہ سے صبح دوشنبہ تک جملہ اصحاب باصفا کا پیش نماز بنایا ــــــ

اقول یہ بھی محض افترا ہی اور سوال اول کی جواب کی تردید مین مفصل ذکر اسکا ہوچکا کہ نہ حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کی پیشنمازی کا حکم دیا نہ اُنکی مرضی سے نماز پڑھانے کھڑے ہوئے فقط عورتون کی سازش سے پیش نماز ہوگئے تھے کہ ایک رکعت کے بعد معزول کئے گئے۔ دیکھو روایت عبداللہ بن زمعہ مندرجۂ مدارج النبوت۔

؎ ۴ اکثر متعصبین علماء اہلسنت اس واقعہ کو زبان پر نہین لاتے اور اگر لاتے ہین تو مختصر طور پر چھپا کر فقط اسی قدر بیان کرتے ہین اور روایات جعلی بناکر ان کو مکہ تک پہنچاتے ہین ــــ

اسکے بعد مؤلف صاحب نے یہ لکھا ہی کہ اگر حضرت ابوبکر کی نسبت جہاد
کا نکرنا تسلیم کیا جاوے تو حضرات حسنین علیہم السلام کی نسبت بھی
جہاد کا نکرنا ثابت ہی اور عہد خلافت علی مین اکثر محمد بن حنفیہ لڑائی پر
جایا کرتے تھے تو یہ نسبت حسنین علیہم السلام کے محمد بن حنفیہ زیادہ
تر لائق امامت کے ٹھہرتے ہین۔ یہ فقط معترض کی سمجھ کا فتور ہی حضرت
ابوبکر کی نسبت یہ الزام نہین لگایا جاتا کہ وہ جہاد مین مامور نہین ہوئے یا جہاد
کو نہین گئے بلکہ یہ الزام لگایا جاتا ہی کہ جہاد پر مامور ہوتے تھے اور وہان سے
بخوف جان بھاگ آیا کرتے تھے جیسا احد مین غار کے اندر چھپ گئے
خیبر مین فرار ہوگئے۔ خندق مین عمرو بن عبدود سے منھ چھپالیا حنین
مین باوجود بیعت نکث بیعت کرکے فرار ہوگئے جیش اسامہ سے بطمع
دنیاوی تخلف کیا۔ حضرات حسنین علیہم السلام وہ مرد میدان شجاعت
تھے کہ چشم روزگار نے ایسے نہ دیکھے ہونگے۔ جس معرکہ مین جلوہ فرما ہوئے
دھاک پڑگئی۔ نہین سنا کہ ابن ملجم ملعون کا سر ایک ہاتھ مین کتنی دور
اڑایا کربلا کا حال تو بزرگون سے سنا سنایا بھول نہ گئے ہونگے۔ علاوہ
اسکے حضرات حسنین علیہم السلام امام منصوص ہین ہر حالت مین امام
ہین خواہ جہاد کرین یا گھر مین بیٹھ رہین۔ جیسا کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا
صلعم نے ہما امامان قاما او قعدا یعنی یہ دونوں امام ہیں خواہ جہاد کرین
یا بیٹھ رہین۔ خانہ نشینی انکی کیا کسی اعتراض کے قابل ہی اور پھر اعتراض
بھی کون کرے وہ امت ناہنجار جو اپنے رسول کے پیارے نواسون

واجب الاتباع اماموں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ملعونوں کا فرزند بنا فقوں فاسقوں کے مطیع اور تابعدار بنگئے خدا و رسول سے کچھ شرم نہ کی جنکے دور و ٹیاں کھا نیکو دین اُسکا کلمہ پڑھنے لگے اور انجام کار اُنھیں فساق و فجار ملاعین کے کہنے سے آپ اپنے رسول زادوں کو قتل کر ڈالا آمنین سے کیسلی نصرت نہ کی اب کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اماموں پر اعتراض ہے کہ کیسنے خروج نہ کیا کیسنے جہاد نہ کیا ای مسلمانوں خدا سے ڈرو کچھ تو اُسکے رسول سے شرم کرو کیا تمسک عترت اسیکے معنی ہیں کہ حضرات حسنین کو یزید وغیرہ ملاعین کی خوشنودی کے لئے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالو۔ باقی ائمہ علیہم السلام کو طرح طرح سے ایذائیں پہونچاؤ اُنکے دشمنوں کے غلام بنے رہو اُنسے دشمنی رکھو ضرور اکدن منتقم جبار کی حضور مین کھڑی ہوی ہوگے اور وہان کوئی جواب بن نہ آئیگا بجز رونے اور دانت پیسنے کے الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یہ قول مؤلف کا کہ امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ مین خانہ جنگی ہوئی یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ آپس مین لڑے مؤلف کی بڑی لیاقت تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہے

کتب صحیحہ اہل سنت مین کیجگہ ان حضرات کی خانہ جنگی کا ذکر نہین شاید مؤلف نے مرقعہ تحکیم حجر اسود کا کتب اہل سنت مین دیکھکر گمان خانہ جنگی کا کیا ہی لیکن اہن اگر ان کی دماغ مین کچھ خلط و خلل نہین ہے وہ تو

اُس قصہ سے خانہ جنگی کے آثار معائنہ نہین کرتے ملا جامی نے شواہد مین لکھا ہی کہ حضرت امام زین العابدینؑ اور محمد بن حنفیہ مین گفتگو در باب امامت کی ہوئی محمد بولے کہ مین عمر مین بڑا ہون مین زیادہ مستحق امامت ہون حضرت امام زین العابدین بولے کہ اے چچا یہ تمھارا حق نہین اسپر دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون حرم کعبہ مین آئے پہلے محمد بن الحنفیہ نے حجر اسود کے روبرو اپنا دعوی بیان کیا حجر اسود سے کچھ جواب نہ آیا بعد ازان امام زین العابدین علیہ السلام نے دعویٰ اپنا بیان کیا اسپر اول حجر اسود کانپ اُٹھا اور بزبانی فصیح عربی گویا ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ اس بات کو تسلیم کرے کہ حق امامت دو صاحب بعد حسین بن علی کے حق علی بن الحسین کا ہی معتقد امامیہ یہ ہی کہ حضرت محمد بن الحنفیہ درحقیقت طالب امامت نہ تھے بلکہ یہ واقعہ تحکیم حجر اسود یون کیا کہ تا سب لوگ اس معجزہ باہرہ کہ دیکھکر قائل امامت حضرت امام زین العابدین کے ہون۔ اسی قسم سے قضیہ حضرت زید کا ہی ہذا لخواستہ بھائیون مین کسیدن بھی نوبت جنگ یا خانہ جنگی کی نہ پہونچی اگر اُنھون نے زمانہ کے اس رنگ کو دیکھکر کہ ادنی ادنے عرب کے خاندان جو دین و اسلام مین کوئی مرتبہ نہین رکھتے تھے اور خواہ مخواہ خلیفہ یا بادشاہ بنگئے کوئی ارادہ یا تدبیر حصول سلطنت یا خلافت کا کیا تو عجیب بات نہ تھی کیا آل مروان اور آل ابوسفیان سے بھی آل رسول کا کم رتبہ تھا مگر امت ناہنجار کی بغیرتی کو دیکھے کہ

آل رسول کو قتل کرا کر الگ ہو گئے پہلے تو اس اعتبار پر کہ حضرت زید سبت اچھے آدمی ہین مثل اپنے خاندان کے خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے اُنکے ساتھ ہو گئے اور جب بادشاہ وقت نے دھمکایا اور طمع دی اُنسے منحرف ہو کر بہت لوگ خود امام بنگئے اور قاضی و مفتی بنکر دنیا مین شہرت حاصل کی اور اُنکو شہید کرا دیا۔

حضرت امام آخر الزمان کی نسبت جو مولف نے یہ گستاخانہ فقرہ لکھا ہے کہ نہ بابا جی آوین نہ گھنٹہ باجے۔ یہ بھی حضرت کی عقلمندی ہے کہ شیعون کے مقابلہ مین ایسے الفاظ تحریر کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ شیعہ ایسا کچھ لکھنا جانتے ہین کہ پھر حضرت کو پیچھا چھڑانا مشکل پڑ جائے اور انجام کار تالیف کے نام سے توبہ کرنی پڑے ۔ مگر مین فقط اس لحاظ سے جواب ترکی بہ ترکی نہین دیتا کہ میرا مقصود اس رسالہ کی تحریر سے یہ ہے کہ ہر شخص بلا کسی نفرت و اکراہ کے اس کتاب کو مطالعہ کرے۔

واما قولہ واضح ہو کہ یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ درباب شورے ہوا اب اون آیات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ جنکی تاویلات غلط شیعون نے لگا کر حضرت علی کو حضرت ابوبکر رض بلکہ سائر صحابہ پر فضیلت و ترجیح دیدی ہے۔

اقول بحولہ تعالی ۔ شعر ۔ تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + سبحان اللہ ابھی بحث شوری مین کیا کار نمایان کیا تھا کہ مسئلہ ترجیح و فضیلت کو لے دوڑے۔

کوئی مسلمان اس بات کو نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر یا کسی اور صحابی کو نعوذ باللہ حضرت علی سے درجہ سیادت حاصل تھا بعض روایات اہلسنت میں جو اس قسم کی وارد ہوئی ہیں۔ کہ اصحاب میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر ہیں وہ سب موضوعی اور جعلی روایات ہیں کیونکہ فضیلت اور ترجیح کے لیئے ضرور کسی قسم کے اسباب و وجوہات ہوتے ہیں اور وہ اسباب یا تو باعتبار اعزاز دنیاوی ہوتے ہیں یا باعتبار اعزاز دینی مثلاً کہا جاوے کہ فلان شخص نبی زادہ ہی یا شاہزادہ پس لامحالہ وہ افضل ہوگا جولاہ زادہ اور فاسق زادہ سے اسیطرح عالم افضل ہی جاہل سے اور شجاع افضل ہی جبان اور نامرد سے اور اور سخی افضل ہی لئیم و بخیل سے۔ ایسا ہی دینی اعزاز کا حال ہی کہ جنکو خدا نے معصوم و طاہر بنایا ہی وہی لامحالہ افضل ہیں مخبل اور غیر معصوم سے یا بہشتی افضل ہیں دوزخیوں سے یا جہاد میں قائم رہنے والے افضل ہیں بھاگ جانے والوں سے۔ اب اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہیں کہ عموم صحابہ کو کیا نسبت ہی حضرت علی سے بقول شاعر۔

کہے یوں جو چاہے کوئی بیر سے ✦ یہ نسبت علی کو نہیں غیر سے ✦

حضرات اس شعر کو شیعہ کا شعر سمجھکر حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا یہ شعر پورا ترجمہ روایت عبداللہ ابن عمر کا ہی کہ کسیتے انسے بابت حالات علی و عثمان کے سوال کیا تو انھوں نے صاف کہا کہ علی کو اوروں سے نسبت مت دو وہ سب بڑے مقرب رسول خدا کے ہیں اسدیکھو ہم جبکے

دروازے بند کرا دیے اور انکا دروازہ کھلا رکھا۔ علاوہ اسکے آقا اور غلامون کی کیا برابری جبکہ احادیث و نصوص قرآنی صاف طور پر صادر ہین کہ علی مرتضی تمام مومنین کے ولی و مولا و امام و سردار و یعسوب ہین پس اگر صحابہ زمرہ مومنین مین داخل ہین تو پھر اپنے مولا سے کسطرح برابری کرسکتے ہین دیکھو آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ الخ و حدیث ھو ولیکم بعدی و حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و حدیث انہ سید المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین۔

حضرات اہل تسنن لفظ صحابی پر ناحق فریفتہ ہوتے ہین حالانکہ بموجب انکے عقاید کے منجملہ ہزارہا صحابیون کے فقط دو چار ہی قابلیت بہشت مین جانیکی رکھتے ہین جیسا کہ مروی ہے۔

اخرج الترمذی والحاکم ان النبی صلعم قال ان الجنۃ لتشتاق الی ثلاثۃ علی و عمار و سلمان۔ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بہشت البتہ تین شخصون کی مشتاق ہے اور وہ تین علی و عمار و سلمان ہین دوسری حدیث محبت کے بارہ مین ہے کہ خدا چار شخصون سے محبت رکھتا ہے اور انہین چارون سے محبت رکھنے کا حکم خدا نے رسول اللہ کو دیا۔ اور وہ علی اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہین جیسا کہ مروی ہے۔ واخرج الترمذی والحاکم وصححہ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یارسول اللہ سمھم لنا قال علی منھم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان۔

یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ خدا تعالی نے مجھے چار شخصون کی محبت کا حکم دیا اور خبر دی کہ خدا تعالی بھی انسی محبت رکھتا ہی لوگون نے عرضکی کہ یا رسول اللہ انکے نام ہمکو بتلائیے تو فرمایا کہ انمین سے علی ہین اور کہتے ہین کہ بقیہ تین شخص ابوذر و مقداد و سلمان ہین پس فرمایئے کہ باقی اصحاب کی کیا فضیلت ہوئی۔

اب اگر یون کہا جائے کہ دس اصحاب کی نسبت بہشت مین جانے کی بشارت ہی جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین لیکن ایسی کوئی حدیث صحیح ثابت نہین ہوئی کہ جسمین عشرہ مبشرہ کا ذکر ہوا اور کسی خاص وقت مین مثل اربعہ مندرجہ بالا بشارت دیگئی ہو اور برخلاف اسکے منجملہ اصحاب کے بارہ[۱۲] بلکہ چودہ[۱۴] شخصون کی نسبت یہ حکم ہی کہ وہ ہرگز بہشت کی صورت بھی نہ دیکھینگے اور شتر کا سوراخ سوزن سے گذر جانا آسان ہی اور ان اصحاب کا بہشت مین جانا مشکل ہی اسی پر صحابہ کی خیر و شر کو قیاس کر لو کہ منجملہ ہزارون کے اگر چار یا پنج یا بالفرض محال دس کے لئے بشارت ہی تو چودہ[۱۴] کے لئے ممانعت بہشت ہی دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ذکر شب عقبہ ہنگام واپسی از تبوک۔

مؤلف صاحب اسرار الہدی اپنے برخلاف آداب و طریقہ مناظرہ کے محض جوش تعصب مین اصل مقصد اور جواب سوال کو چھوڑکر یا عاجز آکر پیرایۂ طعن و تشنیع شروع کرکے بعض آیات قرآنی کے معنی اور تفسیر پر مدعیانہ بحث کی ہے۔

اول نسبت آیۂ مباہلہ کی تفسیر کاشانی کے اس فقرہ پر (سقف) کہ از جملہ اصحاب بود گفت ای قوم اگر محمد فردا با اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ

بکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائی خود بیرون
آید از مباہلہ وی حذر کنید) یہ بزور اعتراض وارد کیا) نعوذ باللہ ملا صاحب
کی اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نتھے
بلکہ حضرت کے خواص اقربا یعنی امام المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب
وہ قوت اسد اللہی و ہیبت موسوی رکھتے تھے کہ جنکے طفیل مین حضرت
رسولخدا ابھی نجرانیون پر غالب ہوئے اگر جناب امیر رسولخدا کے ہمراہ نہوتی
تو توبہ توبہ خدا ابھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسولخدا نجرانیون پر کامیاب نہوتے آخر ہزلیات و مزخرفات
اقول بحولہ تعالی۔ اب تو منصف مزاجون کو شک نہ رہا ہوگا کہ مخالفت
اہلبیت پیغمبر کسقدر انسان کی عقل و بصیرت کو زائل کر دیتی ہی بھلا اس
غضب کا کہین ٹھکانا ہی کہ مباہلہ کے معنی سے تو آگاہ نہین اور کتاب تصنیف
کرنے بیٹھگئے مؤلف صاحب مباہلہ کے معنی جنگ و جدال سمجھے ہوئے ہین۔ یہ
تو عام قاعدہ اور ہر شخص کے سمجھنے کے قابل بات ہی کہ جب مابین دو شخصون
کے حلف یا قسم ہوتی ہی تو فریق ثانی اپنے فریق مخالف کی اُسی قسم کو موثق
اور معتبر جانیگا کہ جو اُسنے اپنی کسی پیاری چیز کی قسم کھائی ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص
اپنے پسر یا دختر یا باپ یا بھائی کی قسم کھائے تو بہ نسبت اُس شخص کی
قسم کے جو اپنے نوکر چاکر غلام سالہ سسر کی قسم کھائے ضرور معتبر اور قابل
یقین سمجھے جاینگے۔ پس اگر نصارائے نجران نے اپنے دل مین اس بات کو
قرار دیا کہ اگر آنحضرت صلعم مع اپنے اقربا و اولاد کے مباہلہ مین قسم کھاوین تو سمجھ
لینا کہ وہ اپنے قول مین سچے ہین۔ اور اگر مع اصحاب اُمم قسم کھاوین اور اولاد

کو علیحدہ رکھین تو سمجھ لو کہ وہ سچے نہین ہین تو کیا مضائقہ ہی یہ تو عام دستور کی
بات ہی کوئی محل اعتراض نہین اگر منشی صاحب مباہلہ کے معنی سمجھتے یا اس
قصہ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسے برافروختہ نہوتے۔ مگر منشی صاحب نے جس
معنی مین یہ اعتراض کیا ہی مین اُس معنی مین بھی بہت اچھی طرح اطمینان
کر دینا چاہتا ہون۔ اب مؤلف صاحب فرض کرین کہ مباہلہ کے معنی مجادلہ
اور جنگ کے ہین اور نصرانیون نے آپس مین یہ کہا کہ اگر آنحضرت صلعم کل کو
ہمسے لڑنے فقط بمعیت حضرت علی کے آوین تو اُنسے ہرگز نہ لڑنا اور اگر جملہ
اصحاب کو ساتھ لیکر آوین اور حضرت علی اُمین نہون تو ہرگز مت ڈرنا۔
اسکی یہ وجہ ہی کہ جسقدر غزوات و معارک آنحضرت صلعم نے کفار سے کئے اونکے
مفصل حالات تمام عرب مین منتشر ہوگئے تھے اور سب لوگ جان گئے تھے کہ فقط
آنحضرت صلعم کے اقربا وقت کام آتے ہین اور اصحاب یعنی یار لوگ وقت
سختی کے حضرت کو چھوڑکر بھاگ جاتے ہین اور تقسیم غنیمت کے وقت جمع ہو جاتے
ہین کیونکہ سبنے دیکھلیا کہ جب پہلے پہل بدر پر لڑائی ہوئی اور لشکر قریش سے تین
کافر طالب جنگ نکلے اور لشکر اسلام سے انصار اُنکے مقابل ہوئے تو اُنھون نے
انصار کو واپس کرکے کہا کہ ہمارے کفو والون کو بھیجو مگر یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر
و عمر پسینہ پسینہ ہوگئے اور مہاجرین مین سے کوئی نہ نکلا مجبور حضرت کے اقربا یعنی
ایک تو وہی مرد میدان شجاعت و ولایت جسکے نام اور ذکر سے مولف کے
تن اور بدن مین آگ لگتی ہی دوسرے عم رسول مختار حمزہ نامدار تیسرے
ابوعبیدہ بن حارث بن عبد المطلب چچازاد بھائی آپکے نکلے اور کافرون کو

مار آپ بھی زخمی اور شہید ہوئے جنگ احد مین بھی سب نے دیکھ لیا کہ یار غار کو
مین جا چھپے فقط ایک بھائی خون کا شریک باقی رہگیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب اور
مدارج النبوت کو کہ سوائے حضرت علی کے سب بھاگ گئے اور بھاگنے والے کافر
ہوگئے جیسا کہ درج ہی کہ آنحضرت نے پوچھا کہ ای علی تم مثل اور اصحاب کے کیون
نہین بھاگے تو آپنے فرمایا کہ کیا مین بھی بعد ایمان لانے کے کافر ہو جاتا
بدر سنیکہ مجھے آپ سے اقتدا ہے یارون سے مجھے کیا کام جو آپ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گئے۔
جنگ خندق مین سب نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے کئی کئی بار مہاجرین
وغیرہ کو اور خصوصاً حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمر بن عبدود کا مقابلہ کر دلیکن
صاف منکر ہو گئے اور کانون پر ہاتھ رکھ گئے مجبور وہی بھائی کام آیا جو
خون اور گوشت مین شریک تھا اور جاتے ہی اُس اکفر کو جو برابر ایک
ہزار سوار کے سمجھا جاتا تھا قتل کیا چنانچہ فرمایا مخبر صادق نے المبارزت
علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم
القیمہ۔ یعنی البتہ جنگ علی کی بیوم خندق میری تمام امت کے اعمال سے
افضل ہی جو کچھ کہ وہ قیامت تک کرین منصف لوگ حضرات شیخین کے
مرتبہ کو اس موقعہ پہ قیاس کرین کہ اگر وہ تمام الزامات سے بری ہو کر
صاف اور خالص مسلمان اور داخل زمرۂ امت محمدی قرار دیجاوین
تو شاید کوہ ابو قبیس کے آگے ایک دانہ خردل سے تجاوز نکرین۔ قدرشناسان
شیخین اس موقعہ پر کچھ تدبیر فرمائین فقط زبانی جمع خرچ سے کچھ کام نہین

چلتا کہ فلان سے فلان افضل ہے۔
اسکے بعد خیبر مین دیکھا اُسکے بعد حنین مین دیکھا کہ اقربا جدید الاسلام مثل ابنا عباس تک رسولخدا کو تنہا چھوڑکر نہ بھاگے اور بدستور قائم رہے اور حضرت ابوبکر وعمر وجملہ اصحاب خصوصًا شرکاء بیعت الرضوان ایسے فرار ہوئے کہ بیعت الرضوان کی نکث کا بھی خیال نہوا جسکی بابت صاف حکم تھا کہ دیکھو یہ بیعت ایسی ہی کہ گویا خدا کا ہاتھ بیعت کنندگان کے ہاتھ کے اوپر ہی جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا وہ اپنے نفس پر توڑیگا یعنی اپنے کئے کی سزا پاویگا۔ مگر بھاگنے والون کو اسکا بھی ہوش نرہا یہانتک کہ رسول صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ بآواز بلند پکارو اور بیعت یاد دلاؤ اور اس طرح پکارو یا اصحاب السمرۃ سمرہ نام اُس درخت کا تھا جسکے نیچے بیعت واقع ہوئی۔
منشی صاحب ہی فرمائین کہ نصاریٰ بجزان پھر ایسے اصحابون سے کیون درتے۔
واما قولہ اب سنیئے کارگزاران شریعت محمدی کی جد وجہد کا حال تفسیر آیۃ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّالحات یستخلفنّھم فی الارض۔ الخ
اقول مطلب مؤلف صاحب کا یہ ہی کہ یہ آیت خلافت خاصہ یعنی خاص اُن لوگون کی ذات سے متعلق ہی جو سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور تمکین خلافت کو دلیل ایمان اور عمل صالح قرار دیا یہ دلیل کمال التفسیر دانی کی ہی مگر اس تمکین خلافت سے شیخین کو اُسیقدر فائدہ پہونچتا ہے

جسقدر معاویہ یزید مروان عبد الملک ولید وغیرہم کو پہونچا اور جبکہ باعتقاد
اہلسنت یزید وغیرہ چند خلفاء مومن کامل اور عامل عمل صالح نہ تھے توپھر
اس آیتہکے معنی کس طرح درست ہونگے اور درمیان شیخین اور یزید کے
فرق ما بہ التمیز کیا رہا اسی سے تو کہتے ہین کہ نادان کی دوستی بھی بری
ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے جب یہ آیت دلیل قطعی صحت ایمان خلفا کی ہے
توپھر اُنکے کافر ہوجانیکا اندیشہ خداتعالیٰ کو کیون ہوا کہ یہ فرمایا ومن کفر
بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون۔

قولہ دیکھو شیعو اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا کا برحق
ہونا بسبب اشاعت دین وحمایت اسلام اصحاب ذوی الکرام کی ہی
سعی بلیغہ سے خلق اللہ پر تحقق ہوا۔

اقول شیعون پر عنایت رکھئیے آپ نئے متکلم ہوئے ہو علماء تقریظ نویسان نے
آپ کو متکلم مان لیا ہی اُنکو ہی یہ کلمہ کفر سنائیے۔ خداتعالیٰ تو بقول متقدمین
اہلسنت دروازہ ہائے بہشت اور پایہائے عرش اور جناح ملائکہ پر یہ رقم فرمائے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی۔ وایدناہ بعلی۔
ونصرتہ بعلی۔ پس اگر آپ لوگون کو آسمان تک رسائی ہی اور افلاک
پر جانے کی ممانعت نہین ہوتی ہی تو بجائے نام علی خلفاء ثلثہ کا نام لکھ
آئیے۔ اشاعت اسلام حمایت رسول انام ابھی ہم مشروحاً لکھ آئے ہین
اُسکو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور ذرا شرم وحیا کو بھی کام مین لائیے۔
دیکھیے اپنی صواعق محرقہ کو قال احمد ما جاء لاحد من الفضائل

ماجاء بعلی۔ یعنی امام احمد بن حنبل نے کہا ہو کہ کسیکے حق مین وہ فضائل وارد نہین ہین جو حضرت علی کے حق مین وارد ہوئے ہین۔

واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین اٰمنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ نہین نازل ہوا قرآن مین لفظ یا ایہا الذین اٰمنوا الایہ کہ علی مرتضی سردار اور بزرگ اس مرتبہ مومنین کے قرار دیے گئے ہین۔ اور البتہ بار ہا خدا تعالی نے اصحاب محمد علیہ السلام پر عتاب کیا ہی مگر اُس موقع عتاب مین ذکر حضرت علی کا نہین اور جہان کہین اُنکا ذکر ہی وہ نیکی کے ساتھ ہی۔

واخرج ابن عساکر عنہ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالی ما نزل فی علی۔ یعنی قرآن پاک مین جو کچھ حق علی مرتضی مین نازل ہوا ہی وہ کسیکے حق مین نازل نہین ہوا۔ واخرج الطبرانی عنہ قال کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبتہ ما کانت لاحد من ہذہ الامۃ۔ یعنی کہا ابن عباس نے کہ حضرت علی مین اٹھارہ ایسے منقبت ہین کہ اس اُمت محمدی مین کسی مین بھی نہین ہین۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیۃ مباہلہ مین کوئی لفظ ایسا دکھائین جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاین تو شاید ملا صاحب کے دعوی کی کوئی تکذیب نکر سکے۔

اہلسنت

اقول یہ تو ہر طرح پر کسیکی مجال نہین کہ ملا صاحب کے دعوی کی تکذیب کر سکے۔ اب رہی یہ بات کہ آیت مباہلہ سے خلافت جناب امیر ثابت ہوتی ہی یا نہین سو یہ سب ظاہر اور روشن بات ہی محتاج کسی تاویل کی نہین کہ آیت مباہلہ سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی مثل آفتاب نصف النہار روشن ہی۔ دیکھو اس بات کو تو تم مانے ہوئے ہو کہ آیت مین نفس رسول اللہ سے مراد علی مرتضی ہین۔ اور شاید یہ بھی تمنے کسی سے سنا ہوگا کہ شی اور نفس شی مین جدائی اور فصل کی گنجائش نہین پھر اثبات خلافت بلا فصل مین سوائے جاہل یا کم علم کے اور کسیکو کلام نہین ہو سکتے۔ اگر خدا نے سمجھ عطا فرمائی ہی تو سمجھو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اسی لفظ نفس کی تفسیر ہی ورنہ کب ممکن ہی کہ وہ ہر شخص جسکے مولا رسولخدا ہین علی اُسکے مولا ہون۔ یعنی رسولخدا فرماتے ہین کہ تم لوگ جیسا اپنا مولا مجھکو سمجھتے ہو ویسا ہی علی کو اپنا مولا سمجھو کچھ فرق مت سمجھو یہی معنی نفس کے ہین۔ دیگر احادیث بھی بطریق اہلسنت اس بارہ مین مروی ہین دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۳۴ قال النبی صلعم علی کنفسی۔ یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مثل میری ذات خاص کے ہی

قولہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ دیکھو شیعو اس آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جس سے اکمال دین اور اتمام نعمت کے مصداق جناب امیر ہون اور شیعہ دعوی اسلام نہین کرتے کوئی اپنے کو شیعہ کوئی امامیہ کوئی جعفریہ اثنا عشریہ کی

چیلون مین سے آپ کو کہتا ہے۔
اقول یہ بات تو آپ اہلسنت سے دریافت کرین کہ وہ کیون روایت کرتے ہین کہ یہ آیت بعد خطبہ یوم غدیر اُسی مجلس مین نازل ہوئی اور آن حضرت صلعم نے سب مجلس کے روبرو بعد نزول اس آیت کے فرمایا الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمت و رضی الرب برسالتی والولایت علی ابن ابی طالب من بعدی۔ یعنی جمیع حمد ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین اور اتمام کرنے نعمتون کے اور خوشنودی اُسکی کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے بعد میرے مفصل بیان اور نشان آپکی کتب معتبرہ کا چند اوراق پیشتر بحث حدیث غدیر مین لکھ چکا ہون اور شیعہ لوگ جو اپنے آپ کو امامیہ جعفریہ وغیرہ کہتے ہین اسکا یہ باعث ہی کہ عوام بدمذہبان نے اپنے آپکو مسلمان کہنا شروع کر دیا است تو ابو سفیان و مروان کی اور نام مسلمان چیلے تو خلیفون کے نام مسلمان مرید تو رنڈیہ اور عبدالوہاب وغیرہ کے نام مسلمان اسلئے شیعون نے اس بات کی تمیز کے لئے کہ ہم امت محمدی اور خیر البریہ مین اپنے آپکو لفظ مومن و شیعہ و امامیہ وغیرہ القاب مقدس و طاہرہ سے موسوم کر لیا۔ اور چونکہ لفظ مسلمان منافقین پر بھی شامل ہی جیسا کہ قرآن مجید مین اعراب و منافقین کو حکم ہوا ہی کہ تم اپنے آپ کو مومن کیون کہتے ہو قولوا اسلمنا یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہین پس امت محمدی دو قسم پر منقسم ہی ایک مومن کامل جو صدق دل سے ایمان رکھتے ہین دوسرے

منافق اور بددین جو مصلحتاً اظہار فرمانبرداری دین محمدی کا کرتے ہین اور
فقط مسلمان کہلا سکتے ہین نہ کہ مومن۔ اسلیئے سنیون کا لقب مومن اور
سنیون کا لقب مسلمان یا اہل اسلام ہوگیا فقط تخصیص و تعمیم کا فرق ہی
مؤلف نے صفحہ ۲۳۸ مین جو کچھو تحریر فرمایا ہی بالکل مخبوطون کے بڑ ہی اور قابل
اسکے ہی کہ جواب اسکا بلا لحاظ ہیں و پیش ترکی بہ ترکی دیا جائے تاکہ سنکر
مؤلف صاحب کے دل کو تسکین و آرام ہوجاوے اور وہ تعصب کا جوش
جو باعث جہالت سے تقویت پاکر دل و دماغ مین غلیان و جوشش بخار رہا ہی
گنوار کی عقل کیطرح گدی کے نیچے سکون پائے لیکن ہم پہر تہذیب کو
ہاتھہ سے نہین دیتے مگر مولف سے التجا کرتے ہین کہ ایسی ناشایستہ
عبارات و الفاظ تحریر کرنیکی عادت کو ترک کرین۔ مناظرہ کا کام علما
اور اہل دانش کا ہی گفتگو اور مباحثہ ایسا ہونا چاہیئے کہ کسی کے دل کو
ناگوار نہو۔ اگر بحث شوری مین آپ عاجز آگئے تھے تو جواب لکھنا کیا
ضرور تھا۔ یہ تو مناظرہ کا قاعدہ نہین کہ جب اصل بحث مین عاجز آوین
تو اسکو چہوڑکر خصم کو گالیان دینے لگین تاکہ وہ غصہ مین بھر جائے
اور اصل معاملہ سے توجہ جاتی رہے اس بحث شورے مین کیا
موقعہ ان الفاظ کا تھا۔ جعفریہ اثنا عشریہ کے چیلے۔ امام صادق
کا لقب کاذب ہوگا۔ ملا صاحب کے استدلال بیجا پر طفل دلبستان
بھی قہقہہ لگا سکتا ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔
پہر خدا کی قدرت ہی کہ دبستان کے اطفال تو قہقہہ لگائین یا نہ لگائین

بلبدیون اور چرواہون کے چھوکرے قہقہہ لگاتے ہین۔ مگر عاقلان خودمیدانند
کا مضمون ہی ۔ یہ بھی ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ملا صاحب کے استدلال
کو مضحکہ طفلان نادان قرار دیا۔ اگر خدانخواستہ اُسکو مضحکہ علماء و حکماء
لکھتے تو ضرور ہمکو بھی جواب دینا پڑتا۔ اب نادانونکی بات کا کیا برا مانین
قولہ سیوم ایہ انما ولیکم اللہ ترجمہ خبر این نیست کہ اولی بتصرف
وحاکم برامور دینی و دینوی شما خداست و فرستادہ او کہ محمد ست و آن
کسانیکہ ایمان آوردہ اند و متصف اند باین کہ ایشان بپای میدارند
نماز را با شرائط و ارکان و میدہند زکواۃ را وحالانکہ ایشان رکوع کنندگان
در نماز۔ انتہی۔ قول ملا صاحب۔ امامیہ باین استدلال کردہ اند کہ
خلافت منصب آنحضرت ست زیرا کہ ولی درین آیت بمعنی اولے
بتصرف ست۔ الخ قول مؤلف شیعہ بجائے انما ولیکم اللہ کے انما
ولیکم علی پڑھا کرین تاکہ تصرف کی ضرورت نرہے کیونکہ اس آیت
مین تو ولی صفت خدا و رسول و جملہ اہل ایمان کی ہی نہ تنہا جناب امیر
کی اگر ملا صاحب میزان الصرف بھی پڑھے ہوتے تو واحد و جمع کے
صیغہ کا ضرور ہی خیال رکھتے اور ہرگز معنی اولی تصرف کو آیہ موصوفہ
مین دخل نہ دیتے چونکہ ملا صاحب نرے فارسی خوان ہین اس سبب سے
اُنکو عربی کی مبتدا سے بھی خبر نہین۔

ہان اسقدر تو صحیح ہوسکتا ہی کہ خدائے تعالی نے اس آیت مین
البتہ جناب امیر کی سخاوت کی تعریف فرمائی ہے کہ اہل اسلام اونکی

تمھارا دوست خدا ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے لوگ
یعنی اصحاب باصفا کہ بعض اُنمین کا ایسا بھی ہی جو حالت نماز مین
بھی خیرات کرتا ہی۔ تا آخر ہزلیات۔
اقول بحولہ تعالیٰ مؤلف صاحب کی اس تحریر اور بحث کا لطف تو اصحاب
ذی علم ہی اُٹھائینگے یا حضرات تقریظ نویسان نے اُٹھایا ہوگا کیونکہ عالمونکی
باتون سے عالمون کو ہی لطف آتا ہی ملا کاشانی علیہ الرحمہ تو نرے
فارسی خوان تھے اور میزان الصرف بھی اُنھون نہ پڑھے تھے اور مؤلف
صاحب تو ماشاء اللہ عربی اور فارسی بلکہ اُردو کے بھی فاضل اجل
ہین۔ میرے نزدیک مؤلف صاحب کی اس واہیات تقریر سے کوئی
ذی علم یاد انا شخص خواہ سنی ہو یا شیعہ راضی ہوا ہوگا بلکہ اپنے
ذہن میں سنی عالمون نے بھی ضرور خیال کیا ہوگا کہ مؤلف صاحب
ضرور بڑے عالی ظرف اور بلند حوصلہ ہین کہ ملا کاشانی علیہ الرحمہ جیسے
عالم کو بھی اپنے ہی برابر پڑھا ہوا سمجھتے ہین۔
اب مؤلف صاحب کی تفسیر دانی اور معنی فہمی بھی خیال فرمائی
جاوے۔ کہ اول تو اُنکو اب تک اولیٰ بتصرف کے معنی سے ہی
آگاہی نہین ہی نہ ولی کے معنی جانتے ہین نہ مولا سے خبردار ہین۔
اور معنی جو آیت قرآنی کے لگائے ہین وہ بھی قابل غور ہین کہ خداوند
تعالی مخاطب بھی جمیع مومنین سے ہی جو اُسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے
اور ولی بھی صفت جمیع مومنین کی ہی جو اُسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے

اس لیاقت پر شیعون سے اُلجھتے ہین۔
بحث اس آیت مین تو فقط یہ ہی ہی کہ مسلمانون کے جو تین اولیا۔ یعنی خدا ورسول اللہ۔ اور مسلمانون مین سے ایسے آدمی جو نماز ادا کرتے ہین اور بحالت رکوع خیرات کرتے ہین (خواہ ایسا ایک ہی ثابت ہو یا دو یا زیادہ) قرار دیے گئے ہین وہ کون کون ہین پس خدا اور رسول کے ولی ہونے مین تو شاید مولف کو بھی اعتراض ہنوگا اب باقی رہا تیسرا ولی یہ البتہ قابل بحث ہی کہ مومنین مین سے وہ کون شخص ہی کہ جسکو خدانے ولی مومنان قرار دیا اور جسکی شناخت کے لئے تعریف بھی کردی ہی کہ وہ جسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہی مومن کامل ہی نماز بشرائط وارکان ادا کرتا ہی۔ سب سے بڑی کھلی ہوئی شناخت اُسکی یہ ہی کہ جسنے حالت رکوع مین سائل کو خیرات دی ہی۔ پس اس واقعہ سے تو مولف کو بھی انکار نہین کہ یہ قصہ رکوع مین خیرات کرنے کا فقط حضرت علی مرتضیٰ کا ہی کسی دوسرے صحابی کی اسمین شرکت نہین پھر باوجود اس اقرار کے کہ جو صفت ولی کی درج آیت ہی اُسکے مصداق اکیلے علی مرتضیٰ ہین یہ کہنا کہ اس آیت مین ولی صفت مین جمیع مسلمانون کی ہی کسقدر نادانی اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ جملہ مفسران اہل سنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ یہ آیت حق علی مرتضیٰ مین نازل ہوئی اور مولف صاحب کو بھی اس سے اقبال ہی لیکن اب برخلاف اسکے جو یہ کہہ رہے ہے کہ ولی صفت جملہ مومنین کی ہی اگرچہ یہ قول خود اسی آیت کے خطاب سے

لغو ہو گیا کہ مخاطب بھی جمیع مومنین ہیں لیکن تاہم مولف صاحب کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ اگر انکے ذہن میں واقعی یہ وسوسہ جاگزین ہو گیا ہے کہ سوائے حضرت علی مرتضی کے اور صحابہ بھی ولی مومنان ہیں تو اپنے کتب احادیث سے ہی اس بات کو ثابت کریں کہ فلان صحابی کے حق میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ ولی مومنان ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت میں ہے۔

علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی - یا حدیث۔

منکنت ولیہ فھذا علی ولیہ - یا حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ

یا حدیث انہ سید المومنین - امام المتقین - یعسوب المومنین

قائد الغر المحجلین - امام البررۃ - قاتل الفجرۃ -

اگر عوام صحابہ کے حق میں ثابت نکر سکیں تو خلفاء ثلثہ کے حق میں ایسی حدیث ثابت کر دیں لیکن یہ بات قطعاً محال ہے۔ پس متحقق ہوا کہ خدا تعالی نے جملہ اصحاب محمد صلعم کو یہ حکم دیا کہ بجز این نیست کہ ولی تمہارے خدا اور رسول اور علی ابن ابیطالب ہیں۔

معنی ولی میں جو توجیہات نکالتے ہیں رکاکت اسکے اہل فضل وکمال پر پوشیدہ نہیں حدیث منکنت مولاہ کی بحث میں تو فرماتے ہیں کہ حضرت صلعم نے لفظ ولی کیوں نفرمایا کہ صاف معنی اولی بتصرف کے ہوتے اب لفظ ولی پر بھی اعتراض ہے تو گویا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہم حکم خدا و رسول کو نہیں مانتے۔ دیکھیے یہ عام دستور ہے کہ جب لفظ کے متعدد معنی ہوتے ہیں یا ان موقعہ اور قرینہ کو دیکھکر معنی لگائے جاتے ہیں مثلاً ولی بمعنی

حاکم اولی بتصرف کارساز دوست ہی پس جب کبھی یہ لفظ بمقابلہ ہدا وبندگان وغیرہ وامت وبادشاہ ورعایا استعمل ہوگا وہان معنی اولی بتصرف اور حاکم کے لئے جاینگے اور جب بمقابلہ نابالغ کے بولاجائیگا بمعنی کار پرداز سمجھا جائیگا۔ اور جب مساوی الدرجہ شخصوں مین اسکا استعمال ہوتا ہی تو وہان معنی دوست لیاجاتا ہی پس جبکہ خدا ورسول وامام کے حق مین لفظ ولی وارد ہی تو کیا وجہ ہی کہ بمعنی حاکم واولی بتصرف نہین اور کونسی ایسی دلیل ثبت ہی کہ بمقابلہ خدا ورسول وامام کے بمعنی دوست لی سمجھ لیا جاوے اور قطع نظر اس بات کے کہ ولی کے کیا معنی قرار دیے جاوین یہ بات تو ظاہر ہوگئے کہ دین اسلام مین سب سے بڑے تین شخص ہین۔ خدا۔ محمد۔ علی خواہ انکو حاکم وکارساز سمجھو اپنا دوست سمجھو مگر بعد خدا ورسول کے علی کو سمجھو اور یہ ہی خلافت بلافصل ہی والسلام۔

اسکے بعد مؤلف نے حوالہ تفسیر آیہ کریمہ الذین ان مکنٰھم فی الارض کا ذکر اپنے ذہن مین ولایت علی مرتضیٰ پر طعن کیا۔ اور فقط اہل تمکین فی الارض حاصل ہوئی سمجھا یعنی اُنکے نزدیک معاویہ ویزید ومروان ائمہ اہلبیتؑ سے افضل ہین اُنکو تمکین فی الارض حاصل ہوئی اور یہ نئی بات کچھ مؤلف نے ہی نہین کی بلکہ قدیم سے فرقات گمراہان کا یہی دستور رہا ہی کہ انبیا ومرسلین غیر مسلط کو ترک کرکے جابر اور ظالم اور کافر بادشاہوں کے مطیع فرمان ہوئے ہین جسطرح امت ابراہیم خلیل کہ نمرود کی تابع تھی اور قبطی فرعون کی اور امت دانیال وغیرہ تابع بخت نصر کی۔

قولہ چہارم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔
اس آیت کے معنی مندرجہ تفسیر کاشانی پر۔ اعتراض کیا ہی۔ (مگر طلب بکنم از شما دوستی ثابت متمکن در اہل قرابت) مولفنے یہ قرار دیا ہی کہ قریش کو ہدایت کیگئی ہی کہ تم اپنے قریبون سے محبت رکھو۔ پھر تفسیر پر اعتراض کیا ہی کہ اول فقرات ترجمہ ملا صاحب کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ ای قوم قریش تم آپس مین ایک دوسرے سے محبت رکھو اور مجسے اور مجسے قرابت ہی اسکا بھی پاس و لحاظ رکھو۔ اور بعد اسکے یہ فقرہ لکھا ہی (محبت اہلبیت پیغمبر تکلیف ست از جانب خدا تعالی بہ بندگان) یہ اجتماع نقیضین ہے۔
اقول یہ اجتماع نقیضین نہین ہے بلکہ تعصب اور خبط تالیف کا اجتماع ضدین معترض کے دماغ مین ہورہا ہی۔ معترض درحقیقت فارسی ترجمہ کو سمجھ نہین سکتے ورنہ شروع ترجمہ آیت تفسیر مین یہ ہی (بگو ای محمد مر اہل ایمان را) جسکو معترض صاحب سمجھ رہے ہین (ای محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ ای قوم قریش) اب اہل انصاف فرمادین کہ عبارت تفسیر کا قصور ہی یا معترض کے فہم اور ادعاء فارسی دانی کا ہی جب عام مسلمانون کو قریش سمجھ گئے تو ظاہر ہی کہ نبی کے اقربا کو قریش کے اقربا سمجھنا پڑا اگر یہ معنی اور مراد آیت معترض کو کچھ حوصلہ بحث کا ہو اور بجائے مودت ابو جہل وابو سودت ابو جہل وابو سفیان قرار دین تو میدان مین آئین۔
دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۴ (الآیۃ الرابعۃ العشرہ)

قوله تعالیٰ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ الخ -
قال فی تفسیره - اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم
عن ابن عباس ان هذه الایة لما نزلت قالوا یا رسول الله من
قرابتك هو لاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علی و
وفاطمه وابناهما - وهكذا فی تفسیر الثعلبی والواحدی عن سعید
بن جبیر - واخرج البزار والطبرانی عن الحسن رضی الله عنه من طرق
بعضها حسان انه خطب خطبة من جملتها من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلعم ثم تلا واتبعت ملة ابائی
ابراهیم الایة ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر ثم قال وانا من اهلبیت
الذی افترض الله عزوجل مودتهم وموالاتهم فقال فیما انزل علی محمد صلعم
قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا واقتراف الحسنات مودتنا اهلبیت یعنی
امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیہ کریمہ یعنے قل لا اسئلکم نازل
ہوئی تو لوگون نے رسول خدا صلعم سے عرض کی یا حضرت وہ قرابت والے
آپکے کون ہین جنکی مودت ہم لوگون پر واجب کی گئی ہے فرمایا
آنحضرت صلعم نے وہ علی اور فاطمہ اور اونکی دونون پسر ہین ——
اور بزار اور طبرانی نے کہ بڑی محدث اہلسنت کے ہین امام حسن علیہ السلام
کا خطبہ کئی طریق سے روایت کیا ہے جسکے طرق بدرجہ حسن پہونچی ہوئی ہین

منجملہ اوس خطبہ کے یہہ ہے۔ جو کوئی مجھکو جانتا اور پہچانتا ہے وہ تو
جانتا ہی ہے اور جو کوئی مجھکو نہین پہچانتا اوسکو جاننا چاہئے کہ مین حسن ہون
بیٹا محمد مصطفےٰ صلعم کا بعد اسکے آیہ کریمہ واتبعت الخ تلاوت فرمائی
اور پہر زبان مبارک سے فرمایا کہ مین بیٹا ہون اوس بشیر کا اور پسر
ہون اوس نذیر کا یعنے پیغمبر خدا صلعم کا پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت
مین سے ہون کہ جنکی مودت وموالات خدا تعالی نے فرض کی ہے۔
پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی حق مین محمد مصطفےٰ صلعم
پر یہہ آیت نازل ہوئی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیہا حسنا اور اس آیۃ مبارکہ مین
مراد اقتراف حسنہ سے ہم اہلبیت کے مودت سے ہے۔
افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت فرائض سے بہی آگاہ نہین ہین اور یہ
کچہہ خیال نہین ہے کہ خدا تعالے کے روبرو ان امور سے سوال کیا جائیگا
قولہ بحکم آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم
خیر البریۃ جزاؤہم عند ربہم الخ۔
اس آیت کے معنے پر مولف نے یہہ اعتراض کیا دیکھو شیعو تمام ترجمہ
مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے کہ جس سے خیر البریہ کے معنے علی و شیعتہ
کے سمجھے جاوین بلکہ فضیلت گروہ مومنین کے کہ وہ اصحاب رسالت
مآب ہین بخوبی ثابت ہے۔
اور اسی ضمن مین بہت کچہہ مولف صاحب نے علماء شیعہ کے توہین

کی کہ اس روایت کو کیون لکھا کہ مراد خیر البریہ سے علی اور اونکی شیعہ
ہین۔ حضرت کے زمانہ مین وجود شیعہ کہان تہا۔ ابن سبا سنہ ہجری
مین مسلمان ہوا وہ بانی مذہب شیعہ کا ہوا۔ اور بوجہ کمال جہالت
اور تعصب کے اس روایت کو شیعون کے موضوعات سمجہا۔ اور
براہ تعصب یہانتک ہزلیات کو بکا ہے کہ قابل نقل کرنے کے نہین
بطور خلاصہ لکہدیا گیا۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ معترض صاحب کو ابہی
تک یہہ خبر نہین ہے کہ یہہ آگ تو اونہین کے گہر مین لگی ہوی ہے
دیکہو اسی لئے کہتے ہین کہ جب تک علم اور لیاقت کافی نہو کتاب کا
تصنیف کرنا اچہا نہین ہے۔ مولف صاحب کو یہہ تو علم نہین کہ کون
روایات سنیون کی ہین اور کون شیعون کے بس جس روایت
اور حدیث کو کبہی نہین سنا یا ترجمہ مشارق الانوار مین نظر نہین
پڑی اوسکی نسبت عقیدہ کر لیا کہ یہہ روایت اہل سنت مین ہوگی
اور پہر جو کچہہ موہنہ مین آیا بک دیا جو با غیرت لوگ ہوتے ہین اونکو
کچہہ تو خیال اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر برخلاف ہمارے تحریر کی
یہہ روایت کتب اہلسنت مین سے نکل آئی تو پہر ہم کیا موہنہ دکہا
مولف صاحب ذرا متوجہ ہوکر ملاحظہ فرمائی آپ ناحق ملا صاحب
کی تحریر پر غضبناک ہوگئی یہہ روایت تو مسلمہ اہل سنن مین اور تمام
مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد خیر البریہ سے اس آیت مبارک

مین حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعہ ہین آپ کس کی بہکالی سے شیعون کے دشمن ہوگئے بڑی بڑی معتبر روایات اہل سنت سے ظاہر ہے کہ شیعیان علی کا دشمن جہنمی اور کافر ہے اکابر علمای اہل سنت نے تو مناظرہ کی کتابون مین بھی اس لفظ کو شان علی اور شیعان مین تسلیم کیا ہے افسوس ہے کہ آپ بغیر مطالعہ کتب اہلسنت تالیف کتاب پر متوجہ ہوگئے۔ دیکھئے صواعق محرقہ ابن حجر کا نام تو آپ نے بھی سنا ہوگا اور اسکے تعصب کی کیفیت بھی شاید گوش زد ہوئی ہوگی اور خود کتاب مذکور سے ہی ظاہر ہے کہ تعصب مین اونکا پایہ بہرحال آپسے زیادہ ہے تھا لیکن چونکہ وہ عالم تھے اسلئے وہ روایات اہل سنت سے انکار نہین کرسکے مشکل تو مناظرہ مین بمقابلہ جاہل اور بے علم کے ہوتی ہے کہ اوسکو معاملات سے تو آگاہی نہین ہوتی یہہ خبر نہین کہ ہمارے مذہب کی کتابون مین کیا لکھا ہے وہ تو فقط سنا سنائی باتون پر ایسا جم جاتا ہے کہ پہر اوس خبط سے نکلنا اوسکا دشوار ہوجاتا ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ خود کی صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر کو دیکھو وہ باب ہے جسمین آیات قرانی متعلقہ اہلبیت پیغمبر کا ذکر ہے۔ (الآیۃ الحادیۃ عشرۃ قولہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ھوانت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضین وتاتی عدوک

عضابا مقمحین - قال ومن عدوی قال ومن تبرا منک ولعنک

یعنے تفسیر ائمہ خیر البریہ مین امام ذرندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے کہا کہ خیر البریہ تو اور تیری شیعہ ہین - قیامت کے دن تو اور تیری شیعہ اس شان سے آئینگے کہ خدا اونسے راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگی اور تیرے دشمن اس شان سے کہ خدا اونپر غضب ناک ہوگا اور سخت عذاب مین وہ ملاعنہ مبتلا ہونگی - پوچھا یا حضرت میری دشمن کون ہین فرمایا جو تجہہ سے بیزار ہین اور تجہسے دملعون نفرت کرتے ہین -

اب اہل انصاف معترض سے ہماری داد لین کہ اونہون نے بغیر مطالعہ اپنی کتب کے حضرت ملا کاشانی علیہ الرحمہ پر کیون زبان طعن دراز کی وہ اپنی مذہب کی خاص مرویات لکہنے سے ہی ملزم نہین ہوسکتی تہی اور چہ جائیکہ ایسی روایات جو مذہب مخالف مین بہی موجود ہین اونکی نسبت ایسی ترش روی اور غضب آلود الفاظ کے ساتہہ طعن کیا جاوے افسوس ہے کہ کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہے اگر معترض صاحب ذرا تعصب کو دور کرکے تہوڑی دیر کیلئے منصف ہوجاوین تو غالب ہے کہ پہر کبہی مذہب تسنن کا نام نہ لین اور جسنے اونکو وسوسات مین ڈالا ہے اوسکی صورت نہ دیکہین -

ہان مولف صاحب کے دل مین ایک وسوسہ اور معلوم ہوتا ہے [illegible]

متعصبین جنے مذہب شیعہ کیطرف سے اونکے دلین بہت شکوک ڈال دئے ہین اور یہہ سمجہا دیا ہے کہ مذہب شیعہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا تہا اور آنحضرت صلعم یا حضرت علی کے زمانہ مین مذہب شیعہ کا وجود نہ تہا جیسا کہ وہ خود لکہہ رہے ہین۔

حالانکہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے جو شخص مذہب شیعہ کی نسبت ایسا عقیدہ رکہے وہ کافر مطلق ہے کیونکہ بانی مذہب شیعہ درحقیقت جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات اور حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ اونکو ایک یہودی سے نسبت دینا مسلمان کا تو کام نہین۔

اب ہم ثبوت اسبات کا پیش کرتے ہین کہ زمانہ جناب رسول خدا[۴] مین مذہب شیعہ تہا اور بشہادت حضرت پیغمبر خدا صلعم مومن کامل اور اہل بہشت اور نجات پانے والے فقط شیعہ ہین۔ جو اصحاب شیعہ علی نہین ہین اونکی نسبت صاف حکم ہے کہ اونکا بہشت مین جانا ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ سوئی کے روزن سے اونٹ کا گذر جانا۔

اخرج احمد فی المناقب انہ صلعم قال لعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسنؑ والحسینؑ وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمایلنا۔

واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسنؑ والحسینؑ وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا شیعتنا عن ایماننا وشمایلنا۔ واخرج الدیلمی یا علی ان اللہ

قد غفرلك ولذريتك ولولدك ولاهلك وشيعتك و لمحبی شيعتك وايضاً انت وشيعتك تردوون على الحوض رواء مرويين مبيضة وجوهكم وعدواك مقمحين۔
واخرج الدارقطنی قال رسول الله صلعم يا علی يا ابا الحسن اما انت وشيعتك فے الجنة۔ بفضلہ تعالے ہم ثابت کر چکے کہ جو کچھ اعتراض مولف نے تفسیر کاشانی پر کئی تھی وہ سب کم علمی اور تعصب پر مبنی تھی اور مولف کو مطلق خبر نہ تھی کہ وہ سب روایات کتب صحیحہ اہل سنت مین بھی موجود ہین اب اگر کچھ بھی اقتضای غیرت ہو تو مولف کو اپنی افعال ناشایستہ سے توبہ کرنی چاہئی۔
مولف پر ہم ایک اور یہہ احسان کرتے ہین کہ اونہون نے جسقدر بیہودہ عبارات و الفاظ کا استعمال نسبت مذہب شیعہ و اکابر و عظمای ملت شیعہ پر کیا ہے اوسکا جواب ترکی بہ ترکی ہمنے نہین دیا بلکہ اوسکو اور دن پر ہی چھوڑ دیا مگر یہہ خیال ہو کہ ہم ایسے الفاظ لکہہ نہین سکتی نہین ہم تو یہانتک لکہہ سکتے ہین کہ مخالف چیخ اوٹھے اور زندگی دشوار ہو جاے فقط اس خیال سے کہ ایک شخص کے عقلمندی کیوجہ سے کیون ہزارہا آدمیون کو رنج دیا جاوے اور اپنی بیش بہا کتاب کو ایسے بیہودہ ذکر سے کیون ملوث کیا جاوے ورنہ اہل انصاف غور فرماوین کہ یہہ فقرات مندرجہ ذیل بہلی آدمیونکی استعمال کے قابل ہین۔ ابن السبا صنعانی بانی مذہب شیعہ کا ہے۔

دیکھنا یہ ہے شیعون کا حضرت کے زمانہ مین کیسا - ملا صاحب کو مسائل منقول فی الاوراق لطیفہ و متعہ زنان عفیفہ و دیدار فرج شریفہ کا بدل انشراح ہے اور انکی حظ نفس کے واسطے بس ہے - نعوذ باللہ من شرور انفسہم

- برکت صاحب خاتمہ کتاب خود مین جواب منہ یانہ کے امیدوار ہین ہو مکر انہی الفاظ پر ذرا غور کرنا چاہئے -

سوال سوم اہل تشیع

اگر ایسی حدیث صریح نہین ہے تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون رکہا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میری بعد فلان ہے کے بعد دیگری خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا —

جواب اہلسنت

حدیث بوجہ تطویل فقط ترجمہ پر اقتصار کیا جاتا ہے ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جہگڑے آدم اور موسیٰ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پہر غالب آئے آدم موسیٰ پر کہا موسیٰ نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تمکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پہونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکہا تمکو بیچ جنت اپنی کے پہر اوتارا تمنے آدمیون کو ساتہ گناہ اپنی کی طرف زمین کے یعنی اگر گناہ نکرتے کاہیکو زمین مین آتے اور اولاد یہان پہیلتے کہا

آدم سے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تمکو اللہ نے ساتھ پیغمبری اپنی
کے اور ساتھ کلام اپنی کے اور دین تمکو تختیان کہ بیچ اونکے بیان تھے
ہر چیز کا اور نزدیک کیا تمکو سرگوشی کرنیکو پس ساتھ کتنی مدت کے
پایا تھے اللہ کو لکھی توراۃ پہلے پیدا ہونے میرے کی کہا موسیٰ نے
ساتھ چالیس برس پہلی کہا آدم نے پس کیا پایا تو نے بیچ اوسکی مضمون
اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنی کے پس بہکا کہا کہ ہان
کہا آدم نے کیا پس ملامت کرتے ہو تم مجھکو اسپر کہ کروں مین وہ عمل
کہ لکھا ہے اوسکو اللہ نے مجھپر کرنا اوسکا پہلے پیدا کرنے میرے کے
چالیس برس فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے پس غالب آئی آدم موسیٰ پہ
ت زمرد کی تختیون پر توراۃ لکھی ہوئی اوتری تھی آسمانون سی نشتر
اونشان پر لکہی تھی اور مضمون توراۃ قدیم ہے لیکن تختیون پر یا
غیر اوسکے پر چالیس برس پہلے پیدا ہونے آدم کے لکھی گئی تھی اور
یہہ جھگڑا اس جہان کا نہین ہے کہ جہان اعمال چھوڑنے درست نہین ہین
بلکہ عالم علوی کا ہے کہ وہان قید تکلیف مین نہین انتہی۔
دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اوسکے برخلاف نہ کوئی نبی کر سکتا
ہے اور نہ کوئی ولی جسطرح سے خالق اکبر نے پیدائش حضرت آدم سے
پہلے چالیس برس تقدیر مین لکھدیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جاوینگے پھر اونکی
اولاد سے تمام روی زمین بموجب زینت الارض من الانسان
کے اباد اور معمور ہوگی اوسی طرح سے حضرت صدیق اکبر کی قسمت

و بر دست ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ین مالک عزشن
برین سنے کتنی ہی ہزار برس پیشتر لکھ رکہا تہا کہ بعد خاتم النبیین کے
اونکا یار غار ضروری ہے خلیفہ ہوگا جسکے آفتاب ہدایت کا نور مشرق
سے مغرب تک پہیل جائیگا - بعد اونکے درجہ بدرجہ تا ختم خلافت
ولایت دستگاہ سلسلہ خلافت علی الترتیب قایم رہیگا - سچ کہو شیعو
تقدیر برحق ہے کہ نہین اگر حق ہے تو پہر نزاع خلافت بلافصل کیسا -
اقول بحولہ تعالے - قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ و
مباحثہ مین عاجز آتا ہے اور کوئی جواب معقول یا غیر معقول اوسکو
نہین ملتا تب تقدیر پر حوالہ کرکے اپنے عجز کا اظہار کیا کرتا ہے وہی
کیفیت مولف کی ہوگئی آخر درجہ جب کوئی سند جواز خلافت خلیفہ
اول کی اونکو دستیاب نہوی تو اونکو حوالہ تقدیر کرکے آپ الگ ہوگئے
اور کچہ خیال اس امر پہ نہ کیا کہ نوشتہ تقدیر اس بحث مین مطلق کار
آمد نہین ہے کیونکہ جس طرح کسی فعل کا ارتکاب تقدیر مین لکہا ہوا ہوتا
ہے اوسیطرح اوسکی سزا اور جزا بہی تقدیر مین لکہی ہوتی ہے -
اگر ہم قول مولف کو تسلیم کرلین کہ خدا تعالے نے خلیفہ اول کے
تقدیر مین لکہدیا تہا کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اہلبیت پیغمبر کا حق
غصب کرکے خود خلافت پر متسلط ہوجائیگی اور اوسکے بادافراش بہی
ضرور نوشتہ تقدیر مین ثبت ہوگی تو مولف صاحب کے بحث مین کیا
مفید ہوگی اور جواز خلافت پر کسطرح نوشتہ تقدیر سند ہوگا - جامع عمر

ہے کہ جسطرح حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے اونکی خطا درنج تقدیر بلکہ الواح توریت پربھی ثبت ہوچکی تھی توضرور شیطان کی گمراہی اور لعنت ازلی بھی پہلے سے اوسکی تقدیر مین لکھی گئی ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ نوشتہ تقدیر نے شیطان کے جرم مین کچھ تخفیف نہین کی اور لعنت کا طوق اوسکے گردن مین پڑ گیا۔ افسوس ہے کہ جو حجت مولف صاحب کو دستیاب ہوئی ہے باوجود بڑا ذی علم ہونے کے بھی شیطان کو دستیاب نہوئی اگر شیطان بروقت اپنی روبکاری کے اس حجت کو خدا تعالی کے روبرو بیان کرتا توضرور بعقیدہ مولف شیطان بری ہوجاتا مگر افسوس ہے کہ وہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا مگر اب بھی بڑی روبکاری کا دن آنے والا ہے مولف صاحب ضرور شیطان کیطرف سے وکیل بااختیار ہوکر اس حجت پر خدا کے روبرو استدلال کرین اگر شیطان کی حق مین اس حجت تقدیری سے کامیابی ہوگئی تو علاوہ خوشنودی شیطان کی ایک عمدہ نظیر مولف صاحب کو ہاتھہ آئیگی اور اوس نظیر کے بنا پر اسی قسم کی اور خطا کاروں متمردوں سرکشون کے مقدمات مین بریت حاصل ہوجائیگی۔

مولف صاحب نے جو اس موقعہ پر حوالہ تقدیر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تقدیر کے معنی سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ فقط یہہ سن رکہا ہے کہ تقدیر کوئی شی ہی اور انسان اوسکی برخلاف کچھہ نہین کرسکتا بلکہ امر تقدیری کے کرنے پر قطعی مجبور ہے گویا تقدیر

سے لکھنے والا اون افعال کا ارتکاب جنکا انسان سے کرتا ہے حالانکہ ایسا
عقیدہ بالکل کفر ہے۔ کیونکہ جب ارتکاب افعال مین انسان بحکم تقدیر
مجبور ہے تو سزا اور جزا لازم نہین اور دور رہا لیکہ جزا و سزا کا دیا جانا
مسلم ہے تو ذات باری تعالے پر ظالم ہونیکا اطلاق ہوگا اور یہہ صریحا
کفر ہے۔ واقعی تقدیر کے معنی سمجھنے مین عوام لوگون نے سخت مغالطہ
کہایا ہے اور اوسکی اصلی مفہوم اور مراد کو مطلق نہین سمجھتے یہہ ہم بہی
کہتے ہین کہ کوئی شخص تقدیر کی برخلاف کچھ نہین کرسکتا۔ مگر یہہ کہہ نہین سکتا
اسوجہ سے نہین ہے کہ ہم ہرکام کو نوشتہ تقدیر دیکھہ دیکھہ کر لیتے ہین۔ یا کوئی
محرک ایسا ہے کہ ہمکو خواہ مخواہ اون افعال کی کرنے پر مجبور یا آمادہ و
مستعد کرتا ہے بلکہ تقدیر ایک نوشتہ ہے اوس عالم الغیوب کا جسکو
ہماری تمام و کمال حالات اور افعال اور حرکات و سکنات ہماری پیدایش
سے پہلے معلوم ہو چکی ہین اور اوسنے اپنے علم قدیم کی ذریعہ سے معلوم
کرکے لکہدیا ہے۔ پس یہہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارا کوئی فعل ایسا نہین ہے جسکا علم
خداتعالے کو پہلے سے نہین ہو چکا ہے اور اوس نوشتے مین نہین لکھا جا چکا ہے
گویا ہر انسان جو کچھ دنیا مین پیدا ہوکر فعل کرتا ہے اوسکی افعال کی فہرست
پردۂ علم غیب لکہی جا چکی ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے تقدیر بہی مسلم ہے
اور خداتعالے بہی عادل رہتا ہے اور بہشت دوزخ سے بہی انکار کرنا
نہین پڑتا۔ اگر نقصان ہے تو فقط یہہ ہے کہ ملحدون دہریون ظالمون
گنہگارون کو اپنی مجبوری کی حجت اور خداتعالے پر الزام لگانی کا

سو قصہ باقی نہیں رہتا ہے۔ وہ لوگ افعال بد کے الزام کی دفعیہ میں نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے تقدیر میں لکھنے والے نے یہی لکھدیا ہم اوسکے برخلاف کیسی کرتے ۔

مولف صاحب نے اتنا بھی خیال نفرمایا کہ اگر انسان بوجہ تقدیر کے مجبور ہوتا تو خدا تعالے کو انبیاء مرسلین کو مبعوث کرنیکی کیا ضرورت تھی کاہم بد کی ممانعت نیک کام کی ہدایت کیون ہوئی جبکو تقدیراً خدا تعالے نے بد پیدا کردیا ہے اوس سے نیکی کی کیون امید ہے اور جسکو تقدیراً نیک پیدا کیا ہے اوس سے صدور بدی کا خوف کیون ہے کہ جسکی وجہ سے انبیاء کو مبعوث کیا کتابین نازل فرمائین ۔ پس جبکہ تقدیر مانع جزا و سزا نہیں تو افعال کی جواز و عدم جواز کا مدار بھی تقدیر پر نہیں لہذا جواز خلافت خلیفہ اول غیر ثابت ہے مولف صاحب اگر نظر حضرت آدم پر بھی قایم رہین تو ضرور راہ راست پر آجاینگی کیونکہ قصہ حضرت آدم سے ظاہر ہے کہ پہلی کا لکھا ہوا نوشتہ تقدیر اونکی الزام اور گناہ کو رفع نکر سکا جیسا کہ قرآن پاک مین اونکی نسبت نازل ہی فازلہما الشیطان یعنی بہکا دیا اون دونون کو شیطان نی اور بوجہ اغواء شیطان کی وہ درخت ممنوعہ کی پاس گئی اور ظلم کرنیوالون مین سے ہوگئی جیسا کہ صریح عقیدہ اہلسنت کا ہی ۔ پس اسی پر قیاس کرو حضرت ابوبکر رح کی حال کو کہ جب اونکو بخوبی متنبہ کردیا گیا کہ خلافت پیغمبر منصب حضرت علی کا ہی اور تم کسطرح خلیفہ یا نائب پیغمبر خدا کی نہین ہوسکتی ہو اور

اونکی طرف سی تم ایک حکم کی بہی تبلیغ نہین کرسکتی ہو اور پہر اونہون
نی برخلاف حکم خدا کی خلافت حضرت علی کو نہ مانا اور بر خود مقصدی امر
خلاف کی ہو گی تو نوشتہ تقدیر اس الزام کو رفع نہین کرسکتا۔

قولہ اور اگر آپ حق نہین جانتے اور مثل دیدار خدا کی تقدیر سے
بہی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے۔

اقول ماشاء اللہ آپ ہی اپنی جواب کو بی وقعت سمجھی ہوئی ہین اور ظاہر
ہے کہ باوجود تسلیم تقدیر کی ہی الزام غصب خلافت رفع نہین ہوتا
پہر ایسی فضول اور ناقابل جواب سی موٴلف کو کیا فائدہ حاصل ہوا رہا
دیدار خدا کو خود ہی موٴلف نہین جانتی مسئلہ تقدیر سے زیادہ اہین
فاسد العقیدہ ہین پہر اسکا ذکر کیا ضرور تہا ناحق گنہگار ہوئی جب آپ
خدا کی ہاتہ پیر آنکہہ موہہ بدن وغیرہ کی قایل ہین تو پہر دیدار مین کون
امر مانع ہی حنابلہ ہی تو اہلسنت ہی ہین جنکو ہر شب جمعہ مین دیدار
دیدار خدا کی تمنا ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ مین مساجد کے چہت پر ہری
ہری گہانس اور دال نخود رکہتی ہین تا کہ خدا تعالے کا مرکب بہوکا نرہی
اور خیال فاسد اونکا یہہ ہی کہ ہر شب جمعہ کو خدا تعالے سو تیون کی نعلین
پہنے ہوئی مرکب پر سوار ہو کر بام مساجد پر آتا ہے یہہ بہی ان حضرات
کا ہی کام ہے کہ تمام عقاید مین قرآن کی مخالفت کو ضروری جانتے ہین
قرآن مجید مین تو یہہ حکم ہے کہ بڑے سے بڑے اولوالعزم کے بہی آنکہہ خدا تعالے
کو نہین دیکہہ سکتے حضرت موسے جیسے پیغمبر کو دیدار کے سوال مین یہہ جواب

بلا لن ترانی سے آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور کوئی دقیقہ آپکی اعزاز واکرام مین فرو گذاشت نہین کیا گیا مگر دیدار کی نسبت آنحضرت نے یہی نہین فرمایا اسلئے مسئلہ دیدار کی قایل ہونی سے ضرر ایمان مین فرق آتا ہے جو شئے آنکہ سے نظر آسکتے ہی اوسکی چگونگی اور کیفیت پر ضرور اطلاع ہوتی ہے اور خدا تیعالے اس سے مبرا ہے کہ کوئی آنکہ اوسکو دیکہ سکے اگر یون کہا جائے کہ عالم روحانی مین دیدار خدا ممکن الوقوع ہے حضرت موسی کو انکار دیدار بہ حیثیت جسمانی ہوا تو مین یہ بہی نہین کہہ سکتا کہ بموجب عقاید اہل تسنن بہشت مین عالم جسمانی نہین ہوگا محض روحانیت ہوگی کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے معتقد ہین اور بعث سے مراد جسمانی طور پر پیدا ہونا ہے کیونکہ روح کے موت کے قایل نہین — پس ظاہر ہے کہ جسطرح دیگر مسائل عظیمہ مین حضرات اہل تسنن ڈالواںڈول اور غلطان اور پیچان ہو رہے ہین اوسیطرح اس مسئلہ دیدار اور تقدیر مین بہی حیران و پریشان ہوکر بالکل مجسمہ اور جبریہ ہوگئے — اور مذہب حق سے بہت دور نکل گئے اور کیون مذہب حق سے دور ہوتے جبکہ حضرت مخبر صادق رح فرما چکے تہی کہ فقط علی مرتضی کی تقلید اور پیروی گمراہی سے بچانی والی ہے — پس جن لوگون نے سوای علی مرتضی کے اوراون کی تقلید اور پیروی کی سبہے وہ ضرور گمراہ ہوگئے ہین — اب مولف صاحب کا دوسرا جواب سنئے —

قولہ وہ یہہ ہی کہ خدا تیعالے نے حضرت رسول خدا صلعم کو جن حکم

شرعیہ کے تبلیغ پر مامور فرمایا تھا بموجب وما ینطق عن الہوےٰ
ان ہو الا وحی یوحیٰ کے پس یقیناً حضرت نے اوسکی تعمیل مین
ہرگز ڈھیل نہین کی حق یہہ ہے کہ جن معاملات مین حضرت کو علم مفصل
پہونچا اوسکی تبلیغ حضرت نے بہی مجمل کی اور بعض معاملہ مین حضرت
مطلق سکوت فرماتے تھے جیسے اکثر کفار اشرار حضرت سے
قیامت کا حال دریافت کرتے تھے مگر حضرت یہی فرماتے تھے کہ مین
نہین جانتا اسکا علم خدا کو ہے پس یہہ سوال بہی حضرات شیعہ کا بسبب
انحراف باطنی کے نسبت حضرت ما ینطق عن الہوےٰ کے طرز ا
ہے کہ حضرت نے کیون اس امر کو مجمل رکہا مفصل کیون نہ بیان کیا انتہی
اقول یہہ جواب مولف کا پہلے جواب سے بہی زیادہ لغو اور پوچ
ہے اور صریحاً اوسکی عدم واقفیت شرع کو ظاہر کرتا ہے یہہ
بیان مولف کا محض غلط ہے کہ آنحضرت صلعم نے احکام شرعیہ
مجملہ کی تشریح و تفصیل نہین فرمائی مرسلین اور پیغمبرونکا اصلی کام
تو یہہ ہی ہے کہ جو احکام خدا تعالے کی طرف سے مجمل نازل ہوتے
ہین اونکی تشریح اور تفصیل کرکے امت کو سمجہا دین خصوصاً ایسے
امور کہ جنکا کرنا واجب ہے یا نکرنا فرض ہے اونکو تو ضرور ہے
ہر پیغمبر نے بہت شرح طور پر امت کو سمجہایا ہے دیکہو پہلا حکم
پانچ وقت کی نماز کا قرآن مجید مین مجمل ہے اوسمین کچہہ تفصیل اور تشریح
اوقات اور رکعات کی نہ تشریح ارکان وغیرہ کی نازل ہوئی کسی جگہ

۴ مفصل کی اور جن امورات مین حضرت کو حکم مجمل اوترا اوسکی تبلیغ حضرت نے

قرآن میں آیا ہے کہ ظہر کے چار فرض ہیں اور عصر کی چار رکعت ہیں اور مغرب کی تین اور عشار کی چار اور صبح کی دو رکعت فرض ہیں اور کسجگہ قرآن میں نازل ہوا ہے کہ پہلی نیت باندھو پھر سبحانک اللھم پڑھو پھر الحمد شریف پھر سورہ پڑھو پھر رکوع کرو اور سمع اللہ لمن حمدہ کہکر دو سجدہ کرو اور دو دو رکعت کے بعد قعود کرو- جواب دیکھئے کہ آنحضرت صلعم نے نماز کی حکم مجمل کے اسقدر تفصیل کیون فرمائی پانچ وقت کیون مقرر کئی رکعات ہر نماز کے کیون معین فرمای دوسرا حکم زکوۃ کا بہی قرآن مین مجمل ہے اسکی تفصیل بہی حضرت صلعم نے کرکے قواعد مقرر کئے تیسرا حکم حج کا ہے کہ قرآن مین کوئی تفصیل الحرام اور رد و تاریخ مقام کی نہین آنحضرت صلعم نے تفصیل کرکے قواعد حج مقرر کئی چوتھا حکم روزہ کا ہے اسکی نسبت بہی بہت کچہ تشریح اور تفصیل آنحضرت صلعم کے نے فرمائی ہے —
یہہ قول بہی مؤلف کا محض غلط ہے کہ قیامت کے بیان مین آنحضرت صلعم نے سکوت فرمایا بلکہ یہہ مین کہتا ہون کہ تمام معاملات سی زیادہ بیان قیامت کا قرآن مجید مین ہے و آنحضرت صلعم نے بہی ہر معاملہ سے زیادہ قیامت کی تشریح اور توضیح کی ہے صدہا احادیث شرح حالات اور علامات قیامت مین آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہین کبہی آنحضرت صلعم نے قیامت کے حالات بیان کرنے سے عجز ظاہر نہین فرمایا —
اگر مؤلف صاحب کو یہہ گمان ہو کہ تعین زمانہ قیامت مین آنحضرت صلعم نے سکوت فرمایا ہے یہہ بہی غلط ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے

پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھہ علامات صغری اور کبری خاص قیامت
اور قرب قیامت کے بیان فرمای ہین کہ پہلی فلان علامت ظاہر ہوگی
اوسکے بعد فلان حادثہ ہوگا اوسکے بعد فلان واقعہ ہوگا اوسکے بعد قیامت ہوجائیگی
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مولف صاحب بغیر کسی فکر اور غوض کے
جو کچھہ زبان پر آجاتا ہے قلم سے نکال دیتے ہین اور اوسکی صحت و غلطی پر
کچھہ بھی توجہ نہین فرماتے سوالت صاحب ایک علم بھی ایسا مجمل بیان نہین
کر سکتے جسکی پوری تفصیل اور تشریح رسول خدا صلعم نے نفرمائی ہو خصوصاً
اون احکام مین کہ جنکے نازل کرنے سے خاص مقصود الہی یہہ ہی ہے
کہ امت آگاہ ہو اوسکی تعمیل کرے کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم اوسکو
مجمل چھوڑدین اور اوسکی تفصیل و تشریح کرکے اچھی طرح امت کو تعلیم نکردین
جو امور کہ ہین خدا تعالے اور اوسکی رسول کے راز و اسرار ہین اور
خدا تعالے نے یہہ بات چاہی ہے کہ اس راز سے سوای میرے
رسول کی اور کوئی امتی آگاہ نہو ایسی امور کو احکام نہین کہتے ہین بلکہ وہ
اسرار ہین جیسی حروف مقطعات ہین مگر سوائے انکی علم کوئی ایسا مجمل
نہین ہوا ہے کہ اوسکی پوری تشریح کرکے رسول خدا صلعم نے امت کو
نہ سمجھائی ہو ابھی ہم اکثر آیات نقل کر چکے ہین کہ مثلاً آیتہ مودت نازل
ہوئی اور اوسمین فقط لفظ قربیٰ نازل ہوا مگر حضرت نے اس اجمال کو
اسطرح کھولا کہ ای امت وہ قربیٰ جنکی مودت تم پر فرض ہوئی ہی وہ علیؑ
اور فاطمہؑ اور اونکی دونو پسر ہین - اسیطرح آیتہ تطہیر لفظ اہل بیت

نازل ہوا مگر آنحضرت صلعم سے نے اوسکی تشریح فرمائی کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ
اور حسنؑ وحسینؑ ہین صلوات اللہ علیہم اجمعین اب رہا یہہ امر کہ ولایت
و امامت ایسے احکام مین داخل ہین یا نہین کہ اگر کوئی شخص اوسکی تعمیل
نکرے تو اوس سے خدا کی حضور مین بازپرس کیجاویگی - اگر قابل بازپرس
ہے تو یہہ بات غیر ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی تفصیل اچھی طرح
نہ کی ہو - دلیل قابل بازپرس ہونیکی یہہ ہے کہ اول تو یہہ حدیث مسلمہ اہل
سنت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے نے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ
جاھلیۃ دوسری حدیث ثقلین مین بحسب روایت صحیح مسلم عن زید بن
ارقم تین بار تکرار اس کلمہ ہے اذکرکم اللہ عزوجل فی اہلبیتی تیسری
ان سب سے زیادہ مفصل یہہ ہے کہ ولایت علی ابن ابیطالب
کی بابت لوگون سے سوال کیا جائیگا کہ تمنے اسکی تعمیل کی یا نہین جیسا
کہ صواعق محرقہ باب تفصیل آیات قرانی متعلقہ اہلبیت رسالت مین
بذیل آیت نمبر چہارم درج ہے الآیۃ الرابعۃ قولہ تعالی وقفوھم
انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی
صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی امام واحدی نے
بھی اسباب نزول مین لکھا ہے قولہ تعالی وقفوھم انھم مسئولون
ای عن ولایت علی واھل البیت پس جبکہ یہہ صحیح ہے کہ وحدانیت
خدا اور رسالت محمد مصطفے کیطرح ولایت علی ابن ابی طالب بھی
مسلمانون سے سوال نکیرین قبر مین یا یروز حساب پیش خدا پوچھی جاویگی

تو ثابت ہوا کہ یہ سب سے اہم فرائض ہے اور جملہ طاعات وعبادات سے مقدم تر ہے تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایسے امر اہم اور ضروری کو مہمل چھوڑا ہو۔ یہہ امر آخر ہے کہ خلفا ثلثہ کے نسبت کوئی اس قسم کا علم قرآن یا حدیث مندرجہ کتب اہلسنت مین پایا نہین جاتا فقط اونکی بارے مین حکم ہونے سے یہہ فتوی نہین دینا چاہی کہ خلافت وامامت کے باری مین کوئی حکم مفصل صادر نہین ہوا ممکن ہے کہ آپکے گمان کے برخلاف کسی اور کے خلافت و امامت کی علم ہو اسکی خوب تحقیقات کرنی چاہی کیونکہ اگر مفصل احکام اسبارہ مین ظاہر معلوم ہوگئی اور تمنے فقط اوسی گمانکی بھروسہ پر کچہ خیال نہین کیا تو تمام طاعات وعبادات رائگان جائینگے۔ اسبات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بغیر عقیدہ امامت وخلافت بلافصل مرتضوی کے توحید ورسالت پر ایمان لانا کارآمد نہین ہے۔ یہہ معاملہ خلافت مابین فرقہای اسلام کے خدا تعالے کی طرف سے ایک مشکل امتحان ہے بغیر افضال ایزدی اس امتحان مین پاس ہونا ممکن نہین یہی وجہ ہے کہ جنپر فضل خدا ہے اور اونکو فہم رسا اور بصیرت کامل عطا ہوی ہے وہ صاف صاف مشرح احکام خلافت مرتضوی کے اپنے آنکھونسے دیکھہ رہے ہین اور جو فضل ایزدی سے محروم ہین اونکو خاص اپنی مذہب کی کتابون مین بھی وہ احکام نظر نہین آتے ابھی ہم مفصل طور سے احکام قرانی اور احادیث پیغمبر خدا صلعم کا ذکر کرینگے جو مشرح طور سے کتب اہلسنت مین دربارے

خلافت و امامت حضرت علی مرتضی سے مروی ہین اور حضرات اہلسنت کو نظر نہین آتے اور باوجود اس آگاہی کے کہ معاملہ خلافت حضرت امیر مسلمانون کے لیئے امتحان قرار دیا گیا ہے پہر بہی متوجہ نہین ہوتے ۔ اس امتحان کی بابت کوئی مسلمان انکار نہین کرسکتا کیونکہ خدا تعالے نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ای محمد اپنی امت سے کہدی کہ فقط ایمان خدا اور رسول پر لے آنا تمہارے نجات کے لیئے کافی نہین ہے بلکہ تمہارا امتحان لیا جائیگا دیکہو ایام حجۃ الوداع مین نصب خلافت مرتضوی سے پہلے اور حدیث ثقلین کے لگ بہگ اوایل آیات سورہ عنکبوت ایام قیام مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ۞ ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون ۞ یعنی آیا لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ ہم یہہ کہکر کہ ایمان لے آئے چہٹ گئے اور اونکی ازمایش نہ کی جائیگی اور بالتحقیق کرتے اون لوگون کی بہی آزمایش کی ہے جو انسے پیشتر گذرگئے پس ہر آئینہ خداوند تعالے ملاحظہ فرمائیگا اونکی حالات کو کہ دعوی ایمان مین صادق ہین یا کاذب ہین یعنے خدا تعالی راست بازون اور کاذبون کا ظاہر اور متمیز کردیگا ۔ آیا گمان کرتے ہین بدکام کے کرنیوالے یہہ کہ ہم پر سبقت لیجائینگے ۔ بہت برا ہے جو ایسا حکم کرتے ہین پس

جہانتک غور و فکر کیجائیگی سوائے معاملہ خلافت کے اور کوئی معاملہ قابل امتحان نظر نہ آئیگا۔ اسی معاملہ کے اختلاف نے بہت سے فرقہ جات کو گمراہ کردیا۔ فقط وہ لوگ صراط المستقیم پر قایم رہے ہین کہ جنہون نے امام برحق کی تقلید اور پیروی کی ہے اور جنہون سے امام برحق کو شناخت نہین کیا وہ ایسے گمراہ ہوگئے کہ گویا ایمان و اسلام کے اونکو ہوا بہی نہین لگی۔ دیکہو سوای امامت کے اور کون معاملہ ہے کہ جسمین بغیر اوسکے ایمان بوحدانیت و رسالت ہرگز کافی و کارآمد نہین وہ فقط عقیدہ امامت ہے کہ بموجب حدیث شریف کے کیساہی قایل وحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفے صلعم کا ہو اور امام کو نہین جانتا وہ جاہلیت کی موت مریگا گویا ایمان کے اوسکو ہوا بہی نہین لگی کما قال علیہ الصلواۃ والسلام من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتہ جاھلیۃ پس جبکہ امامت ایسی ضروری شے ہے کہ بغیر اوسکے عقیدے کے ایمان بوحدانیت و رسالت کارآمد نہین تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے اوسکا مفصل حال امت سے نہ کہا ہو اور اگر کچہہ اغلاق یا اجمال رکہا ہو تو اوسی کو امتحانی سوال سمجہنا چاہیے اور ہمیشہ امتحانی سوال کا قاعدہ ہوتا ہے کہ سارا حال شرح بیان کردیا جاتا ہے اور کوئی ایک نکتہ دقیق بہی رکہدیا جاتا ہے کہ اوسکو ذی فہم سمجہہ جاوین اور کند ذہن طبیعت کے معنی اوسمین سرگردان رہا کرین جیسا کہ حضرات اہل سنت قیامت تک مولا اور ولی کے معنی مین بہے

غلطان پیچان رہینگے اور خدا انبیا سے کے روبرو امتحان مین ناکام رہینگے
رسول خدا صلعم سے نے یہا نتک جتلا دیا کہ گمراہی سے بچانے والا مسلک
اہلبیت پیغمبر اور عقیدہ ولایت علی ابن ابیطالب ہے مگر غبی لوگ
جب یہی نہین سمجھتے۔

رجوع بمطالب اسرار الہدیٰ مولف اسرار الہدا نے خارج
از آہنگ بجواب سوال سیوم چند آیات جو حق مین حضرت علی مرتضی حمزہ
سید الشہدا علیہما التحیۃ والثنا و دیگر صالحین و مومنین مہاجرین و انصار
کے نازل ہوے ہین اور جنکا کچھہ تعلق بھی اصحاب ثلثہ نہین ہے لکھہ کر
حضرت ابوبکر کے خلافت پر استدلال کیا ہے اگرچہ تردید استدلال
مولف کے لیئے خود وہ آیات ہی کافی ہین اور ہر شخص جسکو مولف کے
طرح قرآن سے مغایرت نہین ہے وہ سمجھہ سکتا ہے کہ اون آیات
مین سند خلافت خلیفہ اول تو کجا اونکی تعریف بھی نہین ہے اس دلیل
کے ضمن مین مولف صاحب نے نہایت بیہودہ الفاظ نسبت
شیعان و علماء شیعیان استعمال کئی ہین مگر ہم بمفادای مصرعہ۔
مہہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ہر سیر دبجذ اکر سے نہین ادرند
سر رشتہ تہذیب کو ہاتھہ سے نہین چھوڑتے۔

مولف صاحب نے جسقدر آیات قرآنی پر استدلال کیا ہے وہ
سب سکے سب امر مبحوث عنہ سے غیر متعلق ہین اسلئے ہر استدلال مولف
کے نسبت ذیل مین تردید کیجاتی ہے ۔

قولہ ایۃ اول وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ مولف نے بجای ترجمہ کے عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج تحریر کی ہے۔ مطلب اس آیۃ کا صاف و صریح یہہ ہے کہ فرقہ مہاجرین و انصار مین سے وہ لوگ جنہون نے ایمان لانے اور نصرت پیغمبر کرنے مین اورون پر سبقت کی ہے اور اونکی علاوہ وہ لوگ جنہون نے ان سبقت کنندگان کی متابعت نیکی کی ساتھہ کی ہے اونسے خدا تعالے راضی ہوا ہے اور وہ خدا سے راضی ہوئی اور آمادہ کیا ہے خدا تعالے نے اونکی لئے بہشت کو جسکے نیچے نہرین بہتی ہین درحالیکہ ہمیشہ اوسمین رہین اور یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اقول بحولہ تعالے حضرات اہلسنت مین سے جو منصف مزاج ہین ذرا اول مین غور کرکے فرمائین کہ اس آیت سے خلافت کو کیا تعلق ہے اور حضرت ابوبکر کو کیا واسطہ۔ اگر محض لفظ ہجرت پر ناز ہے تو صدہا آدمی مہاجرین اولین ہین تھی کہ جنہون نے واقعی گھربار کو چھوڑ دیا تھا پہر تخصیص حضرت ابوبکر کی کیا ہے انہون نے تو قطعی طور پر ترک وطن بہی نہین کیا انکے والد ماجد و پسران و دختران و ازواج ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ مین سکونت رکہتے تہے حتی کہ ابو قحافہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر جنگ احد مین کفار کی ساتھہ شامل تہے۔ اب یہہ تو ظاہر ہوگیا کہ جب

مطلب کے لیے مولف نے اس آیت سے استدلال کیا تہا اوسمین اونکو
کامیابی نہین ہوئی کیونکہ اس آیت مین کوئی تاویل بہی حسب مراد مولف
چسپان نہین ہوسکتی یہی بحث اس بات کی کہ ان سابقون اولون
مین سب سے پہلے سبقت کرنیوالا کون شخص ہے تاکہ وہ اس فرقہ کا
مقدم اور سردار سمجہا جاوے - اسمین بھی مولف صاحب کو کامیابی
نہوگی کیونکہ تمام صحابہ ابرار اور محدثین معتبر اہل سنت کا اسپر اتفاق
ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے
اور عورتون مین حضرت خدیجہ کبریٰ - دیکہو صواعق محرقہ ابن
حجر مکی باوجودیکہ مناظرہ کی کتاب ہے اور مطلب اوسکے مولف
کا ابطال مذہب شیعہ اور اثبات مذہب تسنن ہے اوسمین صاف
لکہا ہے الفصل الاول فی اسلامه وہجرته وغیرهما یعنے پہلی فصل
بیان مین ذکر اسلام وہجرت وغیرہ حضرت علی کی اسلم وھو ابن
عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان وقیل دون ذالک قد یما یعنی
اسلام لائے وہ حضرت دس برس کے عمر مین اور نو سال کی عمر بہی
بیان کی گئی اور آٹھہ سال کی بہی اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ آپ قدیمی مسلمان
ہین بل قال ابن عباس وانس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃ
انه اول من اسلم ونقل بعضهم الاجماع علیه یعنی بلکہ
ابن عباس اور انس بن مالک اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی
اور انکے علاوہ ایک جماعت صحابہ یہہ کہتے ہین کہ وہ یعنے حضرت علی

علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لائے بلکہ بعضون نے ادنیٰ سے
نقل کیا ہے کہ حضرت علی کی سابق الایمانی پر اجماع امت واقع ہے
اور خصائص امام نسائی مین بطرق متعددہ زید بن ارقم اور حبہ عرنی
اور عفیف وعمرو بن عباد وعبد اللہ بن ابی الہذیل عن علیؑ متعدد روایات
مروی ہین کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے۔ حضرت ابو بکر
وغیرہ سب متاخرین مسلمانون مین سے ہین بمقابلہ حضرت علی کے
کیونکہ مابین اسلام حضرت علی مرتضی واسلام حضرت ابو بکر کے سات
برس کا فاصلہ ہے۔ پس جبکہ بموجب عقاید اہل سنت اجماع امت
اس امر پر واقع ہے کہ سب سے مقدم اور پیشتر حضرت علی ایمان
لائے ہین پہر اگر کسی متعصب نے یہہ لکھدیا ہے کہ حضرت ابو بکر سابق
الایمان ہین تو صریح افترا پردازی اور موضوعیت اوس روایت
کی ظاہر ہے۔ اور جو بعض اذکیاء اہل سنت نے اخفاء افضلیت
کے لیئے کہ تاخیر اسلام حضرت ابو بکر ظاہر نہو یہہ تاویل عاید کیہی کہ لڑکون
مین سب سی پہلے حضرت علیؑ اور عورتونین سب سی پہلے حضرت خدیجہ اور غلامون مین سب
سے پہلے زید بن حارثہ اور ادہیڑ عمر کے آدمیون مین سب سے پہلے
حضرت ابو بکر مسلمان ہوئے رکاکت اس تاویل کے عیان ہی کیونکہ
بعد اس تاویل کے شیخ مسٹر کیولم بہی جو چودہوین صدی مین مسلمان
ہوئی ہین سابق الایمان قرار پا سکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لیور پول
واقعہ انگلستان کے آدمیون مین سب سے پہلے مسٹر کیولم مسلمان

ہوئے۔ امام نسائی کے روایات سے جنکے نقل عنقریب آئینگے بالکل
ثابت ہوگیا ہے کہ عرصہ سات برس تک سوای رسول خدا اور علی
مرتضی اور خدیجہ کبریٰ کے کوئی شخص اسلام مین داخل نہین ہوا اور نہ
بعثت رسول اللہ صلعم سے سات یا نو سال تک کسی نے خدا کے
عبادت نہین کی سوائے ان تین شخصون کے۔
قولہ حضرت ابوبکر کے سابق الایمان نے مجمع البیان تفسیر معتبر شیعیان
سے بہی ہوتی ہے کہ اوسمین درج ہے کہ انکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند
حضرت خدیجہ اند بعد از ان ابوبکر۔ مگر ملا فتح اللہ کاشانی قول علامہ
طبرسی کی مخالفت کرتے ہین۔
اقول دیکھئے یہہ قدرت خدا اور معجزہ پنج تن پاک ہے کہ اہل حق کے
کتب مین تحریف کرنیوالا بغیر کسی دلیل کے خود فضیحت و ذلیل ہوجاتا ہے
اہل بصیرت کے روبرو ہمکو اصل کتاب مجمع البیان پیش کرنے کے
بہی ضرورت نہ ہے خود عبارت موہنہ سے پکار رہے ہے کہ درمیان
نام حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے چند نام مرقوم تہے جنکو مولف
صاحب نے نکال ڈالا ہے۔ دیکھئے عبارت تفسیر مجمع البیان کو
(کسانیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند) اگر اصل مین
فقط حضرت خدیجہ کا نام ہوتا تو لفظ کسانیکہ نہوتا بلکہ لفظ کسیکہ
لکہا جاتا اور ایسا ہی (ایمان آوردند) کی جگہ (ایمان آورد) (اور بجای
حضرت خدیجہ اند) کے ضرور یہہ ہوتا (حضرت خدیجہ ہست) اور یہہ

سارا فقرہ یون لکھا جاتا (کسیکہ پیشتر از ہمہ ایمان آورد حضرت خدیجہ است) ناظرین با انصاف مولف صاحب کے کارروائی پر غور فرماوین کہ کیا اچھا طریق مناظرہ کا پیدا کیا ہے۔

اما قولہ اور ملا فتح اللہ کاشانی اس قسم کے الفاظ دور از قیاس جسکا تقریر طفل مکتب کو بھی نہو بہ نسبت جناب امیر کے تحریر فرماتے ہین اور وہ یہہ ہین (بمذہب صحیح کہ طریق اہل بیت است اول کسی از مردان بہا جسیکہ تصدیق نبوت حضرت رسالت کردہ امیر المومنین بود) (حضرت رسالت فرمود کہ ہفت سال فرشتگان بر من و علی درود می فرستادند زیرا کہ درین ہفت سال بغیر از من و علی کلمہ توحید کہ لا الہ الا اللہ است بآسمان نرسید) اور یہہ کہ (از منہال بن عمر و روایت است کہ گفت کہ من از علی شنیدم کہ می فرمود من بندہ خدا ایم و برادر رسول خدا است و منم صدیق اکبر) اور یہہ کہ (و ابو طلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم در میان مردمان اختلافی پدید آمدہ من اتفاق کنم گفت متمسک بکتاب خدا شو و بعلی ابن ابیطالب و ملازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسول خدا ای فرمودہ کہ علی ابن ابیطالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین است) افسوس ملا صاحب کو اس عبارت لکھنے مین شرم نہ آئی کہ جناب امیر کو ہم رتبہ خاتم المرسلین ٹھیرا دیا اور زبردستی آپکو صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب مومنین بنا دیا

اور بمقابلہ حضرت صدیق اکبر کے بہی آپکو سابق الایمان سینہ زوری سے
کہہی دیا خیر یون ہی سہی مگر کلمات صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب
مومنین مین البتہ گنجایش کلام لا کلام ہے۔

فاقول بحول اللہ العلی العظیم یہہ بات تو موٗلف صاحب نے البتہ سچ لکہی
ہے کہ ملا صاحب کی تحریر کا یقین طفل مکتب کو نہین آسکتا اور غالبا یہہ
ہی وجہ ہے کہ موٗلف صاحب کو یقین نہین آیا حالانکہ نیم ملا بنگئے۔ یہہ
مقولہ جو عوام مین مشہور ہے کہ نیم ملا خطرہ ایمان واقعی سچا مقولہ ہے
ہر شخص کہ جبتک جلوبات مذہبی نہو جسے کہ اپنی مذہب کی کتب سے بہی آگاہ
نہو اوسکے ذہن مین بطریق جہل مرکب یہہ بات سماجاسے کہ مین خوب
واقف ہوگیا ہون ایسا شخص ہمیشہ ہم چشمون مین ندامت اوٹہاتا ہے
افسوس ہے موٗلف صاحب اسرار الہدے کے حال پر کہ اونہون نے
بغیر حصول واقفیت اور آگاہی کے ایسے نازک میدانمین قدم رکہا ہے
کہ اچہے اچہے واقف کارون کے چہکے چہوٹ جائین۔ جو لوگ کچہہ شرم
وغیرت رکہتے ہین وہ ایسے مواقعہ پر ضرور اس بات کا خیال رکہتے ہین کہ
ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہ نکلے جو انجام کار باعث ندامت کا ہو
جن جن روایات کے نسبت جناب موٗلف صاحب نے ملا فتح اللہ کاشانی
علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ہے اور اون روایات کو بلا علم اور واقفیت
کے محض اس بنیاد پر کہ شیعون کے کتاب مین درج ہین دروغ قرار
دیا ہے اگر وہ جملہ روایات بجنسہٖ و بلفظہٖ مسلمہ مرویہ محدثین اہل سنت

کے ہون اور کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہون تو فرمائی مولف
صاحب کو کچہ غیرت آتی جاتی یا نہین -- ان اعتراضات مولف
صاحب سے پایا جاتا ہے کہ اونکو اپنے مذہب کی کتابون سے
مطلق آگاہی نہین اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اونکو اسبات کی بہی شرم
نہین ہے کہ جن باتون کا ہم اعتراض کر رہے ہین وہ روایات ہمارے
ہی مذہب کے ہین لوگ اسکو سنکر کیا کہینگے - کیا سب آدمی تقریظ
نویسون کی طرح ہی آنکہہ بند کرکے کتاب کو مطالعہ کرینگے -
جسوقت ہم یہہ بات ثابت کرینگے کہ تحریر ملا صاحب علیہ الرحمہ لفظاً
بلفظاً مطابق روایات اہل سنت کے ہے نہین کہہ سکتے کہ مولف
صاحب کو بہی کچہہ ندامت ہوگی لیکن غالب یہہ ہے کہ حضرات
تقریظ نویسان تو ضرور نادم ہونگے اور آیندہ بغیر دیکہے بہالے
محض رعایت مذہبی سے کسی کتاب پر تقریظ تحریر نہ فرمائینگے کیونکہ
وہ حضرات مشاہیر علماے اہل سنت سے ہین --
اب مین روایات مندرجہ تفسیر ملا صاحب کو ثابت کرتا ہون کہ عین
مطابق مرویات اہل سنت کے ہین پہلی روایت یہہ ہے کہ بموجب
مذہب صحیح کہ طریق اہل بیت پیغمبر ہے حضرت علی سب مردون سے
پہلے ایمان لائے مولف اسرار الہدے نے اسکو دور از قیاس لکہا ہے
پس ظاہر ہے کہ جس جس نے دین اور نصوص مین قیاس کو دخل دیا ہے وہ کون
کون ہین - فہو منہم -- اب مین کہتا ہون کہ بموجب مذہب اہل سنت الجماعت

اجماع امت اس امر پر واقع ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان
لائے عبارت صواعق محرقہ معہ ترجمہ اوپر بہی نقل ہو چکی ہے کہ قال ابن عباس
وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعت انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع
علیہ۔ واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب۔ واخرج ایضاً عن
زید بن ارقم بطریق عبد اللہ بن سعد وھو یقول اول من صلی مع
رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب۔ وفی روایۃ اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علی رضی اللہ عنہ۔
مولف صاحب سے پوچھا جائے کہ اب یہ اونکی قیاس میں آیا اور
خلاف ان کتب اب بہی یقین کرینگے یا نہیں یا آیندہ بہی ونکو علم ہو رکا ایک
دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ایک سات برس تک
ملائکہ میرا اور علی کا درود پڑھتے رہے اور اس زمانہ میں بغیر میرے اور علی
کے کسیکا کلمہ توحید آسمان پر نہیں پہونچا۔
پس اگر ملائکہ کا درود پڑہنا مولف کے قیاس سے باہر ہو اور مولف
صاحب سلامتی سے خارج ہیں کہ صریح کلام ربانی اور آیات قرآنی کا
اونکو یقین نہیں قولہ تعالیٰ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ
وقولہ تعالیٰ سلام علی آل یٰس کی تفسیر پڑھنے چاہئے اور بہی ان
آیات کی تفسیر حسب منشاء صواعق محرقہ آگے لکھی ہے کہ حسب الحکم ان
آیات کے تمام امت محمدی مامور کئے گئے ہے کہ محمد وآل محمد پر درود اور

اور سلام بہیجا کرین کہ خدا تعالی اور ملائکہ بہی اونپر درود و سلام بہیجتے ہین
اور اگر سات برس تک سوای حضرت علی کے اور لوگون کے مسلمان
نہونے اور نماز و عبادت خدا نکرنے پر بدیقینی ہے یہہ بہی تو صریح
ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ملا صاحب نے تو سات ہی برس تک
حضرت ابوبکر وغیرہ کا مسلمان نہونا بموجب ایک روایت اہل سنت کے
لکہا ہے مگر اہل سنت و جماعت کے صحاح مین تو نو برس تک الخنس سے
کیکا سوا حضرت رسول خدا و علی مرتضی کے نماز کا نہ پڑہنا درج
ہے۔ یہہ ہر دو روایات سات برس اور نو برس کے مندرجہ صحاح اہل سنت
والجماعت ہین اگر ملا صاحب نے بخاطرداری اہل السنن سات برس کے
ہی روایت کو نقل کردیا تو کیا گناہ کیا ذرا ادہر متوجہ ہوجئے۔ اخرج
النسائی فی خصائصہ حدثنا احمد بن سلیمان الرہاوی قال حدثنا
عبد اللہ بن موسی قال ثنا العلاء بن صالح عن المنہال عن عمرو بن عباد بن
عبد اللہ قال قال علی رض انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق
الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین ولا یقولہا بعدی غیری الا
کاذب یعنی راوی باسناد خود کہتا ہے کہ فرمایا علی مرتضی نے کہ مین بندہ
خدا کا ہون اور بہائی رسول اللہ کا اور مین ہون صدیق اکبر اور اسلام
لایا مین سب آدمیون سے سات برس پہلے اور میری بعد جو شخص ایسا
دعوی کریگا وہ جہوٹا ہے۔
فرمائین مولف صاحب کہ اب بہی یقین آیا یا نہین ملا صاحب نے کیا خطا کے

یہہ تو اہل سنن کے صحاح کے روایت ہے اور حضرات اثنا عشری نفس حدیث پر بھی ذرا توجہ ہو جاوے اور یہہ تو فرمائی کہ آیندہ کسی اور کو بھی صدیق اکبر کا خطاب دیجیگا یا نعوذ باللہ استغفراللہ حضرت ابو بکر نے تو اپنی زبان مبارک سے یہہ نہیں فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہون۔ اگر ایسا ہو اتو ہمہ حضرات اہل سنت کو اتباع روافض کا کرنا پڑیگا ورنہ قرآن پاک کے مخالف قصور حضرت ابو بکر کی سابق الایمانی اور صدیقیت کا حال تو معلوم ہو چکا اب اگر فرمائی تو وہ روایت بھی عرض کرون جو آپکی صحاح میں مروی ہے کہ بعثت رسول اللہ صلعم سے نو سال تک سوای حضرت علی کے اور کسی نے حضرت کے ساتھہ نماز نہیں پڑھی۔ دیکھو خصائص نسائی کی اوپر صفحہ کو کہ بعد نقل حدیث متذکرہ بالا کے ذکر عبادتہ رض کی سرخی دیکر روایت نقل کی ہے عن علیؑ قال لا اعرف احدا من ھذہ الامة عبد اللہ مع نبینا صلعم غیری عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامة تسع سنین یعنی فرمایا حضرت علی مرتضی نے کہ نہیں پہچانتا میں اس امت میں سے کسی کو کہ اوسنی عبادت کی ہو خداتعالی کی ہمراہ ہمارے نبی صلعم کے سوای میری۔ مین نے عبادت کی ہے خداتعالی کی نو برس پہلے ہر عبادت کرنے والے سے اس امت کے۔

تیسری روایت ملا صاحب نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی لکھی ہے جسمین تمسک کرنا قرآن اور علی علیہ السلام سے اور القاب آپکے

سے درج ہین۔ صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ یعسوب مومنین۔ اور یہہ
جملہ امور مسلمات اہل تسنن سے ہین بلکہ صحاح ستہ کے متواتر روایات
سے ثابت ہین۔ تمسک قرآن و علیؑ کے بابت حدیث متواتر مندرجہ
صحیح مسلم و صحیح بخاری و بقیہ کتب صحاح موجود ہے قال رسول اللہ صلعم
انی تارک فیکم الثقلین الخ جو چند بار اس رسالہ مین نقل ہو چکی ہے
علاوہ اسکے یہہ روایت صواعق محرقہ سے نقل ہوی ہے۔ اخرج الطبرانی
فی الاوسط عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول
علیؑ مع القران والقران مع علیؑ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
اور نیز صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ اس حکم کا چند بار رسول خدا صلعم نے
تکرار فرمایا ہے خصوصًا بعد حجۃ الوداع و ایام مرض الموت مین بلکہ ابن عمر
سے روایت ہے آخر ما تکلم بہ النبی صلعم اخلفونی فی اھل بیتی۔
نسبت القاب جناب امیر کے اگرچہ کلام ہے تو ابھی ایک روایت
اہل تسنن کی صحاح سے نقل ہو چکی کہ خود فرمایا جناب امیر نے کہ مین
صدیق اکبر ہون اور میرے سوا جو کوی صدیق اکبر ہونیکا دعوی کرے
وہ کاذب اور مفتری ہے۔ دوسرے صواعق محرقہ مین یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا کہ دنیا مین فقط تین شخص صدیق گذری ہین
ایک حزقیل مومن آل فرعون دوسری حبیب نجار صاحب یسن اور
تیسرے علی ابن ابیطالب۔ اور علی افضل ہین ان دونون سے
اخرج ابن نجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون

ثلثة حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یٰس ۲ وعلی
ابن ابی طالب۔ اور حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر نے بہی اس روایت
کو بازاد اس فقرہ کے لکہا ہے وعلی ابن ابی طالب وھو افضلھم پس
جبکہ بحکم جناب رسولؐ خدا صلعم دنیا مین فقط تین آدمی صدیق ہوئے ہین
دو امم سابقہ مین اور ایک حضرت علی علیہ السلام اس امت مرحومہ مین
تو صاف ظاہر ہوگیا کہ اہل سنت نے محض براہ کذب وافترا حضرت
ابو بکر کے نام کے ساتھ یہہ لقب لگا دیا ہے۔ علی ہذا القیاس فاروق اعظم
بہی لقب حضرت علی کا ہے اور یعسوب مومنین بہی آپکا ہے لقب ہے
دیکھو صواعق محرقہ کو اخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی
یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین یعنی فرمایا نبی
صلعم نے کہ علی یعسوب مومنین ہین اور منافقون کا یعسوب مال ہے
یعسوب شہد کے مکہی کی بادشاہ کو کہتے ہین جسکی سب مکہیان مطیع
وفرمان بردار ہوتے ہین۔

علاوہ اسکے جس روایت مندرجہ تفسیر ملا صاحب پر مولف صاحب
نے اعتراض کیا ہے وہ روایت بلفظہا اہل سنت والجماعت کے
معتبر محدثون کے ہے مولف صاحب نے محض ناواقفیت سے اوپر یہ
اعتراض کیا ہے۔ طبرانی جو اجلہ محدثین اہل سنت سے ہین اونہون نے
اس حدیث کو بلفظہ حضرت سلمان فارسی اور نیز حضرت ابوذر غفاری
رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا ہے اخرج الطبرانی عن سلمانؓ

وابی ذر رضی اللہ تعالی عنہما معاً ان النبی صلعم قال لعلی
ان هذا اول من آمن وهو اول من یصافحنی یوم القیامة
وهذا الصدیق الاکبر وهذا فاروق هذه الامة یفرق بین
الحق والباطل وهذا یعسوب المؤمنین یعنے روایت کی ہے
طبرانی نے حضرت سلمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلعم
نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہہ سب سے پہلے ایمان لایا اور
یہہ ہی سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے معانقہ کریگا۔ اور
یہہ ہی ہے صدیق اکبر اور فاروق اس امت کا کہ فرق کرنیوالا ہے
حق اور باطل میں اور یہہ ہی ہے یعسوب مومنین کا۔
افسوس منشی جوہر علیصاحب کو اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے
شرم نہ آئی۔ دیکھیے یہہ وہی نقل ہوی کہ الٹا چور کو توال کو ڈانڈے
کیا خوب آپ تحریر فرماتے ہین کہ ملا صاحب کو اس عبارت کے لکھتے ہوے
شرم نہ آئی۔ حالانکہ منشی صاحب کی تحریر نہایت قابل شرم ہے۔
خیر یہہ اعتراض تو منشی صاحب نے بوجہ نادانی اور لاعلمی کے ملا صاحب
پر کیا تھا جس مین انکو خود نادم ہونا پڑا لیکن آیہ کریمہ السابقون
الاولون مین بحث کرنا کہ صحابہ مین سے سابق تر کون شخص ہے
ہرگز مسلمان کا کام نہین کیونکہ خود رسول خدا صلعم اس امر کا فیصلہ کر چکے
ہین کہ اس امت محمدی مین سابق یعنے (ایمان لانے مین سب پر سبقت
کرنیوالا) حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین اور خود اکابر فضلاء و محدثین

اہل سنت ان روایات کو سے لکھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بموجب عقیدہ اہل سنت جو شخص سوائے حضرت علی کے کسی اور کو سابق بتلاوے تو وہ کافر مطلق ہے کیونکہ وہ مخالفت حکم پیغمبر خدا کی کرتا ہے —

اگرچہ مراد سابق سے وہی اول من اسلم ہے اور ہم چند روایات مندرجہ صحاح اہل سنت سے ابھی لکھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ہے مگر اس خیال سے کہ شاید لفظ سابق میں کوئی اور باریکی اسکے سوا رہے اور منشی صاحب کو پھر کوئی وسوسہ دامن گیر ہو اسلئے ہم صاف طور سے جتلاتے ہیں کہ بموجب روایات اہل سنت کے سابق اور سبقت کرنیوالا بھی کوئی شخص سوائے علی مرتضے کے نہیں ہے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ اس میں بڑے بڑے اکابر محدثین اہل سنت سے یہہ روایت درج ہے — اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی — وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ فالسابق الی موسی یوشع ابن نون والسابق الی عیسی صاحب یٰس والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی روایت کی ہے دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ سابقون یعنی ایمان لانے میں سب پر سبقت کرنیوالے تین شخص ہوئی ایک سابق الی موسی یعنی حضرت موسی پر ایمان لانے میں سبقت کرنیوالا یوشع بن نون ہے اور عیسے میطرف سبقت کرنیوالا صاحب

یس یعنی شمعون پطرس سے ہے اور محمد صلعم کیطرف سبقت
کرنیوالا علی ابن ابیطالب سے ہے علیہ السلام۔
اب منشی صاحب تلاوت فرماوین آیہ کریما السابقون الاولون
الخ کو اور اگر اونکے نزدیک یہہ آیت خلافت بلافصل
سے متعلق ہے تو ایمان لاوین خلافت بلافصل حضرت علی مرتضی
علیہ السلام پر اور باطل وناحق سمجھین خلافت اغیار کو۔ غور تو کیجیے
کہ مرسلین سلف کے خلفاء بھی وہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے
پیغمبر پرایمان لانے مین سب پر سبقت کی دیکھئے یوشع بن نون حضرت
موسی کے خلیفہ ہوئے اور شمعون الصفا حضرت مسیح کے خلیفہ ہوے
توپھر کیا وجہ ہے کہ سابق الی محمد صلعم خلیفہ بلافصل محمد صلعم کا نہوگا،
منشی صاحب نے حدیث منزلت ہارون من موسی پر یہہ بحث فرمائی
تھی کہ اگر بجاے ہارون کے حضرت یوشع کی نظیر حضرت علی سے
دیجاتی تو دلیل خلافت بلافصل حضرت علی کی ہوسکتی تھی اب خدا کی
فضل سے حضرت یوشع کی نظیر بھی مل گئی دیکھئے منشی صاحب کیا قدر دانی
فرماتے ہین اگر اونکی دل مین کچھ بھی انصاف ہوگا تو اپنی وعدہ کو ایفا کرینگے
ناظرین بالانصاف غور فرماوین کہ اگر منشی صاحب نے یہہ رسالہ اسرار الحق
محض بنظر تعصب مذہب لکھا ہے تو بہت بیجا اور نامناسب کیا اونکو
ایسی حالت مین کہ ابتک وہ ہرگز اپنی مذہب کے کتابون اور اپنے مذہب
کے حالات سے واقف نہین ہین ہرگز تصنیف کتاب کیطرف توجہ

کرنی لازم نہ تہی ہر معاملہ اور ہر بحث مین اونکی لاعلمی اور ناواقفی ظاہر
ہوتی چلی جاتی ہے اور پہر طرہ اوسپر یہہ ہے کہ آپکی ذہن مین یہہ بہی سمایا
ہوا ہے کہ مجہی اپنے مذہب سے پوری آگاہی ہے حالانکہ معمولی منشی
لوگون سے بہی اونکے معلومات کا پایا برتر نہین سطرفہ یہہ کہ جب آپ
قرآن وحدیث سے سبقت وتفضیلت حضرت ابوبکر کی ثابت نکرسکے
تو روضتہ الصفا خاوند شاہی کو شیعون کے تاریخ قرار دیکر اوس پر استدلال
فرمایا حالانکہ خاوندشاہ ایک متعصب سنی المذہب ہے اور ماخذ اوسکی
تاریخ کا جوکچہ ہے وہ بہی اوسنے لکہا ہے سکوئی قصہ یا روایت اس کتاب
مین کتب شیعہ سے ماخوذ نہین ہر قصہ پر حوالہ کتب درج ہین اگر کوئی
شیعہ بہی اس طرح بحوالہ کتب اہل تسنن لکہتا تو مولف صاحب حجت
نہین کرسکتے تہے اور چہ جائیکہ مولف کتاب بہی سنت جماعت
اور حوالہ بہی کتب اہل سنت کا ہی پہر ایسے اقوال لغو و پوچ پر سند
لانا عقل مندونکا کام نہین ہے۔

مولف صاحب نے جو آیہ کریمہ محمد الرسول اللہ والذین معہ الخ
پر استدلال کیا ہے اوسکو بہی اصحاب ثلثہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ
ہر معرکہ مین کافرون سے ڈرکر بہاگ گئے۔ کسی جنگ مین انکے
نسبت ایک کافر کا بہی قتل کرنا ثابت نہین۔ احد حنین خیبر وغیرہ مشاہد
عظیمہ سے ایسے بہاگے کہ بعضون کا تین روز مین پتہ لگا۔ مومنین صادقین
پر البتہ جو کچہ غلظت و شدت ان صاحبان نے فرمائی ہے وہ مشہور ہے

حتیٰ کہ مسلمان لوگ پکار رہے تھے کہ ہم پر فلان فظ غلیظ القلب کیون سردار کیا جاتا ہے باقی تہتک خالد و احراق بیت سعد و رکو فہ و اخراج ابوذر و ضرب عمار و ابن مسعود علاوہ ستم بر اہل بیت رسالت مشہور کارنامے ہین حضرت ابوبکر کے شدت جو اس قصہ سے نکالی ہے کہ اونہون نے احد کے دن حضرت سے پوچھا تہا کہ اگر آپ کہو تو مین اپنے باپ کو مار دون۔ اول تو اوسروز اونکو یہ ہوش کہان تہے یہ حضرت عمر کے فرار ہو کر ایک غار مین پوشیدہ تہے دوسرے والد صاحب انکے کیا ہمراہیون سے الگ تہی کہ جالی ہی مار ڈالتی لیکن مین عرض کرتا ہون کہ اگر آپکو قتل والد منظور ہی تہا تو حضرت سے پوچہنا کیا ضرور تہا موقع پاتے ہی فوراً قتل کر ڈالا تہا۔ اور آنحضرت صلعم در انحالیکہ ہادی برحق تہی تو وہ ایسے فعل کی اجازت کیون دیے لگے تہے کہ بیٹا باپ کو مار ڈ اسلے اگر اسکے برعکس ہو تو مضائقہ نہین مگر جو لوگ مرنے اور مارنے والے ہوتے ہین وہ ایسی باتون کے مشورے نہین کیا کرتے۔ بہلا صاحب فرض کیا جاوے کہ اپنے ابوقحافہ کو تو حضرت کے منع کر دینے سے قتل نہ کیا لیکن اور کافرون کے قتل کرنے سے کسنے منع کیا تہا اور بہاگ جانے کا مشورہ کسنے دیا تہا۔ اور عبدالرحمن اپنے پسر کو جو ہمراہ کفار تہا کیون قتل نہ کر ڈالا

ایۃ ثانی اثنین الخ پر جو استدلال کیا گیا ہے وہ آیتہ در اصل مذمت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مین نازل ہوئی ہی نہ کہ منقبت مین خود سیاق

آیہ شاہد ہے کہ خدا تعالے اپنے رسول کی تعریف کرتا ہے اور مسلمانون
کو تہدید فرماتا ہے کہ اگر تم میرے نبی کا ساتھ نہ دوگے تو وہ محتاج تمہارے
نصرت کا نہین کیا تمنے نہین سنا ہمارے رسول کی بہادری اور سکون وہ تمام
کو کہ جب وہ فقط ایک آدمی کے ساتھ غار مین تہا اور وہ ہمراہی بہی بخوف
جان خود رو رہا تہا تو ہماری پیغمبر کو اوس ہمراہی کے جبانت اور اپنی تنہائی
سے کچہ ہراس نہوا بلکہ اوسکو دلاسا دیا کہ تو کیون روتا ہے خدا ہمارے
ساتھ ہے ایسی ہی اگر تم لوگ بہی ہمارے رسول کے مدد نکروگے تو تمہاری
امداد کی کچہ پروا نہین جسطرح ہمنے غار مین اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی
تہی اوسیطرح اب بہی ہم غیب کے لشکرون سے اوسکی مدد کر سکتے
ہین۔ انوار الہدے دشمش الضحے مین پوری بحث ان آیات کے
بابت ہم لکہہ چکے ہین اور مولف صاحب کے معاون نے اوسکو بذریعہ
سکوت تسلیم کر لیا ہے اور جواب اوسکا نہین دیا ہے جسکو ضرورت
ہو اون کتابون مین اس بحث کو دیکہہ لے۔
اگر کوئی منصف مزاج اس آیہ کریمہ کے معنے اور مطلب پر غور کرے تو اسی سے
عدم صدیقت حضرت ابوبکر کے صاف ظاہر ہو رہی ہے یعنے رسول خدا نے
پیشتر سمجہا دیا تہا کہ مین بحکم خدا ہجرت کرتا ہون خدا تعالی ہمکو ہرگز ضایع
نکریگا لیکن صدیق اہل سنت نے ہرگز یقین نہ کیا اور غار مین بیٹہ کر بخوف جان رونے لگے
ہیں ئے صدیق اکبر ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے یہ فرما دیا
کہ تم میری بستر پر آرام کرو ہرگز کچہ خوف اور ڈر نہین ہے فوراً صدق دل سے یقین

کر دیا اور بلا خوف و خطر بستر رسول خدا پر سو رہے دونوں کا مذکور قرآن میں موجود صدیق برحق کی شان میں من یشری نفسہ الخ نازل ہو کہ جس سے کمال علو ظاہر۔ اور صدیق برائے نام کی نسبت یہ آیت مستدلہ بیان کرتی ہیں جس سے کامل طور پر نفی صدیقیت کی ہوتی ہے۔

مولف صاحب نے از راہ تعصب تذہیب عبدالرحمن بن ابو بکر کو جناب امیر پر ترجیح دی، حالانکہ بزمانہ ہجرت وہ مشرک اور کافر تھے اور اسکے بعد بھی وکی ل ہی عناد و بغض آنحضرت صلعم کا نہیں گیا یہانتک کہ جنگ احد میں یہی عبدالرحمن بن ابو بکر کفار کی شامل ہو کر آنحضرت صلعم سے لڑنے کو گیا دیکھو معازے واقدی کو۔

بعض اوقات اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا تھا کہ حضرات خلفاء ثلثہ ہر معرکہ اور جنگ میں کیوں طرح دیجایا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ ہمیشہ جنگ سے طرح دیجانا نقط جبانت سے ہی نہ تھا بلکہ بعض معارک میں برعایت مخالفین طرح دیجاتے تھے باپ اپنے پسر کفار سے کے شامل رہا آپ رسول خدا کی ساتھ رہے جس طرف فتح حاصل ہو اپنا کام بنائے سبحان اللہ کیا خوب صدیقیت ہی گویا ہر دم یہہ ارادہ تھا کہ اگر حضرت رسول خدا صلعم شہید ہو جاویں تو پھر مرتد ہو کر بشمول پدر و پسر کفار میں جا ملیں جیسا کہ خدا وند تعالیٰ خود ایسے اصحاب سے خطاب فرماتا ہے افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم طرفہ یہہ ہے کہ حضرات اہل تسنن کو اب تک قول خدا و رسول کا یقین نہیں ہے۔ مولف صاحب تحریر فرماتے ہیں (البتہ اگر کفار اشرار ان دونوں صاحبوں کو پالیتے ضرور ہی جان سی مار ڈالتی) پہر انسے کوئی پوچھے بھی ایسی ہی تھی کہ رسول خدا صلعم برابر فرماتے ہیں کہ میں بحکم خدا ہجرت پر مامور ہوں اور مجھکو کفار کچھ بھی ایذا نہیں دے سکینگے مگر حضرت صدیق بخوف کفار برابر گریہ و زاری میں مصروف تھے

قال صاحب اسرار الہدیٰ اگر باوصف اثبات آیات بینات کے بھی اہل بغض کا اطمینان نہوا ہو اور زبردستی یہی کہی جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث مفصل دربابِ خلافت بالفصل حضرت صدیق برحق ندکہاوینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نمانینگی اور اوسمین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بعد دیگرے ہو تو بسم اللہ اِس قسم کی بھی صحیح حدیث اہل سنت کے طرف سے لیجئے لیجئے اور اہل سنت کے حق بجانب ہونیکے کچھ بھی تو داد دیجئے وہ حدیث پاک یہہ ہے **حدیث** ابو ھریرۃ بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع بھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنی تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اوسپر ایک ڈول پڑا ہی سو مین نے اوس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اوسکو ابن قحافہ نے لیا تو اوس نے ایک یا دو ڈول نکالی اور اوسکے کہینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تہی اور خدا اوسکو معاف کریگا پھر وہ ڈول ایک پل بن گیا پھر اوسکو عمر خطاب نے لیا سو نہین دیکھا گیا آدمیون مین عبقری کہ جسکا کہینچنا عمر کی کہینچنے کے موافق ہو یہانتک کہ لوگون نے اونٹون کو اوکلی نشست کا ہون پر بٹھلا دیا تا آخرہ۔ اسکے بعد مؤلف صاحب نے ف لکھکر تشریح فرمائی اور بعد اسکی تحریر فرمایا جو حضرت کی بعد ہونا تھا اوسکو خدا نے آپکو خواب مین دکھلا دیا

اقول بحولہ تعالی ماشاء اللہ چون کار از فو رد مردان چنین کنند - اہل انصاف منشی صاحب کے اس کار نمایان پر غور کرین کہ اپنی مذہب کا اثبات اپنی کتابون سے کرنے پر طالب دادہین اور آپکو اسپر بہت بڑا ناز ہے کہ جھنے ایک حدیث خواب و خیال کے بڑی تلاش سے دو خلافت کے اثبات کے لیئے پیدا کی ہین - یہہ بزرگی اور تفوق تو خدا نے حضرات اہل سنت کو ہی بخشا ہے کہ اپنی عقاید اور مذہب کو اپنی ہی روایات اور کتب سے ثابت کرنے مین نعل خر در گل افتادہ ہین - اول تو اوسکے قایل منشی صاحب نے یہہ کام کیا ہے کہ باجماع اہل سنت چار خلافت برحق ہین منشی صاحب نے دو خلافت کو تو پہلی ہی اوڑادیا اور دو خلافت کے برحق ہونیکی سند پیش کی - اسلئے وہ دایرہ تسنن سے تو خارج ہو چکی - اب رہی بحث صحت وسقم حدیث پر سو ظاہر ہے کہ یہہ حدیث بالکل موضوعی ہے اور مخالف مذہب اور اجماع اہل سنت کے ہے اور بپایا جاتا ہے کہ خوارج کے وضع کی ہوی ہے - راوی اول حضرت ابو ہریرہ جنکا کوئی تعلق رسول خدا سے ایسا نہ تہا کہ آنحضرت کوئی راز کے بات انسے کہتے یہہ متاخرین مسلمانون مین داخل ہین آنحضرت صلعم نے انکے حرکات وسکنات دیکھہ کر انکو اپنے پاس روز مرہ آنے سے منع کر دیا تہا اور آنحضرت صلعم کا اخلاق ایسا وسیع تہا کہ سوای ابو ہریرہ کے اور دیگر منافقین کو بہی کسی حیلہ سے اپنے پاس آنے سے منع نہین کیا - اسبارہ مین فقط یہہ حضرت ابو ہریرہ ہی منفرد ہین کہ آنحضرت صلعم نے انکے لقاء شریف کو مکروہ جان کر اس حیلہ سے انکے

روز مرہ کی حاضری لوروکا لعبارت سعدی - ای ابوہریرہ ہر روز میا تا محبت زیادہ شود - حالات ابوہریرہ درباب وضع روایات بین الانام مشہور عام ہین یہانتک کہ ایکبار اپنے نفع کے لئے پیاز کی فضیلت مین حدیث وضع کے اور عرب کے پیاز لوگ تمام پیاز کو اسنے بقیمت گران خرید لیگئے بی بی عائشہ نے یہہ حال سنکر انکو تنبیہ کی کہ کیون ایسے دروغ روایت بیان کی تو اونہون نے جواب دیا کہ ای بی بی جب میننے تمہارے والد کے حق مین بہت سے روایات وضع کین تو کبہی اپنے منع نہ کیا اب فقط ایک حدیث مین نے اپنی پیاز فروخت ہونے کے لئے وضع کی تو آپ مانع ہوتے ہین یہہ بات سنتے سکے سنکر ام المومنین بہی خاموش ہو گیئن - علاوہ ازین ابوہریرہ کا نام اوس گروہ کی فہرست مین داخل ہے جو بمعیت حضرت ابوبکر عقبہ پر تشریف لیگئے سکتے اور شتر حضرت رسول خدا کو رم کرنا چاہتا تہا اور جنکی نام آنحضرت نے حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلائی تہی اور جنکی نسبت اہل تسنن مین یہہ حدیث مروی ہے کہ شتر کا سوراخ سوزن مین ہو کر نکلنا آسان ہے اور ان لوگو نکا بہشت مین جانا دشوار ہے - پہر ایسے لوگون کی روایات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے مضمون حدیث اجماع اہلسنت کے خلاف ہے اسلئے وہ خود استدلال نہین کر سکتے - اگر اس حدیث کو ماؤل بخلافت کیا جاوے تو کوی وجہ مضمون حدیث مین ایسے نہین کہ حضرات اہل سنت اس حدیث کو صحیح تصور کرین کیونکہ اگر مراد دلودیا وسے خلافت ہوتی تو ضرور چار خلیفون کا ذکر ہوتا اور جبکہ ایسا نہین تو کیون ماؤل بخلافت سمجہا جاوے تا ان خوارج سکے

مذہب کے موافق کہ وہ فقط حضرت ابو بکر و عمر کے خلافت کو برحق جانتے ہین اور خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کو باطل قرار دیتے ہین یہہ حدیث صحیح ہو سکتی ہے اور وہ خوارج سے فقط اسکو باول خلافت کر سکتے ہین۔ لیکن چونکہ مولف صاحب نے اس حدیث پر استدلال کیا ہے اور آخر رسالہ مین اکثر اعتراضات نسبت ایمان و اسلام و خلافت حضرت امیر کے کئے ہین ہمکو تردید کرنا لازم آیا ورنہ بمقابلہ حضرات اہل سنت ہمکو اس حدیث کے تردید کرنیکی حاجت نہ تھی۔

اگر ہم وضع و افترا اور نامعتبری راوی سے درگذر کر کے مضمون خواب غور کرین تو خلافت کا کہین ذکر یا نشان یا اشارہ تک پایا نہین جاتا۔ بلکہ کسی ایسے معاملہ کی خبر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے مرتبہ کو نہ پہچان کر کسی بڑے کام مین جسکے وہ قابلیت نرکہتے تھے بیجا طور پر دست اندازی کی اور پہر اوس کام کو وہ انجام نہ پہونچا سکے اور اوسکے انجام نہ پہونچانے مین گنہگار ہوئے اگر ڈول سے مراد امارت مسلمانان ہے تو ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اسکام کی قابلیت نرکہتے تھے بعد ازان وہ ڈول صورت بدل کر بن گیا یعنے خلافت پیغمبر باقی نرہی فقط سلاطین کے سرداری رہ گئی اور وہ کوس جس سے رسول خدا نے پانی کہینچا تھا اور ابو بکر نے بلا استحقاق و بغیر قابلیت از خود اوٹھا لیا تھا حضرت عمر کے ہاتھ نہ آیا بلکہ وہ ڈول تبدیل ہو گیا جس سے حضرت عمر نے پانی کہینچا اور البتہ خوب کہینچا مگر ناجائز بلا قابلیت و استحقاق کے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ مین نے تو آدمیون مین ایسا عبقری

نہین دیکھا جو عمر کے طرح پالے کھینچتا ہو۔ مولف صاحب نے عبقری کے معنی شاہ روز غلط لکھے ہین بلکہ عبقری منسوب بعبقر ہے اور عبقر ایک دیہہ ہے وادی عرب مین جہان کے بہوت اور خبیث مشہور ہین اور اہل عرب اپنے اصطلاح مین عبقر کے بہوت خبیث کو کہتے ہین۔ اس اعتبار پر جو کچھہ معنے حدیث کے ہوسکے وہ ظاہر ہین۔ مولف صاحب نے معلوم نہین اس حدیث کو کس غرض سے ظاہر کیا ہے اونکو کوئی فائدہ اس سے نہین پہنچتا کیونکہ گفتگو نص خلافت پر ہے نہ کہ اخبار خلافت پر اس سے کوئی شیعہ بھی انکار نہین کرتے کہ پیغمبر خدا کے وفات کے بعد اول حضرت ابو بکر پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے مگر بلا مرضی اور بغیر حکم پیغمبر خدا کے یہہ لوگ بطریق غلبہ و تسلط جبریہ کے خلیفہ بنگئے اور شیعہ اسبات کا بہی اقرار کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کو بذریعہ وحی و خواب و دیگر علوم نبوت جملہ حالات کی پیشتر خبر ہوچکی تہی کہ میرے وفات کے بعد میری امت ایسا ایسا کریگی۔ اور فلان فلان خلیفہ بنجائینگے یہانتک کہ تمام خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے نام و کنیت ولقب بہی آپکو معلوم تہے پس اگر حضرت ابو بکر و عمر کے تسلط کی خبر آنحضرت صلعم کو اسی خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہو تاہم ان دونون بزرگون کے خلافت کا جواز اس سے ثابت نہین ہوسکتا ہان اگر خواب مین حضرت صلعم یہہ دیکہتے کہ مین نے اول

ڈول سے پانی کہینچا اور پہر وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر کو دیا اور
بعد ابوبکر کے وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے عمر کو دیا تو البتہ خلافت
پیغمبر صلعم کے خبر نکل سکتی تہی لیکن خواب مین تو صاف یہہ درج ہے
کہ ابوبکر نے اوس ڈول کو لیلیا پہر وہ ڈول صورت بدل کر ڈول بن گیا اور اوسکو
عمر نے لیلیا آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے دینا بیان نہین فرمایا۔ اسلئے
یہہ حدیث جواز خلافت کے دلیل نہین ہو سکتی بلکہ حسب مصرحہ بالا شیخین
کا تغلب تصرف ناجائز صاف صاف ثابت ہوتا ہے اور یہہ معجزہ جناب
پیغمبر آخر الزمان صلوۃ اللہ والسلام علیہ کا ہے کہ کوئی شیخین موضوعی روایت
بنا کر کامیاب نہین ہو سکتا۔

حضرات منصف مزاج غور فرماوین کہ مذہب بر حق وہ کہلاتا ہے جو اپنے
حقیت کو دوسری مذہب کے کتب سے ثابت کردی مگر وای برحال
حضرات اہل تسنن کہ باوجود کوشش بلیغ اپنے مذہب کو اپنی کتب سی بہی
ثابت نہین کر سکتی۔ ہمیشہ مناظرہ شیعہ وسنی مین دیکہا ہوگا کہ شیعہ اپنی
مذہب کا اثبات کس زور شور سے کتب مخالفین سے کرتے ہین اور برابر
حوالہ کتب فریقثانی کا دیتے ہین کہ دیکہو تمہاری بخاری مین یہہ لکہا ہے اور
بقیہ صحاح مین یہہ درج ہے۔ اور حضرات اہل سنت جب مناظرہ کرینگے
تو فریقثانی سے یہہ فرماوینگے کہ ہماری صحیح بخاری مین یہہ لکہا ہے اور ہمارے
صحاح مین یہہ درج ہے لیکن پہر بہی ہمیشہ اونکا استدلال غلط نکلتا ہے اور
فریقثانی کو کبہی اس جواب کے دینے کی نوبت نہین پہنچتی کہ اگر تمہارے

صحیح بخاری مین لکھا ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہو سکتی ہے بلکہ جہانتک ہوتا ہے
برابر اونکے استدلالات کو اونکے ہی کتب سے رد کر دیتے ہین اور یہہ بات
بالضرور بوجہ امداد روح القدس کے ہے۔ اور یہہ ہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے
وقت حضرات اہل سنت کے ہوش وحواس درست نہین رہتے ڈر کے مارے
اپنی کتب کو دوسرون کے تبلادیتی ہین احادیثؐ کا حوالہ تواریخ مین دیکھتے
ہین اسیکو ماری رعب کے ہاتھہ پیر بہول جانا کہتے ہین۔ جیسا کہ مولف
صاحب کے فقرہ آیندہ سے ظاہر ہے۔

قال صاحب اسرار الہدی جو حضرت کے بعد ہونا تہا سو خدا نے آپکو خواب
مین دکہلا دیا اگر کہین کہ اہلسنت کے حدیث کو شیعہ تسلیم نہین کر سکتے ہین جبتک
کہ اپنی کتب معتبرہ مین ایسی کوئی حدیث صحیح نہ دیکہہ لین تو بفضل خدا وببرکت
سید الانبیاء اہل سنت پر یہہ بات بہی کچہہ دشوار نہین بلکہ بہت آسان ہے
کیونکہ جملہ تواریخ اہل تشیع مین مثل حملہ حیدری وروضۃ الصفا وطبری وکشف الغمہ
وغیرہ کی خلافت خلفا اربعہ کے علی الترتیب مرقوم ہے اگر شیعہ آنکہہ رکہتی
ہون تو دیکہہ لین اگر کان رکہتے ہون تو سن لین الی آخر الہزلیات۔ یہی
اقول بجولہ۔ کیون انصاف والو کچہہ سنا۔ واقعی اگن کے بچے کہجور مین تبلادیے
حضرات اہلسنت پر کچہہ دشوار نہین۔ دیکہئے کس فخر اور ناز سے کتنا بڑا
دعوی کیا ہے کہ ایسے حدیث صحیح کتب شیعہ مین تبلائینگے اور وہ حدیث
صحیح کیا نکلے کہ تواریخ شیعہ مین خلفاء کا ذکر ترتیب وار لکہا ہوا ہے
ایسا نہین کیا کہ یزید کے خلافت کا ذکر پہلے لکہتے پہر حضرت عمر کے

پہر حضرت عثمان کے اور پہر حضرت ابو بکر کے مولف صاحب نے اثبات خلافت کے لئے اس ترتیب وار ذکر کو غنیمت سمجہا - اور طرہ یہہ ہے کہ پہر اپنے کتابون کو شیعون کی کتابین بتلانے لگے لیکن روضۃ الصفا یا طبری کے انکار سے مولف صاحب کا کام نہین چلتا تواریخ کے کتب کا حوالہ مناظرہ مین کون دیتا ہے دراصل اہل سنت کے مذہب کا استیصال تو حدیث کی کتابین کر رہی ہین مولف کو چاہیئے کہ اول اونکو جلا دین کتب تواریخ کے سر کیون ہوئی ہین اگر مولف صاحب روضۃ الصفا اور طبری ہی ڈرتے ہین تو اونکی ماخذ کا کیا علاج کرینگے اور کس کتاب سے انکار کرینگے - شواہد النبوت کو بہی دیکہئے کہ بذکر جناب امیر علیہ السّلام لکہتے ہین (کہ وہی امام اول ہست از ائمہ اثنا عشریہ) اور اس فقرہ سے بالکل ابطال امامت خلفاء ثلثہ کا ہوتا ہے کیونکہ حدیث ائمہ اثنا عشر و دوازدہ خلفاء برحق اہلسنت کے متواتر اور مندرجہ صحیحین سے ہی اور خلفا ثلثہ کا کہین نام ونشان تک نہین تو مولف صاحب کو لازم ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم اور شواہد وغیرہ کو بہی تصانیف اہلسنت سے خارج کرین -

اس سے بڑہکر کارگزاری مولف صاحب کی یہہ ملاحظہ فرمائی کہ آپ احقاق الحق کے اس مسئلہ کو - (کہ بنی ہاشم نے جو خلافت خلفاء ثلثہ پہ صبر و سکوت کیا یہہ بوجہ وصیت پیغمبر خدا کے تہا کہ وہ حضرت علی کو صبر کی وصیت کر گئے تہے تا کہ ضعیف مسلمان نہ مارے جاوین اور دین محفوظ رہے) حدیث صحیح نص خلافت خلفاء ثلثہ کی تصور کرتے ہین - واقعی ڈوبتے ہوئے کو

شکہ کا سہارا ہوتا ہے خواہ وہ شکہ غرق کرے یہن اور سرعت کا بہی باعث ہوتا ہے
نقل مسئلہ اسطرح لکہی ہے کانوا فی ھذا السکوت مراعین لما وصی
بہ النبی علیا من الصبر وعدم مجادلۃ الثلثۃ ایفاء فی ذلک
علی المسلمین المستضعفین وحفظ الدین اور مطلب اسکا صاف
یہہ ہے کہ رسول خدا اور علی سے افضل اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک خلفاء
ثلثہ واجب القتال تہے مگر بخیال ضعفاء مسلمین وبنظر حفاظت دین آپنے
ترک جدال کرکے صبر وسکوت فرمایا۔ اس سکوت کو مولف صاحب
دلیل حقیت خلافت اصحاب ثلثہ کے قرار دیتے ہین اور ماشاء اللہ
اس مسئلہ کو حدیث سمجہے ہوئے ہین۔ ہان اسمین شک نہین کہ مسئلہ مذکور
کسی حدیث سے ہے اخذ کیا گیا ہے مگر مولف صاحب کو وہ حدیث
دستیاب نہین ہوسے وہ حدیث اس مسئلہ سے زیادہ شرح اور تفصیل
وارد ہے اور یہ چونکہ وہ حدیث مرویات اہل سنت سے ہے اس لیئے
مولف صاحب کو اوسپر ایمان لانا ہی ضرور ہوگا اور بیشتر اسی رسالہ مین
ہم نقل بہی کرچکے ہین۔ دیکہئیے وہ حدیث صحیح مرویہ اہلسنت یہہ ہے۔
فی مناقب خوارزمی ومناقب ابن مردویہ بسندہما الی ابی الطفیل
عامر بن واثلہ قال کنت علی الباب یوم الشوریٰ فارتفعت
الاصوات بینہم فسمعت علیاً یقول بایع الناس ابوبکر وانا
واللہ اولی بالامر واحق منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان ترجع
الناس کفارا یضرب بعضہم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر بعمر وانا

واللّٰہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان ترجع الناس کفاراً
ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع
ثم قال انشدکم اللّٰہ الیٰ آخر مناشدہ یعنے مناقب خوارزمی و مناقب ابن
مردویہ مین بسند ہاے خود جو منتہے ہوتے ہین طرف ابی الطفیل عامر بن واثلہ
کے مروی ہے کہ کہا عامر بن واثلہ نے کہ بروز شوری مین دروازہ پر تھا کہ آوازین
بلند ہوئین اور مینے حضرت علی کو یہہ کہتے ہوی سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ دیکھو
لوگون نے ابو بکر سے بیعت کی اور بخدا مین اوسے تر اور مستحق تر خلافت
کا تھا ابو بکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ لوگ مرتد ہوکر
کافر ہو جاینگے ایکدوسرے کی گردن تلوارون سے کاٹینگے۔ بعد اسکی بیعت
کی ابو بکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تھا لیکن
اوسے خوف ارتداد مسلمانان سے کہ پھر کر کافر ہو جاینگے مین خاموش ہو گیا
اب تم لوگ یہہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا
اور نہ بسمع قبول ورضا اصغا کرونگا پھر اسکے بعد آپ نے لوگون کو متوجہ کر کے
فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہے خدا کی تم مین سے کوئی ایسا میرے
سوای ہے کہ جسمین یہہ فلان صفت ہو تا آخر سوال۔

قولہ بفرض محال اگر شروع ہی سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلا فصل
بنائی جاتے تو ترقی درکنار بلکہ اسلام کا نام ونشان بھی دنیا مین سے
مٹ جاتا جیسا کہ دستور العمل جناب امام المشارق والمغارب سے اظہر من الشمس ہے
اقول بحولہ تعالی پہلے ہمکو اسباب کا جتلا دینا بھی ضرور ہے کہ رسالہ الف

پر مولوی محمد لطف اللہ صاحب کے تقریظ ثبت ہے اب اس قول کو فقط
سید جوہر علی صاحب کا ہی قول نہین سمجھنا چاہیئے بلکہ یہہ قول جمہور اہلسنت کا
قرار پا گیا۔ اگر یہہ قول فقط مولف کا ہی ہوتا تو شاید ہم تردید سے قطع نظر
کر جاتے کہ اونکو ادعا سیادت بھی ہے۔
مولف نے یہہ صریح طعن کیا ہے دستور العمل جناب امیر علیہ السلام پر کہ
اونہون نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو کیون قتل کیا اور اپنی نزدیک
انہین لوگون کو مسلمان اور اہل اسلام خیال کیا ہے۔
مطلب مولف کا یہہ ہے کہ حضرت علی نے اپنی زمانہ خلافت مین اون لوگون
سے قتال کیا جو دعوی مسلمانی رکھتے تھے اگر اول بار ہی آپ خلیفہ کردیئے
جاتے تو سب مسلمان آپ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے۔
مولف کے اعتقاد مین حضرت علی محافظ دین اور حامی ملت اور ولی مومنان
اور مولای مسلمان نہ تھے لیکن بروی عقاید صحیحہ اہل سنت ایسے عقیدہ کا آدمی
قطعی کافر ہے کیونکہ اوسنے بحمایت کفار و منافقین مولای مومنین سے
بداعتقادی پیدا کی اسلئے وہ منکر قرآن اور تکذیب کرنے والا قول پیغمبر کا ہے
قرآن مین تو صاف یہہ حکم ہے کہ علی مرتضیٰ مثل خدا اور رسول کے سب مومنین
کا ولی جیسا کہ ایہ انما ولیکم اللہ سے روشن ہے اور مولف برخلاف اسکے
اپکو شندہ اور دشمن مسلمانان کہتا ہے۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہین انہ ولی
کل مؤمن من بعدی کہ علی میری بعد سب مومنین کا ولی ہے اور من کنت
مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولی ہے۔ جنہیر فرمایا من انفسہم

فقد ابغضنی ومن احبه فقد احبنی جسنے علی سے بغض و عناد رکہا اوسنے مجہسے بغض رکہا جسنے علی سے محبت رکہی اوسنے مجہسے محبت رکہی پہر فرماتے ہین کہ علی امام البررة قاتل الفجرة علی امام ہے ابرار ونکا اور قاتل ہے فاجرونکا۔ پس ان تمام آیات و احادیث سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ حضرت علی سے مخالف یا دشمن یا عداوتی تہے یا جنسے حضرت علی نے قتال کیا وہ منافق اور فاجر اور کافر تہے۔

علی باب حطة من دخل منه کان مؤمنا ومن خرج منه کان کافرا وحدیث دیگر لا یحبه الا مؤمن ولا یبغضه الا منافق یعنے علی باب حطہ ہے جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن ہوا اور جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا اور علی کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہین رکہتا اور علی سے سوای منافق کے کوی بغض نہین رکہتا۔ پس جن لوگون سے حضرت علی نے قتال کیا وہ بشہادت مخبر صادق سب کے سب منافق اور فاجر اور کافر تہے۔ اون لوگون کے جو دوست ہین وہ بہی منافق اور کافر اور فاجر ہین اور نیز دشمنان علی کو یا علی سے لڑنے والون کو یا علی کے ہاتہ سے مارے گئے لوگون کو جو شخص مومن یا مسلمان سمجہے وہ بہی اونہین مین سے ہے اور کوئی حضرت علی پر طعن کرے اور اونکو مسلمان اون کا دشمن سمجہے وہ قطعی کافر ہے یہہ عقیدہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے ہے۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ سوالف صاحب یا مولف صاحب کے ایسے عقاید کے مدح و ثنا کرنے والے کس مذہب کے آدمی ہین۔

پس جبکہ یہہ بات تو بروے قرآن اور احادیث ثابت ہوگئی کہ حضرت علی مومنین کے ناصر و معین و خیرخواہ اور ولی اور مولا اور گمراہی سے بچانے والے اور اونکے پشت پناہ تھے اور جنسے اونہون نے قتال کیا ہے وہ لوگ کافر و فاجر منافق تھے تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی اول ہی مرتبہ خلافت پر متسلط ہوجاتے تو مومنین کے نصرت و اعانت و خیرخواہی اور ولایت کرتی اور منافقون فاجرون کافرون کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیتے اور اسی سے مراد روی زمین پر اسلام کا پہیل جانا اور کفر کا کٹ جانا ہے مگر مسلمانون کی شامت اعمال نے یہہ بات نہونے دی درمیان مین نا قابل خلافت لوگ حایل ہوجاتے اسلام قسطنطنیہ کے حد پر ہے پہونچکر کیون رک جاتا اور اسلام ایسا ذلیل و خوار کیون ہوتا کہ بجز فیصدی پانچ مومن اور پچانوی منافق شامل ہین منافقون اور فاجرون کا کہین نشان بہی نہ ملتا اور تمام روی زمین پر ایک مذہب برحق شیعیان علی کا جاری ہوجاتا۔

قال صاحب اسرار الہدی دوم مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیر نے حضرت رسول خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق اکبر کا ہے بعد انکے عمر فاروق کا بعد حضرت عثمان کا بعد اونکی حضرت علیکا۔

اقول و بہ نستعین دوم سے مراد مولف کے حدیث دوم ہے مگر اوس حدیث کو کسی جگہ نقل نہین کیا بندہ نے احتیاطًا اسوجہہ سے حاشیہ مجمع

بھی دیکھا کہ لفظ مجمع البحرین پر نشان حاشیہ کا اسطرح دیا ہے (مجمع البحرین) لیکن حاشیہ پر بھی وہ حدیث نقل نہ پائی بلکہ برخلاف اوسکے خلاصۃ المنہج کے حوالہ سے تفسیر آیۃ آمنوا باللہ ورسولہ لکھ رکھی ہے۔ معلوم نہوا کہ مجمع البحرین کو کس لغت مین خلاصۃ المنہج کہتے ہین۔ اور اس لفظ پر نشان دیکر کیون تفسیر اس آیت کے لکھی ہے۔ اور حدیث کے نقل کرنے سے کس مصلحت سے گریز کیا۔ جبکہ مولف نے حدیث کی نقل ہی نہین کی پھر ہم جواب کس بات کا دین۔ شیعہ البتہ جس کتاب اہلسنت کا نام لیکہین کہ اوسمین یہہ روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کو فہمایش کر دیا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت علی کا ہے اور سوای میرے اہلبیت کے اور کوئی شخص خلیفہ و امام و پیشوا نہین ہو سکتا تم لوگ غصب حقوق اہلبیت کے مظلمہ سے بچنا تو البتہ ثابت کر سکتے ہین یہانتک کہ قرآن مجید اور تفاسیر اہلسنت اور جملہ کتب احادیث اہل سنت سے اس بات کو ہر وقت ثابت کر سکتے ہین۔ جیساکہ ہم عنقریب اسی رسالہ مین مفصل طور پر اثبات اس امر کا کرینگے۔ استدلال مولف کے وقعت اسی سے ظاہر ہے کہ جن مواقع پر آپ نے نقل روایات بھی کی ہے وہ بالکل اونکی بحث اور استدلال کے خلاف ہے اور جس موقعہ پر نقل روایت سے گریز کیا ہے یعنے مولف صاحب خود ہی نقل کرنے سے شرماتے ہین وہ استدلال ضرور قابل تعریف ہوگا۔

قولہ سوم نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک متواتر کتاب ہے

یہ خطبہ منقول ہے جسکے ہر حرف سے بوی خلافت بلافصل حضرت صدیق اکبر کے آتی ہی - تا آخر ہزلیات و لغویات - اسکے بعد فرماتی ہین (اگرچہ نقل خطبہ جناب کے کتاب الموافقہ ابن سمان عالم اہلسنت سے کیجاتی ہے مگر اہل التشیع خطبہ موصوفہ کو بلفظہ نہج البلاغت سے ملا دیکھین امید قوی ہے کہ جملہ اہل انصاف اس خطبہ شریف کو عدالت کے آنکھہ سے ملاحظہ فرمائینگے ضرور ہے کہ جناب امیر کے ہر ایک کلمہ دردناک پر آنسوؤن کا دریا بہائینگے —

اقول وبہ نستعینہ بقول شخصے پرائے بہروسہ کھیلا جوا - اج متواکل سوا کجا کتاب الموافقہ ابن سمان اور کجا نہج البلاغت - اہل انصاف ہی کچھ خیال فرمائینگے کہ جب مولف نے بچشم خود اس خطبہ کو نہج البلاغت مین معاینہ فرما لیا تہا پہر ابن سمان کے حوالہ سے کیون زیب رقم فرمایا ہے - آیا تالیف ابن سمان کی کچھ زیادہ وقعت شیعون کے نزدیک سمجہتی یا نہج البلاغتہ پر شیعہ اعتبار نہ کرتے تہے بہرحال کوئی وجہ تو ضرور ہے —

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولف صاحب نے افترا پردازی سے حوالہ نہج البلاغت کا دیا یا اوسمین یہہ خطبہ کسی دوسرے عنوان سے ہے ممکن تہا کہ ہم نہج البلاغتہ مین اس خطبہ کو اور بہی تلاش کرتے مگر جبکہ خود مولف کو بہی اطمینان اسبات کے نہین ہے اور واقعی اونہون نے نہج البلاغتہ مین اس خطبہ کو نہین دیکہا ہے ورنہ بحوالہ نہج البلاغتہ نقل کیا ہے پہر ہمکو زیادہ تلاش مین سعی کرنا کیا ضرور ہے خصوصًا جبکہ ہم اسے خطبہ کو اہل سنت کے بڑے معتبر کتاب سے یہ ینابیع المودہ مین بلفظہ بتبدیل بعض کلمات ونام

حضرت علی کے حق مین حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا درج پاتے ہین پہر نہج البلاغت سے اسکو کیا سروکار رہا۔

یہہ عجیب بات ہے کہ ایک عالم اہل سنت تو اس خطبہ کے نسبت لکہتے ہین کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر علیہ السلام پر بیان کیا۔ دوسرے صاحب براہ تدلیس و تلبیس فرماتے ہین کہ حضرت علی نے نعش ابوبکر سے مخاطب ہو کر بیان فرمایا پہر منشی جوہر علیصاحب کسکے قول پر اعتبار کرکے اس خطبہ کو تحریر کرتے ہین جبکہ خود اونکے ہی عالم مختلف البیان ہین تو ظاہر ہے کہ منشی صاحب اس خطبہ پر استدلال نہین کر سکتے۔ ہان البتہ غیر نقیبالے ضرور اہل سنت پر اس خطبہ سے حجت لا سکتے ہین اور اونکو ساکت کر سکتے ہین کہ تمہارے ایک بہت بڑے عالم نے لکہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر پر یہہ خطبہ پڑہا جس سے اثبات خلافت بلافصل جناب امیر کا ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کے دیگر کتب معتبرہ مین بہی اس قسم کے خطبات ہواتف مروی ہین کہ جو جنازہ جناب امیر پر گوئندہ غیبی بیان کرتے تہی از انجملہ شواہد النبوت جامی مین سے ایک یہہ فقرہ گوئندہ غیب کا مجہی بہی زبانی یاد ہے۔ (گوئندہ غیبی میگفت کہ محمد علیہ السلام درگذشت و وصی وی شہید شد نگہبانے امت کہ تو انند کرد۔ دیگری جواب داد ہر کہ پیروی الیشان کند و سیرت الیشان ورزد) دیکھئے خلافت بلافصل کا اثبات اسکو کہتے ہین تردید رسالہ اسرار الہدے تمام ہوے۔ اسکی بعد مولف نے ایک تتمہ رسالہ لکہا ہے گویا اسرار الہدے کے دو حصے ہین ایک

ازجانب اہل سنت اور دوسرا ازجانب نواصب و خوارج جسکی تردید آئندہ کیجاتی ہے مگر ہم قبل تردید اقوال ناصبی ملعون کے کچھ مختصر ذکر اون آیات و احادیث مندرجہ کتب اہلسنت کا کرتے ہین جو صریحاً خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام پر دلالت کرتے ہین اور جنسے خلافت اغیار صریحاً باطل قرار پاتے ہے۔

مقالہ در اثبات خلافت بلافصل جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام

اس مقالہ کو ہم دو باب پر منقسم کرتے ہین باب اول دربیان آیات قرآنی والہ بر خلافت بلافصل جناب امیر المومنین علیہ السّلام باب دوم دربیان احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت درباب اثبات خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام۔ اور ہمنے اس تحقیقات مین التزام کامل اسبات کا کیا ہی کہ جملہ آیات کی تفسیر کو تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے اور جملہ روایات احادیث کو کتب صحیح حدیث اہلسنت سے لکھا ہے اور کوئی روایت یا حدیث کتب اہل التشیع سے نقل نہین کی ہے

باب اول دربیان آیات قرآنی والہ بر خلافت بلافصل جناب امیرؑ

اگرچہ اس بارہ خاص مین بہت آیات قرآنی وارد ہین اور اگر تفاسیر اہلسنت مین تلاش کیا جاوے تو کم سے کم تین چار سو آیات قرآنی اسی مطلب مین نکلین مگر اس موقعہ پر نہ زیادہ حاجت ہے نہ ایسی زیادہ فرصت ہے خوف طوالت کتاب کا بہی ہے اسلئے بعض آیات کا ذکر

تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے کیا جاتا ہے۔

آیت اول قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون یعنی اللہ جلشانہ سب مسلمانان سے جو خدا کی واحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت پر ایمان لائی ہین یہ خطاب فرماتا ہے کہ سوای اسکے نہین ہے کہ تمہاری ولی یعنی حاکم واولی بتصرف فقط تین ہین اللہ جلشانہ اور اوسکا پیغمبر اور وے مومن جو برپا کرتی ہین نماز اور ادا کرتے ہین زکوۃ دراںحالیکہ رکوع مین ہین پس خدا اور رسول کو تو سب جانتے ہین۔ تیسرا ولی مومنان وے شخص یا اشخاص ہین جو مومن اور برپا کنندہ نماز اور ادا کنندہ زکوۃ بحالت رکوع مین۔ اب دیکھنا فقط اسبات کا رہا کہ وہ شخص ایک ہے یا چند اشخاص ہین جنہون نے بزمانہ نزول اس آیت کے بحالت رکوع زکوۃ دی تھی اور بموجب تفاسیر صحیحہ اہل سنت منجملہ اصحاب پیغمبر علیہ السلام کے وہ شخص کون ہے پس جمیع مفسرین اہل سنت کا اتفاق اور جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ اس آیہ کریمہ مین مراد خیرات کنندہ بحالت رکوع سے فقط حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بطرق متعدد عطا اور عبد اللہ بن سلام اور ابو ذر غفاری سے روایت کرتا ہین اور ابن اثیر جامع الاصول مین عبد اللہ بن سلام سے۔ اور جمع بین الصحاح الستہ کے جزو ثالث کے اواخر مین در تفسیر سورہ مائدہ صحیح نسائی سے بذیل قولہ تعالےٰ انما ولیکم اللّٰہ الخ عبد اللہ بن سلام سے۔ اور امام ثعلبی

اپنی تفسیر میں ابن عباس اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے۔ اور تفسیر زاہدی میں مجاہد سے۔

علامہ جلال الدین السیوطی تفسیر در منثور میں بطریق متعدد۔ روایت کرتے ہیں اور علاوہ انکے زمخشری۔ بیضاوی نیشاپوری۔ ابن سبع و احدی واقدی سمعانی بیہقی نطنزی اجلہ واکابر مفسرین و محدثین اہل سنت بالاتفاق اس امر کو لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے بحالت رکوع مسجد نبوی کے اندر سائل کو انگشتری عطا فرمائی تھی اسلئے خیرات کنندہ بحالت رکوع مراد حضرت علی سے ہے۔ اب اہل انصاف فرمائیں کہ اس سے زیادہ نص صریح اور حکم قطعی خلافت بلافصل کا اور کیا ہوسکتا ہے۔ لفظ انما سے ولایت مومنین منحصر خدا اور رسول و علی پر ہوچکی اسکے برخلاف عقیدہ رکھنے والا منکر قرآن اور کافر مطلق ہے۔

آیت دوم صریح حکم استخلاف و نصب ولی عہدی حضرت علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے ای رسول پونہچا دے اوس پیغام کو جو تیرے رب کیطرف سے تجپر اوترا ہے اور اگر یہہ نہین کرتا ہے پس نہین پونہچائی تو نے رسالت اپنے پروردگار کے اور اللہ جلشانہ تجکو آدمیون سے بچا دیگا۔ فی تفسیر در منثور للعلامہ جلال الدین

۲ السیوطی- اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی
سعید الخدری نزلت ھذہ الایۃ بلغ ما انزل الیک الخ یوم غدیر
خم فی علی ابن ابیطالب و زاد انہ اخرج عن ابن مسعود قال کنا
نقرء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک ان علی مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس- علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین روایات ابن ابی
حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر عن ابو سعید الخدری اسطرح لکھتے ہین
کہا ابو سعید خدری سے کہ یہہ آیہ بلغ ما انزل الخ غدیر خم مین حضرت
علی کی حق مین اوتری- اور زیادہ کیا اس فقرہ کو کہ ابن مسعود سے یہہ روایت
ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم زمانہ رسول خدا مین اس آیت کو اسطرح پڑہا کرتے
تھے کہ من ربک کے بعد ان علیا مولی المومنین قرات کیا کرتے تھے
یعنی ای رسول پہونچادی اوس پیغام کو جو تیری رب کیطرف سے تجہ پر
اوترا کہ علی جملہ مومنین کا مولا ہے اور اگر تبلیغ اس پیغام کی نکریگا تو نہین
پہونچائی تو نے رسالت پروردگار کی اور اللہ تجکو آدمیون سے بچادیگا
امام واحدی اسباب نزول مین باسناد خود مرفوعا ابو سعید خدری سے
اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل حسکانی مین یہہ نازل ہونا اس آیہ
کا حق علی مرتضی مین بیوم غدیر درج ہے اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر
کبیر مین دسوین وجہ نزول مین لکھتے ہین نزلت ہذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی
حق علی ابن ابیطالب- یعنی یہہ آیت بیوم غدیر خم حضرت علی کی حق مین

نازل ہوئے —

آیت سوم قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی فرماتا ہے اللہ جلشانہٗ کہ آج کے دن
پورا کیا میں نے تمہارے لئے دین کو اور تمام کیا میں نے تم پر اپنی نعمتوں
کو اور راضی ہوا میں تمہارے لیئے دین اسلام سے —
علامہ سیوطی تفسیر درمنثور میں بروایت ابن مردویہ و ابن عساکر عن
ابو سعید الخدری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلعم نے
حضرت علی کو غدیر خم میں نصب کیا اور ولایت علی مرتضیٰ کی صدا بلند
کی تو جبرئیل امین نازل ہوئی اور یہہ آیت لائے الیوم اکملت لکم
دینکم الخ اور نیز روایت کی ابن مردویہ و خطیب بغدادی و ابن
عساکر نے ابو ہریرہ سے کہ یہہ آیت بروز غدیر خم درحق علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے نازل ہوئی —
اور ابن المغازلی اور خطیب بغدادی تشریح کرتے ہیں کہ قبل برخاست
جلسہ ولایت علی اوسی مجلس میں یہہ آیت نازل ہوئی — اور خوارزمی ابن
مردویہ تشریح کرتے ہیں کہ بعد خطبہ من کنت مولاہ اور قبل دعای اللھم
انصر من نصرہ کے نازل ہوئی اور نیز لکھتے ہیں کہ بعد نزول آیہ ہذا پیغمبر
خدا صلعم نے یہہ دعا کی اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام
النعمۃ ورضی الرب برسالتی و ولایت علی ابن ابی طالب
من بعدی — خدا بزرگ و برتر ہے (یہہ نعرۂ خوشی ہے) اور سب تعریفیں

ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر اکمال دین و اتمام نعمت و رضامندی
پروردگار کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے
میرے بعد۔

آیہ چہارم۔ تائید ولایت علی ابن ابیطالب کے نازل ہوئی ہے
اور امت کو تنبیہ کی گئی کہ درباب ولایت علی ابن ابیطالب تمہا اُن خدا (؟)
کے روبرو پوچھی جاؤ گے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مین ہے (الآیۃ

قولہ تعالے وقفوھم انھم مسئولون اخرج الدّیلمی عن ابی سعید
الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایت
علی ابن ابی طالب۔ یعنی بسلما نونکو مطلع کرو کہ تم ولایت علی کی بابت
پوچھی جاؤ گے۔

آیہ پنجم۔ یہ کہ خدا تعالے نے علی ابن ابیطالب اور باقی آئمہ اہل بیت
کو حبل اللہ قرار دیا ہے اور بسلما نونکو اونکی تمسک کا حکم دیا جیسا کہ صواعق
محرقہ مین ہے الآیۃ الخامسہ۔

قولہ تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اخرج الثعلبی
فے تفسیرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال نحن حبل اللہ الذی
قال اللہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی امام ثعلبی نے اس آیت کے
تفسیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے
کہ وہ حبل اللہ ہم ہین جسکے بارہ مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مضبوط پکڑو
حبل اللہ کو سب کے سب اور پراگندہ مت ہو۔ اور نیز دیگر صحاح مین

بضمن حدیث ثقلین یہہ ہے لفظ حبل اللہ الممدودہ من السماء حق اہل بیت علیہم السلام من مروے ہے۔

آیۃ ششم خداتعالے نے مسلمانون کو حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور صادقون کے ساتھہ رہو اور مراد صادقین سے علی ابن ابیطالب اور دیگر ائمہ اہل بیت ہین۔

کما قال اللہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا تعالے سے ڈرو اور صادقون کے ساتھہ رہو۔

علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین۔ اور امام ثعلبی اپنی تفسیر مین حضرت عبداللہ ابن عباس سے اور نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ اس آیۃ مین مراد صادقون سے علی ابن ابیطالب اور اونکے اہل بیت ہین۔

آیۃ ہفتم خدا تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ خدا انہین عذاب نکریگا لوگون پر جبکہ اہل بیت محمد صلعم اونمین موجود ہون۔ گویا اہل بیت محمد صلعم امان ہین دنیا کے لیئے ایسی ہی جیسے رسول خدا صلعم امان تہے دنیا کے لیئے۔ یعنی بعد پیغمبر خدا صلعم اہلبیت پیغمبر قایم مقام پیغمبر صلعم کے ہین اور مراد اہلبیت سے علی و فاطمہ و حسنین اور ائمہ ذریت اونکی ہین جیسا کہ اکثر احادیث سے مستفاد ہوتا ہے دیکہو صواعق محرقہ ابن حجر کے فضل و کرامات متعلقہ اہل بیت رسالت مین الآیۃ السابعۃ

قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم اشار صلعم الی وجود ذلک المعنی فی اھلبیتہ وانہم امان لاھل الارض کما کان ھو صلعم امانا لھم وفی ذلک احادیث کثیرۃ ومنہا النجوم امان لاھل السماء واھلبیتی امان لامتی ومنہا صحیحہا الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھلبیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتہا قبیلۃ من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس ومنہا ما جاء من طرق عدیدۃ یقوی بعضہا بعضا۔ انما مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق ومنہا اھلبیتی کباب حطۃ من دخلہا کان مومنا ومن خرجہا کان کافرا

یعنی صاحب صواعق محرقہ ذکر آیات متعلقہ اہل بیت رسالت مین لکھتے ہین کہ آیت ہفتم یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ البتہ خداوند کریم اونکو عذاب نہین کریگا جبتک تو اونمین ہے اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے عود اس معنی کا اپنی اہل بیت مین اور اہل بیت پیغمبر صلعم امان ہین واسطے اہل ارض کے جیسے کہ رسول صلعم امان تھے واسطے اونکے اور اسباب ہ مین بہت سی حدیثین وارد ہین ازانجملہ یہہ کہ ستارے امان ہین واسطے اہل سما کے اور اہل بیت میری امان ہین واسطے امت میری کے وازانجملہ وہ حدیث ہے کہ تصحیح کے جسکے امام حاکم نے بشرط شیخین یہہ کہ نجوم امان ہین اہل ارض کے لئے غرق ہونے سے اور اہلبیت میری امان ہین واسطے امت میری کے اختلاف سے پس جسوقت مخالفت

میری اہلبیت سے کسی قبیلہ عرب نے تو وہ مختلف ہو کر شیطان کا لشکر بنگئے وازانجملہ وہ حدیث ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض طرق ہروسکے موید بعض طرق کے ہین کہ مثال اہل بیت میری مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسمین سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جسنے اوس سے تخلف کیا وہ غرق ہو گیا۔ وازانجملہ یہہ ہے کہ اہل بیت میری مثل باب حطہ کے ہے کہ جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن رہا اور جو اوس سے خارج ہوا وہ کافر ہوا۔ اور بعض روایات مین بجائے اہلبیتی کباب حطۃ کے یہہ ہے علی کباب حطۃ

واضح ہو کہ اس آیات اور نیز آیہ نمبر ششم سے پایا جاتا ہے کہ صادقان آل محمد اور اکابران اہل بیت پیغمبر جو مثل رسول صلعم کے باعث امن از عذاب الہی واسطے امت کے ہین ہمیشہ امت محمدی مین رہینگے جائین کیونکہ بموجب آیات کے احکام دوام کے لئے ہین چنانچہ فرمایا حضرت پیغمبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے فی کل خلف من امتی عدول من اھل بیتی۔ ونیز لا یزال امر الاسلام قائما الی یوم القیامت ما ولیھم اثنا عشر خلیفۃ۔ اور یہہ بات بغیر عقیدہ امامت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام کے تطبیق نہین ہو سکتی

آیہ ہشتم یہہ کہ خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید مین وعدہ بخشش کا شخص تائب ومومن صالح سے باین شرط کیا ہے کہ وہ مہتدی بولایت اہل بیت پیغمبر صلعم کے ہون جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے۔

الآیۃ الثامنۃ

قوله تعالیٰ وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

قال ثابت البنانی اهتدی الی ولایت اہلبیتہ صلعم وجاء ذلک عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ ایضاً۔ یعنی آٹھویں آیتہ یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جل شانہ نے کہ مین بالضرور بخشنے والا ہون واسطے اوس شخص کے جسنے توبہ کی اور جو ایمان لایا اور عمل صالح کئے پھر مہتدی ہوا کہا ثابت بنانی نے کہ مراد اهتدی سے مہتدی ہونا طرف ولایت اہل بیت رسالت کے ہے اور حضرت امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے بھی یہہ ہے روایت ہے۔

ایہ نہم مباهله هی قال فی الصواعق قوله تعالیٰ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قال فی الکشاف لا دلیل اقوی من هذا علی فضل اصحاب الکساء وهم علی وفاطمه والحسن والحسین صاحب کشاف کہتے ہین کہ اس سے زیادہ اور کیا قوی دلیل ہوگی اوپر فضیلت آل عبا کے وہی علی اور فاطمہ اور حسن وحسین ہین۔ اس آیتہ مبارک کے تفسیر مین کسی مفسر یا محدث اہل سنت کو کلام نہین کہ مراد نفس رسول صلعم سے علی مرتضیٰ ہین اور دیگر روایات بھی اسکے موید ہین جیسا کہ امام نسائی خصائص مین روایت کرتے ہین قال رسول اللہ صلعم علی کنفسی پس ظاہر ہے کہ بموجودی نفس رسول صلعم کوئی شخص امام امت اور خلیفہ رسول صلعم کا نہین ہوسکتا۔

آیتہ وهم یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جمیع اہل بیت محمد پر یعنی اصحاب کساء اور انکی

ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کیا کما قال فی الصواعق الآیۃ العاشر
قولہ تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضی نقل القرطبی عن ابن
عباس انہ قال رضی محمد صلعم ان لا یدخل احد من اہلبیتہ النار
یعنے خدا ے تعالے نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم سے فرمایا کہ ہین تجھکو
ایسی چیز عطا کرونگا جس سے تو راضی ہو جائیگا (پس کیا چیز ہے وہ کہ
جس سے آنحضرت صلعم راضی ہوی) نقل کی قرطبی نے ابن عباس سے
کہ راضی ہونا آنحضرت صلعم کا اس چیز سے ہے کہ اونکی اہل بیت مین سے
کوئی متنفس داخل نار ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ یہ جو دی لیے افضل گروہ
کے اور کون قابل خلافت ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ عشرہ مبشرہ
بھی مبشر بہ بہشت ہین سوا ول تو سوا حضرت علی کے اونین سے
کسی کے لیئے بشارت دخول جنت بروی قران وسنت ثابت نہین جس شان
وشوکت سے یہ بشارت سورہ ہل اتے مین نسبت جناب امیر نازل ہوئی
ہے اس طرح پر کسیکی حق مین نازل نہین ہوے سواے اسکی احادیث
کثیرہ مرویہ اہل سنت ہین جو تفصیلوار حال داخل بہشت کا درج ہے
اونین اول پنج تن پاک کے جانے کا اور اونکے عقب مین ذریت اونکی
کا اور اونکے چپ وراست اونکے شیعون کا جانا مروی ہے حضرات
تسعہ مبشرہ کا بہشت مین جانا اون احادیث مین ذکر نہین کیا گیا بلکہ حضرت
علی کے ساتھہ مین حضرت عمار وسلمان رضی اللہ عنہم کے نسبت مشتاق
ہونا بہشت کا مروی ہے۔ اور اگر بطریق تنزل ہم اقوال اہل سنت بنسبت

بشارت شیعہ ان ہی لین تو بہشت مین جانا یا نعم دخول نار نہین بہت لوگ اپنے اعمال کے سزا پاکر بہشت مین داخل ہونگی لیکن طرہ یہہ ہے کہ اصحاب عقبہ کے نسبت صاف طور پر صحاح اہل سنت مین یہہ روایت ہے کہ اونٹ کا سوراخ سوزن مین ہو کر گذر جانا اسان ہے اور اصحاب عقبہ کا بہشت مین جانا دشوار ہے فافہم

آیۃ یازدھم یہہ ہے کہ خداوند تعالے جل شانہ نے حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعون کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا پس بمقابلہ خیر البریہ کے غیر خیر البریہ مستحق خلافت نہین ہو سکتے

قال فی الصواعق

قولہ تعالی ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ خرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس رض ان ھذہ الایہ لما نزلت قال صلعم بعلی ھو انت وشیعتک یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ بہ تحقیق ایمان والے اور صالحین یعنے جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے عمل صالح کئے یہی لوگ خیر البریہ ہین (اور مراد خیر البریہ سے کون ہین) روایت کی حافظ جمال الدین ذرندی نے ابن عباس سے کہ جسوقت یہہ آیۃ نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی خیر البریہ تو ہے اور تیری شیعہ ہین وقال صلعم یاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین ومرضیین وتاتی عدوک غضابا مقمحین

آیۃ دوازدھم قرآن شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مقام اعراف

ہیں اہلبیت مثل صلحاء اپنے دوستون اور دشمنون کو چہرہ کے رنگ سے پہچان لینگے یعنے اونکے دوست نورانی چہرہ ہونگے اور اونکی دشمن سیاہ رو ہونگے کما فی الصواعق

قولہ تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم اخرج البخاری فی تفسیر ھذہ الآیۃ عن ابن عباس انہ قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی وجعفر ذو الجناحین یعرفون محبیہم ببیاض الوجوہ ومبغضیہم بسواد الوجوہ یعنے امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا عبد اللہ ابن عباس نے کہ اعراف ایک بلند مقام ہے صراط کی اوسپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار اپنے دوستون کو سفید چہرون سے اور دشمنون کو سیاہی چہرون سے پہچانینگے۔ اس آیت شریف مین مراد دوست اور دشمن سے پنجتن پاک اور اونکی ذریت کے دوست و دشمن ہین کیونکہ اسلام مین کوئی فرقہ ایسا نہین ہے کہ وہ مخصوص ہو دوستی باشمی عباس و حمزہ و جعفر مین رضی اللہ عنہم جو فرقہ محب اہلبیت ہے وہ شیعیان علی ہین باقی جملہ فرقہ ہائے اسلام دشمنان اہل بیت مین داخل ہین خواہ بعضے اونمین سے خاص ذات بابرکات حضرت علی سے دشمنی نرکھتے ہون کیونکہ دشمنی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ایک خاص دشمن۔ ایک دوست کا دشمن ایک دشمن کا دوست بہرحال سوای شیعیان کے اور کوئی فرقہ دشمنی اہل بیت سی بری نہین

تفسیر میں ذکر عباس و حمزہ و جعفر علیہ السلام قادح مقصود نہیں کیونکہ وہ حضرات نہایت عزیز و قریب حضرت علی کے ہیں اگر وہ دشمنان علی کو پہچان پہچان کر جہنم کیطرف روانہ کریں اور اونکی دوستوں کی مدارات کریں تو کچھ تعجب کے بات نہیں ورنہ دوستی و دشمنی سے اونکا ذاتی تعلق نہیں۔ اور نیز دیگر روایات کثیرہ مرویہ اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ خاص حضرت علی کے متعلق کام ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو خطاب دیا قائد الغر المحجلین غر المحجلین اونکو کہتے ہیں جنکے چہرے پیشانیان اور ہاتھ پیر نورانی سفید چمکتے ہوئے ہیں۔ اور یہہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علی کو اپنا امام اور سردار مانا ہے پس بموجب اس لقب کے ظاہر ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت علی کو خلیفہ بلافصل مانا ہے وہی لوگ غر المحجلین ہیں اور اور حضرت علی غر المحجلین کے سردار ہیں۔ اور جبکہ تشخیص واقع ہوگئی کہ سفید چہرہ والوں کے سردار تو حضرت علی مرتضی ہیں تو ضرور ہے کہ اور لوگ سیاہ چہروں کے سردار ہوں جیسا کہ فرمایا مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے الائمۃ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا و فجارہا امراء فجارہا یعنے سردار تو قریش ہی میں سے ہونگے مگر ابرار ابراروں کے سردار اور فجار فجاروں کے سردار ہونگے۔

دوسری حدیث موید اس آیۃ کے یہہ ہے قال فی الصواعق و روی ابن السماک ان ابابکر رضی قال لہ رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ

صلعم تقول لایجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کی ابن سماک نے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ مین نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے نہین گذر سکیگا کوئی شخص صراط سے مگر یہہ کہ پروانہ راہداری سے اور جائزہ ہو اوسکے پاس حضرت علی کا لکھا ہوا۔

تیسری حدیث موید اس آیت کی یہہ ہے نقال فی الصواعق ۔ اخرج الدارقطنی ان علیا قال للستة الذین جعل عمر الامر شوری بینہم کلاما طویلا من جملته انشدکم باللہ هل فیکم احد قال له رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیامة غیری قالوا اللھم لا یعنے صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کی دارقطنی نے کہ حضرت علی نے اون چھہ شخصون سے جنکے درمیان حضرت عمر نے امر شوری قرار دیا تھا بہت طولانی گفتگو فرمائی از انجملہ یہہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین تمکو قسم خدا کی دیتا ہون سچ کہو کہ آیا میرے سوا کوئی اور شخص ہے جسکی نسبت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمایا ہو کہ ای علی تو تقسیم کرنیوالا بہشت اور دوزخ کا ہے قیامت کے دن۔ سب لوگ بولے کہ بخدا آپکے سوا اور کوئی نہین اب اہل انصاف غور کرین کہ سردار اور امام و پیشوا کون ہے وہ شخص جو ہر ایک کو صراط سے گذرنے کا جائزہ دیتا ہے اور اپنے دوستون تابعدارون کو بہشت مین اور مخالفون اور دشمنون کو جہنم مین بھیجتا ہے یا ایسے لوگ ہی سردار

ہو سکتے ہین کہ جو محتاج جائزہ ہون اور بحالت ثبوت اطاعت رضی اللہ عنہ
کے بحکم علی مرتضیٰ بہشت یا دوزخ مین بھیجے جا دین۔
آیت سیزدہم قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل
البیت ویطهرکم تطهیرا یعنے فرمایا حضرت باری تعالی نے
کہ بجز این نیست کہ خدا ایتعالے چاہتا ہے کہ البتہ دور کرے تم سے رجس
یعنے گناہ و نجاست و برائی ظاہری و باطنی کو اے اہل بیت رسالت
اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک کرنیکا حق ہے قال فی الصواعق اکثر
المفسرین علی انها نزلت فی علی وفاطمه والحسن والحسین۔ واخرج
احمد عن ابی سعید الخدری انها نزلت فی خمسة النبی صلعم وعلی وفاطمه
والحسن والحسین۔ واخرجه ابن جریر مرفوعاً بلفظه انزلت هذه الایه
فی خمسة فی وفی علی والحسن والحسین والفاطمه۔ واخرجه
الطبرانی ایضاً۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہہ
آیت حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے حق مین نازل ہوئی
اور امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے یہہ روایت کی ہے
کہ یہہ آیت پنج تن کے حق مین نازل ہوئی یعنے نبی صلعم اور علی و حسنین
و فاطمہ کے حق مین اور روایت کی ابن جریر نے مرفوعاً بلفظہ پیغمبر خدا
صلعم کہ فرمایا آپنے یہہ آیت نازل ہوئی پنج تن کے لئے۔ میرے
اور علی اور حسن و حسین و فاطمہ کے حق مین۔
بعض متعصبین نے ازواج النبی صلعم کو بھی اس آیت مین شامل کیا ہے

مگر یہہ ادعا اونکا بچند وجوہ باطل ہے اول یہہ بروایت صحیح مسلم ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اوسوقت تحت کسا داخل ہونیکی آرزو کی اور وہ درخواست منظور نہوئی۔ دوسری زوجہ داخل اہلبیت نہین ہوسکتی کیونکہ جب عورت کو طلاق دیدیا جاتا ہے تو اوسکو شوہر کے خاندان سے کچھہ علاقہ نہین رہتا۔ تیسرے آیت مین تمام ضمائر مذکر کے ہین اگر ازواج شامل ہوتین تو ضمایر تانیث مستعمل ہوتین جیساکہ دیگر آیات متعلقہ مین ہین۔

پس طہارت وعصمت کے عطا ہونیکے وجہ بجز پیشوائی امامت کے نہین ہے خداوند تعالے فقط اوسیکو طاہر ومعصوم کرتاہی جسکے اطاعت وفرمان برداری مین مخلوق خداکو سپرد کرتاہے کسی ماموم ومحکوم کے لیئے حاجت طہارت وعصمت کی نہین ہے۔ ایسا ہی خدا تعالے کسی غیر معصوم وغیر طاہر کو ایسا سردار نہین بناتا جسکی اطاعت وفرمان برداری امت پر فرض کردیجاوے پس جو معصوم ہے وہ فرض مفترض الطاعت ہے اور جو مفترض الطاعت ہے وہی معصوم ہے اور اوسیکو امام برحق کہتے ہین۔

آیۂ چہارم ھو قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فرمایا خداوند تبارک وتعالی نے کہ کہدے ای محمد صلعم اپنے امت سے کہ مین تم سے ہدایت اور تبلیغ رسالت کا کچھہ عوض نہین مانگتا بجز اسکے کہ محبت رکھو میرے اہل قرابت سے۔ قال فی الصواعق

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یارسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمہ وابناھما

یعنے صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کے امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے کہ یہہ آیت جسوقت نازل ہوئی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آپکے اہل قرابت کون ہین جنکے محبت ہم پر واجب ہوئی ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ وہ علی اور فاطمہ اور دونون پسر اونکے ہین —

پس امت پر واجب ہونا محبت اہل بیت پیغمبر کا بے سبب نہین ہے بلکہ دلیل سرداری اور پیشوائی کی ہے

آیۃ پانزدھم یہہ کہ بحکم خدا تعالے جمیع امت محمدی مامور کئے گئے کہ نبی صلعم اور آل نبی صلعم پر درود اور سلام بھیجا کرین اور یہہ دلیل قوی ہے پیشوائی اور سرداری اہل بیت پیغمبر کی قال فی الصواعق الآیۃ الثانیہ قولہ تعالی ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صح عن کعب بن عجرہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قلنا یارسول اللہ صلعم قد علمنا کیف نسلم علیک وکیف نصلی علیک فقال علیہ السلام قولوا اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الی اخرہ وفی روایۃ الحاکم فقلنا یارسول اللہ کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت قال قولوا

اللّٰھم صل علی محمد و علی ال محمد الخ ـ فسؤالھم بعد نزول الآیۃ واجابھم باللّٰھم صل علی محمد و علی ال محمد دلیل ظاہر علی ان الامر بالصلوۃ علی اہل بیتہ و بقیۃ الہ مراد من ہذہ الآیۃ والا لم تسئلوا عن الصلواۃ علی اہلبیتہ و الہ عقب نزولھا ولم یجابوا بما ذکر فلما اجیبوا بہ دل علی ان الصلوۃ علیہم من جملۃ المامور بہ ـ وانہ صلعم اقامھم فی ذلک مقام نفسہ یعنے کعب بن عجرہ سے روایت صحیح یہہ ہے کہ کہا اونہنے جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمنے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ آپ ہمکو بتلاوین کہ ہم کسطرح آپ پر درود و سلام بھیجین فرمایا یون کہو اللھم صل علی محمد و علی ال محمد الخ ـ اور امام حاکم کے تتمہ میں روایت یون اسطرح ہے کہ ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تم اہلبیت پر درود بھیجین تو فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد و علی ال محمد الخ ـ بعد اسکے شیخ ابن حجر لکھتے ہین پس سوال اون لوگونکا بعد نزول آیۃ اور وہ جواب جو سابق کلمۂ اللھم صل الخ کے اونکو دیا گیا دلیل ظاہر اس امر کے ہے کہ آل محمد پر درود بھیجنے کا حکم دیا جانا خاص مراد اوس آیت کی ہے ورنہ وہ لوگ درود برا ہلبیت کے بابت سوال نکرتے اس آیت کے نازل ہونے پر ـ اور نہ وہ جواب اونکو دیا جاتا جسکا ذکر کیا گیا پس جبکہ جواب دیا گیا اونکو یہہ تو صریح دلالت اثبات کی ہے کہ درود بھیجنا اہلبیت محمد صلعم پر منجملہ اون امور کے ہے جنکا است کو حکم دیا گیا اور نیز دلیل اثبات کی بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے

اپنے اہل بیت کو قایم مقام اپنے نفس کا گردانا۔

ایۃ شانزدھم قال فی الصواعق قولہ تعالے سلام علی آل یٰسین نقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بہ ذالک سلام علی آل محمد۔

یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ سلام ہو اوپر آل یسین کے۔ ایک گروہ مفسرین کا ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ سلام ہو اوپر آل محمد کے۔ پھر اونکی سرداری مین کیا شک ہے علاوہ ان آیات کے اور بہت آیات شان علی مرتضیٰ و اہل بیت مین وارد ہین کہ اس مختصر مین گنجایش اونکی ذکر کی نہین ہے۔ تمام آیات جنمین صفت مومنین اور متقین و زاہدین و مجاہدین کے وارد ہین وہ سب حضرت علی کے شان مین ہین مثل آیات سورہ دہر و آیات خدمت نسب صحرت و آیات اذن واعیۃ و ایۃ و لکل قوم ھاد وغیرہ حتی کہ اکثر محدثین اہل سنت نے کہا ہے کہ ہر آیۃ جسکے سر پر کلمہ یا ایھا الذین امنوا نازل ہے اور عتاب سے خالی ہے وہ شان مین حضرت علی اور اونکی اتباع کے ہے۔

باب در ذکر احادیث دالہ بر خلافت بلا فصل حضرت امیر المومنین علیہ السلام

چونکہ اس باب مین مختلف مضامین کے احادیث منقول ہین اسلیئے ہمنے اس باب کو چند فصول پر منقسم کیا ہے فصل اول

فصل اول در بیان سبقت در ایمان و اسلام و عبادت واضح

ہو کہ جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ سب سے
پہلے حضرت علی ایمان لائے اور عبادت حق کرتے رہے ہیں سب سے پہلے نماز پڑھنے
لگے اور پیغمبر کا بھی وہی خلیفہ وہی شخص ہو سکتا ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان لائے ہیں
سب پر سبقت کی ہو اور ابوبکر صدیق اکبر کہتے ہیں قال فی الصواعق
قال ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان الفارسی و جماعۃ
انہ اول من اسلم و نقل بعضہم الاجماع علیہ صاحب صواعق محرقہ
لکھتے ہیں کہ قول ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان فارسی وغیرہم ایک
جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے وہ علی مرتضیٰ
ہیں صلوٰۃ اللہ علیہ۔ اور بعض محدثین نے نقل کی ہے کہ جمیع صحابہ
و امت کا اجماع اسی پر ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے۔
واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب واخرج ایضاً
عن سلمہ بن کہیل قال سمعت حبہ العرنی قال سمعت علیا
یقول انا اول من صلی مع رسول اللہ صلعم۔ وعن زید بن ارقم
قال اول من صلی مع رسول اللہ صلعم و ھو علی۔ ومن طریق عبد
اللہ ابن سعد عن زید بن ارقم و ھو یقول اول من صلی مع رسول
اللہ صلعم علی ابن ابی طالب وقال فی موضع اخر اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علی رض یعنے روایت کی امام نسائی نے

اپنی کتاب خصائص مین زید بن ارقم سے کہ جو شخص سب سے پہلے رسول خدا کے ساتھہ ایمان لایا وہ علی ابن ابیطالب ہین - اور نیز سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ کہا دستہ سنا مین نے حبہ عرنی سے کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ مین وہ ہون جس نے سب سے پہلے رسول خدا صلعم کے ساتھہ نماز پڑہی اور نیز روایت کی زید بن ارقم سی کہ سب سی پہلی جس نے رسول خدا کے ساتھہ نماز پڑہی ہے وہ علی ہین - اور اسکو بطریق عبداللہ بن سعد بہی روایت کیا - اور دوسری جگہہ روایت ہے کہ سب سے پہلی حضرت علی ایمان لائے ہین اس سبقت اسلام سے یہہ ہی نہ سمجھنا چاہئے کہ اور اصحاب کے ایمان لانے سے دس پانچ دن یا دو چار برس پہلے آپ ایمان لائے ہین اور دیگر صحابہ آپکے تہوڑے عرصہ کے بعد ہی ایمان لائے ہون - نہین بلکہ آپکے ایمان لانے کے بعد ایک مدت دراز تک کوئی شخص ایمان نہین لایا - بعض روایات اہل سنت مین یہہ مدت سات برس ظاہر ہوئی ہے اور بعض سے نو برس -

خصائص نسائی مین جو روایت طولانی یحیے بن عطیف عن ابیہ درج ہے اوسمین کوئی مدت محدود نہین بلکہ جب اوسنے حرم مین رسول خدا صلعم و خدیجہ الکبرے و علی مرتضی کو نماز پڑہتے ہوئے دیکہہ کر براہ تعجب حضرت عباس سے دریافت کیا تو آپنے سب حال بیان کرکے فرمایا کہ سوای ان تین شخصون کے اور کوئی اس مذہب کا آدمی روی زمین پر نہین - اور دوسری روایت مندرجہ خصائص مین مدت سات

سے درج ہے اخرج النسائی فی خصائصہ عن علی قال علی انا
عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر واسلمت
قبل الناس بسبع سنین ولا یقولہا بعدی الا کاذب یعنی فرمایا
حضرت علی نے کہ مین بندہ خدا کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا اور مین ہون
صدیق اکبر اور اسلام قبول کیا مینے سب آدمیون سے سات برس
پہلے اور میری سوا جو شخص یہہ بات کہے وہ کاذب ہے وایضا فی
الخصائص عن عبد اللہ بن ال الھذیل عن علی قال لا اعرف
احدا من ہذہ الامۃ عبد اللہ مع نبینا غیری عبدت اللہ
قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامۃ تسع سنین یعنی خصائص
مین عبد اللہ بن آل الہذیل سے روایت ہے کہ اونسے روایت کی حضرت
علی سے کہ فرمایا آپ نے کہ مین اس امت مین کسی شخص کو نہین پہچانتا کہ
جسنے میری سوا پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ نماز پڑہی ہو مین نے عبادت
کی خدا کی سب آدمیون کے عبادت شروع کرنے سے نو برس پیشتر
وقال فی الصواعق۔ اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی وابن
مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع ابن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یٰس
والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی صواعق محرقہ مین ہے
کہ روایت کی دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے
ابن عباس سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ سب پر سبقت لیجانی والی

یہی شخص ہیں۔ ایک سبقت کرنیوالا طرف موسیٰ کے یوشع بن نون ہے اور دوسرا سبقت کرنیوالا طرف عیسیٰ کے صاحب یٰس یعنے شمعون الصفا ہے۔ تیسرا سبقت کرنیوالا طرف محمد صلعم کے علی ابن ابیطالب ہے۔ اسبات کو تو ناظرین خوب جانتے ہونگے کہ حضرت موسیٰ کے وصی اور خلیفہ بلافصل حضرت یوشع بن نون تھے۔ اور حضرت مسیح کے خلیفہ حضرت شمعون ہوئے گویا خلیفہ ہر پیغمبر کا وہ شخص ہوا ہے جسنے اوس پیغمبر پر ایمان لانے مین سبقت کی ہو پس کوئی وجہ نہین کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل پیغمبر خدا کے نہون۔ پس یہ حدیث صریح نص خلافت بلافصل حضرت علی کے ہے۔

فصل دوم اس بیان مین کہ حضرت علی نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا کیونکہ جسنے کبھی خدا کے ذات مین کسی کو شریک کیا ہے وہ ظالم ہے اور قابل امامت نہین کیونکہ شرک اور بت پرستی بدترین اقسام ظلم سے ہے اور حق تعالے نے حضرت ابراہیم سے اسی شرط پر وعدہ عطائے امامت اونکی اولاد مین کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ لاینال عہدی الظالمین پس خلیفہ بلافصل اور امام برحق وہ ہے جسنے کبھی بت وغیرہ کو پرستش نکیا ہو اوسپر اطلاق ظلم کا کبھی نہوا ہو اور یہ بات بجز عترت پیغمبر صلعم کے اورون مین از قبیل ممتنعات سے کیونکہ حضرت مخبر صادق فرماتے ہین فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی کما فی الصواعق یعنے میری امت کے ہر زمانہ مین میری اہل بیت سے

عادل موجود ہونگے - اسلئے سوای اہل بیعت پیغمبر کے اور کوئی شخص
لائق خلافت نہیں پس خلافت و امامت منحصر ہوئے اہل بیعت
پیغمبر میں - ثبوت عدم پرستش اصنام نسبت حضرت علی کے یہ ہے
قال فی الصواعق - اسلم وھو ابن عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان
وقیل دون ذالك قدیما یعنے اسلام لائے حضرت علی دس برس
کے سن میں اور نو سال بھی کہتے ہیں اور آٹھ سال بھی اور اس سے
کمتر بھی یہانتک کہ آپ قدیمی مسلمان اور بعید الشبی مومن ہیں - اور
یہہ بھی حق ہے - واخرج ابن سعد عن حسن بن زید قال لم یعبد
الاوثان قط لصغرہ روایت کی ابن سعد نے حسن بن زید سے
کہ حضرت علی نے کبھی بت کو نہیں پوجا بوجہ صغیر سنی میں مسلمان ہونے کے
فصل سیوم - دربیان اسکے کہ خلیفہ بلافصل اور امام برحق کامل
الایمان اور صدیق اکبر ہونا چاہیے اور اوسکے تکمیل ایمان کا امتحان
خدا نے لیا ہو - محبوب خدا اور رسول ہو امت اوسکی محبت و نصرت
پر مامور ہو اونکی بغض و دشمنی اور ترک نصرت سے امت منع کی گئی
ہو - رسول صلعم سے ظاہراً و باطناً قربت قریبہ ہو - اکثر صفات
نبوت میں شرکت ہو اور شرکت بھی ایسی کہ مثل نفس پیغمبر کے
ہووے - پس ظاہر ہے کہ یہہ سب باتیں حضرت علی میں موجود
ہیں اور اصحاب ثلثہ میں سے کسی صاحب میں یہہ صفات نہیں ہیں
از انجملہ صدیقیت واضح ہو کہ امت محمدی میں سوای حضرت

علی کی کوئی صدیق نہین ہے نص قطعے اسے پردا. د ہو چکے کہ امت
محمدی مین فقط حضرت علی صدیق ہین۔ اہل تسنن نے جو نام حضرت
ابوبکر کا صدیق رکھہ لیا ہے یہ بطور خود ہے ورنہ خود انکی روایات
صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی سواے حضرت علی کے دعوے
صدیقیت کرے وہ کاذب ہے جیسا کہ ایک روایت خصائص
امام نسای پہلی فصل مین مرقوم ہو چکی کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام
انا الصدیق الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین
ولا تقولہا بعدی الا کاذب ۔
دو روایات صدیقیت کے بابت صواعق محرقہ سے نقل کیے
جاتے ہین اخرج ابن النجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون
ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یس وعلی ابن
ابی طالب یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ فقط دنیا مین تین شخص صدیق
گذرے ایک خرقیل دوم حبیب نجار سوم علی مرتضے واخرج
ابونعیم و ابن عساکر عن ابی یعلی ان رسول اللہ صلعم قال الصدیقون
ثلثۃ ۔ حبیب النجار مومن آل یس قال یاقوم اتبعوا المرسلین
وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ
وعلی ابن ابی طالب وہو افضلہم ۔ اس سے ثابت ہوا کہ جملہ امم
سابق وحال مین فقط تین صدیق ہوے حبیب وخرقیل امم سلف مین
اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس امت مرحومہ مین اور یہ حضرت افضل

ہین اون دو صدیقون سے یعنے یہ صدیق اکبر ہین لفظ اکبر سے یہ گمان نہین کرنا چاہیے کہ جب حضرت علی صدیق اکبر ہین تو اسکے معنی یہ ہین اور صدیق اصغر ہونگے یہ بات ہرگز نہین بلکہ آپ کا لقب قدر آپکے بمقابلہ دو صدیقان امم سابقہ کے ہے اور صدیقیت بحکم مخبر صادق علیہ السلام صدیق اور منحصر ہے جنکی تمام عالم مین فقط تین شخصون پر—

تکمیل ایمان اس کا حال ہے کہ حضرات اہلسنت وجماعت روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر کے حضرت علی کی نسبت فرمایا قد امتحن اللہ قلب علی الایمان یعنے خداتعالے نے امتحان کرلیا ہے علی کے دل کا واسطے ایمان کے — اخرج النسائی فی خصائصہ اخبرنا ابوجعفر محمد بن عبد اللہ بن مبارک المخزومی قال حدثنا الاسود بن عامر قال اخبرنا شریک عن منصور عن ربعی عن علی قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالو یا محمد انا جیرانک وحلفائک وان من عبید نا قد اتوک لیس لہم رغبة فی الدین ولا رغبة للفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فردہم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انہم جیرانک وحلفائک فتغیر وجہہ النبی صلعم وقال لعمر ما تقول قال صدقوا انہم لجیرانک وحلفائک فتغیر وجہ النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان یضربکم علی الدین او یضرب بعضکم — قال ابوبکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال

عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن ذلک الذی یخصف
النعل وقد کان اعطی علیا نعله یخصفها یعنی رسول خدا صلعم
کے پاس قریش سے چند شخص آئے اور عرض کیا کہ یا محمد صلعم ہم تمہارے
ہمسایہ اور حلیف ہیں اور ہمارے چند غلام تمہارے پاس چلے آئے
ہیں سو انکو دین میں تو کچھ رغبت نہیں ہے نہ فقہ کی طرف راغب ہیں بجز
اس نیت کہ ہماری کہیتی باڑی اور مال کو چھوڑ کر تمہارے پاس بھاگ
آئے ہیں سو انکو آپ ہمیں واپس دیدیں۔ آنحضرت صلعم نے حضرت
ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ابوبکر بولے کہ ہاں یہہ لوگ سچ کہتے
ہیں آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنے ہم قسم ہیں (یعنے جو انکے غلام مسلمان
ہوگئے ہیں انکو واپس کردو کہ پھر کافر ہوجائیں) یہہ بات سنکر چہرہ جناب
رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے بدل گیا اور حضرت عمر سے پوچھا
کہ تم کیا کہتے ہو انہون نے بھی وہی کہا کہ ہاں یہہ قریش سچے ہیں آپکے
ہمسایہ اور ہم عہد ہیں (یعنے مسلمانونکو کافر ہوجانے کے لئے انکے
حوالہ کردو) یہہ سنکر پھر دوبارہ چہرہ جناب رسول خدا صلعم کا غصہ کے
مارے متغیر ہوگیا پھر قریش سے خطاب کرکے فرمایا ای گروہ قریش
قسم خدا کے البتہ خداوند تعالے تم پر مبعوث کریگا ایک مرد کو قریش
میں سے کہ جسکے قلب کا امتحان لیلیا ہے خدا تعالے نے واسطے ایمان
کے اور وہ ماریگا تمکو دین پر یا یون فرمایا کہ وہ ماریگا بعضون تمہارے کو
یہہ سنکر ابوبکر بولے کہ کیا میں ہونگا وہ مرد ای رسول خدا آپنے فرمایا

نہین پہر عمر بولے کہ کیا وہ مرد مین ہونگا یا رسول اللہ آپنے فرمایا نہین
بلکہ وہ مرد یہہ ہے جو میری کفش کی مرمت کر رہا ہے اور اوسوقت اپنے
کفش مرمت کرنیکو حضرت علی کو دی تہی۔ یہہ صاف صاف خبر خلافت
و امامت حضرت علی کے ہے اور صریحی انکار ہے خلافت شیخین کا۔
تعجب ہے شیخین کے اس آرزو اور طمع ریاست پر کہ افعال و اقوال
تو ایسے کہ جنسے غصہ آئی رسول صلعم کو تکمیل و تصدیق ایمان کی وہ کیفیت
کہ حضرت صلعم نے اونکے ایمان قلبی کی تصدیق سے انکار کیا اور سوال
دور از محال یہہ کہ انا ہو یا رسول اللہ عجب دانائی ہے کہ صریحا عید
مومنین سے کافر ہوجانے کی راہ دی رہے ہین اور پہر تکمیل ایمان کا دعوے
محبوبیت خدا اور رسول کی یہہ کیفیت ہے کہ باجماع محدثین و اہل سیر
ثابت ہے کہ جنگ خیبر مین آنحضرت صلعم نے تین روز تک اول حضرت
ابوبکر و بعدش حضرت عمر کو علمدار لشکر کرکے یہودیون کے مقابلہ پر
بہیجا اور یہہ دونون ہر روز بحالت ناکامی واپس آتے رہے تیسرے
دن انکے بہاگ آنے پر یہہ فرمایا کہ کل کے روز مین علمدار لشکر ایسے
جری اور بہادر کو کرونگا جو ہرگز بہاگنے والا نہین اور وہ خدا اور رسول
کو دوست رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین
نہ لوٹیگا وہ بغیر فتح کئی۔ اور یہہ حدیث متواترات اہل سنت سے
ہے۔ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع لا یفتح اللہ علی یدیہ۔ اس حدیث

سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر عمر غیر کرار اور معرکہ جنگ سے بھاگ
جانے والے ہین نہ محبوب خدا ہین نہ خود خدا و رسول کو دوست رکھتے
ہین ۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ہرگز سزاوار خلافت نہین ہوسکتے
پس یہ حدیث نص صریح ہے انکار خلافت شیخین اور اثبات خلافت
دیگر آیۃ مودت بضمن آیات منقول ہو چکی کہ محبت علی مرتضی تمام امت
پر فرض ہوئی ۔ حدیث طیر جس سے حضرت علی کا خدا کے نزدیک تمام
مخلوقات سے زیادہ محبوب ہونا ثابت ہے احادیث مشتہرہ اہل سنت
سے ہے اور خصائص نسائی مین بھی مروی ہے بوجہ غایت شہرت
ضرورت نقل کی نہین ہے ۔ واخرج الترمذی عن عائشة کانت
فاطمه احب الناس الی النبی صلعم و زوجها علی احب الرجال الیه
واخرج الترمذی والحاکم عن بریدة قال قال رسول الله صلعم
ان الله امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله سمهم لنا
قال علی منهم یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ تعالے نے مجھکو چار شخصان
کے محبت کا حکم دیا اور خبر دی مجھکو کہ خدا تعالے بھی اونکو دوست رکھتا
ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اونکے نام ہمکو بتلائی فرمایا اونمین سے
ایک علی ہے ۔ واخرج الطبرانی عن ام سلمه من احب علیا فقد احبنی
ومن احبنی فقد احب الله ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی
فقد ابغض الله یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ جسنے دوست رکھا علی
کو اوس نے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجھے دوست رکھا اوسنے خدا کو

دوست رکھا اور جسنے علی سے بغض و دشمنی رکھی اوسنے مجھسے دشمنی
رکھی اور جسنے مجھسے دشمنی رکھی اوسنے خدا سے دشمنی رکھی واخرج
احمد والحاکم عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سبّ
علیا فقد سبنی۔ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے جسنے علی کو
برا کہا اوسنے مجھی برا کہا واخرج الخطیب عن انس ان النبی صلعم
قال عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی۔ واخرج الخطیب عن البراء
والدیلمی عن ابن عباس قال صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من
بدنی۔ واخرج الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود ان النبی صلعم قال النظر
الی وجہ علی عبادۃ یعنی خطیب نے روایت کی انس سے کہ فرمایا نبی
صلعم نے عنوان صحیفہ مومن کا حب علی ہے اور فرمایا آنحضرت نے
علی مجھسے بمنزلہ سر کے ہے میری بدن سے۔ اور فرمایا علی کے چہرہ کو دیکھنا
عبادت ہے **قربت** روی فی الخصائص علی منی وانا منہ وھو
ولیکم بعدی یعنے فرمایا آنحضرت نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون
اور وہ یعنے علی تمہارا والی و حاکم ہے میرے بعد واخرج احمد والترمذی
والنسائی وابن ماجہ قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی
ولا یودی عنی الا انا او علی۔ روایت کی امام احمد بن حنبل اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھسے ہی اور
مین علی سے اور نہین ادا کر سکتا ہے رسالت میری طرف سے کوئی
شخص بجز میری اور علی کے۔ یہہ دونون روایت نص صریح ہین اوپر

خلافت بلافصل علی مرتضی کے اور نیز نفی کرتے ہین واسطہ خلافت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے۔ واخرج الترمذی والحاکم قال النبی علیہ السلام ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی و انا منہ وھو ولی کل مومن بعدی ومومنۃ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے بالتحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے اور وہ ہر مومن و مومنہ کا ولی ہے میرے بعد۔

فقال علیہ الصلواۃ والسلام انا وعلی من نور واحد۔ وقال النبی صلعم الناس من شجر شتے وانا وعلی من شجرۃ واحدۃ۔ واخرج الترمذی عن ابن عمر قال لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ

علاوہ انکی صدہا روایات اس قسم کی کتب اہل سنت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ ذات نبی و علی مین ہرگز گنجایش فصل نہین۔ امت محمدی مامور کی گئی نصرت علی پر اور یہہ امر سوای امام واجب الاطاعت کی دوسری سے متعلق نہین ہو سکتا۔ اصحاب ثلثہ کی نصرت کا ہرگز امت کو حکم نہین دیا گیا فقط حضرت علی مرتضی اس امر مین منفرد ہین۔ قال فی الصواعق اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرۃ ومخذول من خذلہ۔ یعنی علی امام ہے صالحین و ابرار کا اور قاتل ہے فاجروں کا پس نصرت کرنیوالا اوسکا منصور من اللہ ہے اور ترک نصرت کرنیوالا اوسکا مخذول من اللہ ہے اور نیز خطبہ یوم غدیر مین ہے اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ

بار خدایا نصرت کر اوسکی جو علی کے نصرت کرے اور مخذول کر اوسکو جو علی کے نصرت ترک کرے - یہہ حدیث بہی نص صریح امامت مرتضوی کی ہے -

صفات متعلقہ رسالت مین شرکت

واضح ہو کہ جب تک صفات رسالت مین شرکت نہو وصی یا خلیفہ پیغمبر کا نہین ہوسکتا - اور یہہ شرکت ممتنع ہے خلفاء ثلثہ مین - اور مجتمع ہے ذات مرتضوی مین بحسب مندرجہ ذیل - اول طہارت و عصمت ہے کہ بڑا لازمہ رسالت و نبوت کا ہے - اخرج احمد عن ابو سعید الخدری ان آیۃ التطہیر نزلت فی خمسۃ النبی صلعم و علی و فاطمہ و الحسن والحسین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین دوم صلواۃ وسلام مین حضرت علی شریک رسولخدا کے ہین جیسا کہ آیات مین گذرا سیوم محبت و مودت مین امت مامور کیے گئے کہ مثل پیغمبر خدا کے حضرت علی سے محبت رکہین - ثبوت اسکا باب آیات و احادیث مندرجہ فصل ملحقہ سے ہوتا ہے چہارم ولایت بموجب آیۃ انما ولیکم اللہ کے حضرت علی مثل رسول صلعم ولی مومنان قرار پائی - پنجم بموجب نص غدیر و آیۃ بلغ حضرت علی نفس رسول اللہ قرار پائی ششم قال صلعم لعلی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک یعنی فرمایا حضرت نے کہ ای علی تیری اور میری سوای کسی یہہ حلال نہین ہے کہ بحالت جنابت مسجد مین جاوے - ہفتم ادای رسالت مین حضرت علی کو شرکت ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہشتم انتظام آخرت مین

حضرت علی کے مداخلات ہی کذا فی الصواعق قال علی فی یوم الشوریٰ انشدکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم الجنۃ والنار یوم القیامۃ غیری قالوا اللھم لا۔ وروی ابن السمان ان ابابکر قال لہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز یعنی ثابت ہوا کہ حضرت علی تقسیم کرنیوالے بہشت اور دوزخ کے ہیں۔ اور بغیر اونکے پروانہ راہداری کے کوئی شخص صراط سے گذر نہ سکیگا۔ واخرج احمد والحاکم عن ابو سعید ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ۔

فصل در بیان علم۔ دین کی پیشوائی منحصر یہ علم ہے جو علم ہی وہی امام ہے۔ اعلم ہونا حضرت علی کا جملہ صحابہ سے متفق علیہ ہے قول صلعم انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب رواہ البزاز والطبرانی فی الاوسط عن جابر والطبرانی والحاکم عن ابن عمر والترمذی والحاکم عن علی وفی روایت ابن عدی علی باب علمی یعنی علی میرے علم کا دروازہ ہے اور دوسرے انا دار الحکمۃ علی بابھا۔ یعنی حکمت کا گھر ہوں علی اوسکا دروازہ ہے علم قران کی یہ کیفیت ہے اخرج ابن سعد عنہ قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ابن سعد نے خود حضرت علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ قسم خدا کے

کوئی ایسی آیت نہیں اوتری الا یہہ کہ میں اوسکو جانتا ہون کہ کس بارہ
مین اوتری کہان اوترے کس پر اوترے کیونکہ میرے رب نے مجھے قلب
عقول اور زبان ناطق عطا فرمائی ۔ وعن ابی الطفیل قال قال علی سلونی
عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام
بنہار ام فی سبیل ام جبل ابی طفیل سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
علی نے کہ سوال کرو مجھسے کلام مجید کے بابت پس تحقیق یہہ ہے کہ کوئی آیت
ایسی نہین کہ جسکا علم مجھی متذکرات کہ اوتری تہی یا دن کو یا نیچی زمین مین اوتری
تہی یا اونچی زمین پہ ۔ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمہ قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القرآن والقران مع علی لا یفترقان
حتی یردا علی الحوض ۔ وفی روایۃ ابن ابی شیبہ عن عبد الرحمن
بن عوف ایضاً یعنے ام سلمہ کہتے ہین کہ مین نے سنا
رسول خدا کو یہہ کہتے ہوئی کہ علی قرآن کے ساتھہ ہے اور قرآن علی کے
ساتھہ ہے یہہ آپس مین ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہون گی تا آنکہ وارد
ہون اوپر حوض کے اور ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن عوف سے یہی
روایت کی ہے ۔ علم قضا ۔ جو اہم امور متعلقہ خلافت سے ہے
اسکا یہہ حال ہے کہ سہ خلفاء اس فن سے قطعاً عاری تہی یہی حضرت
ابو بکر کا عجز مسئلہ میراث جدہ مین مشہور ترین وقایع سے ہے حضرت عمر کا
عجز بہت مسائل اور قضایا مین مشہور ہے چنانچہ ستر مقام پر حضرت
علی نے اونکو سنبہالا اور اونہون نے یہہ لفظ کہا لولا علی لہلک عمر

اور بالآخر یہہ کہا کہ بارخدایا اوس مشکل سے مجہے بچا یا حسین علی مرتضی
اوس مشکل کے کہولنے والے ہوں کما فی الصواعق اخرج عن سعید
بن المسیب قال عمر بن الخطاب یتعوذ باللہ من معتضلۃ لیس لہا ابو الحسن
ای علیا حضرت عثمان کو اسکے ضرورت ہی نہ تہی صدہا معاملات مین
مخالفت حکم خدا اور رسول کے ہوتے تہے اور مطلق لحاظ نہین کیا
جاتا تہا بیگناہ قتل ہوتے تہے فتوی سے بیشتر قتل ہو جاتے تہے
اخرج ابن سعد عن ابو ہریرۃ قال قال عمر ابن الخطاب علی اقضانا
یعنی عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہم سب مین علی بڑے قاضی اور فیصل کنندہ
قضایا ہین قال رسول اللہ صلعم اقضاکم علی یعنی فرمایا رسول خدا
صلعم نے کہ تم سب مین بڑا قاضی علی ہے وجہ نزول اس حکم کے صاحب
صواعق محرقہ نے یہہ لکہی ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم معہ ایک جماعت
صحابہ کے بیٹہے ہوئی تہی کہ اتنے مین دو شخص جہگڑتے ہوئی آئی اور اونمین
سے ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری پاس ایک گدہا تہا اور
دوسری کی گائی تہی اسکی گائی نے میری گدہی کو مار ڈالا۔ اصحاب حاضرین
مجلس بولے کہ بہائم پر ضمان نہین اسپر رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو
حکم دیا کہ ان دونون متخاصمین کے درمیان مقدمہ کا فیصلہ کر دے حضرت
علی نے متخاصمین سے اول یہہ سوال کیا کہ دونون جانور بندہے ہوئی تہی
یا کہلے ہوئی یا اونمین سے ایک بندہا ہوا اور ایک کہولا ہوا۔ متخاصمین
بولے کہ حمار بندہا ہوا تہا اور گائی کہلی ہوئی تہی اور مالک اوسکا اوسکے

ساریہ تہا پس حکم دیا علی مرتضی نے کہ گائی والے پر ضمان ہے یعنی وہ حمار کی قیمت مالک حمار کو اداکرے پس قایم رکہا رسول اللہ صلعم نے اس حکم کو علی کے اور جاری کیا اس فیصلہ کو اور فرمایا اصحاب سے اقضاکم علی اور نیز منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی تہی حضرت علی کے حق مین اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ اور اوس روز سے قضا ما فیصل کرنے مین کبہی غلطی نہ کہائی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے امت سے حضرت علی کے حق مین۔

انہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال یعنی علی تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دینگے اور گمراہی مین نہ پڑنے دینگے یہہ بہی نص مین آپکی امامت کے اور نفی ہے امامت اغیار کے کیونکہ منحصر ہوگئی ہے ہدایت فقط تمسک علی پر اور اغیار کے تمسک سے ضرور گمراہی ہوتی ہے۔

فصل در بیان احادیث متعلقہ استخلاف مرتضوی

اس فصل مین وہ احادیث مرویہ اہلسنت منقول ہین کہ جنمین صریحًا خبر یا نص خلافت مرتضوی مروی ہے یا بانعقاد مجلس استخلاف واقع ہوئی ہے احادیث مرویہ اہلسنت متعلق بہ اخبار و نص خلافت مرتضوی

اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ۔ اخرج البزاز عن انس قال صلعم علی یقضی دینی وقال النبی صلعم قد اوحی الی فی علی انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین۔ واخرج

الحافظ ابو نعیم فی حلیۃ بسندہ ان علیا دخل علی رسول اللہ صلعم فقال صلعم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین۔ واخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین وروی الحافظ ایضاً۔ فی حلیۃ بسندہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم لابی برزہ وانا اسمع یا ابا برزہ ان اللہ عھد الی فی علی ابن ابی طالب انہ رایۃ الھدی ومنار الایمان وامام اولیای ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزہ علی ابن ابی طالب امینی غداً فی القیامہ وصاحب رایتی فی القیامہ علی مفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ التی الزمتھا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذالک۔

نقل الترمذی بسندہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلعم جیشاً استعمل علیھم علی ابن ابیطالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریہ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقنا رسول اللہ اخبرناہ بما صنع علی ابن ابیطالب فکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریہ فسلموا علی رسول اللہ فقام رجل من الاربعۃ فقال یا رسول اللہ صلعم الم تر الی علی ابن ابیطالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال

مثل ما قالوا فاقبل الیھم رسول اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی - ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن بعدی خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک کنیز جو خمس مین واقع ہوئی تھی حضرت علی نے کہ سردار لشکر تھے بعد تقسیم غنیمت اوسپر تصرف کیا ہمارے حضرت کے اصحاب با صفا مین سے چار شخصون نے سریہ سے واپس آکر حضرت سے شکایت کی آنحضرت نے تین شخصون کی بات تو سنکر موہنہ پھیر لیا جب چوتھی نے بھی شکایت کی تو آپ متوجہ ہوئی مگر چہرہ سے آثار غضب نمود تھی فرمایا اون لوگون سے کیا ارادہ رکہتے ہو علی سے کیا ارادہ رکہتی ہو علی سے بہ تحقیق کہ علی مجہسے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ میری بعد سب مسلمانون کا ولی یعنی حاکم ومالک ہے - امام نسائی نے خصایص مین بہی عمران بن حصین سے بعینہ انہین الفاظ سے روایت کی ہے - ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن بعدی -

دوسری روایت خصایص مین عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ درج ہے جسمین بریدہ نے خالد بن ولید کا خط بہ شکایت علی مرتضی پاس رسول خدا کے لیجایا اور حضرت کا غضبناک ہو کر یہ فرمانا درج ہے -

لا تعصبین یا بریدۃ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی

اخرج النسائی فی الخصائص عن بریدۃ قال رسول اللہ صلعم ما کان احد بعد رسول اللہ افضل من علی یعنی بعد رسول خدا کے

علی سے افضل کوئی شخص نہیں ہے ـ اخرج الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطة من دخل منه کان مومنا ومن خرج منه کان کافرا یعنی علی دروازہ حطہ ہے جو اوس میں داخل ہوا وہ مومن رہا جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا ـ

اخرج حافظ ابونعیم فی حلیة عن الحسن ابن علی علیه السلام قال قال لی رسول الله صلعم ادع لی سید العرب یعنی علیا فقالت عائشة الست سید العرب فقال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوه فقال لهم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعده ابدا قالوا بلی یا رسول الله قال هذا علی فاحبوه بحبی واکرموه بکرامتی فان جبریل امرنی بالذی قلت لکم عن الله عزوجل وعلا ـ

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھسے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سید عرب یعنی علی کو میرے پاس بولا لاؤ عایشہ بولی کہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور علی سید عرب ہے پس جسوقت حضرت علی آگئے تو حضرت رسول خدا صلعم نے انصار کو بولایا اور جب وہ حاضر ہوئی تو آنحضرت نے انصار سے فرمایا کہ آیا میں تمکو دلالت ایسے امر کی نکروں کہ اگر تم اوس سے تمسک کرو تو پھر کبھی بعد اسکے گمراہی میں نہ پڑو سب نے عرض کی فرمائی یا حضرت تب آپ نے فرمایا کہ یہہ علی ہے محبت کرو اس سے ایسی کہ جیسے محبت

مجھسے کرتے ہو اور برز گذشت کرو اسکی جیسے کہ میری کرتے ہو بہ تحقیق کہ جبرئیل کے حکم سے مین نے تمکو کہا جو کہ وہ خدا تعالے کے حضور سے لای تہی - وروی الامام الحافظ المذکور فی حلیتہ بسندہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم یا انس اسکب لی وضوءا - ثم قام فصلے رکعتین ثم قال یا انس اول من یدخل علیک من ھذا الباب امیر المومنین وقائد الغر المحجلین - وخاتم الوصیین قال انس قلت اللھم اجعلہ رجلا من الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقام مستبشرا فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ بوجہہ وعرق وجہ علی بوجہہ فقال علی یا رسول اللہ لقد رایتک صنعت لی شیئا ما صنعت لی قبل قال وما یمنعنی وانت تودی عنی وتسمعھم صوتی وتبین لھم ما اختلفوا فیہ بعدی روایت ہے انس بن مالک سے کہ فرمایا آنحضرت نے ای انس مجھکو وضو کرا پھر حضرت کھڑی ہوگئی اور دو رکعت نماز پڑہی اور فرمایا کہ ای انس جو کوئی شخص اول اس دروازہ سے تجھپر داخل ہو وہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور قائد المحجین اور خاتم الوصیین ہے انس کہتے ہین کہ اپنے دلین مین مین نے کہا بار خدایا ایک شخص انصار مین سے ہو کہ اتنی مین حضرت علی تشریف لای اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ انس یہہ کون ہے مین نے عرض کی کہ علی ہین پس رسول خدا صلعم بشارت دیتی ہوئی اوٹہہ کھڑی ہوئی اور علی سے معانقہ کیا بعد اسکے اپنی چہرہ کا عرق اپنے چہرہ سے مسح کیا حضرت علی

علی کے چہرہ سے اور علی کے چہرہ کا عرق

ثم قال من هذا یا انس فقلت علی

نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آگے کبھی ایسا نہیں کیا یہہ کیا بات
ہے آپ نے اسکی وجہ ارشاد فرمائی کہ یہہ بات اسلئے کی ہیں تا
کہ تو میری طرف سے اداء رسالت اور اتمام دعوت کریگا اور
امت کو میرے آواز سنائیگا اور جبکہ امت میرے بعد جن امور
مین اختلاف پیدا کریگی ان امور کو اونپر ظاہر آشکارا کریگا -
اور فی الواقع یہہ ایک طریقہ وصیت ہے کہ پیغمبران سلف بہی
اپنے خلفاء کو انسی ہی برکت اور اختیار بخشتے تہی -
اس قسم کی صدہا روایات کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہین
اور ظاہر ان احادیث سے مطلب رسول خدا صلعم کا یہہ ہے تاکہ
سب امت واقف ہو جاوے کہ بعد نبی صلعم کے اونکا جانشین بر حق
علی مرتضی ہے -
مگر وای برحال امت کہ نبی صلعم کے ایک نہین سنتے ہین نتیجہ ان روایات
کا دو صورت کے سوا اور کچہہ نہین کہ یا تو حضرات اہل سنت اسکے
قائل ہون کہ نبوت وغیرہ کچہہ نہ تہی اور نعوذ باللہ حضرت نے دنیا طلبی
اور حصول سلطنت کے لئے یہہ نبوت کا ڈہنگ ڈالا تہا اور اپنے
خاندان مین سلطنت قایم رکہنے کو اپنی داماد کے تعریفین کیا کرتے
تہی - یا یہہ کہین کہ نبی صلعم بر حق نبی تہی اور سوای حکم خدا کے اپنی طرف
سے یا اپنی غرض اور منفعت کے لئے کچہہ نہین کہتے تہے اور جو کچہہ وہ
فرماتے تہے وہ سب بر حق ہے لیکن امت نا ہنجار حضرت کی وفات

پاتی ہی طمع دنیاوی میں پہنس کر خدا اور رسول سے منحرف ہوگئی اور
خدا ورسول کے کسی ارشاد کو نہ مانا - اسی پر تمام نزاعات کا فیصلہ ہے
اور یہ ان دونوں صورتوں سے درگذر کرنا چاہتے ہیں تو یہ اقرار کرین
کہ اہل سنت کے تمام تفاسیر وکتب احادیث کذب وافترا اور دروغگوئی
سے مملو ہین اور کوئی کتاب قابل اعتبار نہیں -

ذکر استخلاف مرتضوے

معائنہ کتب اہل سنت سے واضح ہے کہ جسقدر کثرت سے آنحضرت
صلعم نے نسبت خلافت حضرت علی کے امت کو حکم دیا یا مطلع کیا
ایسی کثرت اور کسی قسم کی حکم یا معاملہ کے پائی نہین جاتی ہین سنے
جو کچھ مختصرا گذارش کیا ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ مشتے نمونہ
از خروارے بھی نہین ہے اول تو جس موقعہ پر مین نے گذارش کیا ہے
وہ اس سے بھی زیادہ مختصر لکھنے کا موقعہ تھا اسکے لیئے تو ایک جداگانہ
مبسوط کتاب درکار ہے - دوسری ایسا ذخیرہ کتب کا مجھی کہان
میسر اور ایسے استعداد اور فرصت کہان کہ اس بیان مین کوئی مبسوط
کتاب لکھہ سکون - اسموقعہ پر مجکو اسکے لکھنے کی یون ضرورت ہوئی
کہ مولف اسرار الہدے نے خلافت کے بارہ مین حدیث صریح
ہونے سے گویا بالکل انکار کیا ہے حالانکہ انکو تشریح کے ساتھہ انکا
کرنا چاہیئے تھا یہہ فرماتے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیئے کوئی صریح
حدیث نہین ہے -

ان احادیث و روایات کو دیکھکر کوئی منصف مزاج کیا یہہ کہہ سکتا ہے
کہ آنحضرت صلعم نے معاملہ خلافت کو مہمل چھوڑدیا ہرگز نہین بلکہ مین
کہتا ہون کہ اس سے زیادہ تشریح کسی معاملہ مین نہین ہوئے مگر
تعصب اور نا انصافی کا کچھہ علاج نہین۔ آنحضرت صلعم نے فقط نص
اور رتعین خلافت مرتضوی پر ہے اکتفا نہین کیا بلکہ صاف طور پر عام
اجلاس کرکے چند بار حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا ہے مگر امت نا ہنجار
جو آنکھہ سے نظر آتی ہوئی شئے کا بھی انکار کرے تو اسکا کیا علاج
مگر آنحضرت پر الزام عاید نہین ہوسکتا اپنی اپنی زندگی مین کوئی دقیقہ
اظہار و اعلان خلافت مرتضوی کا اوٹھا نہین رکھا۔
اب ہم شروع سے آخر تک اون مجالس استخلاف کا ذکر کرتے
ہین جو کتب اہل سنت مین مندرج ہین اگرچہ کتاب انوار الہدےٰ
مین شروع سے بارہ مرتبہ استخلاف ہونا بمقالات متفرقہ جا بجا درج
کیا ہے اس موقع پر اعادہ کے چندان حاجت نہین مگر اطلاع ناظرین
کے لئے اونمین سے چند استخلاف بطور اختصار بیان کئے جاتی ہین
استخلاف مرتضوی بمرتبہ اول یہہ استخلاف عین قریب زمانہ بعثت
پیغمبر خدا صلعم کے واقع ہوا خاص مکہ معظمہ مین جبکہ حضرت علی بہت
صغیر سن تھی اور ابو طالب بھی اوسوقت زندہ تھی یہہ وہ زمانہ ہے
کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی۔ آنحضرت
صلعم نے تمام بنی عبدالمطلب کو بولا کر ضیافت کے اور حضرت علی سی

ایک ران بکری کا کہانا پکوایا جس سے بروی برکت واعجاز تمام قبیلہ سیر
ہوگیا اور تین مرتبہ اسیطرح ضیافت ہوئی کیونکہ دو مرتبہ حضرت کو
موقع گفتگو کا بوجہ ابولہب کے دخل در معقولات کے نملا۔ تیسرے
روز اپنے تناول طعام کے بعد فرمایا کہ ای بنی عبد المطلب اگرچہ مین عموماً
پر مبعوث ہون لیکن بالتخصیص تم پر میری بعثت ہے تمکو چاہئے کہ میری
معاضدت کرو اور میرے وزیر اور وارث اور ساتھی اور خلیفہ ہو
مگر کسینے قبیلہ مین سے جواب نہ دیا سواے علی مرتضی کے کہ عرض کے
یارسول اللہ مین آپکے خدمت مین حاضر ہون اور آپکے فرمان کو اجابت
کرتا ہون یہانتک یہہ قصہ بروایات محمد بن اسحق و ابن جریر و ابن ابی حاتم
و ابن مردویہ و ابونعیم و بیہقی یکسان ہے اور خصائص نسائی مین بھی سوائے
ذکر نزول آیۃ بحثہ یہہ قصہ بروایت ربیعہ بن ناجذ درج ہے اور یہہ
فقرہ جملہ روایات مین ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون
اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یعنے تم مین سے کون ہے جو معاضدت
اور پشتی مری کرے اس امر رسالت مین اوپر اس بات کے کہ ہووے
وہ بھائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا تم مین - ابن جریر کہتے ہین
کہ جب قبیلہ مین سے کوئی نہ بولا تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین نے
یون عرض کی قلت یانبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم
قال ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا۔
یعنے عرض کی مین نے کہ یارسول اللہ صلعم مین ہوتا ہون آپکا پشت

بتیاہ اور معاضد اس امر رسالت پر پس آپنی میری گردن پکڑی اور
فرمایا یہہ ہے بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا ای قبایل بنی ہاشم
تم سب اسکی بات کو سنو اور اسکی اطاعت کرو - اور روایت
ابن اسحق و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابونعیم و بیہقی مین اسطرح منقول
ہے فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا
لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون لابی طالب ویقولون قد امرک
ان تسمع وتطیع لعلی یعنے (فرمایا حضرت علی نے) کہ حضرت نے
میری گردن پکڑکے فرمایا یہہ ہی بہائی میرا اور خلیفہ میرا تم مین اسکی
بات سنو اور اسکی اطاعت کرو پس اوٹہہ کہڑی ہوی قوم ہنستی
ہوی حضرت ابوطالب سی اور یہہ کہتی ہوی کہ ای ابوطالب تمکو
حکم ہوا ہے کہ علی کی بات مانو اور اطاعت کرو روایات نسائی احمد
مین لفظ وارث زیادہ ہے - واقعی خلافت حقہ وہی ہے کہ
جسکا استخلاف بعثت رسالت کے ساتہہ ساتہہ ہووے -

استخلاف مرتضوی مرتبہ ثانی - یہہ ہے کہ جب سید عالم صلعم
نے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ مکرمہ کیطرف ہجرت کی تو حضرت علی کو
اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا تا کہ آنحضرت کیطرف سے ادای ودایع و امانات
کرین قال فی الصواعق ولما ھاجر النبی صلعم الی المدینہ امرہ
ان یقیم بعدہ بمکۃ ایاما حتی یودی عنہ امانتہ والودایع والوصایا
التی کانت عند النبی صلعم ثم یلحقہ باھلہ کہا ہے صاحب صواعق

محرقہ۔ نے جبکہ ہجرت کے نبی صلعم نے طرف مدینہ منورہ کے حکم دیا
علی مرتضی کو کہ میری بعد چند روز مکہ مین قیام کرو تا کہ حضرت کیطرف
سے ادا کرین امانتون کو اور ودیعتون کو جو نبی صلعم کے پاس
تہین پہر بعد ادا امانات و ودائع و وصایا کے آپ معہ اہل وعیال
نبی صلعم حضرت سے جا ملے اس ضمن مین ایک خاص خلافت بہی
واقع ہوئی جسکو سنکہ اہل معرفت کو وجد آجائے اور وہ یہہ ہے
کہ جب بوقت شب رسول خدا صلعم راہی غار ہوئی تو حضرت علی
کو اپنی بستر پر اپنی چادر اوڑہا کر سُلا گئے وزعم الناس انہ
رسول اللہ صلعم۔

استخلاف سیوم نزول آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
ترجمہ اور تفسیر اسکی باب آیات مین لکہی گئی ہے مطلب آیت کا یہہ
ہے کہ مسلمانون کے تین ولی قرار دی گئی خدا اور رسول اور رکوع
مین خیرات کرنیوالا مومن نمازی یعنے علی مرتضی۔ یقین ہے کہ ولایت
خدا اور رسول کا کوئی انکار نکریگا اسلئے خدا اور رسول نے بعد نزول
آیت مذا ہمیشہ امت کو آگاہ کیا ہے کہ تیسرا ولی تمہارا علی مرتضی ہے
ذکر آیات مین گذرا کہ ہر مسلمان سے خدا کے روبرو ولایت علی کا سوال
ہوگا۔ باب احادیث مین چند روایات منقول ہوچکین کہ فرمایا آنحضرت
صلعم نے انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی دیگر یا علی انت منی

وانا منك وانت ولی کل مومن ومومنة من بعدی دیگر یا بریدہ لاتصبین فی علی انه منی وانا منه وهو ولیکم بعدی۔ و دیگر من کنت ولیه فهذا علی ولیه۔ اگر کتب اہل سنت کو بغور ملاحظہ کیا جاوے توصدہا روایات اس آیۃ قرانی کی تائیدین باظہار ولایت علی ابن ابی طالب نکلین گے۔ ازانجملہ خصایص نسائی مین متعدد روایات ولایت درج ہین کہ جنمین سے بیشتر چند روایات نقل ہوچکی ہین۔ دیگر عن عائشة بنت سعد ان رسول الله خطب وقال اما بعد ایها الناس فانی ولیکم قالو صدقت ثم اخذ بید علی وقال هذا ولیی و یودی عنی وال الله من والاه وعاده من عاداه وعن سعد قال اخذ رسول الله صلعم بید علی فخطب فحمد الله واثنی علیه ثم قال الم تعلموا انا اولی بکم من انفسکم قالوا نعم صدقت یارسول الله ثم اخذ بید علی فرفعها فقال من کنت ولیه فهذا ولیه وان الله لوال من والاه وعادی من عاداه۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ چہارم

بوقت تبلیغ سورۂ برات کے ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ تبلیغ احکام سورۂ برات بوقت حج ضرور تھی مگر اُس سال حضرت کا جانا نہوسکا اور معاملہ خفیف سمجھکر حضرت نے سورۂ برات حوالہ حضرت ابوبکر کے کردی کہ مکہ معظمہ مین جاکر بوقت حج تبلیغ احکام سورہ سے کرین بعد ازان وحی الٰہی نازل ہوئے کہ یہہ تبلیغ رسالت ہے

یا تم خود جاؤ یا علی مرتضیٰ کو بھیجو کیونکہ کار تبلیغ رسالت تمہارے طرف سے سوای تمہارے اور علی کے اور کوئی انجام نہیں دی سکتا
نقل النسائی فی الخصائص عن انس قال بعث النبی صلعم براءت مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا واعطاہ ایاہ یعنی حضرت نبی صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو مع سورۂ براءت مامور کیا اور پھر واپس بولا کر فرمایا کہ اسکی تبلیغ سوای میری اہل کے اور کوئی نہیں کر سکتا پس بولا یا علی مرتضیٰ کو اور سورۂ براءت آپکی حوالہ کی۔ بلکہ دیگر روایات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر چند منزل قطع مسافت کر چکے تھے اوسکے بعد بموجب حکم وحی واپس بولا کر حضرت علی کو تعینات فرمایا۔
اخرج النسائی عن علی ان رسول اللہ صلعم بعث ببراءت الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ بعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل بی شی قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی روایت کی امام نسائی نے حضرت علی سے کہ نبی صلعم نے تعین کیا ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورۂ براءت طرف اہل مکہ کے پیچھے اونکی حضرت علی کو بھیجا اور حکم دیا ابوبکر سے کتاب لیکر تم مکہ کو جاؤ اور تبلیغ سورہ براءت کرو فرمایا حضرت علی نے کہ میں جا ملا ابوبکر سے اور کتاب رسول صلعم اون سے واپس لیلی پس

لوٹ آئے ابوبکر مگر نہایت غمگین و رنجیدہ اور عرض کی یا رسول
اللہ میرے حق مین کوئی حکم اوترا فرمایا نہین مگر مجھی حکم ہوا ہے کہ یا تو خود
مین اسکی تبلیغ کرون یا مرد میرے اہلبیت کا —

یہہ بات صاحبان عقل پر پوشیدہ نہین کہ خلافت پیغمبر مراد اوسی منصب کے
سے ہے کہ غیبت پیغمبر مین پیغمبر کے طرف سے تبلیغ رسالت کیجاوے پس
جبکہ حضرت ابوبکر قابل اس منصب کے قرار نہ پائی اور عام اصحاب
کیلئے ممانعت ہوگئی کہ کوئی شخص سوائی اہلبیت پیغمبر کے پیغمبر کیطرف
سے ادا رسالت نہین کرسکتا تو ثابت ہوگیا کہ خلافت پیغمبر فقط
اہل بیت پیغمبر سے متعلق ہے جو غیر لوگ خلیفہ مقرر ہوئے اونکی
خلافت قطعی باطل اور ناجایز ہے —

امتناع خلافت جملہ صحابہ
و انحصار خلافت بر اہل بیت پیغمبر

عام صحابہ کے استحقاق خلافت کا امتناع بروی روایات مندرجہ بالا
ظاہر ہوا مگر دیگر روایات مین اس سے زیادہ تشریح ہوئی ہے یعنے
مندرجہ بالا سے تو یہہ ہی پایا گیا کہ حضرت ابوبکر قابلیت تبلیغ رسالت
نیابتاً عن النبی صلعم نہین رکھتے تھے خود پیغمبر خدا انجام دیتے یا اونکی جگہ حضرت علی
خلافتاً و نیابتاً انجام دیسکتے ہین مگر جو روایات آیندہ لکھی جاتی ہین اونسے علی العموم ہر غیر اہلبیت
کو ہر حکم ہر معاملہ کے تبلیغ سے ممانعت ہوئی تھی۔ انہین روایات کے بعد
خصایص نسائی مین جو روایت سعد سے کیگئی ہے اوسمین یہہ لفظ ہے

فلا یودی عنی الا انا او رجل منی یعنی نہین ادا کر سکتا میری طرف سے کوئی شخص الا مین یا وہ مرد جو مجھ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مرد علی ہین کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے انہ منی وانا منہ یعنے وہ مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون - یہہ امتناع اگرچہ فقط تبلیغ سورہ برات کے لیے واقع ہوا لیکن یہہ حکم عام تبلیغ رسالت سے متعلق ہے خواہ کوئی معاملہ ہو کیونکہ بعینہ یہہ سے حکم علاوہ تبلیغ سورہ برات کے عام امورات متعلقہ رسالت کے تبلیغ کی بابت صادر ہوا ہے اور اوسکو قصہ سورۂ برات سے کچھہ علاقہ نہین عام احکام کی بابت ہے کما نقل النسائی فی خصاخصہ اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا اسمعیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن عبادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ فلا یودی عنی الا انا او علی یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھسے ہے اور مین اوس سے پس کوئی شخص ادا رسالت میری طرف سے نہین کر سکتا بجز میرے اور علی کے -

استخلاف مرتضوی بمرتبہ پنجم - ایک بہت بڑا استخلاف ہی اور قصہ اوسکا یہہ ہے کہ جس وقت نبی صلعم بارادہ جنگ قیصر روم عازم تبوک ہوئے تو علی مرتضی کو مدینہ منورہ مین اپنا خلیفہ مقرر کر گئی جن لوگون کو عقل و فراست سے کچھہ بھی حصہ ملا ہے وہ اس خلافت کی ضرورت اور اوسکے وقعت کو خوب جان سکتے ہین - کیونکہ فن سیر و تاریخ

ے کے ماہر خوب جانتے ہین کہ حضرت علی کے شجاعت اور دلاوری کا درجہ
کہانتک مرتبہ بلند پر پہونچا ہوا ہے تمام غزوات نبی صلعم مین ہمیشہ اپنی
کار نمایان کیئے یہانتک کہ سب اصحاب اکثر مقامات پر نبی صلعم کو تنہا چھوڑ
کر بھاگ گئے مگر وہ کرار غیر فرار نبی صلعم کو کبھی تنہا چھوڑنے کا روادار
نہوا۔ اصحاب فہم وذکا اسبات کو دریافت کرسکتے ہین کہ نبی صلعم کو حضرت
علی پر کہانتک بھروسہ تھا۔ یہہ عزم جنگ تبوک کسی قبیلہ یا قوم کے
لڑائی نہتی یہہ ایک بڑی جلیل القدر شہنشاہ کا مقابلہ تھا ایسے وقت
مین حضرت علی کو مدینہ مین چھوڑنا صاف صاف اوس ضرورت کو
ظاہر کررہا ہے جو نبی صلعم کو اوسوقت اونکی مدینہ مین چھوڑنے پر
داعی ہوئی تھی۔ جو لوگ طریقہ حکومت اور انتظام سلطنت کو
جانتے ہین اونسے پوچھئے۔ کہ واقعی یہہ وقت ایسا ہے تھا کہ نبی صلعم
اپنی وارث جائز کو اپنی تخت گاہ پر قایم کرین اور جو کچھ حضرت
علی کے ساتھ رکھنے سے بوجہ اونکی شجاعت اور دلاوری کے آنحضرت
کو تقویت ہور دلجمعی تہی اوسکا کچھہ خیال نکرین چنانچہ آنحضرت صلعم
نے اوسی قانون حکومت پر خیال کرکے حضرت علی کو مدینہ مین اپنا
جانشین کردیا۔ گویا فی الواقع نبی صلعم نے سب امت پر اسبات
کو جتلادیا کہ محمد صلعم کے تاج وتخت کا وارث حقیقی علی مرتضیٰ ہے
جسکو ایسی بڑی عظیم مہم پر جاتے وقت اپنا خلیفہ کردیا ۔
یہہ حدیث بوجہ غایت شہرت اور تواتر کے محتاج کسی ثبوت کے

نہین خود مولف نے بہی اسکو نقل کیا ہے اور بعضی بہت تشریح کی ساتھ
اسی رسالہ مین اس حدیث اور اسکے معنی کو لکہا ہے اس موقعہ پہ زیادہ
ضرورت تحریر روایات سکے نہتی مگر چونکہ مولف نے براہ عداوت لفظ
خلافت کو ترک کر کے ابطور محافظ زنان مقرر کرنا لکہا ہے اسلئے ہم کو یہہ
عبارت صواعق محرقہ کے لکہنی پڑی۔ (باب ماثر علی) سکے شروع کے
عبارت ہم پیشتر نقل کر چکے ہین ذکر ہجرت تک اور اوسکے بعد یہہ لکہا ہی

وشهد مع النبی صلعم سائر المشاهد الا تبوك فانه صلعم استخلفه
علی المدینة وقال له حینئذ انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی

یعنے حضرت علی تمام مشاہد مین سوای تبوک سکے ہمراہ رسول خدا صلعم کے
رہے اور تبوک مین ہمراہ نجانے کے یہہ وجہ تہے کہ آنحضرت صلعم نے
اونکو مدینہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا اور اوسوقت حضرت علی سکے شان
مین یہہ فرمایا کہ تو میری نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون تہا موسی کے نزدیک
الا یہہ کہ بعد میری کوئی نبی نہین ہے۔

استخلاف ششم - اگرچہ نبی صلعم نے بارہا امت کو اس امر سے آگاہ
کر دیا کہ خلافت و امامت حق اہل بیت پیغمبر کا ہے اور سوای اہل بیت
سکے اور نہ کوئی شخص صحابی ہو یا پدر صحابی منصب خلافت کو نہین پاسکتا مگر پیغمبر خدا نے
امت سکے بشرہ سے اور اونکی حرکات و سکنات سے اس امر کو دریافت
کر لیا کہ ان لوگون سکے دل مین فساد ہے اور اون احکام کو گوش ہوش
سے نہین سنا اسلئے آخر زمانہ حیات مین جبکہ آنحضرت صلعم بارادہ ادای

حج مکہ کو تشریف لے چلے تو آپنے تمام قبایل عرب مین منادی کرادی
کہ جسکو نبی صلعم کے ساتھہ حج کرنا ہو وہ مکہ کو چلے اس حج کو حجتہ الوداع
کہتے ہین اگرچہ عوام لوگ خیال کرتے ہین کہ اس سال حج کے لئے رسول
خدا کا جانا واسطے تعلیم مسائل حج کے تہا لیکن درحقیقت آپ فقط انتظام
خلافت کے لیئے تشریف لیگئے تہے۔ کہ وہان تمام قبائل عرب پر ظاہر ہو جائیگا
کہ بعد نبی صلعم کون پیشوای امت ہوگا۔ مضمون آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول
بلغ سے آشکارا ہے کہ اس عزم حج سے پیشتر نبی صلعم مامور ہو چکے تہے
کہ حضرت علی کو اپنی جگہ خلافت پر نصب کردین اور آنحضرت صلعم اسی وجہ
سے حج کو تشریف لیگئے مگر اس خیال سے کہ منافق لوگ طعنہ دین کہ اپنی
عزیز برادر و داماد کو سلطنت کا مالک کئے جاتے ہین یا بروی امر
تقدیری کہ امت کے ایمان کا امتحان اسی معاملہ پر منحصر کیا گیا ہے عرفہ کے
دن اگرچہ اس امر کو قرار دیدیا کہ میری وفات کے بعد امام اور پیشوائے
برحق جسکے تمسک سے امت ہدایت پائی۔ اور ترک تمسک سی گمراہ
ہوجاسے قران اور اہل بیت پیغمبر ہین اور امت کے یہہ اطمینان بہی
کرادی کہ مری اہل بیت ہمیشہ قران کے ساتھہ رہینگے۔ اور قران ان
کے ساتھہ رہیگا آپس مین ایک دوسری سے جدا نہونگے اگرچہ یہہ اشارہ
بہی ابلغ من التصریح تہا۔ اور درحقیقت یہہ بہی صریح استخلاف مرتضوی
تہا۔ لیکن کسی ضرورت یا مصلحت سے اوسوقت آپنی بطریق معہودہ
اہل حکومت و ریاست مسند نشین نہین لیا۔ فقط امت کو ہدایت کردی

انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی ان تمسکتم بھما لم تضلوا بعدی فانھما لم یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے مین اپنے بعد تم مین دو شی جلیل القدر جو ایک دوسری سے بڑی ہین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا کے دوسری اہل بیت میری اگر ان دونون سے تم تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے اور بہ تحقیق کہ یہہ دونون باہم ایکدوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ حوض کوثر پر میری پاس پونچین۔

اگرچہ جاننے والے جانتے ہے کہ اہل بیت و عترت سے بہی علی ابن ابیطالب سے مراد ہین کیونکہ بارہا آنحضرت نے لفظ اہل بیت کی تشریح فرمائی جیسا کہ آیۂ تطہیر آیہ مودت آیۂ مباہلہ آیۂ صلواۃ مین مرقوم ہو چکا اور یہہ بہی بارہا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ القران مع علی وعلی مع القران لا یفترقان حتی یردا علی الحوض رواہ الطبرانی فی الاوسط

لیکن اسی موقعہ پر فقط اسیقدر ہدایت پر اکتفا کیا گیا۔ کہ جس سے امت پر یہہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا دینی پیشوا سوای اہل بیت پیغمبر کے اور کوئی نہین ہو سکتا۔ مگر خدا تعالے کو یہہ کارروائی پسند نہین آگی یہانتک کہ حضرت نے مکہ معظمہ سے کوچ کردیا۔ اور نواحی جحفہ مین سرراہ آنحضرت معہ لشکر چلے ہوی جاتے تہے جس وقت خم غدیر کے موقع پر پہونچی اوسیوقت یہہ آیت نازل ہوی کہ آپنے ہمارا حکم امت کو کیون نہین پونچایا یعنے علی کو اپنا جانشین کیون نہین کردیا

اگر اشرار امت سے خوف ہی تو تمہارے سے محافظت کرینگے اوسوقت رسول خدا صلعم مجبور ہوگئے اور چلتے چلتے ٹھیر گئے۔

استخلاف ہفتم ذکر نزول آیۂ بلغ الخ معہ حوالہ لفاسیر باب آیات مین گذرا۔ اور خطبہ غدیر شروعًا اس رسالہ مین چند بار نقل ہوچکا اور خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ منجملہ روایات صحیحہ متواترہ اہل سنت کے ہے اور کتب ستہ و دیگر جمیع کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہے تہاتک کہ شیخ ابن حجر صواعق مین لکھتے ہین۔

وانہ رواہ عن النبی صلعم ثلثون صحابیًا وکثیر امن طرقہ صحیحا او حسن یعنے یہہ حدیث غدیر وہ حدیث ہے جسکو تیس اصحاب پیغمبر خدا نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے اور بہت سے طرق اس حدیث کے صحیح اور احسن ہین۔

امام نسائی نے قریب دس بارہ طرق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اکثر طرق مین بجاے لفظ مولا کے ولی مستعمل ہے جس سے وہ گنجائش بہی اہل سنت کو جاتی رہے کہ کہا کرتے تہے کہ مولا بمعنے غلام بہی ہے اب ہم حدیث کی نقل کرتے ہین اگر جدا جدا ہر کتاب کی روایت کو لکہا جاوے تو طول کے سوای کوئی فائدہ نہین۔

اخرج احمد عن براء بن عازب والنسائی بطرق عدیدہ فی الخصائص۔ عبارت تمہید یعنے نزول غدیر خم و تیاری منبر و گفتگوی تمہیدی رسول خدا صلعم انی اولی بالمومنین من انفسہم وغیرہ

کو چھوڑ کر اصل عبارت حدیث نقل کیجاتی ہے

ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فانظروا کیف یخلفون فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی عزوجل مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید علی وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ گویا مین خدا کے حضور بولایا گیا ہون یعنے پیام اجل آیا ہے اور مین نے اوسکی اجابت کی ہے اور بہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین دو بھارین چیزین چھوڑتا ہون ایک دوسری سے بڑی ہے کتاب خدا کی اور عترت واہلبیت میری اگر تم لوگ ان دونون سے تمسک کروگے تو میری بعد ہرگز گمراہ نہوگے۔ پس نگاہ رکھو کہ مری پیچھے اونسے کیا سلوک کروگے پس بتحقیق کروہ ایک دوسری سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون پھر فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالے جلشانہ میرا مولا ہے اور مین ولی جملہ مومنین کا ہون پھر آنحضرت نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بارالٰہا جس کسی کا کہ مین مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ اور نصرت کر اوسکی جو علیؑ کی نصرت کرے۔ اور مخذول کر اوسکو جو علیؑ کی نصرت ترک کرے اور

پھیرے حق کو اوسکے ساتھ جدہر کو وہ پھرے۔
بعد اسکے ذکر مبارکباد وینی حضرت عمر کا ہے بخ بخ لک یا ابن ابی طالب
الخ یہہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے جسکو صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا
اور روایت مندرجہ خصائص نسائی عن زید بن ارقم اسی کے قریب قریب
ہے فقط یہہ تبدیلی ہے۔ ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت
ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ الی اخرہ۔ یعنی خصایص مین بجای
مولا کے ولی روایت کیا گیا ہے۔
قد نقل فی الصواعق انہ صلعم قال حدیث الثقلین فی حجۃ الوداع
بعرفۃ وقال بالمدینۃ فی مرضہ وقد امتلاءت الحجرۃ باصحابہ
وایضا انہ قال ذلک بغدیر خم۔ وایضا قال لما قام خطیبا بعد
انصرافہ من الطائف وفی روایۃ عند الطبرانی عن ابن عمر اخر ما تکلم بہ
النبی صلعم اخلفونی فی اھلبیتی یعنی بقول صاحب صواعق حدیث ثقلین بو اتم
ومقامات مندرجہ ذیل مین انحضرت صلعم نے فرمائی۔ حجۃ الوداع مین بمقام
عرفات۔ مدینہ منورہ مین بوقت بیماری جبکہ حجرہ ادمیون سے بہرا ہوا تہا
غدیر خم مین جسکا تذکرہ شروع ہوچکا بوقت واپسی از طایف خطبہ فرماتے
ہوئے۔ بحسب روایت طبرانی عن ابن عمر ثابت ہوتا ہے کہ بوقت رحلت
نبی صلعم جو آخر کلمہ آپ کے زبان سے واسطے ہدایت امت کے نکلا
وہہ یہہ تہا اخلفونی فی اھلبیتی

HYDERABAD

تمام شد کتاب لاجواب الموسوم بہ اعلان الہدیٰ جواب اسرار الہدیٰ بتاریخ یکم ماہ ذیحجہ ۱۳۱۱ھ ہجری
مطابق ۷ جون ۹۴ ۱۸ء

قطعہ تاریخ از تصنیف شاعر عالی فکر نازک خیال و مورخ با استعداد ناظم و ناثر باکمال جناب سید جواد علی صاحب متخلص بہ جواد مصنف مثنوی فسانہ عشق شاگرد ارشد عالیجناب فیض مآب شاعر شیرین کلام مداح امام علیہم السلام سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر دام افضالہم و زاد اقبالہم

نسخۂ اہدای ہدایت شعار　　تازہ کن مزرعۂ ایمان نوشت
گفت بدیہہ ہاتف غیب از جواد　　عقدہ کشا نو گل خندان نوشت

۱۳۱۱ ہجری

صحت نامہ کتاب اعلان الہدیٰ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳	۱۲	الامتہ	۱۹	۱۹	دروازہ کھولنا	۲۶	۱۲	حضرات	۳۴	۱۱	مغلق
〃	۱۶	السعیدین	۲۰	۶	روایت کرتے ہیں	۲۷	۱۴	مرجاؤ	〃	۱۴	ارادہ
۴	۴	اواخر	〃	۹	نسائی	〃	۱۶	آپ	۳۵	۱۶	کرانا
۵	۶	تین	۲۲	۴	حمیر	۲۸	۱۵	ہمت	۳۶	۵	ولی
〃	۱۰	کیے گئے	〃	۱۳	مضمون پر	۳۰	۱۵	بندوبست کرنا	〃	۷	خلافت
〃	۱۳	پھلی شہری	۲۳	۱۷	لان یکون	۳۱	۱۴	پیش رفت	〃	۱۱	دے سکتا
۶	۱	رشیقہ	〃	〃	حمر	〃	۱۵	قراردون	〃	۱۷	ہوتین
۹	۱۴	چھچھورا	۲۴	۱	اس روایت کو	〃	〃	روم	۳۷	۱	عائشہ
۱۴	۱	بالکل موضوعی	〃	۲	منصلتین	〃	۱۸	تیمنی	〃	۶	روایت
〃	۴	پہچانی	〃	۱۲	فاتبعتہ	۳۲	۳	سمجھے	۳۸	۳	کہ لوگوں
۱۷	۶	پاک مسجد	۲۵	۷	حلال بین	۳۳	۱	تو	〃	۱۰	راویان
〃	۹	یا مسیل	۲۶	۷	قاتی	〃	۴	تو	〃	۱۲	علیہ الصلوٰۃ
۱۸	۱	بہ تفسیر	〃	〃	جبیر بن	〃	۱۹	موقع تھا	۳۹	۳	ہوگا
۱۹	۱۶	ثقات سے	〃	۶	جبیر بن	۳۴	۶	کو چار ناچار	〃	۴	اور جبکہ جملہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳۹	۵	بیخ کنی	۵۵	۷	دبا	۹۰	۱۱	نہین ہے	۱۲۵	۴	پچہم
〃	۱۴	معزول کردیا	۵۸	۸	صفحےکی	۹۱	۳	بڑے درجہ کے	〃	۶	بزدلی
〃	۱۵	کی	۶۶	۱۵	جب تبوک	〃	۷	فاصل	〃	۱۷	درمیان مین
〃	۱۶	صحاح اہل سنت	۶۷	۶	ہو سکتا	〃	۱۲	فرق	۱۲۶	۸	باطل ہوگی
۴۰	۱۴	کرد	〃	۹	رازداری کی	۹۲	۱۲	تاکید	〃	۱۰	پیغمبری
〃	۱۵	جہیر الصوت	۶۸	۴	کہ رسول صلعم	۹۳	۳	کے شروع	۱۲۷	۶	تشییع
〃	۱۸	ذلیل کرایا	〃	۶	حین حیاتہ	〃	۸	نجران	۱۳۰	۱۲	اور حسینؑ اور علیؑ
۴۱	۱۲	پابہاے	۷۰	۷	ان جملہ	〃	۱۲	کہ آوبلاوین	۱۳۱	۱۲	اعمام
〃	۱۷	پیشنمازی	۷۲	۱۴	برعکس	۹۴	۱۳	مخلوقات	۱۳۳	۱۰	حاکم
۴۲	۱۸	مخصوص	۷۴	۸	واہمہ	۹۵	۱۶	بھائی	〃	۱۵	گنا ہون
۴۳	۵	مخصوصہ	۷۹	۱	براہ	۱۰۱	۱۲	کا صاف	〃	۱۹	شرعی
〃	۹	تمہارا	〃	۱۸	عائشہ	۱۰۲	۱۱	زہرہ	〃	〃	زمانہ رسولخدا
۴۴	۱۲	دے سکتے	۸۰	۸	اسوقت	۱۰۳	۱۶	اس سے	۱۳۴	۱۳	وہ
〃	〃	بطریق اخبار	〃	۱۳	ہون	۱۰۵	۱	بخاص	۱۳۸	۱۴	حوامل
〃	۱۹	فی اللہ	۸۳	۲	کہ	〃	۶	خلیفہ	〃	۱۶	حمل
۴۵	۸	بزاز	〃	۳	علف	〃	۱۶	انہا	۱۳۹	۶	گردن مین
〃	۹	قالوا	۸۴	۸	عنوان	۱۰۷	۸	ہنوز	۱۴۴	۱۲	استیصال
〃	۱۰	علیکم الفدا	〃	۱۸	دوسرے سے	۱۰۸	۱۶	دیدان	〃	۱۳	خارج
			۸۵	۱	رہ گئے	۱۰۹	۱	گردانیدہ	۱۴۶	۳	گشتہ
۴۶	۷	بمنزلتہ	〃	۱۵	علی	۱۱۰	۱۳	بخلافت	〃	۹	بوسے
۴۸	۱۹	انہ	۸۶	۳	الیوم	〃	۱۶	نہ خلافت	〃	۱۶	خلیفہ
۵۰	۱۶	بالجرف	〃	۴	دنیا	۱۱۱	۱۰	کو اپنا	〃	۱۹	علیحدہ علیحدہ مین
〃	[illegible]	جز دروغ گفتند	۸۷	۲	مابعد	〃	۱۹	مخلص	۱۴۷	۱۲	بن کعب کے
۵۱	۴	اون مین	۸۸	۵	کسی کے	۱۱۲	۵	عاد	〃	۱۹	اور بدل گئے
۵۲	۷	وزیرا	〃	۹	تمکو	۱۱۳	۶	یہ نہین	۱۴۹	۱	کھینچے
〃	۱۵	قد اوتیت سؤلک	〃	۱۵	انتظام	۱۱۴	۷	رسول خدا	۱۵۳	۱۳	کا محالات
		یاموسی سوقال	۸۹	۲	بدرجہ اولے	۱۱۵	۵	حکم کی	۱۵۶	۱۰	نمونہ
		فی سورۃ الاخرے	〃	۴	اتنی	۱۱۷	۱۰	ہوئی بات	〃	۱۴	فی سبیل
		قد اتینا موسیٰ	〃	۱۰	کا ہو	۱۱۸	۱۲	بزدلی	۱۵۷	۱۷	عثمان نے
		الکتاب و	〃	۱۸	لکہا ہے	۱۲۱	۱۰	فرمارہے ہین	۱۵۹	۱۷	پوچھ پوچھ کر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۱۶۱	۶	آخر	۱۹۹	۳	غلاۃ	۲۳۰	۱۴	پاوے	[illegible]	۱	تسمید
=	۷	سورتون	۲۰۲	۷	کا	=	=	بخارتی	=	۹	دعا
۱۶۲	۱۰	قرآن	۲۰۳	۱۴	کا	=	۱۹	ہین	=	۱۵	بامرالرب رب
۱۶۳	۱۷	تطویل	۲۰۵	۱۱	بلکہ ہین	۲۳۱	۷	انہون نے	[illegible]	۱	[illegible]
۱۶۴	۸	ہین بیان	۲۰۷	۱۰	مشورہ	[illegible]	۱۲	فانفذہ	=	۳	اسرائیل
۱۶۶	۸	علی ابن	=	۱۹	اشارہ	[illegible]	۱۴	متشبہ	=	۵	البعا
=	۱۵	بجنہیں	۲۰۸	۱۵	اجماع اور قیاس پر	[illegible]	۶	مرتد ہوکر	[illegible]	۱۱	نبوت
۱۶۷	۱	حکم کو	۲۱۱	۱۵	موتہ	=	۱۲	ضرور	=	۱۹	کھیلنے کودنے
۱۷۰	۶	سمرہ	۲۱۳	۳	بین بیٹھہ	=	=	ساری	[illegible]	۱	الزبیر
۱۷۱	۶	اسراف	=	۴	کرنیلی	=	۱۸	تجہیز	=	۱۰	زید بن
۱۷۲	۱	تخلف	۲۱۵	۷	تقرر	۲۳۶	۲	اہل	[illegible]	۵	کافرا
=	۱۷	بڑے	=	۱۹	بدبختی سے	=	۵	مشکواۃ	=	۱۴	بہ یوم
=	۱۸	مخالفت	۲۱۸	۱۴	تبع	[illegible]	۳	مخصوص	=	۱۷	مولاہ
۱۷۳	۱	قطنی	۲۱۹	۵	وہ کون	=	=	خلافت تھے	[illegible]	۱	۱۶۹
۱۷۶	۴	دعوی	۲۲۰	۷	غلام	=	۱۶	دو یار	=	۱۹	جمہور
=	۱۱	معنی	=	۸	اور مال	[illegible]	۲	ہجوم	[illegible]	۱	کراحق
۱۷۹	۵	جواب	۲۲۳	۱۹	نبی	[illegible]	۱	یکتب	[illegible]	۱۰	تقدم
۱۸۲	۷	منقول ہین	=	=	ساتھہ	=	=	ورسولہ	[illegible]	۱۰	شجاعت
=	۱۴	صاحب نے	=	=	اپنی	[illegible]	۴	یہ نہ سمجھے کہ حق تو	[illegible]	۱۱	جنہون
۱۸۳	۳	مفضول	۲۲۵	۸	سہ	۲۴۱	۹	وجہہ	[illegible]	۴	استحقاق
۱۸۵	۱۰	گذرتا	۲۲۶	۳	جو کچھہ	۲۴۲	۱۸	کرے	[illegible]	۱۲	افضلہم کو
۱۸۷	۱۹	ہاجرہ خاتون	۲۲۷	۱۴	کہ یہ اپنے	=	۱۹	گمان وے	=	۱۹	بشیر
۱۹۱	۱۱	مشرب	۲۲۸	۳	کردیا جاوے	۲۴۳	۱	مقاتلہ	[illegible]	۶	خویش
۱۹۲	۱۲	توآپ نے	=	۱۴	وہی صورت	=	۱۵	احق	[illegible]	۱۳	مداوا
۱۹۳	۱۹	خزاعی			نکرے گا	=	۱۹	الی	[illegible]	۴	ناواقفیت
۱۹۵	۷	السجادی	=	۱۹	پریشان	۲۴۸	۷	افقتلتموہ	=	۱۳	آپ
۱۹۷	۱۹	روتا ہے کیا	۲۲۹	۳	ہوتا ہو	۲۴۹	۵	ہوالذی	[illegible]	۱	جب
=	=	ہے کیا	=	۱۶	بنائی	=	۶	یخبعلہم	=	۱۳	جوکہ حضرت
۱۹۸	۵	یاد و ہین اور	۲۳۰	۳	المال	=	=	یجعلہم	[illegible]	۱۵	غدار
۱۹۹	۲	طغاۃ	=	۱۲	یہ حکم	۲۵۰	۱۳	جاعلک	[illegible]	۱۴	وسائر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۲۸۵	۴	جسکا دروغ	۳۱۵	۱۹	بخت نصر	۳۴۳	۱	سارا	۳۸۷	۹	وسے موذن
〃	۱۷	جاہل	۳۱۶	۳	ثابت وتمکن	۳۴۵	۱۱	حال	۳۸۸	۱	عنہم
〃	۱۹	جبکہ تم خود	〃	۱۰	تفسیر مین نہین ہے	〃	۱۴	مواقعہ	〃	۷	سائل
۲۸۶	۶	کراع الغمیم	〃	۱۴	آیت مین	〃	۱۹	بجنسہ	۳۹۱	۲	ہین
〃	۱۴	کراع الغمیم	〃	۱۷	اوزبجائے مودت	۳۴۶	۱۴	مولف	۳۹۲	۵	الاختلاف
۲۹۰	۱	اور			اہل بیت کے	۳۴۸	۱۲	قال حدثنا	۳۹۴	۹	آیت
۲۹۱	۹	خدار	۳۲۲	۱۹	ایمانا	〃	۱۴	بقبولہا	۳۹۵	۷	خیرالبریہ
〃	۱۰	دن ہین	۳۲۳	۱	ولشیعتک	۳۵۰	۱	درج ہین	〃	۱۰	ہم
۲۹۴	۱۸	کئیب	۳۲۴	۱۲	اختصار	۳۵۲		۳۵۲	〃	۱۱	اخرج
۲۹۶	۱۲	ای	〃	۱۳	کہا	〃	۱۴	نادانی	۳۹۸	۱۴	دشمنی
۲۹۷	۱۲	کو دیکھکر	۳۲۶	۱۸	بر	〃	۱۹	خود	۳۹۹	۱۵	امرار
۳۰۰	۶	مولاہ	۳۲۷	۶	مفہوم	۳۵۴	۱۱	کیطرف	۴۰۱	۷	تحلقہ
۳۰۱	۷	مثل اصحاب اربعہ	۳۲۸	۶	تقدیرًا	۳۵۶	۷	تمہارے	۴۰۵	۱۰	سابقین
〃	۱۸	اسقف	〃	۷	بذ	۳۵۷	۱۰	طرح دیجانا	۴۰۶	۱	ہے
۳۰۲	۱۲	قاعدہ	۳۳۰	۴	ویدار	۳۵۹	۱۰	فاخذ	〃	۱۰	منحصر بر علم
۳۰۳	۱۱	وقت پر	〃	۷	کی بھی	〃	۱۷	اونشون	〃	〃	جواعلم
۳۰۴	۱۹	کام نہین	۳۳۱	۴	بنے بھی	۳۶۳	۱	ماشاءاللہ	۴۰۸	۱۸	عجز
۳۰۵	۵	تمکث	〃	۱۵	تفصیل	〃	〃	توابد	۴۱۰	۱	بچا
۳۰۶	۱۵	بعلی	۳۳۲	۴	سجدے	〃	۷	قابل	〃	۹	قضایا بھی
۳۰۷	۱۸	دکھاوین	۳۳۳	۴	بازپرس	۳۶۶	۱	کو	〃	۱۶	متخاصمین
۳۰۹	۹	کتبہ	〃	۱۹	بسوال	۳۶۸	۸	افتراء	۴۱۲	۳	ایک
۳۱۰	۷	مادہ	۳۳۴	۶	کے بارے	۳۷۲	۴	خبیث	۴۱۴	۱۹	فرماتے تھے
۳۱۱	۱۴	ہوتے ہوتے	〃	۷	امامت کا	۳۷۵	۱۵	بتلاہوئے	۴۲۲	۳	ہرد
〃	۱۵	کرتے	〃	۸	ظاہر ومعلوم	۳۷۶	۱۸	المغارب	〃	۱۴	روایات
۳۱۲	۷	انہون نے	۳۳۶	۶	تمہارا	۳۷۸	۱۴	مومنین سے	〃	۱۷	روایات
۳۱۳	۱۸	رہے ہین	〃	۱۷	کاذبون کو	〃	۱۵	صاف	۴۲۵	۹	خصائصہ
۳۱۵	۷	سمجھ لیا	۳۳۸	۱۷	دقیق بھی	۳۸۲	۱۳	افتراپردازی	〃	۱۱	عنی
〃	۱۴	اہل تمکین کو اپنا امام	۳۳۹	۱۸	ہے نہین ہے	۳۸۴	۵	نقشی	۴۲۸	۱۵	کردی
		وجب الاتباع سمجھا	〃	۱۵	ہین اور	۳۸۵	۱۸	زیادہ	〃	۱۹	کہا
〃	۱۵	کراوتکو	〃	〃	سرنور	۳۸۶	۱۴	وحدانیت	۰	۰	تمت